بحث
وما اهل به لغير الله
حل مسئلہ
گیارھویں شریف
صائم چشتی
چشتی کتب خانہ
رشید مارکیٹ
جھنگ بازار
لائلپور

Authority : Ghulam Farid Haidari Madaari

www.MadaariMedia.blogspot.com

بصد خلوص و نیاز

بحضور جناب حضرت محبتہ صوفی اللہ دتہ صاحب دامت برکاتہم القدسیہ

نیاز کیش ۔ صلاح حسنی

مورخہ ۱۲ ۔ جنوری 1973

۳ بجے بعد نماز ظہر

بحث

وَمَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ

حل مسئلہ

گیارہویں شریف

نذر نیاز — ختم درود — فاتحہ — تیجا قل — ساتا — دسواں

ماہانہ — چہلم — برسی — عرس — برادری اکٹھ

تصنیفِ لطیف

صائم چشتی نگرانِ "آستانہ" لائل پور

ناشر: چشتی کتب خانہ نزد جامعہ رضویہ
ارشد مارکیٹ جھنگ بازار لائل پور

غ

تاریخ اشاعت
پہلی بار
۱۱؍ربیع الثانی ۱۳۹۳ھ
مئی ۱۹۷۳ء

۷۸۶
۹۲

تعداد
ایک ہزار

مصنف:- صائم چشتی
کاتب:- محمد شریف
طباعت
پکار پرنٹنگ پریس ریلوے روڈ لائلپور
الکتاب پریس لاہور

حسب فرمائش

فخر اہل سنت حضرت علامہ مولینا الحاج حاجی محمد یوسف نگینہ صاحب (پیلے گوجراں)
صوفی باصفا حضرت مولینا علامہ صوفی اللہ دتہ صاحب (وسن پورہ لاہور)
پروانہ شمع قادریہ جناب محمد شریف کاتب کتاب ہذا۔ (۳۳۳ ج ب لائل پور)

ناشر معہ
چشتی کتب خانہ نزد جامعہ رضویہ
جھنگ بازار۔ لائل پور

قیمت
اٹھارہ ۱۸
روپے

طابع
شیخ فضل کریم
خالد محمود عظیم

ملنے کے پتے

چشتی کتبخانہ جھنگ بازار۔ لائل پور
مکتبہ نبویہ داتا گنج بخش روڈ لاہور
نوری بک ڈپو دربار داتا گنج بخش لاہور
مکتبہ حامدیہ داتا گنج بخش روڈ لاہور
مکتبہ تنویر القرآن اردو بازار۔ لاہور
منیر احمد یوسفی (نگینہ سائیکل ورکس) چوک نا خدا بالمقابل ڈاکخانہ وسن پورہ لاہور
مکتبہ رضویہ فیروز سٹریٹ کراچی
مکتبہ عباسی بوہڑیا بازار جونا مارکیٹ کراچی
مدینہ پبلشنگ کمپنی میکلوڈ روڈ کراچی
ایچ ایم سعید کمپنی میکلوڈ روڈ کراچی

مکتبہ معین الاسلام گلی ۳ کارخانہ بازار لائلپور
ملک برادرز کارخانہ بازار لائل پور
شریف سنز کارخانہ بازار لائل پور
مکتبہ رضائے مصطفےٰ زینت المساجد گوجرانوالہ
مکتبہ نوریہ رضویہ وکٹوریہ مارکیٹ سکھر
شوکت بک ڈپو مسلم بازار گجرات
کتبخانہ غوثیہ نعیمیہ گجرات
کتبخانہ حاجی نیاز احمد بوہڑ گیٹ ملتان
کتبخانہ حاجی نیاز احمد بوہڑ گیٹ ملتان
خدا بھر سے بک سٹال گوجرہ
مولانا ریاض احمد (نعت خوان) خانیوال

انتساب

میں اپنی یہ تحقیقی تصنیف
پروردۂ نگاہِ مصطفےٰ، مفسرِ اول، حبر الامت سیدنا
حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کے اسم عظیم اور ذاتِ
کریم سے منسوب کرتا ہوں۔
گر قبول افتد زہے عز و شرف

نیاز آگین ..... صائم چشتی

سنِ آغاز کتاب

مَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ		
۹۰	ہجری	۱۳

سنِ طباعت کتاب

با۔ حل ختم گیارہویں شریف		
۷۳	۶	۱۹

صائم چشتی

نذرِ عقیدت

بحضور غوث الثقلین رضی اللہ عنہ
نقشِ حسنین رضی اللہ عنہما سیدنا شیخ
عبد القادر
جیلانی الحسنی الحسینی رضی اللہ
تعالےٰ عنہ

نذرہ غوث الثقلین صائم چشتی

تقریظ عالیہ

از عالیجناب فیض منتطاب جامع معقول و منقول حضرت علامہ مولانا غلام رسول صاحب شیخ الحدیث جامعہ رضویہ لائل پور۔

زیر نظر کتاب مَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ المعروف حل مسئلہ گیارھویں شریف کا بعض مقامات سے بغور مطالعہ کیا۔ فاضل موصوف صائم چشتی نے پوری تحقیق و تدقیق سے دلائل و براہین کے ساتھ معہود موضوع کو واضح کیا۔ دراصل یہ لاجواب رسالہ بے نظیر عجالہ ہے جس میں اہل تفسیر کے نقول، اہل کشف کے اصول سے مسائل کی تنقیح اور عقائد کی توضیح میں سعئ جمیل سے تحقیق کے عطشان کو تدقیق کے شنان سے سیراب کیا مسئلہ مَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ کی بسط سے وضاحت کی۔ جملہ اہل تفسیر کا یہی مسلک ہے کہ ذبح کے وقت غیر اللہ کا نام لیکر ذبح کرنا ہی حرمت کا باعث ہے۔ صرف نامزد کرنے سے جانور حرام نہیں ہوتا۔ ورنہ حَرَّمُوْا مَآ اَحَلَّ اللّٰهُ کا مصداق ہوگا۔

مشرکین بتوں کے نام پر جانور چھوڑ دیتے تھے اور ان کو حرام جانتے تھے۔ شریعت نے ان کی تردید کی کہ ان کے حرام کر دینے سے یہ حرام نہ ہوں گے۔ حدیث پاک میں ہے کہ یہ شیطان کی تحریف ہے مسئلہ گیارھویں اور نذر نیاز وغیرہ کی اساس و مبنیٰ صرف ایصال ثواب ہے۔ جس پر بیشتر احادیث دلالت کرتی ہیں۔ اس کی حرمت کی کوئی وجہ نہیں۔ اسلام میں کوئی دن معین کرکے شرعی مجلس قائم کرنا یا ایصالِ ثواب کیلئے دن معین کرنا کسی نص سے ممنوع نہیں۔

ترمذی اور ابوداؤد شریف میں ہے کہ جس سے اللہ اور اسکے رسول ﷺ نے منع نہ کیا ہو وہ مباح ہو۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ اللہ کا رسول جس کا حکم کرے وہ بجالاؤ جس سے منع کرے اس سے رک جاؤ۔ اور یہ کہیں بھی کتاب و سنت میں ثابت نہیں کہ جس سے منع نہ کریں وہ مت کرو۔

محترم فاضل موصوف نے ہر مسئلہ کے تفحص میں غائص ہو کر لامع لآلی کو تلاش کرکے سلک تحریر میں منظم کرکے متوشح قلائد سے صدور طالبین کو منور کیا۔ مولا تعالیٰ اس سعئ جمیل کو مشکور فرمائے۔ آمین۔ بجاہ سید المرسلین

غلام رسول غفر لہ

تمہید و اہداء

از:- علاّمہ حامد لوارثی لائلپوری
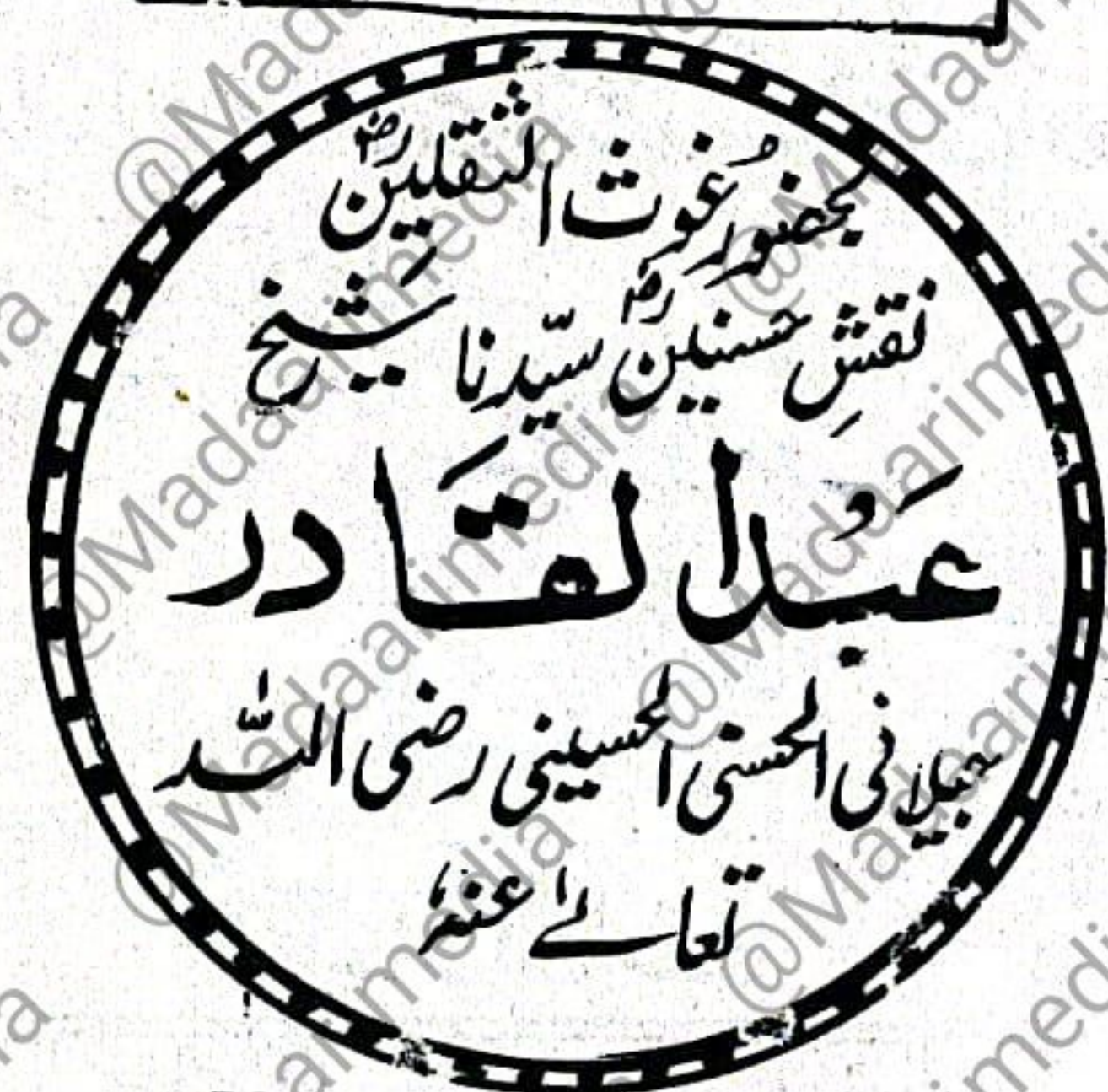
مصنّف مثنوی نورِ ہدایت، جمالِ مصطفےٰ، حسب و ضرب وغیرہم

اُن کے قلم کی داد ہر اہلِ قلم نے دی؟
لکھنے پہ جب وہ آئے تو لکھتے چلے گئے

اختلافی مسائل پر بحث و تمحیص ہر کس و ناکس کا کام نہیں۔ یہ ایک ایسا کٹھن مرحلہ ہے جس میں بعض اوقات بڑے بڑے نامور علماء کو بھی مُنہ کی کھانا پڑتی ہے۔ اسکی ایک بڑی وجہ یہ ہے کہ مابہ الانتزاع مسائل پہ مدّتوں سے بحث ہوتی چلی آرہی ہے اور فریقین نے کُرید کُرید کر دقیق سے دقیق دلائل تک پیش کر دیئے ہیں۔ فردوسی نے کیا خوب کہا ہے:-

ے
سخن ہر چہ گویم ہمہ گفتہ اند
بر بارغ دانش ہمہ رفتہ اند

جناب صائم چشتی اپنی ایک تازہ منثور تصنیف جسے دُرِّ منثور کہنا چاہیئے وَمَا اُھِلَّ کے نام سے قوم کے سامنے پیش کر رہے ہیں۔ اور میرے جیسے "ہیچمدان" کو اُسکی تمہید و اہداء لکھنے کی فرمائش کی ہے۔ حقیقت میں ایک عظیم کتاب کا دیباچہ لکھنا کسی عظیم انسان ہی کو زیب دیتا ہے۔ مَیں نہ کوئی فخرِ زماں نہ علاّمۂ دوراں اور نہ واعظِ شیریں بیاں حتّٰی کہ کاملِ سخنداں تک بھی نہیں ہوں۔ مگر چونکہ صائم صاحب میرے دیرینہ کرم فرماؤں میں سے ہیں۔ اور ذوق کا فرمان ہے:-

ے
ذوق کسی ہمدمِ دیرینہ کا ملنا
بہتر ہے ملاقاتِ مسیحا و خضر سے

کے پیشِ نظر چند سطور بطور ہدیہ پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں۔

یقین فرمایئے وَمَا اُھِلَّ پر جب مَیں نے سرسری نگاہ ڈالی تو بسلسلہ حوالہ جات تفاسیر کی ایک طویل ترین فہرس دیکھ کر حیران رہ گیا اور سمجھ گیا کہ یہ کتاب جناب صائم چشتی کا عظیم ہی نہیں بلکہ ایک عظیم ترین کارنامہ ہے۔ یوں صد ہا تفاسیر جن میں زیادہ تر موافق اور اُن سے نصف کے قریب مخالف ہیں کے حوالہ جات پیش کرنا تو درکنار ایک عام قاری اُن کے ناموں سے بھی واقف نہیں ہوتا۔ میر نے سچ کہا ہے:-

ع
اُس کی تصویر وہ کھینچی کہ قلم توڑ دیا

پھر طُرّہ یہ کہ بیشمار احادیثِ صحیحہ مفسّرین، محدّثین، فقیہین، مہدیین، مجددین اور مجتہدینِ دین کے عبارات و اقوال پیش کر کے مصنّف نے اس موضوع پر کسی دوسرے کے قلم اُٹھانے کی گنجائش ہی نہیں چھوڑی۔

ع
ناوک نے تیرے صید نہ چھوڑا زمانے میں

یہ جو کچھ مَیں نے لکھا ہے اسے سطحیات اور طرفداری پر محمول نہیں کرنا چاہیئے۔ کیونکہ میرا یہ شیوہ نہیں۔

ع
ہم سخن فہم ہیں غالب کے طرفدار نہیں

بلکہ میں قارئین کی دلچسپی کیلئے بطورِ ثبوت کے کتاب کے خصائص کو بالخلاصہ پیش کرتا ہوں۔

ے
چاندنی کو رسول کہتا ہوں، بات کو با اصول کہتا ہوں!
چاند سورج کو اور ستاروں کو، تیرے پاؤں کی دھول کہتا ہوں

مخالفینِ متاخرین نے وَمَا اُھِلَّ کا ترجمہ عموماً "نامزد" اسلئے کیا ہے تاکہ سوادِ اعظم کے طریقۂ فاتحہ و گیارہویں کی تردید ہو سکے۔ اسکے جواب میں فاضل مصنّف نے نامور صحابی رسولِ مقبول صلّی اللہ علیہ و آلہٖ وسلّم حضرت عبد اللہ ابن عباسؓ کی تفسیر "تنویر المقباس" اور شیخ سعدی شیرازیؒ کے فارسی ترجمۃ القرآن کے حوالے دیکر ان کا ناطقہ بند کر دیا ہے۔ ع ناطقہ سر بگریباں کہ اسے کیا کہیئے

ان دونو حضرات نے اس کا ترجمہ "ذبح کے وقت خدا کے سوا کسی دوسرے کا نام پکارنا" کیا ہے اور حقیقت بھی یہی ہے۔ عربی کی ہر مروّجہ اور مستند لغات میں اھلال، استھلال، ھلّل، مھلّل اور اُھِلَّ کا ترجمہ زبان سے الفاظ نکالنا ہی کیا گیا ہے۔ بر خلاف اسکے نامزد تو زبان کے علاوہ دل میں بھی ہو سکتا ہے اب غور فرمایئے صحابی رسولِ مقبولؐ اور مُصلح المصلحین جناب مصلح الدین سعدی شیرازیؒ کی مخالفت سے کسی کے پلے کیا رہ جاتا ہے۔ فاتحہ مروّجہ اور گیارہویں شریف کے اثبات میں جناب مصنّف نے قادریہ، چشتیہ، سُہروردیہ، نقشبندیہ اور مجدّدیہ تمام سلسلہ ہائے ولایت کے اکابرین کے اقوال و اعمال پیش کر کے اپنی کتاب مستطاب کو لاجواب اور مؤثر بنا دیا ہے۔ اس کے علاوہ طرزِ تحریر نہایت طرفہ و شگفتہ اور سلجھی ہوئی ہے۔ آپ مطالعہ کرنے کے بعد خود بخود مصنّف کی فطانت و ذہانت، لیاقت و ذلاقت، فصاحت و بلاغت، خطابت و طلاقت، تحقیق و تجسّس، تفحّص و تشخّص کی داد دینے پر مجبور ہو جائیں گے۔ کاش جناب صائم چشتی میرا "سب کچھ" لیکر صرف ایک اس کتاب پر بجائے اپنے نام کے میرا نام لکھ دیتے۔ فقط والسلام
اُن کے قلم کی داد ہر اہلِ قلم نے دی۔ ع لکھنے پہ جب وہ آئے تو لکھتے چلے گئے

دُعاگو
حامد لوارثی لائل پور

جن کتابوں سے یہ کتاب اخذ کی گئی

قرآن مجید کی تفسیریں

۱	تفسیر ابن عباس	سیدنا عبداللہ ابن عباس	مصر	۲۲	تفسیر مراح لبید	محمد نووی الجاوی	مصر
۲	تفسیر ابن جریر	سیدنا ابی جعفر ابن جریر	مصر	۲۳	تفسیر مفردات القرآن	امام راغب	مصر
۳	تفسیر درِ منثور	سیدنا جلال الدین سیوطی	تہران	۲۴	تفسیر مظہری	قاضی ثناء اللہ پانی پتی	انڈیا
۴	تفسیر کبیر	امام فخر الدین رازی	مصر	۲۵	تفسیر کشاف	علامہ زمخشری	بیروت
۵	تفسیر خازن	علاؤ الدین علی بن محمد خازن	مصر	۲۶	تفسیر جصاص	ابی بکر احمد علی الرازی	مصر
۶	تفسیر معالم التنزیل	ابو محمد حسین بن مسعود البغوی	مصر	۲۷	تفسیر قرطبی	امام قرطبی	مصر
۷	تفسیر روح البیان	علامہ محمد اسماعیل حقی	مصر	۲۸	تفسیر کمالین		دہلی انڈیا
۸	تفسیر روح المعانی	علامہ آلوسی بغدادی	بیروت	۲۹	تفسیرات احمدی	حضرت علامہ ملا جیون	دیوبند
۹	تفسیر بحر المحیط	محمد یوسف اندلسی	مصر	۳۰	تفسیر فتح القدیر	قاضی شوکانی	مصر
۱۰	تفسیر ابن کثیر	حافظ ابن کثیر	مصر	۳۱	تفسیر فتح الرحمن	شاہ ولی اللہ	انڈیا
۱۱	تفسیر مراغی	احمد مصطفےٰ مراغی	مصر	۳۲	تفسیر سراج منیر		لکھنؤ
۱۲	تفسیر ابو سعود	علامہ ابو سعود	مصر	۳۳	تفسیر فتح البیان	صدیق حسن بھوپالی	حیدرآباد
۱۳	تفسیر ابن عربی	شیخ اکبر ابن عربی	مصر	۳۴	تفسیر حسینی قادری	ملا حسین کاشفی	پاکستان
۱۴	تفسیر ظلال	سید قطب	بیروت	۳۵	تفسیر جامع البیان	عبداللہ میر غنی محجوب مکی	مصر
۱۵	تفسیر انوار التنزیل	تفہیمی جامع التفاسیر	مصر	۳۶	تفسیر تاج التفاسیر		مصر
۱۶	تفسیر مدارک نسفی	عبداللہ بن احمد بن محمود النسفی	مصر	۳۷	تفسیر عمدۃ التفسیر	امام ابن کثیر	مصر
۱۷	تفسیر بیضاوی	قاضی ناصر الدین بیضاوی	مصر	۳۸	تفسیر مواہب الرحمن	جامع التفاسیر	انڈیا
۱۸	تفسیر جلالین	جلال الدین سیوطی جلال الدین محلی	مصر	۳۹	تفسیر کنز الایمان	علامہ نعیم الدین مراد آبادی	پاکستان
۱۹	تفسیر کشف الاسرار وعدۃ الابرار	پیر ہرات	مصر	۴۰	تفسیر ازہری	عبد المصطفےٰ ازہری	پاکستان
۲۰	تفسیر صاوی	شیخ احمد صاوی مالکی	مصر	۴۱	تفسیر موضح القرآن	شاہ عبدالقادر	پاکستان
۲۱	تفسیر کتاب الوجیز	ابو الحسن علی بن احمد	مصر	۴۲	تفسیر نیشاپوری		مصر

۴۳	تفسیر الحسنات	مولانا ابو الحسنات قادری	پاکستان	۶۰	تفسیر جواہر القرآن	مولوی غلام خان	پاکستان
۴۴	تفسیر توضیح القرآن	شیخ اقبال	،،	۶۱	تفسیر بیان القرآن	مولوی اشرف علی	،،
۴۵	تفسیر فوز الکبیر	شاہ ولی اللہ	مصر	۶۲	تفسیر فوائد سلفیہ	مختلف وہابی	،،
۴۶	تفسیر درس القرآن	خواجہ عبد الولی	پاکستان	۶۳	تفسیر عثمانی	شبیر احمد عثمانی	،،
۴۷	تفسیر القرآن انشاء اللہ	مولوی انشاء اللہ	،،	۶۴	تفسیر معارف القرآن	مفتی محمد شفیع	،،
۴۸	تفسیر عزیز البیان	مولینا عبدالعزیز	،،	۶۵	تفسیر کشف الرحمن	مولوی سعید احمد	دہلوی
۴۹	تفسیر نعیمی	مفتی احمد یار خاں	،،	۶۶	تفسیر ماجدی	عبدالماجد دریا آبادی	پاکستان
۵۰	تفسیر جمل		مصر	۶۷	تفسیر اکسیر اعظم	احتشام الدین وہابی	مراد آباد
۵۱	تفسیر نبوی	علامہ نبی بخش حلوائی	پاکستان	۶۸	تفسیر عاشق الہٰی	مولوی عاشق الہٰی	لکھنؤ
۵۲	تفسیر یوسفی	علامہ محمد یوسف نگینہ	زیر طبع	۶۹	تفسیر القرآن حریری	غلام احمد حریری	پاکستان
۵۳	تفسیر چشتیہ	صائم چشتی مصنف کتاب ہذا	،،	۷۰	تفسیر احسن التفاسیر	مولوی احمد حسین	دہلی
۵۴	تفسیر ضیاء القرآن	پیر کرم شاہ	،،	۷۱	تفسیر تفہیم القرآن	مولوی مودودی	پاکستان
۵۵	تفسیر رؤفی	شاہ رؤف احمد	بمبئی	۷۲	تفسیر حقانی	عبدالحق حقانی	،،
۵۶	تفسیر تدبر القرآن	امین احسن اصلاحی	پاکستان	۷۳	تفسیر ثنائی	مولوی ثناء اللہ امرتسری	،،
۵۷	تفسیر البیبر	ماسٹر اسلم	،،	۷۴	تفسیر فتح الحمید	فتح محمد جالندھری	،،
۵۸	تفسیر عزیزی	شاہ عبدالعزیز	انڈیا	۷۵	تفسیر وحیدی	مولوی وحید الزمان	،،
۵۹	تفسیر محمدی	حافظ محمد لکھوکی	پاکستان	۷۶	تفسیر کشف المحجوبین	علامہ سعد اللہ قندھاری	بمبئی

قرآن مجید کے تراجم

۷۷	ترجمہ قرآن	مصلح الدین شیخ سعدیؒ	۸۲	ترجمہ قرآن	شاہ رفیع الدینؒ
۷۸	،،	اعلیحضرت شاہ احمد رضا خانؒ	۸۳	،،	مولوی آزاد
۷۹	،،	شاہ ولی اللہ دہلویؒ	۸۴	،،	محمود الحسن
۸۰	،،	شاہ عبدالعزیزؒ	۸۵	،،	اشرف علی تھانوی
۸۱	،،	شاہ عبدالقادرؒ	۸۶	،،	حسین علی واں بھچراں

نمبر	کتاب	مصنف
۸۷	ترجمہ قرآن	احمد علی لاہوری
۸۸	″	مفتی محمد شفیع
۸۹	″	احمد سعید
۹۰	″	غلام احمد حریری
۹۱	″	ڈپٹی نذیر احمد
۹۲	″	عبدالماجد دریا آبادی
۹۳	″	یوسف علی
۹۴	″	پکھتال
۹۵	ترجمہ قرآن	فتح محمد جالندھری
۹۶	″	محمد علی لاہوری مرزائی
۹۷	″	مولوی مودودی
۹۸	″	حافظ محمد لکھوکی
۹۹	″	ڈپٹی نذیر احمد
۱۰۰	″	ثناء اللہ امرتسری
۱۰۱	″	غلام خاں

کتبِ احادیثِ مبارکہ

نمبر	کتاب	مطبع	مصنف
۱۰۲	مسند امام اعظم	پاکستان	سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ
۱۰۳	موطا امام مالک	″	سیدنا امام مالک
۱۰۴	کتاب الآثار	″	سیدنا امام محمد
۱۰۵	مسند امام احمد	مصر بیروت	سیدنا امام احمد بن حنبل
۱۰۶	مسوی شرح موطا	مصر	شاہ ولی اللہ
۱۰۷	مصفیٰ شرح موطا	انڈیا	″ ″
۱۰۸	شرح موطا	پاکستان	وحید الزمان
۱۰۹	شرح موطا	″	اتفاق الرحمان
۱۱۰	مسلم شریف	″	امام مسلم بن حجاج
۱۱۱	شرح مسلم شریف	″	امام نووی رح
۱۱۲	بخاری شریف	″	امام محمد بن اسمٰعیل بخاری
۱۱۳	عینی شرح بخاری	بیروت	امام بدر الدین عینی
۱۱۴	فتح الباری شرح بخاری	مصر	امام ابن حجر عسقلانی
۱۱۵	ارشاد الساری شرح بخاری	″	امام قسطلانی
۱۱۶	کرمانی شرح بخاری	بیروت	امام کرمانی
۱۱۷	ابوداؤد شریف	پاکستان	سلیمان بن اشعث ابوداؤد
۱۱۸	عون المعبود شرح ابی داؤد	مصر	شمس الحق
۱۱۹	حاشیہ ابوداؤد	پاکستان	فخر الحسن گنگوہی
۱۲۰	ترمذی شریف	″	حافظ ابوعیسیٰ
۱۲۱	تحفۃ الاحوذی شرح ترمذی	″	
۱۲۲	ابن ماجہ شریف	″	محمد بن یزید بن ماجہ
۱۲۳	الحاجہ شرح ابن ماجہ	″	عبد الغنی مجددی دہلوی
۱۲۴	نسائی شریف	″	امام نسائی
۱۲۵	المستدرک للحاکم	حیدرآباد دکن	امام حاکم نیشاپوری
۱۲۶	خصائص کبریٰ	″	امام جلال الدین سیوطی
۱۲۷	دار قطنی	دہلی	امام دار قطنی
۱۲۸	مشکوٰۃ شریف	پاکستان	
۱۲۹	لمعات شرح مشکوٰۃ	″	شاہ عبد الحق محدث دہلوی رح

نمبر	کتاب	مطبع	مصنف
۱۳۰	اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ	لکھنؤ	شاہ عبد الحق محدث دہلوی
۱۳۱	مرقاۃ شرح مشکوٰۃ	پاکستان	علامہ ملا علی قاری
۱۳۲	مظاہر حق شرح مشکوٰۃ	″	مولوی قطب الدین
۱۳۳	مرآۃ شرح مشکوٰۃ	″	مفتی احمد یار خان
۱۳۴	مرعاۃ شرح مشکوٰۃ	″	عبید اللہ بن عبد السلام مبارکپوری
۱۳۵	مصنف ابن ابی شیبہ	مصر	امام ابن ابی شیبہ
۱۳۶	دارمی شریف		علامہ دارمی
۱۳۷	شفا شریف	مصر	قاضی عیاض مالکی رح
۱۳۸	نسیم الریاض شرح شفا	″	علامہ خفاجی
۱۳۹	شرح شفاء	″	ملا علی قاری
۱۴۰	طحاوی شریف	پاکستان	امام طحاوی رح
۱۴۱	بلوغ المرام	″	امام ابن حجر عسقلانی
۱۴۲	کتاب الاذکار	مصر	امام نووی رح
۱۴۳	جلاء الافہام	″	حافظ ابن قیم
۱۴۴	عمل الیوم واللیلۃ	″	علامہ جلال الدین سیوطی
۱۴۵	النشر فی قراۃ العشر	مصر	امام ابن جزر
۱۴۶	جامع الصغیر	″	امام جلال الدین
۱۴۷	معجم صغیر طبرانی	دہلی	امام طبرانی
۱۴۸	البدایہ والنہایہ	مصر	ابن کثیر
۱۴۹	مدارج النبوت	پاکستان	شاہ عبد الحق محدث
۱۵۰	دلائل النبوت	مصر	حافظ ابونعی
۱۵۱	مجمع الزوائد	″	ابن حجر عسقلا
۱۵۲	مواہب اللدنیہ	″	علامہ یوسف ن
۱۵۳	قیام اللیل	پاکستان	امام المروز
۱۵۴	کنز الاعمال	بیروت	علی متقی ہن
۱۵۵	مجمع البحار	مصر	محمد بن طا
۱۵۶	نہایہ ابن اثیر	″	ابن بت
۱۵۷	فضائل القرآن	″	ابن کثیر

مختلف کتب حدیث وتصوف

نمبر	کتاب	مطبع	مصنف
۱۵۸	تذکرہ قرطبی	مصر	ابو عبد اللہ قرطبی
۱۵۹	ریاض الصالحین	پاکستان	امام نووی
۱۶۰	تفسیر الاتقان	مصر	امام جلال الدین سیوطی
۱۶۱	فتح الربانی	پاکستان	سیدنا غوث اعظم
۱۶۲	غنیۃ الطالبین	″	″ ″
۱۶۳	شرح جزری	″	ابن حجر مکی ہیثمی
۱۶۴	نزہۃ المجالس	مصر	امام عبد الرحمن صفو
۱۶۵	الادب المفرد بخاری	پاکستان	امام بخاری
۱۶۶	بستان المحدثین	″	شاہ عبد العز
۱۶۷	روضۃ الریاحین	″	امام یافعی رح
۱۶۸	قرۃ الناظرہ	انڈیا	″ ″
۱۶۹	سنن کبریٰ بیہقی شریف	مصر	امام بیہقی
۱۷۰	شمائل ترمذی	پاکستان	امام ترمذی

کتبِ فقہ

۱۷۱	جامع الصغیر	امام محمد علیہ الرحمۃ	مصر	۱۹۴	طحطاوی علی مراقی الفلاح	علامہ طحطاوی	مصر
۱۷۲	فتح القدیر	امام ابن ہمام	״	۱۹۵	مستخلص الحقائق	شرح کنز الدقائق	انڈیا
۱۷۳	ہدایہ شریف	امام برہان الدین ابوالحسن	پاکستان	۱۹۶	فتاویٰ بزازیہ	محمد بن شہاب بن بزاز	افغانستان
۱۷۴	الدرایہ فی تخریج الہدایہ	امام ابن حجر مکی	مصر	۱۹۷	فتاویٰ عالمگیریہ	مرتب کنندہ اورنگ زیب عالمگیر	״
۱۷۵	درِ مختار		״	۱۹۸	فتاویٰ حلبی کبیری	برہان الدین حلبی	سندھ
۱۷۶	ردّ المحتار شرح درّ مختار	علامہ شامی	״	۱۹۹	حدیقہ ندیہ فی شرح طریقہ محمدیہ	عبدالغنی نابلسی دمشقی	
۱۷۷	کنز الدقائق	امام عبداللہ بن احمد	پاکستان	۲۰۰	فتاویٰ رضویہ	اعلیحضرت بریلوی	پاکستان
۱۷۸	بحر الرائق	محمد بن حسین علی الطوری	مصر	۲۰۱	فتاویٰ قاضی خاں	علامہ قاضی خاں	مصر
۱۷۹	المغنی شرح کبیر	امام عمر بن حسین	״	۲۰۲	فتاویٰ کبریٰ	امام ابن حجر مکی ہیثمی	افغانستان
۱۸۰	سفر السعادت		دہلی	۲۰۳	بہارِ شریعت	علامہ امجد علی	پاکستان
۱۸۱	شرح سفر السعادت	شاہ عبدالحق محدث دہلوی	״	۲۰۴	وجیز الصراط	محمد عالم بن ملا جیون	دہلی
۱۸۲	شرح فقہ اکبر	علامہ ملا علی قاری	مصر	۲۰۵	طریقہ محمدیہ		مصر
۱۸۳	خلاصۃ الفتاویٰ		״	۲۰۶	عمدۃ الرعایہ شرح وقایہ کے	عبدالحلیم و عبدالحی لکھنوی	پاکستان
۱۸۴	جامع الرموز شرح وقایہ		״	۲۰۷	فتاویٰ برہنہ		انڈیا
۱۸۵	معیار الحق فی شرح کنز الدقائق		״	۲۰۸	فیض عالم	محمد عبداللہ	״
۱۸۶	غایۃ الاوطار شرح درّ مختار		لکھنؤ	۲۰۹	فتاویٰ دیوبند	مفتیانِ دیوبند	دیوبند
۱۸۷	کو زبیری شرح مختصر وقایہ		مصر	۲۱۰	فتاویٰ عبدالحی	عبدالحی لکھنوی	پاکستان
۱۸۸	بدائع الصنائع	امام مسعود کاشانی	افغانستان	۲۱۱	فتاویٰ عزیزیہ	شاہ عبدالعزیز	دہلی
۱۸۹	فتاویٰ بزازیہ	محمد بن شہاب بن بزاز	انڈیا	۲۱۲	فتاویٰ شاہ رفیع الدین	شاہ رفیع الدین	״
۱۹۰	شرح فارسی مختصر وقایہ	علامہ عبدالرحمٰن جامی		۲۱۳	کنز الحقائق	وحید الزمان دہابی	آگرہ
۱۹۱	صلوٰۃ مسعودی	مسعود بن یوسف سمرقندی	افغانستان	۲۱۴	فتاویٰ اہلحدیث	عبداللہ روپڑی دہابی	پاکستان
۱۹۲			״	۲۱۵	عرف الجادی	نواب صدیق حسن بھوپالی	آگرہ
۱۹۳	طحطاوی علی الدر المختار	علامہ طحطاوی	مصر	۲۱۶	بہشتی زیور	اشرف علی تھانوی	پاکستان

۲۱۷	فتاویٰ اشرفیہ	اشرف علی تھانوی	دیوبند انڈیا	۲۲۱	فتاویٰ ثنائیہ	مولوی ثناء اللہ امرتسری	پاکستان
۲۱۸	فتاویٰ نذیریہ	نذیر حسین دہلوی	پاکستان	۲۲۲	نیل الاوطار	قاضی شوکانی	مصر
۲۱۹	فقہ محمدیہ کلاں		״	۲۲۳	صراط مستقیم	ابن تیمیہ	مصر و انڈیا
۲۲۰	فتاویٰ رشیدیہ	رشید احمد گنگوہی	״	۲۲۴	فتاویٰ مظہریہ	مولوی مظہر اللہ	پاکستان

کتبِ تصوّف و سیرت

۲۲۵	نزہۃ الخاطر	ملا علی قاری	پاکستان	۲۴۰	فیصلہ ہفت مسئلہ	حاجی امداد اللہ	انڈیا
۲۲۶	تحفۃ القادریہ	شاہ ابوالمعالی	״	۲۴۱	مکتوبات	شاہ عبدالحق محدث دہلوی	پاکستان
۲۲۷	احیاء العلوم	امام غزالیؒ	״	۲۴۲	مکتوبات	مجدد الف ثانی	״
۲۲۸	قلائد الجواہر	محمد بن یحییٰ تاذفی	مصر	۲۴۳	کیمیائے سعادت	امام غزالی	״
۲۲۹	اخبار الاخیار	شاہ عبدالحق محدث دہلوی	دیوبند انڈیا	۲۴۴	کتاب الروح	حافظ ابن قیم	مصر
۲۳۰	عوارف المعارف	ملفوظات شہاب الدین سہروردی	مصر	۲۴۵	انوارِ اصفیاء	ادارہ تالیفات	لاہور
۲۳۱	انتباہ فی سلاسل الاولیاء	شاہ ولی اللہ	پاکستان	۲۴۶	بہجۃ الاسرار	نور الدین ابوالحسن	مصر
۲۳۲	زبدۃ النصائح	״	״	۲۴۷	شرح دیوان قلندر	عطا نظامی	پاکستان
۲۳۳	جواہر مجددیہ	خواجہ احمد حسین	״	۲۴۸	تفریح الخاطر	امام محی الدین	مصر
۲۳۴	انفاس العارفین	شاہ ولی اللہ		۲۴۹	سیرت غوث اعظم	ارمان سرحدی	پاکستان
۲۳۵	ہمعات	״	״	۲۵۰	سیرت غوث اعظم	علامہ نور بخش توکلی	״
۲۳۶	کمالاتِ عزیزی	شاہ عبدالعزیز	״	۲۵۱	تاریخ الخلفاء	امام جلال الدین سیوطی	״
۲۳۷	دُرِّ ثمین	شاہ ولی اللہ	״	۲۵۲	امداد المشتاق	اشرف علی تھانوی	״
۲۳۸	جامع کراماتِ اولیاء	علامہ نبہانی	مصر	۲۵۳	امداد السلوک	رشید احمد گنگوہی	״
۲۳۹	کلیاتِ امدادیہ	حاجی امداد اللہ	انڈیا	۲۵۴	شمائم امدادیہ	اشرف علی تھانوی	״

کتبِ عقائد و تواریخ وغیرہ

۲۵۵	التنبیہ والاشراف	امام مسعودی	پاکستان	۲۵۷	تذکرہ موتیٰ والقبور	ثناء اللہ پانی پتی	پاکستان
۲۵۶	جذب القلوب	شاہ عبدالحق محدث دہلوی	״	۲۵۸	شرح الصدور	امام جلال الدین سیوطی	مصر

۲۵۹	طے الفراسخ	سید مرتضیٰ وہابی	انڈیا	۲۷۰	تحذیر الناس	مولوی قاسم نانوتوی	دیوبند
۲۶۰	ارشاد الساری	ملا علی قاری	مصر	۲۷۱	ظفر المبین	عبد اللہ وہابی	پاکستان
۲۶۱	تحفہ اثنا عشریہ	شاہ عبد العزیز دہلوی	انڈیا	۲۷۲	احوال الآخرت	حافظ محمد لکھوکی	"
۲۶۲	قول الجمیل	شاہ ولی اللہ	پاکستان	۲۷۳	الداء والدواء	صدیق حسن بھوپالی	"
۲۶۳	ایمان الارواح	اعلیٰحضرت شاہ احمد رضا خاں	"	۲۷۴	تقویۃ الایمان	اسماعیل دہلوی	"
۲۶۴	فخر الواعظین	مولانا فخر الدین	لکھنؤ	۲۷۵	صراط مستقیم	" "	"
۲۶۵	حاشیہ عجالہ نافعہ	مولانا عبد العلیم	پاکستان	۲۷۶	یکروزی	" "	"
۲۶۶	انوارِ ساطعہ	مولانا عبد السمیع	"	۲۷۷	الافاضات الیومیہ	اشرف علی تھانوی	انڈیا
۲۶۷	ما ثبت بالسنۃ	شاہ عبد الحق محدث دہلوی	"	۲۷۸	تفسیر ترجمان القرآن	آزاد	پاکستان
۲۶۸	ترجمان الوہابیہ	صدیق حسن بھوپالی	آگرہ	۲۷۹	براہین قاطعہ	خلیل احمد انبیٹھوی	دیوبند
۲۶۹	مباحثہ شاہجہانپوری	مولوی قاسم نانوتوی	دیوبند				

کتب لغات

۲۸۰	لغات تاج العروس	بیروت	۲۸۷	کشف الظنون	تہران
۲۸۱	لغات لسان العرب	مصر	۲۸۸	غیاث اللغات	لکھنؤ
۲۸۲	مفردات القرآن	"	۲۸۹	مصباح اللغات	انڈیا
۲۸۳	لغات المنجد	"	۲۹۰	جامع اللغات	"
۲۸۴	لغات کشوری	لکھنؤ	۲۹۱	لغات سعیدی	پاکستان
۲۸۵	فیروز اللغات	پاکستان	۲۹۲	لغات منتہی العرب	لکھنؤ
۲۸۶	انسائیکلوپیڈیا	"	۲۹۳	نسیم اللغات	پاکستان

علاوہ ازیں دیگر بے شمار کتب

فہرست مضامین

استدعا

جو حضرات اس کتاب سے استفادہ فرمائیں اُن کی خدمت میں مؤدبانہ گذارش ہے کہ وہ میرے والدِ گرامی شیخ میاں محمد اسماعیل علیہ الرحمۃ کیلئے دعائے مغفرت فرمائیں۔ نہایت احسان ہوگا۔ (مصنّف کتاب ہذا)

مصنّف کتاب ہذا کی دیگر منظوم کتابیں

خاتونِ جنّت ۴ روپے، زینب دا ویر ۵ روپے، شاہنامہ بغداد ۴ روپے، پھل تے کنڈے، سات روپے، صائم دیاں نغماں ایک روپیہ۔

دو، دو روپے والی سولہ ۱۶ کتابیں

نور دا ظہور و نورای نور و نور دے خزینے و نوائے صائم اوّل و نوائے صائم دوم و نوائے صائم سوم و نوائے صائم چہارم و بہاراں مسکراپیاں و نظارے، و جلوے و صائم دے دوہڑے و کربلائی دوہڑے و مناقب غوثیہ و ہے کعبہ وی جھکدا محمد دے دَرتے و ستارے و صائم دیاں رباعیاں۔

ملنے کا پتہ: چشتی کتبخانہ جھنگ بازار لائلپور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

ضرورت کیا تھی؟

اس سے پہلے کہ آپ ایک دلچسپ اور معلومات افزا بحث کا آغاز فرمائیں مناسب معلوم ہوتا ہے کہ آپ یہ جان لیں کہ اس قدر طویل مضمون کو چھیڑنے کی ضرورت کیا تھی:

اس کے محرکات اور پس منظر نہایت اختصار کے ساتھ پیشِ خدمت ہے۔ ہم نے کچھ عرصہ قبل ایک کتاب منظوم پنجابی اور مشہور اردو حاشیہ سمیت "چپ دے کنگھرے" حصہ اوّل پیش کی تھی جس میں فرقہ وہابیہ کے ساتھ کئی ایک اختلافی مسائل پر سیر حاصل بحث کی گئی اور کئی ایک مسائل کتاب کی ضخامت بڑھ جانے کی وجہ سے ادھورے رہ گئے۔

کتاب مذکورہ میں ایک اہم ترین مسئلہ ختم گیارھویں شریف اور نذر و نیاز اولیاء کرام اور ختم سوئم، ساتواں، چہلم اور ایصال ثواب وغیرہ کا بھی تھا جو دیگر چند مسائل کی طرح جیسا کہ عرض کیا جا چکا ہے کتاب کی ضخامت بڑھ جانے کے سبب کامل طور پر بیان نہ کیا جا سکا۔

اس مسئلہ کا مرکز و محور چونکہ آیت کریمہ "وَمَآ اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ" ہے اس لئے ہم نے اس کتاب کے صفحہ ۱۸۱ پر چند سطور لکھنے پر اکتفا کیا وہ سطور یہ تھیں:۔ "وَمَآ اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ" کی بحث چنداں ضروری نہیں ہے علمائے محققہ اہلسنت وجماعت نے اس سے پیشتر اس کی کافی وضاحت کر دی ہے۔ ہم بھی اپنی نظم جس کا عنوان ہی یہ آیت ہو گی میں مکمل بحث کریں گے انشاءاللہ ہم پچاس

تفسیروں کے حوالہ جات سے ثابت کریں گے (الخ) کہ وَمَآ اُهِلَّ کا اصل مطلب کیا ہے لیکن کتاب مذکورہ کے آخری صفحہ پر مندرجہ ذیل نوٹ اعتذار و استبشار کے عنوان سے لکھنا پڑا کہ :-

" معزز قارئین ہمیں افسوس ہے کہ باوجود کوشش کے ہم مضامین کو مختصر نہ کر سکے جس کی وجہ سے کتاب کی ضخامت حسبِ اعلان پوری ہو گئی بلکہ کافی زیادہ ہو گئی۔ لیکن وہ ضروری مضامین بھی شامل ہونے سے رہ گئے جن کا ہم نے کئی جگہ نوٹ بھی دیا ہے۔ مثلاً نظم اولیاء اللہ کے تصرفات ، نظم حاضر ناظر اور وَمَآ اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ وغیرہ (الخ) اور اب یہ مضمون کتاب "جھُل تے کنڈے" حصّہ دوم میں پیش کئے جائیں گے - اگرچہ وعدہ کے مطابق ہمیں یہ مضمون کتاب جھُل تے کنڈے حصہ دوم کی نظم وَمَآ اُهِلَّ کے حاشیہ میں درج کرنا تھا۔ لیکن اس آیتِ مقدسہ کی وضاحت کا دائرہ اس قدر وسعت اختیار کر گیا کہ کسی طویل سے طویل نظم کا حاشیہ بھی اس ضخامت کا متحمل نہیں ہو سکتا - اس لئے یہی مناسب معلوم ہوا کہ اس بیش قیمت مضمون کو ایک علیحدہ دستاویز کی صورت میں قلمبند کر دیا جائے اور کتاب جھُل تے کنڈے حصہ دوم میں لکھی گئی نظم کے حاشیہ پر اس کا خلاصہ تحریر کر دیا جائے "

جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں کہ ہمیں مکمل طور پر اعتراف ہے کہ یہ مسئلہ کسی نئی وضاحت کا متقاضی نہیں - کیونکہ پیش ازیں علمائے حقّہ اہلسنت و جماعت اور جمہور مفسرین کرام اس کی وضاحت فرما چکے ہیں - تاہم محض ثواب حاصل کرنے کی نیت اور ایفائے وعدہ کے پیش نظر یہ ضخیم کتاب پیشِ خدمت ہے -

ممکن ہے کہ کچھ لوگ اس سے خاطر خواہ فائدہ حاصل کریں اور میرے لئے دعائے خیر فرما دیں اور وہی دعائیں میرے لئے وسیلۂ نجات بن جائیں۔

جیسا کہ عرض کیا گیا ہے کہ یہ مسئلہ محتاجِ وضاحت نہیں بالکل حقیقت پر مبنی ہے۔ پھر بھی ہم نے اس کو جدید تقاضوں کے پیش نظر نہایت آسان کر کے بالکل نئے انداز کے ساتھ پیش کرنے کی سعیٔ سعید کی ہے - یہ الگ بات ہے کہ اس کوشش میں مضمون کافی طویل ہو گیا۔

ہمیں اس کا شدید احساس ہے کہ مضامین مختصر نہ کر سکے۔ لیکن یہ ایک ایسی مجبوری ہے جس کا کوئی حل نہیں تھا۔ کیونکہ موجودہ دور میں کئی ایسے فتنے بھی سر اٹھا چکے ہیں - جو علمائے سلف کو درپیش نہیں تھے -

مثلاً اب قرآن مجید کے تراجم کی بھرمار ہو چکی ہے اور ہر ایرا غیرا نتھو خیرا قرآنِ مجید کا ترجمہ کرتے وقت محض اور محض لغات کو پیش نظر رکھتا ہے - حالانکہ قرآن مجید میں متعدد آیاتِ مقدسہ ایسی ہیں جن کا ترجمہ محض لغات سے ہو ہی نہیں سکتا اور اگر انہیں لغات کے ظاہری معنوں پر محمول کر لیا جائے تو کفر لازم آ جاتا ہے جس کی تفصیل آگے آئے گی - مترجمین کے علاوہ نئے مفسرین نے تو تفسیر بالرائے کے وہ وہ شگوفے چھوڑ رکھے ہیں کہ عقل دنگ رہ جاتی ہے -

حالانکہ تفسیر بالرائے ایک ایسا جرم عظیم ہے جس کی سزا جہنم کی بھڑکتی ہوئی آگ ہے - لیکن یہ لوگ اندھا دھند جوجی میں آتا ہے قرآنِ کریم کے نام سے پیش کر رہے ہیں -

کاش ! اللہ تبارک و تعالیٰ انہیں عقلِ سلیم عطا فرما دے اور یہ لوگ محض اپنے خود ساختہ عقائدِ قبیحہ کی مضبوطی کے لئے قرآنِ مقدس میں تحریف کرنے سے باز آ جائیں۔

یہ ایک خوش آئند بات ہے کہ علمائے اہلسنت وجماعت میں سے اہلسنت کے جلیل القدر عالم با عمل اور صوفی باصفا حضرت علامہ حاجی محمد یوسف نگینہ صاحب دامت فیوضہم مخالفین کے ان حربوں سے متاثر ہو کر مسلسل سعی و جدوجہد کر کے ایک ایسی عظیم کتاب مرتب کر رہے ہیں جس میں دورِ حاضرہ کے غیر سنی اور محض نام کے سنی مترجمین کی ہزاروں تحریفاتِ قرآنیہ کی طویل فہرست پیش کی گئی ہے۔ اور ساتھ ہی آیاتِ قرآنیہ، احادیثِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور اقوالِ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے قرآن مجید کی صحیح تفسیر اور ٹھیک ٹھیک مستند ترجمہ بھی پیش کیا گیا ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ جل مجدہٗ الکریم اپنے پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے صدقہ سے انہیں ان کی منزلوں سے ہمکنار کرے۔

بات کہاں سے کہاں تک آگئی۔ بتایا یہ جا رہا تھا کہ ہم یہ مسئلہ ایک نئے زاویۂ نگاہ سے حل کر رہے ہیں۔ اور ہمیں یقین ہے کہ ان شاء اللہ العزیز پوری کتاب پڑھ لینے کے بعد قاری کے ذہن میں خواہ وہ کسی بھی مکتبہ فکر سے تعلق رکھتا ہو، کوئی خلش باقی نہیں رہ جائے گی۔

کیونکہ یہ مسئلہ پہلے ہی سے روزِ روشن کی طرح واضح ہے۔ ہماری تحقیق کے مطابق حقائق کو مسخ کرنے کی عمر صرف ڈیڑھ صدی ہے۔ اس ڈیڑھ صدی میں کئی ایسے جدید عقائدِ باطلہ وضع کئے گئے ہیں جن کی مثال چودہ صدیاں قبل تک پورے کے پورے اسلامی لٹریچر میں نہیں ملتی۔

ہاں البتہ کچھ لیسے مبہم اشارے اس سے پہلے بھی موجود ہیں جو علمائے سوء خوارج و ظواہر وغیرہ نے اپنے عقلی اور ذہنی فلسفے سے مرتب کر رکھے ہیں جن کا تذکرہ ہم کتاب "مچھلی سے کنڈے" حصہ اول میں بالوضاحت کر چکے ہیں۔

تاہم حقائق پہلے ہی سے آفتاب نصف النہار کی طرح درخشاں و تاباں ہیں اور قیامت تک درخشندہ و تابندہ رہیں گے۔

کیونکہ ظلمات کے ابطال کیلئے روشنی کی ایک کرن بھی کافی ہوتی ہے۔ لیکن ظلمتوں کے سینکڑوں پردے بھی روشنی کے پھوٹتے ہوئے چشموں پر فتحیاب نہیں ہو سکتے۔ ان شاء اللہ العزیز آپ دیکھ لیں گے کہ آئندہ صفحات پر ہمارے اس دعوے کی روشن دلیل کس تابندگی سے فروزاں نظر آتی ہے۔

آپ دیکھیں گے کہ چند مفروضوں سے پیدا کی گئی الجھنوں اور فرسودہ تاویلوں کے گھناؤنے جال کی دھجیاں کس طرح فضائے بسیط پر اڑتی ہوئی نظر آتی ہیں اور حق و صداقت کی منور شعاعیں اور نور بیز کرنیں کس طرح باطل کے اندھیروں کا جگمگا کرتی ہیں۔ دعا فرمائیں کہ اللہ رب العزت جل جلالہٗ وعم نوالہٗ اپنے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے صدقہ سے مجھے حق کہنے کی توفیق عطا فرمائے اور میری اس محنت کو مقبول و منظور فرما کر عامۃ المسلمین کو اس کے فیوضات سے بہرہ اندوز فرمائے۔

آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

نیاز کیش

صائم چشتی

علمائے نجد و دیابنہ کے قائم کردہ

چند مفروضے

۱۔ مروجہ ختم شریف و نذر نیاز اولیاء کرام اور ختم گیارھویں شریف حرام ہے اور مثلِ سود و خنزیر کے ہے۔

۲۔ مروجہ ختم شریف۔ اولیاء کرام اور نذر نیاز و ختم۔ گیارھویں شریف شرک ہے۔ اس قسم کے ختم دینے دلانے والے مشرک اور دائمی جہنمی ہیں۔

۳۔ مروجہ ختم شریف و نذر نیاز اولیاء کرام اور ختم۔ گیارھویں شریف بدعت ہے۔ اس قسم کے ختم دینے دلانے والے بدعتی اور بے ایمان ہیں۔

مفروضہ نمبر ۱

ہر قسم کی نذر نیاز اور گیارھویں شریف حرام ہے

تفسیر جواہر القرآن

زیرِ آیت وَمَا أُهِلَّ بِهِ لِغَيْرِ اللّٰهِ۔

اس قسم کی نذر نیاز دینا شرک ہے۔ اس کا کھانا خنزیر کی طرح حرام ہے خواہ ذبح کرتے وقت اس پر بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُ اَكْبَرُ پڑھا جائے یا نہ پس آجکل اولیاء اللہ یا اولیاء شیطان کی قبور پر عرس کئے جاتے ہیں۔ اور ان عرسوں پر لوگ پہلے ہی سے غلہ، دانے، جانور وغیرہ پیر کے نام پر رکھ لیتے ہیں۔ پھر عرس کے روز قبر پر لے جاتے ہیں، سب غیر اللہ کی نذر ہے، اس کا کھانا حرام ہے۔

تفسیر جواہر القرآن صفحہ ۱۵۸ مؤلف غلام اللہ راولپنڈی۔

تفسیر فوائد سلفیہ

زیر آیت وَمَا أُهِلَّ

یہ آیت عام ہے۔ ذبح حیوان نذور وغیرہ سب کو شامل ہے۔ اس لئے کہ حرف مَا کا صیغہ عربی میں اعم الاشیاء کا ہوتا ہے۔ معلوم ہوا کہ جس کسی چیز پر جانور ہو یا اور کچھ جب غیر اللہ کا نام لیا جاوے تو وہ چیز حرام ہو جاوے گی۔

تفسیر فوائد سلفیہ حاشیہ بر ترجمہ شاہ رفیع الدین دہلوی۔ صفحہ ۴۳

★

مفروضہ

نمبر دو (۲) اور تین (۳) مروجہ ختم شریف نذر نیاز وغیرہ شرک اور بدعت ہیں

بیشک کسی کے نام کا تقرباً جانور نذر کیلئے ماننا حرام اور شرک میں داخل ہے۔ اگرچہ ذبح کے وقت اس پر بسم اللہ واللہ اکبر کہا جاوے حرام ہی رہیگا (اکمل البیان تائید تقویۃ الایمان صفحہ ۸۲ مصنف عزیز الدین مراد آبادی - (بعنوان وما اہل

پس کیونکر اولیاء کی نذر کی گائے حلال ہو سکتی ہے کہ مثل کتے اور سور کے نذر کرنے اور شہرت دینے سے حرام ہو چکی ہے۔ (اکمل البیان صفحہ ۹۴)

پس اس تصریح امر کے بعد کسی کو چون و چرا کا محل نہیں رہا بلکہ تخصیصات و تعینات خلاف طریقہ سنت ایصال ثواب میں فاتحہ وغیرہم کا گمراہی ہونا ثابت ہو گیا۔ (اکمل البیان صفحہ ۱۲۰)

جملہ بدعات مشرکین صوفی شعار ادائے نذر و نیاز اولیاء اللہ است بوضعیکہ شرک خفی و اسراف اموال و اختراع بدعات وجوہ متعددہ دراں راہ یافتہ اند۔ (صراط مستقیم اسمٰعیل دہلوی ص۵۲ نقل اکمل البیان ص۱۳۸)

یعنی ادا کرنا نذر نیاز اولیاء اللہ اس طور پر کہ شرک خفی اور اسراف مال اور کتنی ہی بدعتوں کے ایجاد نے اس میں راہ پائی ہے۔ (ترجمہ اکمل البیان)

و حقیقت آنست کہ کسانیکہ در نذر نیاز ارتکاب معاصی و کفر میکنند

اور حقیقت یہ ہے کہ جو لوگ نذر نیاز میں نافرمانیوں اور کفر کا ارتکاب

و می دانند کہ کار برائے بزرگان ایشاں را ایصال ثواب منظور نیست بلکہ شرک میکنند۔ (صراط مستقیم ۵۷ - اکمل البیان ص۱۴۰)

کرتے ہیں اور ان کو ثواب پہنچانا منظور [1] نہیں بلکہ وہ شرک کرتے ہیں۔

[1] کیسی غیب دانی ہے۔ (مصنف)

ایصال ثواب امور مروجہ فاتحہ و نذر نیاز میں وقتوں، کھانوں اور کھانے والوں کا تعین وغیرہ تمام قباحتوں سے خالی بھی نہیں۔ اور جو لوگ نذر نیاز میں کفر کا ارتکاب کرتے ہیں ان کا مقصود ثواب پہنچانا نہیں ہوتا۔ (اکمل البیان ص۱۴۱)

نذر نیاز اولیاء جو غیر اللہ کی طرف نسبت کی جاوے گی حق تعالیٰ کا حق دوسروں کی نسبت کرنے سے ضرور شرک لازم ہو گا۔ (اکمل البیان ص۱۵۰)

نذر نیاز اولیاء مثل گیارھویں توشہ سہ منی مدار صاحب کے مرغے بکرے سید احمد کبیر کی گائے کو جائز بتا کر بتوقع نفع و ضرر کے بے جاننے والا جس طرح مشاہدہ عوام الناس جہلا کے عمل سے ثابت ہے کہ گیارہویں وغیرہ کو اسی نظر سے تبرک جان کر کرتے ہیں - بیشک مردود گمراہ اور گمراہ کنندہ ہے۔ (اکمل البیان ص۱۵۲)

کافر بھی اپنے بتوں کو اللہ کے برابر نہیں جانتے تھے بلکہ اسی کا مخلوق اور اسی کا بندہ سمجھتے تھے اور ان کو اس کے مقابل کی طاقت ثابت نہیں کرتے تھے۔ مگر یہی پکارنا اور منتیں ماننی اور نذر و نیاز کرنی اور ان کو اپنا وکیل اور سفارشی سمجھنا یہی ان کا کفر و شرک تھا۔ سو جو کوئی کسی سے یہ معاملہ کرے گو کہ اس کو اللہ کا بندہ و مخلوق سمجھے سو ابوجہل اور وہ شرک میں برابر ہیں۔ (تقویۃ الایمان ص۷)

نتیجہ

ان قیاسی مفروضات سے سطحی نظر سے بھی جو نتیجہ اخذ کیا جا سکتا ہے۔ وہ یہ ہے کہ بزرگان دین اور اولیاء سلف کے نام پر دی گئی نذر نیاز فاتحہ برائے ایصال ثواب وغیرہ

شرک و بدعت ہے۔

وہ تمام طیب و طاہر حلال اور پاکیزہ اشیاء جن پر قرآن مجید کی چند مخصوص آیات حصہ پڑھ کر جملہ اولیاء اللہ کو ایصالِ ثواب کیا جاتا ہے۔ وَمَآ اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ کے ارشادِ خداوندی کے مطابق مردار اور خنزیر کی طرح نجس اور حرام ہیں۔ اور ان اشیاء کا کھانا پینا مردار اور سور وغیرہ کے کھانے کے مترادف ہے۔ اور یہ چیزیں کھانے اور پکانے والے مشرک بھی ہیں اور بدعتی بھی، گمراہ بھی ہیں اور بے ایمان بھی، دائمی جہنمی بھی ہیں اور ناقابلِ بخشش بھی، نہ ان کیلئے شفاعت ہے اور نہ بخشش۔

نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ ذٰلِكَ وَلَعْنَةُ اللّٰهِ عَلٰى هٰذِهِ الْعَقَائِدِ خَبِيْثَةٌ۔

یہ مفروضے

کیا ختم قرآن تیجا، ساتواں، چہلم اور ہر قسم کے ختم بزرگانِ دین نذر نیاز اور ختم گیارہویں شریف حضور سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ حرام ہیں!

ھرگز نہیں ؟

کیا اس قسم کی محافل کا اہتمام کرنے والے جن میں فاتحہ خوانی اور ایصالِ ثواب وغیرہ کیا جاتا ہے مشرک، بدعتی اور بے ایمان ہیں!

ھرگز نہیں ؟

کیا وَمَآ اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ کا یہ مطلب نہیں کہ جس چیز پر غیر اللہ کا نام پکارا جائے وہ حرام اور مثل مردار، خنزیر اور کتے کے ہے!

ھرگز نہیں ؟

کیا گذشتہ صفحات میں جو عقائد مفروضات کے عنوان سے پیش کئے گئے ہیں

غلط ہیں!

جی ہاں ؟

کیونکہ وہ سب کے سب عقائد باطلہ خود ساختہ ہیں اور اُن کا حقیقت سے دُور کا بھی تعلق نہیں۔ اور یہ سب کے سب محض قیاسی مفروضے ہیں۔

اگرچہ ان مفروضات میں زور پیدا کرنے کیلئے بظاہر قرآن و حدیث سے استنباط کرنے کی ناکام کوشش کی گئی ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ سادہ لوح عوام کو فریب دینے کی کوشش میں ان خود ساختہ عقائد کے داعیوں کو اپنے ایمان سے بھی ہاتھ دھونے پڑے وہ اس لئے کہ کسی بھی مسلمان کو بلاوجہ کافر، مشرک، بدعتی اور حرام خور کہنے والا شخص بحکم خدا و رسول اُلٹا اُس فتوٰی کا شکار ہو جاتا ہے۔

چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے :۔

[1] ان عبد اللّٰه بن عمر اخبرهٗ ان رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم قال اذا قال للآخر کافر فقد کفر احدهما ان کان الذی قال له فقد باء الذی قال له بالکفر (الادب المفرد بخاری ص۲۱۹)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب ایک شخص نے دوسرے کو کافر کہا تو ایک ان دونوں میں سے کافر ہو گیا۔ وہ شخص جس کو اُس نے کافر کہا ہے واقعی کافر ہے تو یہ سچا ہے۔ اور اگر وہ کافر نہیں ہے تو یہ کہنے والا کافر ٹھہرا۔

◎

خیر یہ تو ایک جملہ معترضہ تھا ابھی ہمیں اس طرف نہیں آنا ہے۔ ہمیں تو یہ بتانا ہے کہ اس کفر و شرک اور بدعت و حرام کی مشین کے کل پرزے کہاں اور کیسے تیار ہوتے۔ جبکہ ہم دیکھتے ہیں کہ جن پاکیزہ اشیاء کو نجس و حرام اور کتے و خنزیر وغیرہ کی مانند قرار دیا جا رہا ہے وہ ان بزرگانِ دین اور اولیاء کاملین کے دسترخوانوں کی زینت رہی ہیں۔ جن

---

[1] اسنادِ حدیث: حدثنا سعید بن داؤد قال حدثنا مالک ان نافعاً حدثه۔

اولیاء اللہ رضوان اللہ علیہم اجمعین نے لاکھوں گمراہ انسانوں کو دولتِ اسلام سے مالا مال کیا ہے ۔ اور جن مقدس ہستیوں نے اکلِ حلال کے حصول کیلئے محنت شاقہ بھی قبول کی اور کئی کئی دن تک فاقوں پر فاقے بھی کئے ۔ اور جب تک غیر مشتبہ اور قطعی طور پر پاکیزہ اور حلال رزق حاصل نہ ہوا سخت سے سخت بھوک کا مقابلہ کیا، اُن کے متعلق کیسے باور کیا جا سکتا ہے کہ اس مقدس گروہ کے افراد جن کے تقویٰ و طہارت اور پرہیز گاری پر تقوے اور پرہیز گاری کو بھی ناز ہو ایسی نجس و حرام چیزوں کو خورد و نوش کے لئے استعمال کرتے ۔

اور یہ بھی کم حیرت کی بات نہیں کہ جن اولیاء کاملین نے لوگوں کے کفر کو اسلام میں تبدیل کر دیا وہ خود ان معمولاتِ کفریہ اور شرکیہ پر خود بھی عمل پیرا رہے اور دوسروں کو بھی اس کی ترغیب دیتے رہے ۔

کیا یہ سوچنے کی بات نہیں ! کہ اگر یہ اعمال شرک و بدعت اور حرام پر مبنی ہوتے تو سوادِ اعظم اہلسنّت وجماعت جیسے فرقہ ناجیہ جس کے ساتھ تمام اولیاء کرام اور صوفیاً عظام رضوان اللہ علیہم اجمعین منسلک ہیں نے ان افعالِ قبیحہ کو کیوں اپنا رکھا ہے تو اب :۔

سوچنا پڑے گا

کہ ان مفروضوں کا پس منظر کیا ہے ۔ اور جو لوگ اس قسم کے سنگین اور ہولناک فتوے صادر کر رہے ہیں اُن کے پاس دلیل کیا ہے ۔

اس سوال پر یقیناً اور یقیناً معترضین کا صرف یہ ایک داعیہ کروٹ لے سکتا ہے کہ یہ سب کچھ چونکہ غیر اللہ کیلئے ہے ۔ اور جو کچھ بھی غیر اللہ کیلئے ہوگا وہ سب کچھ وَمَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ کے ارشادِ الٰہیہ کے مطابق نجس و حرام اور مثل مردار کے ہے اور ان افعال کے مرتکب مشرک و بدعتی اور حرام خور ہیں ۔ اور اس دعوے کی دلیل کیلئے یہ

لوگ قرآن مجید کے بیسیوں ترجمے پیش کرنے پر تیار ہو جائیں گے ۔ اور جب سادہ لوح عوام قرآن مجید میں یہ لکھا ہوا دیکھ لیتے ہیں کہ جس چیز پر اللہ کے سوا کسی اور کا نام پکارا جائے مُردار اور خنزیر کی مانند ہے تو مضبوط سے مضبوط عقائد کا متزلزل ہو جانا بھی لازمی امر ہے ۔ کیونکہ قرآن مجید کے فیصلہ کے بعد کسی دوسرے شخص کا فعل اور قول خواہ وہ شخص کتنا ہی عظیم کیوں نہ ہو کوئی وقعت نہیں رکھتا ۔ لیکن اس کا کیا جائے کہ :۔

ع خود بدلتے نہیں قرآں کو بدل دیتے ہیں

کے مصداق قرآن مجید کا ترجمہ ہی ایسا کر دیا جائے جو خود قرآن ہی کے منشاء کے خلاف ہو حقیقت یہ ہے کہ قرآن مجید کی دیگر سینکڑوں آیات کی طرح اس آیتِ مقدسہ پر بھی مترجمین کے ایک انبوہِ کثیر نے جن میں وہابی اور مودودی بھی ہیں اور دیوبندی اور مرزائی بھی اپنے مکروہ عقائد کو مسلط کر دیا ہے ۔ اب آپ ان مترجمین کی دیدہ دلیری ایک آیت کے کئی مختلف معنے کر دینے کے رنگا رنگ نمونے ملاحظہ فرما دیں ۔

ترجمے ہی ترجمے

۱۔ ترجمہ شاہ رفیع الدّین

الآیۃ	ترجمہ
وَمَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ ۔ (البقرہ)	اور جو کچھ پکارا جاوے اوپر اُسکے سوائے خدا کے ۔
فَمَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ ۔ (المائدہ)	اور وہ چیز کہ بلند آواز کی جاوے واسطے غیر خدا کے ۔

۲۔ شاہ عبد القادر

الآیۃ	ترجمہ
وَمَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ ۔ (البقرہ)	اور جس پر نام پکارا اللہ کے سوا کا ۔
فَمَا اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ ۔ (المائدہ)	اور جس چیز پر نام پکارا اللہ کے سوا کا ۔

۳۔ فتح محمد جالندھری (وہابی)

وَمَآ اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ ۔ (البقرہ)	اور جس چیز پر خدا کے سوا کسی اور کا نام پکارا جاوے ۔
اَوْ فِسْقًا اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ ۔ (الانعام)	کوئی گناہ کی چیز ہو کہ اُس پر خدا کے سوا کسی اور کا نام پکارا جاوے ۔

۴۔ محمد علی لاہوری (مرزائی)

وَمَآ اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ ۔ (البقرہ)	اور وہ جسے اللہ کے سوا کسی دوسرے کیلئے پکارا جاوے ۔
وَمَآ اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ ۔ (البقرہ)	اور وہ جسے اللہ کے سوا کسی دوسرے کیلئے پکارا جاوے ۔
وَمَآ اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ ۔ (المائدہ)	اور وہ جس چیز پر اللہ کے سوا کسی دوسرے کا نام پکارا جاوے ۔

۵۔ مودودی (ماڈرن وہابی)

وَمَآ اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ ۔ (البقرہ)	جس پر اللہ کے سوا کسی اور کا نام لیا جائیگا

۶۔ حافظ محمد لکھوی (وہابی)

پنجابی ترجمہ

وَمَآ اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ ۔ (المائدہ)	اوہ چیز جو پکاریا جاوے واسطے غیر اللہ دے نال اوس دے ۔

۷۔ ڈپٹی نذیر احمد (وہابی)

اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ ۔ (الانعام)	اور وہ چیز بھی جو اللہ کے سوا کسی اور کے نام پکاری گئی ہو ۔

۸۔ اسماعیل دہلوی (وہابی)

اَوْ فِسْقًا اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ ۔ الانعام / تقویۃ الایمان	گناہ کی چیز کہ مشہور کی گئی ہو اللہ کے سوا اور کی کے

۹۔ احمد علی لاہوری (دیوبندی)

وَمَآ اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ ۔ (المائدہ)	اور اُس چیز کو اللہ کے سوا اوروں کے نام سے پکاری گئی ہو حرام کیا ہے ۔

۱۰۔ ثناء اللہ امرتسری (وہابی)

وَمَآ اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ ۔ (البقرہ)	اور جو اللہ کے سوا غیروں کے نام سے پکاری ہو کر فلاں پیر کی نیاز یا فلاں دیوی کا بکرا بیشک تم پر حرام ہے ۔

۱۱۔ غلام اللہ راولپنڈی (وہابی دیوبندی)

وَمَآ اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ ۔ (البقرہ)	(تفسیر) اس قسم کی نذر نیاز دینا شرک ہے اس کا کھانا خنزیر کی طرح حرام ہے خواہ ذبح کرتے وقت اس پر بسم اللہ اللہ اکبر پڑھا جائے یا نہ۔ پس آجکل اولیاء اللہ یا اولیائے شیطان کی قبروں پر عرس کئے جاتے ہیں اور ان عرسوں پر پہلے ہی سے غلہ، دانے، جانور وغیرہ پیر کے نام پر رکھ لیتے ہیں۔ پھر عرس کے روز قبر پر لے جاتے ہیں سب غیر اللہ کی نذر ہے اسکا کھانا حرام ہے ۔ (جواہر القرآن ص ۱۵۸)

گذشتہ صفحات میں جو ترجمے پیش کئے گئے ہیں اُن میں ایک خاص بات قطعی طور پر مشترک ہے۔ یعنی وَمَآ اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ کا یہ ترجمہ کہ "جس چیز پر غیر اللہ کا نام پکارا جائے" اس ترجمہ کے موجد شاہ رفیع الدین صاحب دہلوی تھے ۔

اَب آپ وہ ترجمے ملاحظہ فرمائیں گے جن میں مطلقاً "ہر چیز" کی شرط کو توڑا گیا ہے اور "مَا" کے معنی میں "چیز" کے بجائے "جانور" کی قید لگائی گئی ہے۔ یہ آیت قرآن مجید میں چار جگہ آتی ہے۔ لہٰذا بعض دوسرے غلط مترجمین کے نام پھر دوبارہ بھی آئیں گے جنہوں نے وَمَا اُھِلَّ کا ترجمہ ایک جگہ تو "جس چیز پر نام پکارا گیا" کیا ہے اور دوسری جگہ "چیز کی بجائے" "جس جانور پر نام پکارا گیا" کیا ہے۔ حالانکہ ان ہر دو طریق پر ترجمہ غلط ہی رہا ہے۔ اب بجائے ایک کے دو طرح کے مزید ترجمے آپ کے سامنے آئیں گے اور پہلے کی طرح یہ دونوں ترجمے بھی غلط اور منشائے خداوندی کے خلاف ہیں — گو حقیقت کو چھپانے کیلئے مترجمین نے مختلف ہتھکنڈے استعمال کئے ہیں اور عام اضطراً میں کبھی کچھ اور کبھی کچھ لکھتے چلے گئے۔ لیکن جیسا کہ عرض کیا جا چکا ہے۔ باطل کے سینکڑوں ظلماتی پردے بھی حق کی روشنی پر غالب نہیں آسکتے۔ بہرحال اَب آپ ان ہی لوگوں کے کچھ ایسے ترجمے ملاحظہ فرمائیں جن میں چیز کے بجائے جانور کی قید لگائی گئی ہے۔ اس ترجمہ کے مُوجد شاہ عبدالعزیز ہیں۔ اس لئے سب سے پہلے اُنہیں کا ترجمہ ملاحظہ ہو:۔

شاہ عبدالعزیز دھلوی (اس مسئلہ کے علاوہ باقی ٹھیک)

وَمَا اُھِلَّ بِہٖ لِغَیْرِ اللّٰہِ۔ (البقرہ)	اور وہ چیز کے آواز دی گئی ہو حق اُس جانور کے

مولانا آزاد (½ وہابی ½ دیوبندی)

وَمَا اُھِلَّ بِہٖ لِغَیْرِ اللّٰہِ۔ (البقرہ)	اور وہ جانور جو اللہ کے سوا کسی دوسری ہستی کیلئے پکارے جاویں۔
وَمَا اُھِلَّ لِغَیْرِ اللّٰہِ بِہٖ۔ (النحل)	اور وہ جانور جسے خدا کے سوا کسی دوسری ہستی کیلئے پکارا جائے۔

محمود الحسن (دیوبندی)

وَمَا اُھِلَّ بِہٖ لِغَیْرِ اللّٰہِ۔ (البقرہ)	اور جس جانور پر نام پکارا جائے اللہ کے سوا کسی اور کا

مطلع دوسری آیت میں محمود الحسن صاحب نے بھی پہلے بتلائے گئے ترجموں کی طرح جانور کی شرط نہیں رکھی

احمد علی لاہوری (دیوبندی)

وَمَا اُھِلَّ بِہٖ لِغَیْرِ اللّٰہِ۔ (البقرہ)	جانور جس پر اللہ کے سوا کسی اور کا نام پکارا جائے۔

حسین علی واں بھچراں (وہابی نما دیوبندی)

وَمَا اُھِلَّ بِہٖ لِغَیْرِ اللّٰہِ۔ (البقرہ)	اور جس جانور پر پکارا جائے اللہ کے سوا کا نام

اَب آپ وہ ترجمہ ملاحظہ فرماویں جو ان دونوں سے الگ نوعیت کا ہے یعنی اس ترجمہ میں "مَا" کے معنی نہ تو ہر چیز کئے ہیں اور نہ ہی جس جانور پر نام پکارا گیا کئے ہیں بلکہ ایک نئی بات پیدا کر کے آیت کے حقیقی معنوں سے قریب ہونے کے بجائے مترجمین ایک نئے بُعد کا شکار ہو گئے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ سب کچھ حقائق پر پردے ڈالنے کی ناکام کوششوں کا نتیجہ ہے۔ بہرحال آپ اس جدت سے بھی ضرور روشناسی حاصل کریں۔ اس ترجمہ کے مُوجد مولوی اشرف علی تھانوی ہیں۔ باقی سب اُن کے مقلدین ہیں ملاحظہ ہو:۔

اشرف علی تھانوی (دیوبندی)

وَمَا اُھِلَّ بِہٖ لِغَیْرِ اللّٰہِ (البقرہ)	اور ایسے جانور کو جو بقصدِ تقرب غیر اللہ کے نامزد کر دیا گیا ہو۔ اور جس چیز کو غیر اللہ کے نامزد کر دیا گیا ہو۔

مُفتی محمد شفیع (دیوبندی)

وَمَا اُھِلَّ بِہٖ لِغَیْرِ اللّٰہِ۔ (البقرہ)	وہ جانور جو غیر اللہ کیلئے نامزد کر دیا گیا ہو

احمد سعید (دیوبندی)

وَمَا اُھِلَّ بِہٖ لِغَیْرِ اللّٰہِ۔ (البقرہ)	وہ جانور جو خدا کے سوا کسی دوسرے کے نام نامزد کر دیا ہو یعنی تقرب کی نیت سے۔

غلام احمد حریری (وہابی)

آیت	ترجمہ
وَمَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ ۔ (البقرہ)	اور جو جانور غیر اللہ کے نامزد کیا ہو۔

ڈپٹی نذیر احمد (وہابی)

آیت	ترجمہ
وَمَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ ۔ (البقرہ)	اور وہ جانور جس کو خدا کے سوا کسی اور کی عبادت کیلئے حلال یا نامزد کیا جائے۔
وَمَا اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ ۔ (المائدہ)	اور اس جانور کو جسے خدا کے سوا کسی اور کی تعظیم اور تقرب کیلئے حلال اور نامزد کیا جائے۔

پیش ازیں آپ تین قسم کے ترجمے ایک ہی آیت کے ملاحظہ فرما چکے ہیں۔ جن میں مختلف انداز سے حقائق کو مسخ کرنے کی مکروہ کوشش کی گئی ہے۔ اب آپ اسی آیت کریمہ کے چند انگلش ترجمے ملاحظہ فرما دیں جن کا اردو ترجمہ بھی کر دیا گیا ہے۔ انگلش میں ترجمہ کرنے والے حضرات نے یا تو سب سے پہلے اہل تعبیر سے ترجمہ کی تقلید کی ہے یا پھر کہیں، کہیں ایک عجیب و غریب جدت پیدا کرنے کی کوشش کی ہے۔ ملاحظہ ہو۔

عبدالماجد دریابادی (دیوبندی)

English	آیت / انگلش کا اردو ترجمہ
AND. THAT. OVER WHICH. IS. INVOKED THENAME. OF. ANY OTHER. THAN. ALLAH	وَمَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ ۔ (البقرہ) انگلش کا اردو ترجمہ اور وہ جس پر اللہ کے سوا کسی اور کا نام لیا جائے۔
ANY . ANIMAL DEDICATED TO OTHER. THAN. ALLAH	وَمَا اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ ۔ (المائدہ) انگلش کا اردو ترجمہ کوئی جانور جو سوائے خدا کے کسی اور کے نام وقف کیا جائے۔

English	آیت / انگلش کا اردو ترجمہ
OVER. WHICH. IS INVOKED. THE. NAME OF. OTHER. THAN ALLAH	وَمَا اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ ۔ (الانعام) انگلش کا اردو ترجمہ جس پر اللہ کے سوا کسی اور کا نام لیا جائے۔

یوسف علی

English	آیت / انگلش کا اردو ترجمہ
AND. OTHER. NAME HATH. BEEN INVOKED. BESIDE THAT. OF. GOD	وَمَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ ۔ (البقرہ) انگلش کا اردو ترجمہ اور جس پر سوائے خدا کے کسی اور کا نام پکارا جائے۔
AND. ANY (FOOD) OVER WHICH THE NAME OF OTHER. THAN. GOD	وَمَا اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ ۔ (النحل) انگلش کا اردو ترجمہ اور وہ کھانا جس پر سوائے خدا کے کسی اور کا نام پکارا جائے

پکھتال

English	آیت / انگلش کا اردو ترجمہ
AND THAT WHICH HATH BEEN IMMOLATED TO (THE NAME OF) ANY OTHER THAN ALLAH	وَمَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ ۔ (البقرہ) انگلش کا اردو ترجمہ اور جس پر اللہ کے سوا کسی اور کا نام پکارا جائے۔

WHICH WAS IMMOLATED TO THE NAME OF OTHER THAN ALLAH	وَمَآ اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ ۔ (الانعام) انگلش سے اردو ترجمہ اور جس چیز پر خدا کے سوا کسی اور کا نام لیا جائے ۔

زیر بحث آیت کریمہ "وَمَآ اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ" کے متعدد ترجمے پیش کئے جا چکے ہیں۔ ان سب کو اچھی طرح پڑھ لینے کے بعد ترجمہ کرنے والوں کے یہ تین طریق سامنے آتے ہیں :۔

۱۔ ہر وہ چیز جس پر غیر اللہ کا نام پکارا جائے حرام ہے۔

۲۔ اور وہ چیز کہ آواز دی گئی ہو حق اُس جانور کے حرام ہے۔

۳۔ اور ایسا جانور جو بقصد غیر اللہ کے نامزد کیا گیا ہو حرام ہے۔

ہماری تحقیق کے مطابق نمبر ایک ترجمہ یعنی ہر وہ چیز جس پر غیر اللہ کا نام پکارا گیا حرام ہے کے موجد شاہ رفیع الدین صاحب ہیں ۔ اگرچہ شاہ عبدالقادر صاحب جو شاہ رفیع الدین صاحب کے حقیقی بھائی ہیں، بھی یہی ترجمہ کرتے ہیں لیکن ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اُن کا رنگ تقلیدی ہے ۔ کیونکہ اُن کی تفسیر موضح القرآن میں جو اُن کا ترجمہ موجود ہے وہ اس سے مختلف بھی ہے اور ٹھیک بھی ۔ لیکن اُن کی تفسیر موضح القرآن کے علاوہ جو ترجمہ اُن سے منسوب ہے وہ تقریباً شاہ رفیع الدین صاحب کے مطابق ہے ۔ ہو سکتا ہے کہ موضح القرآن اُنہوں نے پہلے لکھی ہو اور صرف ترجمہ بعد میں کیا ہو ۔ اور یہ ٹھیک بھی معلوم ہوتا ہے ۔ کیونکہ اُن کی تفسیر موضح القرآن شاہ رفیع الدین صاحب کے ترجمہ سے پہلے لکھی گئی ہے ۔ لیکن اُن کا ترجمہ شاہ رفیع الدین صاحب کے بعد کا لکھا ہوا ہے ۔ لہٰذا ترجمہ نمبر ایک کے موجد

شاہ رفیع الدین صاحب ہیں ۔ باقی سب اس قسم کا ترجمہ کرنے والے ان کے مقلد ہیں ۔

ترجمہ نمبر ۲ ۔ اور وہ چیز کہ آواز دی گئی ہو حق اُس جانور کے حرام ہے کے موجد شاہ عبدالعزیز صاحب رحمتہ اللہ علیہ ہیں ۔ اگرچہ یہ انوکھا ترجمہ اُن کے اپنے بے شمار عقائد کے خلاف ہے ۔ جس کی تفصیل آگے آئے گی ۔ بہرحال اس قسم کا ترجمہ کرنے والے باقی تمام مترجمین شاہ عبدالعزیز رحمتہ اللہ کے مقلد ہیں ۔

ترجمہ نمبر ۳ ۔ اور ایسا جانور جو بقصد غیر اللہ کے نامزد کیا گیا حرام ہے کے موجد مولوی اشرف علی صاحب تھانوی ہیں ۔ دیگر جس کسی نے بھی اس قسم کا ترجمہ کیا ہے ان کی تقلید میں کیا ہے ۔

اگرچہ بعض مترجمین نے ان تین قسم کے تراجم میں معمولی ردّ و بدل کر کے اپنی طرف سے مزید بھی کچھ افسوسناک اضافے کئے ہیں ۔ جیسا کہ مولوی ثناء اللہ امرتسری، مولوی مودودی اور مولوی غلام اللہ کا اُردو ترجمہ اور یوسف علی کا انگلش ۔ تاہم ان سب کا رنگ تھوڑی سی جدت کے ساتھ تقلیدی ہے ۔

فیصلہ کُن ترجمہ

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر یہ سب کے سب ترجمے صحت پر مبنی نہیں تو آخر ٹھیک ترجمہ کس کا ہے ۔ اور دُوسرا سوال یہ ہے کہ ٹھیک اور غلط کا فیصلہ کون کرے گا ۔ تو اس فیصلہ کیلئے ہمارے پاس بڑے سے بڑے جج موجود ہیں ۔ ایسے ایسے عظیم جج جن کے فیصلہ کے بعد کسی کو بھی جرأتِ گفتار نہیں ۔ ان میں سب سے بہتر فیصلہ فرمانے والی ذاتِ اقدس کا فیصلہ بھی ہے یعنی اُس ذات احکم الحاکمین کا فیصلہ جس کا اپنے متعلق یہ ارشاد ہے کہ۔

وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ حُكْمًا (قرآن مجید) یعنی وہ کون ہے جو اللہ تعالیٰ سے بہتر ہو (فیصلہ) حکم میں ۔

اس سب سے بڑے منصف کے بعد ہمارے پاس اُس عظیم ہستی کی عدالت بھی موجود ہے جس کو کفارِ عرب بھی صادق و امین مانتے تھے اور جس کے فیصلوں کو اللہ تبارک و تعالیٰ اپنے فیصلے قرار دیتا ہے۔ اور جس کے متعلق قرآن مجید میں یہ ارشادِ خداوندی ہے کہ :-

فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ ۔ یعنی اے محبوب ! پس قسم ہے آپ کے پروردگار کی نہیں ایماندار ہوں گے جب تک آپ کو حاکم (فیصل) نہ مانیں

اس مقدس اور عظیم ہستی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے فیصلہ کے بعد آپ کے اُن جانشینوں اور ساتھیوں کے فیصلے بھی ہمارے پاس موجود ہیں جن نفوسِ قدسیہ کے متعلق خود سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا حکم ہے کہ میرے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے فیصلے میرے فیصلے ہیں۔ چنانچہ ارشادِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ہے کہ اَصْحَابِیْ کَالنُّجُوْمِ اور فرمایا مَا اَنَا عَلَیْہِ وَاَصْحَابِیْ ۔

صحابہ کرامؓ کے بعد تابعین ، تبع تابعین اور جمہور مفسرین کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا فیصلہ بھی موجود ہے ۔ لیکن ہم یہ سب فیصلے آئندہ صفحات میں پیش کریں گے ۔

سب سے پہلے یہاں ہم اُس شخصیت کو جج بناتے ہیں جو ان تمام نئے مفسرین کے گھر کے آدمی ہیں ۔ نہ صرف یہ کہ گھر کے آدمی بلکہ ان سب کے مورثِ اعلیٰ ہیں ۔ یعنی حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی ۔

کون شاہ ولی اللہ دہلوی ! جن کو وہابی دیوبندی اپنا امام مانتے ہیں۔

کون شاہ ولی اللہ دہلوی ! جو ترجمہ نمبر ۱ ، کرنیوالے شاہ رفیع الدین صاحب کے باپ ہیں ۔

کون شاہ ولی اللہ دہلوی ! جو شاہ عبد القادر صاحب کے بھی والدِ گرامی ہیں ۔

کون شاہ ولی اللہ دہلوی ! جو ترجمہ نمبر (۲) کرنیوالے شاہ عبد العزیز صاحب کے بھی باپ ہیں ۔

کون شاہ ولی اللہ دہلوی ! جو ترجمہ نمبر (۳) کرنیوالے مولوی اشرف علی تھانوی کے رُوحانی باپ ہیں ، روحانی پیشوا اور پیرِ مرشد ہیں ۔

کون شاہ ولی اللہ دہلوی ! جنہوں نے ہندوستان میں سب سے پہلے قرآن مجید کا ترجمہ فارسی زبان میں کیا (اگرچہ ہندوستان کے باہر شیخ سعدی علیہ الرحمتہ کئی صدیاں پہلے فارسی زبان میں ترجمہ کرنے کی سعادت حاصل کر چکے تھے) ۔

کون شاہ ولی اللہ دہلوی ! جن کو وہابیوں دیوبندیوں کی طرف سے دیئے گئے القابات و خطابات کی ایک ضخیم کتاب بن سکتی ہے ۔

ہاں ! ہاں ! وہی شاہ ولی اللہ دہلوی جن کو گذشتہ صفحات میں بتلائے گئے مترجمین شیخ التفسیر اور امام المحدثین مانتے ہیں ، ملاحظہ فرمائیے اُنہی شاہ ولی اللہ دہلوی کا ترجمہ :-

۱ ۔ وَمَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ ۔ (البقرہ) و آنچہ آواز بلند کردہ شود در ذبح وے بغیر خدا

۲ ۔ وَمَا اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ ۔ (المائدہ) و آنچہ نام غیر خدا بوقت ذبح او یاد کردہ شود

۳ ۔ اَوْ فِسْقًا اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ ۔ (الانعام) یا آنچہ فسق باشد کہ برائے غیر خدا آواز بلند کردہ شد وقت ذبح او

۴ ۔ وَمَا اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ ۔ (النحل) و آنچہ ذکر کردہ شد بنام غیر خدا بذبح وے

شاہ ولی اللہ صاحب کا فیصلہ قارئین ملاحظہ فرما چکے ہیں ۔ شاہ صاحب نے وَمَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ کی آیت قرآن مجید میں جہاں جہاں بھی آئی ہے ہر جگہ یہی ترجمہ فرمایا ہے کہ :-

جس جانور پر ذبح کرتے وقت خدا کے سوا کسی اور کا نام بلند کیا جائے وہ حرام ہے ۔

اس آیت کا شاہ ولی اللہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ کا ترجمہ قرآن و حدیث ، اقوالِ صحابہ اور جمہور مفسرین کرام کے ترجمہ کے مطابق ہے ۔ شیخ سعدی علیہ الرحمتہ جنہوں نے

دُنیائے اسلام میں سب سے پہلے قرآن مجید کا ترجمہ قرآن کرنے کی سعادت حاصل کی[1] نے اس آیت کا بھی ترجمہ فرمایا ہے کہ :-

" وآنچہ آواز بر داشتہ شود در وقتِ ذبح برائے غیر خدا "

تو خیر یہ بحث آگے چل کر پھر آئے گی۔ فی الحال ناظرین بھی رُک نہیں اور شاہ ولی اللہ صاحب کے فیصلہ کے بعد خود بھی فیصلہ کریں کہ حق کس طرف ہے۔ کیا :-

شاہ رفیع الدین صاحب کا ترجمہ ٹھیک ہے یا اُن کے باپ شاہ ولی اللہ صاحب کا ؟
شاہ عبد القادر صاحب کا ترجمہ درست ہے یا اُن کے باپ شاہ ولی اللہ صاحب کا ؟
شاہ عبد العزیز صاحب کا ترجمہ درست ہے یا اُن کے باپ شاہ ولی اللہ صاحب کا ؟
مولوی اشرف علی صاحب کا ترجمہ درست ہے یا اُن کے روحانی باپ شاہ ولی اللہ صاحب کا ؟
اور اب تک بتلائے گئے مترجمین کو باپ کے ترجمہ کی تقلید کرنا چاہیئے تھی یا بیٹوں کے ترجمہ کی یہ سب فیصلے قارئین کرام کو کرنا ہوں گے۔ اور نہایت ٹھنڈے دل سے غور کر کے جس طرف حق ہو اُس طرف ہو جائیں۔ خاص طور پر اُن لوگوں کیلئے لمحہ فکریہ ہے جو محض اندھی اور بہری عقیدت کی ڈوریں کسے ہوئے ہیں۔

غور کریں کہ چند حروف کے اُلٹ پھیر سے ترجمہ کرنے والے حضرات نے حقیقت کو کس حد تک مسخ کرنے کی کوشش کی ہے۔ مسئلہ قطعی طور پر واضح ہے بلکہ آفتاب سے بھی زیادہ روشن ہے کہ :-

وہ جانور حرام ہے جس کو ذبح کرتے وقت بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰہُ اَکْبَرْ کی بجائے کسی اَور کا نام پکارا جائے۔ جیسا کہ کفار اپنے جانوروں کو ذبح کرتے وقت بتوں کا نام پکارا کرتے تھے۔ لیکن ان جدت پسند مترجمین کی دیدہ دلیری ملاحظہ فرمائیں کہ خاص طور پر کفار اور بتوں کے حق میں آنیوالی آیات کو مسلمانوں پر چسپاں کر دیا۔ اور وہ بھی اس اضطراب کے عالم میں کہ کچھ نے تو کہہ دیا کہ جو جانور اللہ کے سوا کسی اور کے نام

---

[1] یہ حقیقت ہے کہ عربی کے علاوہ کسی دوسری زبان میں پہلا فارسی ترجمہ شیخ سعدیؒ کا ہوا ہے۔

نامزد کر دیا جائے جیسے گیارہویں شریف کیلئے بکرا وغیرہ۔

اور کچھ حضرات نے یہ ترجمہ کر دیا کہ وہ جانور بھی حرام ہے جس پر خدا کے سوا کسی کا نام پکارا گیا، جیسے رفیع الدین کا بکرا، عبد العزیز کا مُرغا، اشرف علی کی گائے، عبد القادر کا اُونٹ، عبد الماجد کی بھیڑ، محمود الحسن کا دُنبہ اور شبیر احمد کی بھینس وغیرہ۔

اور کچھ لوگوں نے یہ ترجمہ کیا کہ جانور کے علاوہ بھی جس کسی چیز پر اللہ کے سوا کسی اور کا نام لیا جائے گا وہ حرام ہے۔ جیسے غلام اللہ کی بیوی، ثناء اللہ کا باپ، احمد علی کی روٹی، فتح محمد کی گھوڑی، مودودی صاحب کی دوکان، رشید احمد کا مکان اور اسمٰعیل کے کپڑے وغیرہ۔

حقیقت یہ ہے کہ اس قسم کے تمام ترجمے غلط اور تحریف قرآن کے مترادف ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس قسم کی تفسیر بالرائے کرنے والوں کو ہدایت نصیب فرمائے۔

ہمارے سامنے ایک اور اُردو ترجمہ بھی موجود ہے جو معنوی لحاظ سے تو درست ہے لیکن مترجم کی اُردو دانی اور فصاحت و بلاغت کی وجہ سے قارئین کیلئے یقیناً دلچسپ ہو گا

یہ ترجمہ ابو الوہابیہ مولوی وحید الزمان صاحب کا ہے۔ وہ ترجمہ کرتے ہیں :-

" وَمَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ " اور جس جانور پر کاٹتے وقت اللہ کے سوا کسی اور کا نام پکارا جائے وہ حرام ہے "۔

وحید الزمان صاحب کے مافی الضمیر کے مطابق ترجمہ بالکل ٹھیک ہے لیکن " کاٹتے وقت " کی تلمیح ضرور دلچسپ ہے۔ علاوہ ازیں حیرت کی بات یہ ہے ۔۔۔ کہ مولوی وحید الزمان صاحب نے اپنے ساتھیوں کی تقلید کیوں نہیں کی۔ حالانکہ اس آیت کے علاوہ سینکڑوں آیات کے ترجمہ میں وہ اپنے عقائد کے دوسرے مترجمین کے بالکل ساتھ ہیں۔

یہاں ہم اُن قارئین کو ایک مشورہ ضرور دیں گے جن کے دلوں میں یہ خیال پیدا ہو رہا ہے کہ اگر یہ سب کے سب تراجم غلط ہیں تو کونسا ترجمہ پڑھا جائے۔ تو اُن حق بیں حضرات کی خدمت میں گذارش ہے کہ اگر آپ کا فارسی زبان پر عبور ہے تو سب سے بہتر ترجمہ مصلح الدین، حضرت شیخ سعدی علیہ الرحمتہ کا ہے جو آج سے آٹھ صدیاں پہلے کا کیا ہُوا ہے۔ اور اگر وہ ترجمہ دستیاب نہ ہو تو فارسی زبان کا ہی دوسرا ترجمہ شاہ ولی اللہ صاحب کا ہے۔

اور اگر آپ فارسی زبان کو پورے طور پر نہیں سمجھتے تو اس صدی کا بہترین ترجمہ جو ان دونوں فارسی تراجم کے مطابق ہے اس کا مطالعہ کریں۔ وہ ترجمہ ہے اعلیٰحضرت شاہ احمد رضا خان رحمتہ اللہ علیہ بریلوی کا ۔۔ جسے تاج کمپنی نے بڑے خوبصورت ڈیزائنوں میں شائع کیا ہے۔ اس ترجمے کا مطالعہ کرنے سے انشاء اللہ العزیز آپ اُن ہتھکنڈوں سے قطعی طور پر محفوظ ہو جائیں گے جو اَب تک بتلائے گئے بے شمار مترجمین نے استعمال کر رکھے ہیں۔

نیا مضمون شروع کرنے سے پہلے اس آیت کا ترجمہ جو اعلیٰحضرت بریلوی نے کیا ہے آپ کی معلومات کیلئے پیشِ خدمت ہے۔

وَمَآ اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ ۔ (البقرہ) اور وہ جانور جو غیر خدا کے نام پر ذبح کیا جائے۔

جہاں تک حقائق کا تعلق ہے وہ پورے طور پر نکھر کر سامنے آ چکے ہیں اور اس پر مزید تبصرے کی ضرورت بھی محسوس نہیں ہوتی۔ کیونکہ حق بات واضح ہو چکی ہے کہ وَمَآ اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ کے یہ معنی ہرگز نہیں کہ گیارہویں کی کھیر، شبرات کا حلوہ، یا پیر کے نام کا بکرا حرام ہے۔ بلکہ ایسا جانور حرام ہے جس پر ذبح کرتے وقت بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُ اَكْبَرُ کی بجائے کسی اور کا نام لیا جائے۔

اور یہ فیصلہ بھی اُن کے گھر کے ترجمے سے کروایا گیا ہے۔ جو لوگ اس آیت کے معانی

اور مطالب میں دانستہ طور پر گڑبڑ کرنے کے ذمہ دار ہیں۔

تاہم ہمارے خیال میں ابھی اس مضمون کو اور بھی وسعت دے دینا چاہیئے۔ اس سے قارئین کی معلومات میں بھی اضافہ ہوگا اور ہم بھی حسبِ وعدہ شاہ ولی اللہ کے بعد، خدائے بزرگ و برتر اور اُس کے پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور آپ کے صحابہ کرام اور جمہور مفسرین عظام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے فیصلے بھی پیش کر دیں۔ ممکن ہے مضمون کی طوالت بعض حضرات پسند نہ کریں لیکن اس کے سوا چارہ کار نہیں کہ جہاں تک ہماری معلومات ہیں قارئین کرام کی خدمت میں پیش کر دیں۔ اور یہ اس لئے بھی ضروری ہے کہ غلط ترجمہ کرنے والوں کے ہمنوا نت نئی تاویلات کر کے اور عبارت کو کانٹ چھانٹ کر کے عوام کو پھنسانے کیلئے نئے سے نئے جال تیار کرتے رہتے ہیں۔

اس لئے ہماری کوشش صرف یہ ہے کہ خیالی تاویلات اور قیاسی اجتہاد کا دروازہ بند ہو جائے اور اس کیلئے یہ ضروری ہے کہ پہلے ہم اب تک کی تمام کی گئی تفاسیر کی عبارتیں نہایت دیانتداری کے ساتھ قارئین کی خدمت میں پیش کر دیں اور اس کے بعد خداوندِ قدوس جلّ و علا کا فیصلہ یعنی قرآن مجید کی وہ آیاتِ مقدسہ پیش کریں جو متنازعہ آیت کے ترجمہ کا فیصلہ کریں۔ بعد ازاں احادیثِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور جمہور علمائے حقہ کے اقوال و افعال سے ہر قسم کے ختم بزرگانِ دین چہلم، ساتواں، سوئم، گیارہویں شریف وغیرہما کا جواز پیش کر دیں۔ تاکہ عوام کے اذہان میں پیدا ہونیوالے تمام تر شبہات کا مکمل طور پر ازالہ ہو جائے۔ اور اس کیلئے ہم وہی ترتیب مناسب سمجھتے ہیں جس ترتیب سے ترجمے پیش کئے گئے ہیں۔

یعنی پہلے وہ تفسیریں پیش کر دیں جن میں وَمَآ اُهِلَّ کا یہ مطلب بیان کیا گیا ہے کہ ہر قسم کی نذر نیاز بزرگانِ دین و ختم شریف وغیرہ خنزیر اور مردار کی طرح حرام ہیں۔ اور اس کے بعد صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے لیکر اَب تک کی کی گئی وہ تفاسیر پیش

کر دیں جن میں یہ بات پایۂ ثبوت تک پہنچ چکی ہے کہ اس آیت پاک کا مطلب صرف یہ ہے کہ وہ جانور حرام ہے جسے ذبح کرتے وقت غیر اللہ یعنی بتوں کا نام لیا جائے۔ اس سے پہلے کہ سلسلۂ تفاسیر شروع کیا جائے آپ کی خدمت میں ڈپٹی نذیر احمد دہلوی کے ترجمۂ قرآن کے مقدمہ سے چند اقتباس پیش کر دیئے جائیں۔ جن سے یہ ثابت ہو جائے کہ ہم نے جو مترجمین کی خیانتوں وغیرہ کا ذکر کیا ہے وہ کس حد تک درست ہے ملاحظہ فرمایئے ترجمۂ قرآن ڈپٹی نذیر احمد دہلوی کا مقدمہ۔ لکھا ہے :-

"شاہ ولی اللہ صاحب قدس سرہٗ العزیز دہلی میں پیدا ہوئے اور انہوں نے اور اُن کے خاندان نے ہند میں اسلام کی قریب قریب ویسی ہی خدمتیں پیش کیں جیسی عرب میں قرونِ اولیٰ کے مسلمانوں یعنی اصحاب نے، تابعین نے، تبع تابعین نے، آئمہ مجتہدین نے کی تھیں۔ رضوان اللہ علیہم اجمعین جیسا کچھ بھی ہے اسی خاندان عالیشان کا طفیل ہے چنانچہ قرآن کا سب سے پہلا ترجمہ وہ ہے جو ۱۱۵۰ ہجری میں مولانا شاہ ولی اللہ صاحب نے کیا تھا۔ میں کہتا ہوں یہ بزرگ زمانے کے حالات پر کیسی وسیع نظر رکھتے تھے کہ ۱۱۵۰ھ میں باپ نے فارسی زبان میں ترجمہ کیا اور پچپن ۵۵ سال بعد اُن کے بیٹے شاہ عبدالقادر صاحب کو معلوم ہوا کہ عام مسلمان فارسی بھی کم سمجھتے ہیں کہ ۱۲۰۵ھ میں انہوں نے اُردو ترجمہ کیا جو موضح القرآن کے نام سے مشہور ہے۔

گو زمانے کے انقلاب نے شاہ ولی اللہ کے ترجمے کو بیکار کر دیا۔ مگر ترجمہ تو حقیقت میں ایسا مستند ہے کہ جو شخص قرآن کے لفظ لفظ میں تیرے وہی اس کی قدر جان سکتا ہے۔ فی الحقیقت قرآن کے مترجم ہونے کیلئے جتنی باتیں درکار ہیں ترجمے سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ سب مولانا شاہ ولی اللہ صاحب میں علی وجہ الکمال پائی جاتی تھیں۔ اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ مولانا صاحب کی نظر تفاسیر، حدیث اور دین کی کتابوں پر انہی پر مبنی ہے کہ نہیں انہیں کا حصہ تھا۔ اب کوئی ایک عمر صرف کرے تو [illegible]

نصیب ہو اور وہ بھی شاید۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ہر ایک آیت بلکہ ہر ایک لفظ کی نسبت مفسرین کے جتنے اقوال ہیں وہ سب اُن کے پیشِ نظر ہیں۔ اور وہ اُن میں سے جس کو راجح پاتے ہیں اختیار کر لیتے ہیں۔ پھر لکھا ہے کہ :-

شاہ ولی اللہ صاحب کے سوا کوئی شخص مترجم ہونے کا دعویٰ نہیں کر سکتا۔ وہ ہرگز قرآن کا مترجم نہیں بلکہ مولانا شاہ ولی اللہ اور اُن کے بیٹوں کے ترجموں کا مترجم ہے اور انہیں ترجموں میں سے اُس نے کچھ رد و بدل تقدیم و تاخیر کر کے جدید ترجمے کا نام کر دیا ہے یہی ترجمہ در ترجمہ کی غلطی اور بے احتیاطی تو تھی جس نے پہلی آسمانی کتابوں کا اعتبار اُٹھا دیا اور دین میں ایسا رخنہ ڈالا کہ قیامت تک بند ہونے والا نہیں۔ (قرآن مجید مترجم۔ مقدمہ ڈپٹی نذیر احمد۔ مطبوعہ لاہور۔ ص۵)

اِعترافِ حقیقت

اس مقدمہ میں آگے چل کر ڈپٹی نذیر احمد لکھتے ہیں :-

ضَرَبَ زَیْدٌ عَمْرًا کا لفظی ترجمہ ہے "مارا زید نے عمرو کو" گو غیر فصیح، اور فصیح اُردو ترجمہ زید نے عمر کو مارا۔ جب تین لفظوں کے جملے میں ترتیب الفاظ کا یہ اختلاف ہے۔ تو تم سمجھ سکتے ہو کہ بڑے جملے میں جس کے ساتھ متعلقات کا دُم چھلا بھی لگا ہوتا ہے۔ اگر در اصل عبارت عربی کی ترتیب کا لحاظ کیا جائے تو اُردو کی عبارت کا کیا حال ہوگا۔ یہ وہ بڑا نقص ہے جو مولانا شاہ رفیع الدین کے ترجمہ میں تو سراسر اور مولانا شاہ عبدالقادر کے ترجمے میں بکثرت پایا جاتا ہے۔

(مقدمہ قرآن مجید مترجم ڈپٹی نذیر احمد ص۶)

کردیں جن میں یہ بات پایۂ ثبوت تک پہنچ چکی ہے کہ اس آیت پاک کا مطلب صرف یہ ہے کہ وہ جانور حرام ہے جسے ذبح کرتے وقت غیر اللہ یعنی بتوں کا نام لیا جائے۔ اس سے پہلے کہ سلسلۂ تفاسیر شروع کیا جائے آپ کی خدمت میں ڈپٹی نذیر احمد دہلوی کے ترجمۂ قرآن کے مقدمہ سے چند اقتباس پیش کردیئے جائیں۔ جن سے یہ ثابت ہو جائے کہ ہم نے جو مترجمین کی خیانتوں وغیرہ کا ذکر کیا ہے وہ کس حد تک درست ہے ملاحظہ فرمائیے ترجمۂ قرآن ڈپٹی نذیر احمد دہلوی کا مقدمہ۔ لکھا ہے :-

"شاہ ولی اللہ صاحب قدس سرہٗ العزیز دہلی میں پیدا ہوئے اور انہوں نے اور اُن کے خاندان نے ہند میں اسلام کی قریب قریب ویسی ہی خدمتیں پیش کیں جیسی عرب میں قرونِ اُولیٰ کے مسلمانوں یعنی اصحاب نے، تابعین نے، تبع تابعین نے، آئمہ مجتہدین نے کی تھیں۔ رضوان اللہ علیہم اجمعین جیسا کچھ بھی ہے اسی خاندان عالیشان کا طفیل ہے چنانچہ قرآن کا سب سے پہلا ترجمہ وہ ہے جو ۱۱۵۰ھ ہجری میں مولٰنا شاہ ولی اللہ صاحب نے کیا تھا۔ میں کہتا ہوں یہ بزرگ زمانے کے حالات پر کیسی وسیع نظر رکھتے تھے کہ ۱۱۵۰ھ میں باپ نے فارسی زبان میں ترجمہ کیا اور پچپن ۵۵ سال بعد اُن کے بیٹے شاہ عبد القادر صاحب کو معلوم ہوا کہ عام مسلمان فارسی بھی کم سمجھتے ہیں کہ ۱۲۰۵ھ میں انہوں نے اُردو ترجمہ کیا جو موضح القرآن کے نام سے مشہور ہے۔

گو زمانے کے انقلاب نے شاہ ولی اللہ کے ترجمے کو بیکار کر دیا۔ مگر ترجمہ تو حقیقت میں ایسا مستند ہے کہ جو شخص قرآن کے لفظاً لفظاً میں تیرے وہی اس کی قدر جان سکتا ہے۔ فی الحقیقت قرآن کے مترجم ہونے کیلئے جتنی باتیں درکار ہیں ترجمے سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ سب مولٰنا شاہ ولی اللہ صاحب میں اعلیٰ درجہ اکمل پائی جاتی تھیں۔ اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ مولٰنا صاحب کی نظر تفاسیر، حدیث اور دین کی کتابوں پر ایسی وسیع تھی کہ بس انہیں کا حصہ تھا۔ اب کوئی ایک عمر صرف کرے تو ...

نصیب ہو اور وہ بھی شاید۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ہر ایک آیت بلکہ ہر ایک لفظ کی نسبت مفسرین کے جتنے اقوال ہیں وہ سب اُن کے پیش نظر ہیں۔ اور وہ اُن میں سے جس کو راجح پاتے ہیں اختیار کر لیتے ہیں۔ پھر لکھا ہے کہ :-

شاہ ولی اللہ صاحب کے سوا کوئی شخص مترجم ہونے کا دعویٰ نہیں کر سکتا۔ وہ ہرگز قرآن کا مترجم نہیں بلکہ مولانا شاہ ولی اللہ اور اُن کے بیٹوں کے ترجموں کا مترجم ہے اور انہیں ترجموں میں سے اُس نے کچھ رد و بدل تقدیم و تاخیر کرکے جدید ترجمے کا نام کر دیا ہے یہی ترجمہ در ترجمہ کی غلطی اور بے احتیاطی تو تھی جس نے پہلی آسمانی کتابوں کا اعتبار اُٹھا دیا اور دین میں ایسا رخنہ ڈالا کہ قیامت تک بند ہونے والا نہیں۔ (قرآن مجید مترجم۔ مقدمہ ڈپٹی نذیر احمد۔ مطبوعہ لاہور۔ صفحہ ۵)

اعترافِ حقیقت

اس مقدمہ میں آگے چل کر ڈپٹی نذیر احمد لکھتے ہیں :-

ضَرَبَ زَيْدٌ عَمْرًا کا لفظی ترجمہ ہے "مارا زید نے عمرو کو" گو غیر فصیح، اور فصیح اُردو ترجمہ زید نے عمر کو مارا۔ جب تین لفظوں کے جملے میں ترتیب الفاظ کا یہ اختلاف ہے۔ تو تم سمجھ سکتے ہو کہ بڑے جملے میں جس کے ساتھ متعلقات کا دُم چھلا بھی لگا ہوتا ہے۔ اگر دراصل عبارت عربی کی ترتیب کا لحاظ کیا جائے تو اُردو کی عبارت کا کیا حال ہوگا۔ یہ وہ بڑا نقص ہے جو مولانا شاہ رفیع الدین کے ترجمہ میں تو سراسر اور مولانا شاہ عبد القادر کے ترجمے میں بکثرت پایا جاتا ہے۔

(مقدمہ قرآن مجید مترجم ڈپٹی نذیر احمد صفحہ ۶)

چور کی داڑھی ؟

یہی مولوی نذیر احمد اسی مقدمہ کے آخر میں لکھتا ہے کہ :-

یہ چند مشکلیں جو واقع میں نمونہ از خروارے ہیں دوسرے مترجموں کو بھی پیش آئی ہیں۔ انہوں نے انہیں ہمارے مطابق کہیں اپنے طور پر ان کو رفع کیا ہے۔ غرض متن مترجم کے اپنی زبان کی پابندی کی وجہ سے کچھ نہ کچھ تصرف کئے بدوں اچھا ترجمہ نہیں ہو سکتا۔

(مقدمہ صفحہ ۱۰)

قارئین کرام اچھی طرح جان گئے ہوں گے کہ وہابیوں کے قائد مولوی نذیر احمد نے کس کس انداز سے حقیقت حال کا اعتراف کیا ہے۔ مثلاً شاہ ولی اللہ صاحب نے جمہور مفسرین کی تفسیروں کو پیش نظر رکھ کر ترجمہ کیا ہے اور باقی مترجمین نے اُن کے ترجمہ میں ردو بدل کر کے ترجمہ کیا ہے۔ اور پھر شاہ رفیع الدین اور شاہ عبدالقادر کے ترجموں کو سراسر نقائص پر مبنی قرار دے کر اُن میں بھی مزید ردو بدل کر کے ترجمہ در ترجمہ کی غلطی اور بے احتیاطی کو تسلیم کر لینے کے بعد یہ لکھنا پڑا کہ بغیر کچھ نہ کچھ تصرف کئے قرآن مجید کا اچھا ترجمہ نہیں کیا جا سکتا۔ اللہ تبارک تعالیٰ اپنے مقدس کلام میں تحریف و تصرف کرنیوالوں سے تمام مسلمانوں کو محفوظ رکھے۔

بہرحال ہم نے اپنے دعوے کی تصدیق کروا دی اور تصدیق بھی اُس شخص سے کروائی ہے جو ترجموں میں گڑبڑ کرنیوالوں کا سرخیل ہے۔

اب آپ ترجموں کی طرح تفسیروں میں تحریف و تصرف کرنے والوں کی تفسیروں سے چند اقتباسات ملاحظہ کریں اور اندازہ کریں کہ ان لوگوں نے کس کس طرح فرقۂ ناجیہ سوادِ اعظم اہلِ سنّت و جماعت کے عقائد پر کس کس طرح کی نکتہ زنی کی ہے

نمبر ۱- تفسیر عثمانی

وَمَا أُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ کا مطلب یہ ہے کہ ان جانوروں پر اللہ کے سوا بُت وغیرہ کا نام پکارا جائے۔ یعنی اللہ کے سوا کسی بُت یا جن یا کسی روحِ خبیث یا پیر و پیغمبر کے نامزد کر کے اور اُس جانور کی جان اُن کے نذر کر کے اُنکے تقرب یا رضا جوئی کی نیّت سے ذبح کیا جائے۔ الخ ان سب جانوروں کا کھانا حرام ہے گو بوقتِ ذبح تکبیر پڑھی ہو اور اللہ کا نام لیا ہو۔ (تفسیر عثمانی مطبوعہ تاج کمپنی - سورہ لبقرہ ۲ ص ۳۲ مؤلفہ شبیر احمد عثمانی دیوبندی)۔

نمبر ۲- تفسیر معارف القرآن

وَمَا أُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ - چوتھی چیز جس کو آیت میں حرام قرار دیا گیا ہے وہ جانور ہے جو غیر اللہ کیلئے نامزد کر دیا گیا ہو۔

کسی جانور کو غیر اللہ کے تقرب کیلئے ذبح کیا جائے اور بوقتِ ذبح اُس پر غیر اللہ کا نام لیا جائے یہ صورت بالاتفاق و باجماعِ اُمّت حرام ہے اور یہ جانور میتہ ہے۔ دوسری صورت یہ ہے کہ کسی جانور کو تقربِ الٰہی غیر اللہ کیلئے ذبح کیا جائے یعنی اس کا خون

بہانے سے تقربِ الٰہی غیر اللہ مقصود ہو لیکن بوقتِ ذبح اس پر اللہ ہی کا نام لیا جائے جیسے بہت سے ناواقف مسلمان بزرگوں پیروں کے نام پر اُن کی خوشنودی حاصل کرنے کیلئے بکرے مرغے وغیرہ ذبح کرتے ہیں۔ لیکن ذبح کرتے وقت اُس پر نام اللہ ہی کا پکارتے ہیں۔ یہ صورت بھی باتفاقِ فقہا حرام اور مذبوحہ مردار ہے۔ مگر تخریج دلیل میں کچھ اختلاف ہے (الخ) تقربِ الٰہی غیر اللہ کی نیّت سے اس کو بھی مَا اُهِلَّ بِهٖ

عبادت کی توضیح نہیں ہوئی

عبارۃ کی توضیح نہیں ہوئی

لِغَيْرِ اللّٰهِ کے ساتھ حرام قرار دیا ہے۔ احقر کے نزدیک یہی وجہ احوط واسلم ہے۔ (تفسیر معارف القرآن مطبوعہ کراچی جلد اول ص ۳۶۵ ۔ مؤلف مفتی محمد شفیع دیوبندی)۔

نمبر ۳۔ تفسیر کشف الرحمٰن

وَمَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ وہ جانور ہے جو خدا کے سوا کسی دوسرے کیلئے نامزد کر دیا گیا ہو یعنی تقرب کی نیت سے مَا اُهِلَّ بِهٖ میں بہت اُلجھتے ہیں۔ ان کا خیال ہے کہ جب ذبح کرتے وقت اللہ کا نام لیا جائے اور بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُ اَكْبَرُ کہہ کر ذبح کیا جائے تو وہ جانور پھر حرام نہیں ہونا چاہیئے خواہ وہ غیر اللہ ہی کے نام کا ہو۔ لیکن اُن لوگوں کا خیال صحیح نہیں۔ اللہ تعالیٰ کا نام لیکر ذبح کرنا کسی حرام کو حلال نہیں کر سکتا۔ (الخ) (آخر پر لکھا ہے کہ زیادہ تفصیل تفسیر عزیزی میں دیکھیں۔ مؤلف) س۔ البقرہ شریف ۔۲۔ تفسیر کشف الرحمٰن۔ مطبوعہ بیت السعید دہلی جلد اول صفحہ ۴۰ (مؤلف مولوی سعید احمد دیوبندی)۔

۴۔ تفسیر ماجدی

وَمَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ۔ یہ خیالِ تقرب اور بہ نیتِ عبادت حرمت کا اصل مدار ذابح کی نیت پر ہے اور یہ غیر اللہ کی طرف نامزدگی خواہ عین ذبح کے وقت ہو یا اُس سے قبل قبروں پر چڑھا دیے جانے والے ذرا اپنے آپ سوچ لیں۔ الخ

مراد یہ ہے کہ جس جانور کو بطریقِ تعظیم و عبادت یا بہ قصدِ تقرب کسی مخلوق کیلئے نامزد کر دیا جائے اور نیت کسی مخلوق کی نذر و نیاز یا بھینٹ کی کر لی جائے وہ حرام ہو جاتا ہے۔ خواہ اُس کے ذبح کے وقت بِسْمِ اللّٰهِ بھی کیوں نہ پڑھ لی جائے۔ شیخ سدو کے نام کے بکرے اور اس قبیل کی تمام چیزیں اس حکم کے تحت آتی ہیں۔

(تفسیر ماجدی جلد اول ص ۶۷ مطبوعہ کراچی۔ مؤلف عبدالماجد دریا آبادی۔ دیوبندی)

نمبر ۵۔ تفسیر اکسیر اعظم

وَمَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ۔ وہ جانور ہے جو اللہ کے سوا کسی اور کے نام پکارا گیا۔ اس کی تفسیر میں ابن ابی حاتمؒ نے مجاہدؓ سے روایت کی غیر اللہ کے نام سے ذبح کیا جائے۔

اس تفسیر میں اس زمانے کے علماء میں بہت بڑا اختلاف ہے۔ ایک فریق کہتا ہے کہ جو جانور غیر اللہ کے واسطے نذر یا قربانی کیا جاوے۔ اگر اُس پر ذبح کے وقت اللہ کا نام لیا جائے گا تو اُس کا کھانا جائز ہے۔ مُلّا جیون صاحب تفسیر احمدی کا یہی قول ہے۔ مگر مولانا شاہ عبدالعزیز کی تحقیق اس کے خلاف ہے اور اُن کا قول یہ ہے کہ جو جانور غیر اللہ کے واسطے مشہور کیا جائے مثلاً کسی روح خبیث کیلئے یا کسی جن کیلئے یا کسی پیر پیغمبر کیلئے۔ اور نذر وہ جانور کو یہ مقرر کر دیا جائے کہ فلانے کے نام کا ہے۔ تو اگر اس کو اللہ کا نام لیکر ذبح کیا جائے تب بھی وہ حرام ہے۔ (آخر پر اپنی رائے کا اظہار کیا گیا ہے کہ) ہم کہتے ہیں کہ جو جانور غیر اللہ کیلئے پکارا جائے وہ حرام ہے۔

(تفسیر اکسیر اعظم جزء ثانی ص ۱ مطبوعہ مراد آباد انڈیا۔ مؤلف احتشام الدین وہابی)

نمبر ۶ تفسیر عاشق الٰہی

وَمَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ۔ یعنی جس جانور پر اللہ کے سوا کسی دوسرے کا نام

کتنے عیار ہیں یہ لوگ

؎ تفسیر اکسیر اعظم کا مؤلف مولوی احتشام الدین حاشیہ پر ملا جیون کے متعلق لکھتا ہے کہ انہوں نے اپنی تفسیر ۱۶ سال کی عمر میں لکھی تھی اور ۲۷ سال کی عمر میں نظر ثانی کی تھی۔ اس سے مؤلف کا مطلب یہ ہے کہ صاحب نور الانوار حضرت ملا جیون رحمۃ اللہ علیہ نے جب تفسیر لکھی تو وہ نابالغ تھے۔ اس لئے ان کی تفسیر کوئی حیثیت بمقابلہ حضرت شاہ عبدالعزیز کے قول کے آگے۔ مگر حضرت مجاہد کی تفسیر کچھ حیثیت نہیں رکھتی۔

لیکر ذبح کیا جائے وہ حرام ہے۔ اس حکم میں وہ جانور بھی ہے جو اللہ کے سوا کسی دوسرے کے نامزد کر دیا جائے۔ جیسے میراں کا بکرا وغیرہ خواہ اس کو ذبح کرتے وقت اللہ کا نام لیکر اور بسم اللہ پڑھ کر ہی کیوں نہ ذبح کریں پھر بھی اس کا کھانا حرام ہے۔

(تفسیر عاشق الٰہی دیوبندی مطبوعہ لکھنؤ (انڈیا) صفحہ ۴۰)

۷۔ تفسیر القرآن حریری

وَمَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ۔ اور جو جانور غیر اللہ کے نامزد کیا ہو۔ اُهِلَّ ماضی مجہول، اس کا مصدر اہلال ہے چاند دیکھتے وقت آواز بلند کر دینا شہرت دینا نامزد کرنا ذبح کے وقت خدا کے سوا کسی اور کا نام پکارنا۔ (اس کے آگے پھر شاید ایک دم ہوش آگیا اور تفسیر عثمانی کی پوری عبارت جسے آپ گذشتہ اوراق میں پڑھ چکے ہیں نقل کر دی)۔ تفسیر حریری صفحہ ۲۲۵

نوٹ: اگرچہ یہ تفسیر قرآن مجید کے تھوڑے سے حصہ کی تفسیر ہے۔ مگر قوم کی بدقسمتی ہے اس کو اسلامیات کے اونچی کلاسوں کے نصاب میں شامل کر رکھا ہے۔ اس کتاب کے مؤلف کا نام غلام احمد حریری ہے جو وہابی بھی ہے اور کسی کالج میں پروفیسر بھی، اور پروفیسر ہونے کی وجہ سے اپنی کتاب کو نصاب میں شامل بھی کروا رکھا ہے۔

۸۔ تقویۃ الایمان

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى اَوْ فِسْقًا اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ۔ فرمایا اللہ تعالٰی نے سورہ انعام میں: یا گناہ کی چیز کہ مشہور کی گئی ہو اللہ کے سوا اور کی کر کے۔ یعنی سور لہو اور مردار نا پاک حرام ہے۔ ایسا ہی وہ جانور ناپاک اور حرام ہے کہ ہو وہ گناہ کی صورت جن ۔۔۔ کہ اللہ کے سوا کسی اور کا ٹھہرایا۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ جو جانور کسی مخلوق کے نام کا ٹھہرایا ہو وہ جانور حرام اور ناپاک ہے۔ اس آیت میں کچھ اس بات کا مذکور نہیں کہ

اس جانور کے ذبح کرنے کے وقت کسی مخلوق کا نام لیجئے جب حرام ہو بلکہ اتنی ہی بات کا ذکر ہے کہ کسی مخلوق کے نام پر جہاں کوئی جانور مشہور کیا کہ یہ گائے سید احمد کبیر کی ہے یا یہ بکرا شیخ سدو کا ہے سو وہ حرام ہو جاتا ہے۔ پھر کوئی جانور مرغی یا اونٹ کسی مخلوق کے نام کا کر دیجئے ولی کا یا نبی کا، باپ کا یا دادے کا، بھوت کا یا پری کا سب حرام ہے اور ناپاک ہے۔ کرنے والے پر شرک ثابت ہوتا ہے۔ (تقویۃ الایمان مطبوعہ کراچی ص ۳۰ مصنف اسماعیل دہلوی)۔

۹۔ تفسیر احسن التفاسیر

وَمَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ۔ اور فرمایا جو کچھ پکارا اس کے سوائے۔ اس سے مراد یہ ہے کہ کسی جانور کے ذبح کے وقت سوائے اللہ کے اور کسی کا نام لیکر اس کو ذبح کیا جاوے جس طرح مشرکین مکہ بتوں کے نام پر جانور ذبح کرتے تھے۔ یا ذبح سے پہلے سوا اللہ کے کسی اور شخص کی تعظیم کی غرض سے کسی جانور کو اس شخص کے نام ٹھہرا کر ذبح کیا جاوے اور ذبح کے وقت بطور عادت اور رسم اللہ کا نام لیا جاوے یہ سب حرام ہے۔

(احسن التفاسیر جلد اول ص ۲۲۵ مطبوعہ دہلی (مؤلف سید احمد حسین وہابی)

۱۰۔ تفسیر تفہیم القرآن

وَمَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ۔ کوئی چیز ایسی نہ کھاؤ جس پر اللہ کے سوا کسی اور کا نام لیا گیا ہو۔ اس کا اطلاق اس جانور کے گوشت پر بھی ہوتا ہے جسے خدا کے سوا کسی اور کے نام بطور نذر کے پکارا جائے۔ حقیقت یہ ہے کہ جانور ہو یا غلہ یا اور کوئی کھانے کی چیز در اصل اس کا مالک اللہ تعالٰی ہی ہے اور اللہ ہی نے وہ چیز ہم کو عطا کی ہے اس کے سوا کسی دوسرے کا نام لینا یہ معنی رکھتا ہے کہ ہم خدا کے بجائے یا خدا کے ساتھ اس کی

بالاخر ہی بھی تسلیم کرتے ہیں۔ (تفہیم القرآن مطبوعہ مکتبہ تعمیر انسانیت ۔جلد اول ص۱۳۵)

مؤلف مولوی مودودی بانی مودودی جماعت

۱۱۔ تفسیر حقّانی

زیرِ آیت وَمَا أُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ۔ ضحاک مجاہد اور قتادہ کہتے ہیں کہ ذبح کے وقت غیر اللہ کا نام پکارنا مراد ہے۔ اور جمہور مفسرین کا اسی طرف میلان ہے ۔ اور اسی لئے وہ عند الذبح کی قید لگاتے ہیں[1] اس تقدیر پر آیت کے یہ معنی ہوتے کہ جو چیز غیر اللہ کے نام سے ذبح کی جائے وہ حرام ہے۔ الخ (تفسیر حقانی جلد اول ص۱۲۱ س۔ البقرہ شریف)

ڈبل رول

تفسیر حقانی کے مؤلف عبد الحق حقانی صاحب ویسے تو پوری تفسیر ہی میں دو غلط پالیسی پر عمل پیرا ہیں۔ لیکن زیر بحث آیت وَمَا أُهِلَّ کے معاملہ میں تو بالکل ہی تضاد بیانی کا پیکر بنے ہوتے ہیں۔ اگرچہ سورہ بقرہ میں اس آیت کی طویل تفسیر کرتے ہوئے آخر میں اپنا اصلی روپ پیش کر دیا تھا جسے ہم نے اوپر اس لئے نقل نہیں کیا کہ وہی بحث درج ذیل سورہ النحل میں آنے والی اس آیت کی تفسیر میں موجود ہے۔ اوپر لکھی ہوئی تفسیر میں خط کشیدہ الفاظ میں آپ پڑھ چکے ہیں کہ حضرت مجاہدؒ، قتادہؓ اور ضحاکؓ کے علاوہ جمہور مفسرین کا میلان اس طرف ہے کہ اس آیت کا مطلب صرف یہ ہے کہ وہ جانور جسے ذبح کرتے وقت غیر اللہ کا نام لیا جائے ۔ اب آپ سورۃ النحل میں آنے والی آیت وَمَا أُهِلَّ کی تفسیر میں دیکھیں گے کہ کس طرح اپنے پہلے بیان سے پہلو تہی کی گئی ہے۔

---

[1] پہلے کہا گیا ہے کہ جمہور مفسرین کا اس طرف میلان ہے اور اسی لئے وہ عند الذبح کی قید لگاتے ہیں۔

سورۃ النحل شریف

وَمَا أُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ۔ یہ جملہ کہیں لفظ بِهٖ کی تقدیم کہیں تاخیر سے قرآن مجید میں چار جگہ وارد ہوا ہے۔ بعض مفسرین[1] نے اس کے بعد عند الذبح کی قید بڑھائی ہے کہ ذبح کے وقت جس پر غیر اللہ کا نام لیا جائے وہ حرام ہے۔ مگر مطلق کو مقید کرنا یا عام کو خاص کرنا کوئی ہلکا سا کام نہیں ہے۔ کیونکہ یہ بھی ایک قسم کا نسخ ہے اور آیت کو کسی کا قول منسوخ نہیں کر سکتا۔ اس لئے کہ یا تو کوئی آیت ہونی چاہیئے یا کم سے کم کوئی ایسی حدیث ہو کہ جو صریح الدلالۃ بھی ہو اور اُس کے ثبوت میں کسی کو کلام نہ ہو۔ ہم نے ہر چند غور اور بہت تلاش کی مگر اس قسم کا کوئی مخصص[2] ہم کو نہیں ملا۔ پھر صرف مفسروں کی اس قید سے یہ آیت کیونکر مقید یا خاص ہو سکتی ہے۔ ان مفسروں[3] نے بھی جہاں تک ہماری سمجھ میں آیا ہے یہ قید احترازی نہیں لگائی بلکہ ایک بیان واقع کیا ہے۔ یعنی اُسوقت اکثر بت پرست ایسا ہی کرتے تھے۔ اب یہاں ایک تو مَا قابلِ بحث ہے، دوم أُهِلَّ، سوم غیر اللہ۔ مَا کا لفظ بھی عام ہے اس میں جانور کی کوئی تخصیص نہیں جانور ہو یا کپڑا ہو جو بتوں کے نام پر چڑھایا جاوے حرام ہے۔

اہلال لغت میں آواز بلند کرنے کو کہتے ہیں جو چاند دیکھنے کے بعد پکار کر کہتے ہیں "الہلال" یعنی یہ چاند ہے۔ پھر اس کا استعمال لڑکے کی آواز پر بھی ہونے لگا جو وقت ولادت ہوتی اُس کو استہل الصبی کہتے ہیں۔ اور حج میں یعنی اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ پکار کر کہنے پر بھی اور پھر اور مواقع پر آواز بلند کرنے پر بھی۔ یہاں یہی معنی مراد ہیں کہ جس چیز پر بقصد

---

[1] دوسری جگہ کہا گیا ہے کہ بعض مفسرین نے اسکے بعد عند الذبح کی قید بڑھائی ہے۔

[2] نیت غیر حقانی اور نادرست ہے اور تعصب کا بھوت بھی سوار ہے ورنہ اس تخصیص کا جواز قرآن وحدیث سے ضرور مل جاتا، (مصنف)

[3] اور یہ مفسر یا تو صحابہ کرام ہیں اور یا تابعین اور تبع تابعین رضوان اللہ علیہم اجمعین۔

[4] پہلے جانوروں کی قید بھی ختم اور دیگر کھانوں کی طرح کپڑے کھانا بھی حرام۔ آگے آگے دیکھئے

عبادت غیر اللہ کا نام پکارا جاوے عام ہے کہ ذبح کے وقت یا اس سے پہلے کہ یہ جانور فلاں کیلئے ہے تو وہ حرام ہوگیا خواہ وہ جانور اصل میں حلال تھا۔ بکرا، بکری، گائے، بھینسا وغیرہ یا نہ تھا۔ اب وہ نجاست اللہ کا نام لیکر حلال کرنے سے دور نہیں ہوتی جیسا کہ نجاست ظاہری اگر کوئی سور یا کتے کو اللہ کا نام لیکر ذبح کرے تو کیا وہ گوشت حلال ہو سکتا ہے ہرگز نہیں۔

(تفسیر حقانی جلد پنجم صـ۲۵ مطبوعہ لاہور۔ مؤلفہ عبدالحق حقانی (دوغلہ)۔

۱۲۔ تفسیر ثنائی

وَمَا أُهِلَّ بِهِ لِغَيْرِ اللّٰهِ۔ اور جو اللہ کے سوا غیر کے نام سے پکاری گئی ہو کہ فلاں پیر کی نیاز یا فلاں دیوی کا بکرا بیشک تم پر حرام ہے۔ زمانہ حال میں یہ اختلاف ہے کہ غیر خدا کے نام کی اشیاء[2] جو بغرض تقرب مقرر کی جاتی ہیں ان کو بسم اللہ سے ذبح کیا جائے تو حلال ہیں یا حرام بعض لوگ اس کو حلال جانتے ہیں مگر محققین[3] کے نزدیک حرام ہیں۔ حضرت حجۃ الہند شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی قدس سرہٗ العزیز نے اس کو پسند کیا ہے اور مولانا عبدالحق حقانی صاحب مصنف تفسیر حقانی بھی ——— بھی اس کو ترجیح دیتے ہیں۔ اس لئے کہ ایسی اشیاء کی حرمت کچھ عارضی نہیں ہوتی جیسے بغیر اجازت کی چیزیں ہوتی ہیں۔ بلکہ ان کی حرمت کا سبب شرک ہے جو ابتدا سے اس میں اثر کر گیا۔ الخ

(تفسیر ثنائی۔ جلد اول صـ۱۲۱ مطبوعہ مکتبہ ترجمان السنۃ لاہور۔ مؤلف ثناء اللہ امرتسری وہابی)

---

[1] اب ہر قسم کا کھانا اور کپڑے وغیرہ سب بھول گئے اور صرف جانور یاد رہ گیا ہے اور اس سے پہلے کپڑوں کو بھی حرام قرار دیا گیا ہے۔ گویا وہ بھی کوئی کھانے کی چیز ہے سچ ہے کہ ایک جھوٹ کو سچ ثابت کرنے کیلئے کئی جھوٹ بولنے پڑتے ہیں۔

[2] پہلے مطلق اشیاء کہہ لیا یعنی جانور کی کوئی قید نہیں اور پھر ذبح کی بات کر دی۔ یہ کیسا عجیب چکر ہے۔

[3] اور محققین میں صرف دو آدمی دستیاب ہو سکے۔ ولئے رے ناکامی

۱۳۔ تفسیر فتح الحمید

وَمَا أُهِلَّ بِهِ لِغَيْرِ اللّٰهِ۔ جس چیز پر خدا کے سوا کسی اور کا نام پکارا جائے۔ یہ ترجمہ لغوی معنوں کی بنا پر کیا گیا ہے۔ لغت میں اہلال کے معنی آواز بلند کرنے کے ہیں۔ مفسرین اس میں جو عند الذبح کا لفظ شامل کرتے ہیں وہ شانِ نزول کے لحاظ سے کرتے ہیں۔ کیونکہ جاہلیت میں جانور غیر خدا کیلئے مقرر کیا جاتا تھا۔ ذبح کرنے کے وقت بھی غیر اللہ کا نام لیا جاتا تھا۔ ورنہ حقیقت[1] میں جو چیز غیر خدا کیلئے مقرر کی جائے خواہ وہ جانور ہو یا اور کچھ حرام ہے۔ اس لئے کہ آیت میں حرف مَا استعمال فرمایا گیا ہے جس کے معنی ہیں جو چیز، اور وہ عام ہے۔ ذبح حیوان ہے اور۔ اور چیزوں کو خواہ وہ کھانے کی ہوں یا پہننے کی یا اور طرح کے استعمال کرنے کی سب کو شامل ہے چونکہ لغت مقدم ہے اس لئے ہم نے لغوی معنی اختیار کئے۔ حرمت و حلت میں نیت کا بڑا دخل ہے۔ مثلاً جو جانور[2] غیر خدا کیلئے مقرر کیا گیا ہو اس پر ذبح کرتے وقت خدا کا نام لیا جائے یا غیر خدا کا حرمت کے لحاظ سے برابر ہے۔ خدا کا نام لینے سے وہ حلال نہیں ہوگا

(تفسیر فتح الرحمان مطبوعہ تاج کمپنی پ۲ صـ۲۲ مؤلفہ مولوی فتح محمد جالندھری۔ وہابی)

۱۴۔ تفسیر وحیدی

وَمَا أُهِلَّ بِهِ لِغَيْرِ اللّٰهِ۔ اور جانور جس پر کاٹتے وقت اللہ کے سوا کسی اور کا نام پکارا جائے حرام ہے یہ بات بظاہر عام ہے۔ ذبح حیوان وغیرہ سب کو شامل ہے۔ اس لئے کہ حرف مَا عربی زبان میں صیغہ اعم العام ہوتا ہے۔ یعنی

---

[1] گویا حقیقت شانِ نزول کے علاوہ کسی اور چیز کا نام ہے۔

[2] حیرت ہے کہ یہ سب پہلے جانوروں کے علاوہ کھانے پینے اور پہننے اور ہر قسم کی اشیاء کو وَمَا أُهِلَّ کی قید لگا دی گئی ہے اور پھر اتنے [illegible] ذکر کر دیتے ہیں۔" دروغ گو را حافظہ نباشد"

معلوم ہوا کہ جس کسی چیز پر جانور ہو یا اور کچھ جب غیر اللہ کا نام لیا جائے تو وہ چیز حرام ہو جاتی ہے۔ اور بعض علماء نے مَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ کو حیوان سے خاص رکھا ہے۔ اور تفسیر نیشا پوری میں لکھا ہے کہ اجماع کیا علماء نے اس بات پر کہ اگر کسی مسلمان نے کوئی جانور ذبح کیا اور اُس کے ذبح کرنے کے ساتھ غیر اللہ کے پاس تقرب چاہا تو وہ مسلمان اس کے ذبح کرنے سے مرتد ہو جائے گا اور ذبیحہ اس کا مُرتد کے ذبیحہ کی طرح مردار ہوگا۔ (تفسیر وحیدی۔ جلد اوّل ص ۳۴)

سُورۃ المائدہ شریف

تفسیر وحیدی کے مؤلف مولوی وحید الزمان کا کیا ہوا فَمَا اُهِلَّ کا ترجمہ ہم نے سابقہ اوراق میں لکھ کر حیرت کا اظہار کیا تھا کہ یہ ترجمہ مسلک وہابیہ کے خلاف کیوں کیا گیا ہے۔ اب تفسیر سامنے آئی تو معلوم ہوا کہ اگر غلطی سے ترجمہ درست کر دیا گیا تو اُس کا ازالہ تفسیر میں اُلٹ پھیر کر کے کر لیا گیا۔ اگرچہ مولوی وحید الزمان صاحب نے جو کچھ کہنا تھا وہ سُورۃ البقرہ میں آنے والی آیت کے تحت لکھا گیا ہے۔ لیکن اس میں ایک بڑی دلچسپ اور خاص بات سامنے آگئی ہے۔ اس لئے وہ ہدیہ قارئین ہے پہلے آپ پوری تفسیر پڑھیں۔

وَمَا اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ۔ پ ۶ المائدہ آیت ۳۔ یعنی ذبح کے وقت دوسرے کے نام پر ذبح کرے یا ذبح سے پہلے اس جانور پر دوسرے کا نام لیا جائے اور اُس کی تعظیم کیلئے کاٹا جائے۔

شوکانی نے کہا ذبح خود ایک عبادت ہے۔ تو وہ اللہ کے سوا کسی کیلئے نہ ہونا چاہیئے۔ اب جو جانور گوشت بیچنے کیلئے یا مہمان کی خاطر داری کیلئے ذبح کیا جائے تو وہ حلال ہوگا۔ اس لئے کہ تجارت اسی طرح مہمان کی خاطر داری کسب حلال

ہے اور عبادت ہے۔ تو ذبح اللہ کیلئے ہی ہوا۔ (الخ) پھر لکھا ہے کہ ہمارے مُرشد شیخ احمد مجدد اپنے مکاتیب میں لکھتے ہیں کہ لوگ جانوروں پر بزرگوں کی نیاز کرتے ہیں اور اُن کی قبروں پر اُن کو کاٹتے ہیں۔ فقہا نے اس کو شرک کہا ہے۔ (تفسیر وحیدی مطبع احمدی لاہور۔ جلد اوّل۔ ص ۱۴۳ مؤلف مولانا وحید الزمان وہابی)

۱۵۔ تفسیر فوائد سلفیہ

وَمَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ۔ ذبح حیوان وغیرہ نذور سب کو شامل ہے۔ اس لئے کہ حرف مَا کا صیغہ عربی میں اعم العام ہوتا ہے کہ جس کسی چیز پر جانور ہو یا اور کچھ جب غیر اللہ کا نام لیا جاوے تو وہ چیز حرام ہو جائیگی۔ (تفسیر فوائد سلفیہ ص ۴۳ س البقرہ۔ پ ۲)

وَمَا اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ۔ (المائدہ) جس چیز پر غیر اللہ کا نام لیا جاوے وہ حرام ہے۔ اشباہ والنظائر میں لکھا ہے کہ اگر ذبح کیا جاوے امیر کے آنے کے وقت یا کسی رئیس کے آنے کے وقت وہ ذبیحہ حرام ہے۔ اگرچہ اُس پر اللہ کا نام بھی لیا جائے۔ کیونکہ وہ مَا اُهِلَّ میں داخل ہے اور فتاویٰ غرائب میں ہے کہ:۔

اگر کوئی شخص مہمان کی تعظیم کیلئے ذبح کرے وہ ذبح حرام ہے اور وہ مشرک ہوگا۔ اس لئے کہ اُس نے غیر اللہ کی تعظیم کی تو وہ مَا اُهِلَّ میں داخل ہے۔

(تفسیر فوائد سلفیہ ص ۱۷۲ حاشیہ ترجمہ قرآن شاہ رفیع الدین)

---

[۱] خاص طور پر یاد رکھنے والی بات یہ ہے کہ ذبح ایک عبادت ہے اور مہمان نوازی اور کسب حلال بھی عبادت ہے۔ اس لئے مہمان کی خاطر داری کیلئے ذبح کرنا حلال ہے اور عبادت ہے۔ اب آپ اگلی تفسیر پڑھیں تفسیر فوائد سلفیہ۔

[۲] مولوی وحید الزمان وہابی کہتا ہے کہ مہمان کی خاطر داری کیلئے ذبح کرنا کسب حلال کی طرح عبادت ہے اور دوسرا وہابی فوائد سلفیہ کا مصنف کہتا ہے کہ مہمان کی تعظیم کیلئے ذبح کرنا حرام ہے اور ذبح کرنے والا مشرک ہے۔ اب ان کو کون سمجھائے کہ گھر میں تو صلح رکھا کرو اور کسی ایک بات پہ اتفاق کر لیا کرو۔

۱۶۔ تفسیر محمدی پنجابی

تے مَا اُهِلَّ بِغَيْرِ اللهِ تفسیر عزیزی پایا
جو جہت تقرب غیر اللہ دے بندیاں نذر کر بندے
اوہ بندے نیک ہزار ایہناں تھیں راہ شیطانی دیندے
ہیں وِچ حفص الایمان اوہ مطلب سب عزیزی والا
موجز کر کے لکھیا روشن عامی پڑھن سوکھالا
عزیزی والا وڈا محدث مجتہد جگت جانے
شمس الہند کہن تیں عالم، عربی دور مکانے!
بھی والد اُس دا شاہ ولی اللہ بحر علوم آیہا ای
تے شاہ رفیع الدین تے عبدالقادر اُسدا بھائی
تے اسماعیل شہید بھتیجا ٹھاٹھاں علم اُبھار دے
تے مولانا اسحاق بھتیجا جگاں دے جگ تار دے
پورب ہند پنجاب بنگالہ دکھن سندھ ولایت
نوشہ چیتو ایہناں دے گھر دے عالم علم ہدایت
ایسا عالیشان گھرانہ ہور نال سُنیا کائی!
ایہناں مارکا، اندر ہر نور نہیں ایہناں تھیں بھائی
ایہہ سارے ہن شاگرداں قائل حرمت اوس جیواں نے
جو غیر اللہ دے کارن مشرک کرن نے نذر دیواں نے
پھیر بھانویں عادت نال پڑھن بسم اللہ کہہ نال تکبیوے
ایہو ای بہت محقق لگدا آکھن خیال کیجیو سے!

جیویں شیخ الاسلام ابن تیمیہ مشہور نامی
وچ صراط مستقیم اُس لکھیا خوب گرامی
وَمَا اُهِلَّ لِغَيْرِ اللهِ بہتیں ظاہر ایہہ دسیا اے
جو غیر اللہ دی نیت قربت ذبح جو کیتا جاوے

(تفسیر محمدی منزل اوّل صفحہ ۳۸ مؤلف حافظ محمد لکھوکی)

۱۷۔ تفسیر جواہر القرآن

مَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللهِ ۔ اِہلال سے ہے جس کے معنی آواز بلند کرنے اور شہرت دینے کے ہیں۔ اہلال اصلہ رفع الصوت بالتکبیر یعنی وہ جانور بھی حرام ہیں جنہیں غیر اللہ کی تعظیم اور خوشنودی کیلئے نامزد کر دیا جائے۔ مثلاً کسی مشرک نے اپنے معبود کیلئے بکرا یا مرغا نامزد کر دیا۔ یا کسی مسلمان نے کسی نبی یا ولی کیلئے کوئی جانور نامزد کر دیا اور یہ عقیدہ رکھا کہ وہ راضی ہو جائیں گے اور میری حاجت پوری کر دیں گے یا مشکل آسان کر دیں گے تو یہ جانور اگر اس نیت سے ان کو ذبح کرنے سے وہ حلال اور پاک نہیں ہو گا جس طرح کتا اور خنزیر خدا کا نام لیکر ذبح کرنے سے حلال نہیں ہو سکتے اسی طرح غیر اللہ کی تعظیم اور خوشنودی کی خاطر نامزد کیا ہوا جانور بھی خدا کا نام لیکر ذبح کرنے سے حلال نہیں ہو سکتا

جو شخص غیر اللہ کے تقرب اور رضا کیلئے ایسا کرتا ہے یعنی غیر اللہ کیلئے جانور کو نامزد کر کے پھر اسی نیت پر اسے ذبح بھی کر ڈالتا ہے وہ شخص مرتد اور دائرہ اسلام سے خارج ہے اور ذبیحہ حرام ہو جاتا ہے۔

(تفسیر جواہر القرآن صفحہ ۸۵ مطبوعہ راولپنڈی مؤلف مولوی غلام اللہ خان دیوبندی)

تفسیر کبیر کا ایک جملہ نقل کر دیا ہے اور اس کا مطلب بھی اپنی مرضی سے جو چاہیں بیان کر دیا۔ اور باقی [illegible]

۱۸۔ فتاویٰ نذیریہ

وَمَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ ۔ نذر بغیر اللہ ہے اور میتت ہے۔ اگرچہ ذبیحہ ذبح کے وقت نام سے اللہ کے ذبح کیا گیا ہو یا دوسرے کے ہاتھ سے ذبح کرایا گیا ہو۔ فقط نام اللہ پاک کا وقت ذبح کے لے لینا کافی واسطے حلت ذبیحہ کے نہیں ہو سکتا۔ بمجرد نذر لغیر اللہ کے حرام ہوگا چنانکہ در فتاوی

قاضی خاں و دُر مختار و طحطاوی و اشباہ و نظائر مفصلاً مذکور است۔ و کذب و دروغ عوام مشرکین بایں طریق ظاہر میشود کہ اگر بایشاں گفتہ شود کہ اگر شما گاؤ برائے ایصالِ ثواب بنام پیران پیر مقرر کردہ اند۔ پس از من ایں گاؤ یا ایں بز یا مرغ دو چند یا سہ چند مقرر گوشت دیگر جانور فربہ بگیرد ایں گاؤ یا بز یا مرغ مرا بدہید۔ ہرگز نخواہند داد۔ چہ ہمیں جانور مندرجہ را کہ جانش با احمد کبیر یا دیگر بزرگ نیاز کردن و نثار کردن منظور داشتہ اند۔ بتقرب غیر اللہ ذبح خواہند و بظاہر بسم اللہ بنا بر عادت و رسم قدیم خواہند گفت۔ پس مسلمانانِ جہال بدخصال شرک بباطن در تسمیہ می کنند و مشرکین عہد نبیہ بظاہر می گفتند۔

ترجمہ:- چنانچہ فتاویٰ قاضی خاں و در مختار طحطاوی اشباہ و نظائر میں تفصیل سے مذکور ہے اور کذب و دروغ مشرکین عوام کا اس طریقہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ اگر ان سے کہیں کہ تم نے جو گائے برائے ایصالِ ثواب پیرانِ پیر مقرر کر رکھی ہے پس اس گائے یا اس بکرے کا یا مُرغا کے عوض دو حصے یا تین حصے کسی اور فربہ جانور کا گوشت زیادہ سے لو اور یہ مُرغا مجھے دیدو ہرگز نہیں دیں گے۔ کیونکہ یہ جانور مندرجہ کو کہ اُس کی جان احمد کبیر یا دیگر بزرگ کی نیاز کرنا اور قربان کرنا چاہتے ہیں۔ غیر اللہ کے تقرب کیلئے ذبح کرتے ہیں اور بظاہر عادتاً اور رسم قدیم کے طور پر بسم اللہ پڑھتے ہیں۔ پس جاہل اور بدخصلت مسلمان بہ باطن تسمیہ میں شرک کا ارتکاب کرتے ہیں اور مشرکین جاہلیت ...

ف: کتابوں کے نام تو لکھ دیئے مگر عبارتیں حذف کر دیں۔ ایمانداری اسی کا نام ہے۔ اور ان کتابوں کی عبارت پر فتاویٰ شامی کی گرفت کو ویسے ہی نظر انداز کر دیا۔

لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ، لَا شَرِيْكَ لَكَ تَمْلِكُهٗ وَمَا مَلَكَ كما فی الحدیث و ہر دو فریق را بقاعدہ فقیہہ الامور بمقاصدہا برابر اند۔ فتاویٰ نذیریہ جلد سوم صفحہ ۱۹۷ اہلحدیث اکادمی مطبوعہ لاہور۔ مؤلف مولوی نذیر حسین دہلوی۔

ہم حاضر ہیں ہم حاضر ہیں تیرا کوئی شریک نہیں تیرا کوئی شریک نہیں مگر تو جس کو مالک بنا دے اور مالک ہے اور ہر دو فریق فقہی امور کے قاعدہ سے اپنے اپنے مقاصد میں برابر ہیں۔

۱۸۔ فتاویٰ رشیدیہ

تعینات بدعتِ ضلالہ ہیں اور طعام میں اگر نیت ایصالِ ثواب کی ہے تو طعام مباح اور صدقہ ہے اور جو بنام ان اکابر کے ہے تو داخل مَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ، میں ہے اور حرام ہے اور ایسے عقائد فاسدہ موجب کُفر کے ہیں۔ ان افعال کو کفر ہی کہنا چاہیئے مگر مُسلم کے فعل کی تاویل لازم ہے۔ (فتاویٰ رشیدیہ ص ۳۳۲ مطبوعہ کراچی)

۱۹۔ حاشیہ قرآن ڈپٹی نذیر احمد

وَمَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ ۔ جس کو خدا کے سوا کسی اور کی عبادت کے لئے حلال اور نامزد کیا جائے۔ اگرچہ سلسلہ کلام کے لحاظ سے ہم نے مَا اُهِلَّ کا ترجمہ اُس کے ایک فرد یعنی جانور سے کیا ہے مگر الفاظ قرآنی عام ہیں۔ حکم حرمت میں اُس کے سب افراد داخل ہیں یعنی کل نذر نیاز جو خدا کے سوا کسی دوسرے کے نام پر کی جائے حرام ہے۔

(حاشیہ قرآن نذیر احمد سورۃ البقرہ پ۲ صفحہ ۴۴۔ مطبوعہ دہلی)

۲۰۔ تفسیر بیان القرآن

وَمَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ ۔ جس جانور کو غیر اللہ کے نامزد اس نیت سے کر دیا ہو کہ وہ ہماری کارروائی کر دیں گے ، وہ حرام ہو جاتا ہے اگرچہ ذبح کے وقت اُس پر اللہ کا نام لیا ہو۔

(بیان القرآن مختصر مطبوعہ تاج کمپنی کراچی ص۲۲ تفسیر سورہ البقرہ)

وَمَا اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ ۔ گو زبان سے غیر اللہ کے نامزد نہ کرے کیونکہ مدار حرمت کا نیت خبیثہ پر ہے ۔ اس کا ظہور کبھی قول سے ہوتا ہے کہ ایسے مقامات پر ذبح کرے ۔ (المائدہ)

(تفسیر بیان القرآن مطبوعہ تاج کمپنی ص۹۶ مولف اشرف علی تھانوی)

۲۱۔ تفسیر فتح العزیز مترجم

وَمَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ ۔ اور مگر وہ چیز کہ آواز دی گئی ہو حق اُس جانور میں بغیر اللہ واسطے غیر خدا کے خواہ تو وہ غیر بُت ہو یا رُوح خبیث ، جیسے بھوگ کے نام دیتے ہیں ۔ اور خواہ کسی جن کے نام کہ کسی کے گھر پر مسلط ہو اور بدون لینے جانور کے دستبردار نہ ہوتا ہو۔ اور خواہ پیر و پیغمبر کے نام زندہ جانور مقرر کر دیا ہو کہ یہ سب حرام ہے ۔ حدیث شریف میں وارد ہے کہ جو شخص جانور کو واسطے

تقرب غیر خدا کے ذبح کیسے وہ ملعون ہے اور وقتِ ذبح خدا کا نام مفید نہ ہوگا اس واسطے کہ وہ جانور منسوب بغیر خدا ہو گیا اور اُس میں پلیدی پیدا ہو گئی اور خبث اُس مُردار کے خبث سے زیادہ ہے ۔ اس واسطے کہ مُردار بغیر ذکر نام خدا کے مر گیا اور یہ جانور غیر خدا کے نام پر مارا گیا اور یہ عین شرک ہے ۔ اور جبکہ یہ خبث مؤثر ہوا تو ذکر نام خدا اُس کو حلال نہیں کر سکتا ۔ جیسے کہ کتا اور سؤر کہ اگر نام خدا لیکر ذبح کئے جاویں حلال نہ ہوں گے ۔ حقیقت اس مسئلہ کی یہ ہے کہ جان واسطے غیر جان پیدا کرنے والوں کے نام نیاز کرنا درست نہیں ۔ اور کھانے پینے کی اور چیزیں اور مال بھی تقرب بغیر اللہ کے واسطے دینے حرام اور شرک ہے لیکن ثواب جس چیز کا دینے والے کی طرف عائد ہو تو اُس کا ثواب غیر کے واسطے کرنا جائز ہے ۔

اس واسطے کہ انسان کو پہنچتا ہے کہ اپنا ثواب غیر کو بخش دے ، جیسے کہ اختیار ہے کہ اپنا مال غیر کو دیدے اور جانور کی جان آدمی کی مملوک نہیں ہوتی کہ دوسرے کو بخش دے ۔ اور نیز مال کا دینا اس طرح سے مستوجب ثواب کا ہے کہ آدمی اُس سے نفع اُٹھاتے ہیں ۔ اور چونکہ مُردے بعد مفارقت اس جہان کے قابل انتفاع انسان نہیں ہیں ۔ زندگی میں تو ہین حال سے نہیں رہے ۔ تو نفع پہنچانے کا اس طرح قرار پایا کہ مال کا ثواب مستحقوں کو پہنچایا جائے اور مقبولوں کی طرف عائد کر دی ۔ اور چونکہ ... جانور کی جان قابل انتفاع انسان نہیں ہیں

زندگی میں تو بعد مرنے کے قابلِ انتفاع کیسے ہو۔ حدیث میں جو وارد ہے کہ قربانی مُردے کی طرف سے کرنا سو اُس کے معنے یہ ہیں کہ جان جانور کی واسطے خدا کے دیں تاکہ ثواب اُس کا مُردے کو پہنچے نہ یہ کہ مُردے کے واسطے ذبح کیا جاوے۔ بعض جاہل اس جگہ کج فہمی کر کے کہتے ہیں کہ گوشت پکا کر مُردوں کے نام دینا جائز ہے اور ہم جانور کے ذبح کرنے میں جانب مُردے سے اسی قدر ارادہ کرتے ہیں۔ جاہلوں کے سمجھانے کے واسطے ایک نکتہ کافی ہے۔ کہ اُن سے کہا چاہیئے کہ تم جانور کو ذبح کرنا غیر خدا کی نذر کرتے ہو۔ اگر عوض اُس جانور کے اُسی قدر گوشت خرید کر پکا کر فقراء کو کھلاؤ۔ تو تمہارے ذہن میں نذر ادا ہو جاتی ہے یا نہیں۔ اگر ہو جاتی ہے تو تم سچے ہو کہ تمہارا مقصود ذبح کرنے سے فقیروں کو مُردے کی طرف سے کھلانا تھا۔ اور اگر نہیں ہوتی تو شرک صریح لازم آتا ہے۔ یہ لفظ قرآن مجید میں چار جگہ وارد ہوا ہے۔ تامل کرنا چاہیئے۔ مَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ فرمایا ہے۔ مَا ذُبِحَ بِاسْمِ غَيْرِ اللّٰهِ نہیں فرمایا۔ پس بنام خدا ذبح کرنے اور شہرت اور آواز دینا کہ فلاں کا ہے فلاں کیواسطے ذبح کرتے ہیں کچھ فائدہ نہیں دیتا اور گوشت جانور حلال نہیں ہوتا۔ اور اُهِلَّ کو ذُبِحَ کر دینا خلاف لغتِ عرب ہے۔ اہلال لغتِ عرب میں بمعنی آواز دینے اور شہرت دینے کے ہیں۔ جیسے آوازِ طفل نو اور شہرت چاند اور بمعنی آواز حج اور اسکے معنوں میں مستعمل ہے۔ اگر کوئی کہے کہ اُهِلَّ لِلّٰهِ تو معنی ذُبِحَتْ لِلّٰهِ نہیں سمجھا جائیگا۔ نیز اگر اُهِلَّ کو ذبح کا محل کر لیا۔ پس ذبح لغیر اللہ مراد ہوگی ذبح بسم غیر اللہ کہاں مراد ہوگی۔ الخ

اس عبارت میں اہلال کو بمعنی ذبح کر دینا اور پھر لغیر اللہ کی بجائے اسم غیر اللہ کرنا قریب قریب تحریف کلام الٰہی کے پہنچتا ہے۔ الخ (تفسیر فتح العزیز مطبوعہ کتبخانہ رحیمیہ دیوبند میں البقرہ شریف ص۵۵۔ مؤلف شاہ عبدالعزیز دہلوی)

سلہ اس عبارت کو ذہن نشین رکھیں اور آئندہ صفحات میں ملاحظہ فرمائیں کہ اُهِلَّ کو ذُبِحَ کرنا خلاف لغت

۲۲۔ فتاویٰ عزیزیہ

فتاویٰ عزیزیہ کی عبارت بے حد طویل ہے اور اُس میں شاہ صاحب نے تقریباً وہی کچھ کہا ہے جو آپ تفسیر عزیزی میں پڑھ چکے ہیں۔ اس لئے پوری عبارت نقل کرنے سے اعراض کر لیا گیا ہے اور اُس فتویٰ کا ایک چھوٹا سا اقتباس تحریر کر دینے پر اکتفا کیا گیا ہے ملاحظہ ہو۔ (مصنف)

ذبح کردن جانور بنام غیر خدا خواہ پیغمبر باشد، خواہ ولی، خواہ شہید، خواہ غیر انسان۔ حرام است۔ و اگر بہ قصد تقرب بنام این ہا ذبح کردہ باشد۔ ذبیحہ آں جانور ہم حرام و مُردار می شود و ذبح کنندہ مرتد میشود و توبہ از ایں فعل منع لازم است۔ (فتاویٰ عزیزیہ، ص۴۹ مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلی (انڈیا) مؤلف شاہ عبدالعزیز)

ترجمہ

ذبح کرنا جانور غیر خدا کے نام پر خواہ پیغمبر ہو، خواہ ولی، خواہ شہید، خواہ غیر انسان حرام ہے۔ اور اگر بقصد تقرب ان ناموں کے ذبح کرے ذبیحہ جانور حرام اور مُردار ہوگا اور ذبح کرنے والا مُرتد ہو جائے گا اور اس منع فعل سے توبہ ضروری ہے۔

اے واعظ
سطرِ قرآں کو چلیپا
کر دیا تو نے

اب تک بیان کی گئی تفاسیر کو سطحی نظر سے پڑھ لینے کے بعد بھی قاری کیلئے یہ نتیجہ اخذ کر لینا کچھ مشکل نہیں کہ فَمَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ کے ترجمہ کی طرح تفسیر میں بھی

نو مولود مفسرین میں بنیادی طور پر جو بات مشترک ہے وہ صرف یہ ہے کہ جمہور مسلمانوں کے دلوں سے اولیاء اللہ کا احترام ختم کر دیا جائے۔ اور جو لوگ اپنے مشائخ کے عرائس کے موقع پر مزارات پر کھانے پینے کی اشیاء کا اہتمام کرتے ہیں انہیں اس وہم میں مبتلا کر دیا جائے کہ تم جو کچھ بھی اس قسم کے اخراجات کرتے ہو وہ برباد جاتے ہیں اور جو کچھ تم کھلاتے یا کھاتے ہو یہ بالکل حرام اور خنزیر ہے۔

اور یہ خطرناک کھیل کھیلتے وقت ان مفسرین نے جو اُلٹے پلٹے کھائے ہیں وہ قارئین سے ہرگز پوشیدہ نہیں رہے ہوں گے۔ تاہم ہم ابھی اس مسئلہ کو اور بھی صاف اور مزید واضح کرنا ہے۔ تاکہ ہمہ اقسام کی پیدا کی گئی الجھنوں کا خاتمہ ہو جائے۔ جیسا کہ آپ نے اس آیت کے مختلف ترجمے پڑھ کر نئی نئی اقسام کے تراجم ایجاد کرنے والوں کے متعلق سب کچھ ملاحظہ فرما چکے ہیں۔ بعینہٖ یہی انداز تفسیر کے معاملہ میں اختیار کیا گیا ہے۔ یعنی ان تمام مفسرین کا مرجع و محور بجائے صحابہ کرام اور تابعین و تبع تابعین رضوان اللہ علیہم اجمعین کی تفاسیر مبارکہ کے۔ تفسیر عزیزی کی وہ عبارت ہے جو ان سب مفسرین نے اپنی اپنی تفسیروں میں کسی نہ کسی طریقے سے پیش کر دی ہے۔ اور بعض نے تو تفسیر عزیزی کی پوری کی پوری عبارت نقل کر دی ہے اور بعض نے حسب ضرورت کچھ حصے پیش کر کے جوازاً لکھ دیا ہے کہ چونکہ شاہ عبدالعزیز صاحب نے یہ لکھا ہے اس لئے یہی ٹھیک اور درست ہے۔

اور جن لوگوں نے تفسیر عزیزی کے کچھ حصے پیش کئے ہیں اُن کا مقصد محض یہ ہے کہ شاہ صاحب نے جہاں ایصالِ ثواب کو درست اور جائز قرار دیا ہے اُس حصے کو حذف کر لیا جائے۔ اور اگر کسی مفسّر نے تفسیر عزیزی سے پہلے کی کسی تفسیر کا حوالہ دیا بھی تو پھر اُسے چند سطور درج کر لینے کے بعد اپنی اس مہلک غلطی کا شدید احساس ہو گیا ہے اور اُسے پھر اپنے مسلک کے مطابق اُس عبارت سے رجوع کرنا پڑا ہے۔ جیسا کہ تفسیر حقانی کے مؤلف نے مختلف قلابازیاں کھائی ہیں۔ اگر ہم یہاں اُن عبارات کے کچھ حصے دوبارہ

نقل کریں تو قارئین کیلئے یقیناً بار ہوں گے۔ کیونکہ وہ تمام عبارات قارئین پڑھ چکے ہونگے جلکے اقتباس ہم نے بغیر کسی ترمیم کے بلفظہٖ پیش خدمت کر دیئے ہیں۔

اب ان روشن حقائق کے پیش نظر جو چیز مکمل وضاحت کے ساتھ سامنے آتی ہے وہ یہ ہے کہ اگر تفسیر عزیزی سے پہلے کی کسی بھی تفسیر میں ان نئے مفسّرین کے دعوے کی تائید موجود ہوتی تو وہ اپنے دلائل کی مضبوطی کیلئے یقیناً پیش کرتے لیکن ایسا نہیں ہو سکا اور ہو بھی کیسے سکتا تھا جبکہ شاہ عبدالعزیز رحمتہ اللہ علیہ سے پہلے یہ مسئلہ اس انداز سے پیش ہی نہیں کیا گیا۔ اور ہماری تحقیق کے مطابق یہ نیا مسئلہ قطعی طور پر شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی اپنی ایجاد تفسیر یا لوائے اور بے بنیاد اجتہاد ہے۔

صاحب تفسیر نبوی حضرت علامہ مولانا نبی بخش حلوائی رحمتہ اللہ علیہ نے بھی تفسیر رؤفی کے حوالہ سے زیر آیت وَمَآ اُهِلَّ تفسیر نبوی میں یہ نوٹ دیا ہے کہ تفسیر عزیزی میں تحریف ہو چکی ہے۔ عقلی طور پر یہ بات قرین قیاس بھی معلوم ہوتی ہے۔ کیونکہ شاہ عبدالعزیز رحمتہ اللہ علیہ کی تفسیر عزیزی کے تینوں پارے اور اس کے علاوہ بھی آپ کی جسقدر تصانیف ہیں سب اُسی ٹھوس اور مستند مسلک کی آئینہ دار ہیں جو مسلک سلف صالحین اور سوادِ اعظم اہلسنّت وجماعت کا ہے۔ صرف اور صرف آیت وَمَآ اُهِلَّ کے تحت ہی آپ نے ایک نیا موڑ اختیار کیا ہے۔ رؤف صاحب نے شاہ صاحب کو بری الذمہ کرنے کی کوشش تو کی ہے لیکن

ہمیں اُن سے کوئی سروکار نہیں۔ ہو سکتا ہے اُن کے نزدیک شاہ صاحب کی تمام تر تصانیف میں تحریف ہو چکی ہو۔ بلکہ سب کی سب تحریریں کسی اور مصنف نے لکھکر شاہ صاحب سے منسوب کر دی ہوں۔ لیکن ہم علامہ نبی بخش حلوائی رحمتہ اللہ علیہ سے متفق نہیں۔ کیونکہ نہ صرف یہ کہ تفسیر عزیزی میں یہ مسئلہ موجود ہے بلکہ شاہ صاحبؒ نے فتاویٰ میں بھی زیرِ آیت وَمَا اُهِلَّ لِہٖ بھی سب کچھ تحریر فرما رکھا ہے جو تفسیر عزیزی میں موجود ہے۔ اور یہ شاہ صاحب کا قطعی طور پر ذاتی اجتہاد ہے۔

کاش کہ یہ بات پایۂ ثبوت تک پہنچ جاتی کہ فی الواقع تفسیر عزیزی اور فتاویٰ عزیزیہ کی عبارات تحریف شدہ ہیں۔ چونکہ ایسا کوئی واضح ثبوت کسی کے پاس موجود نہیں اس لئے سوائے اس کے کہ اس قول کو باطل قرار دیا جائے اور کوئی وجہ نظر نہیں آتی۔

ہم شاہ صاحب مرحوم و مغفور کے تبحرِ علمی، تحقیق و تجسّس، استخراجِ مسائل اور دینی خدمات کے پورے طور پر معترف ہیں۔ اور اسی لئے زیادہ حیرت زدہ ہیں کہ آپ نے ایک انوکھا اجتہاد فرماتے وقت کیا سوچا ہو گا۔ اور ایسے وہ کونسے محرکات ہونگے جنہوں نے آپ کو اس بدعتِ ضلالہ کا آغاز کرنے پر اُکسایا۔

آپ کی دُور رس نگاہوں اور کمالاتِ علمی کے پیشِ نظر قطعی طور پر یہ آپ کی شایانِ شان معلوم نہیں ہوتا کہ آپ اتنے بڑے جیّد عالم جلیل القدر محدّث، بلند پایہ فقیہہ اور عظیم مفکّرِ اسلام ہوتے ہوئے اتنی بڑی ٹھوکر کھا جاتے جس سے ایک بالکل ہی نئے دین کا آغاز ہو جاتا۔ یہاں اگر آپ کو مجتہد بھی مان لیا جائے تو پھر بھی یہ حیرت انگیز بات ہے کہ اجتہاد کرنے کیلئے بھی کچھ ضروریاتِ دین ہیں، کچھ قوانین اور احکام ہیں۔ آخر آپ کو کیا مصیبت پڑی تھی کہ آپ نے ایک ایسا نا ہموار راستہ اختیار کیا جسکے سبب اُن کے اپنے بیشمار عقائد کی تکذیب ہو جائے۔

اور نہ صرف یہ کہ اُن کے اپنے عقائد کی تکذیب ہو بلکہ اُن کے والد ماجد شاہ ولی اللہ

محدّث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ کے ترجمہ اور تفسیر کی تردید ہو جائے۔ اندریں حالات شاہ عبد العزیز صاحب کا یہ انوکھا اجتہاد سب سے پہلے خود اُنہیں ہی اپنی لپیٹ میں لیتا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ کسی بھی قسم کا اجتہاد کرنا آپ کو اُس وقت مناسب تھا جب قرآن و حدیث کی نصوصِ قطعیہ کے بعد اقوالِ صحابہ رضی اللہ عنہم سے بھی یہ مسئلہ حل نہ ہوتا۔

اب جبکہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے لیکر شاہ صاحب کے والدِ گرامی شاہ ولی اللہ رحمتہ اللہ علیہ تک جمہور مفسّرین کرام اور فقہائے عظام کا ایک جمِّ غفیر اس مسئلہ کی حقانیّت بیان کرنے کیلئے ایک طرف موجود ہے تو انہوں نے دینِ الٰہی میں اس بدعت کا اجرا کیوں فرمایا۔ جس سے نہ صرف یہ کہ مسلکِ سوادِ اعظم اہلسنّت وجماعت پر تباہی نازل کی جائے۔ بلکہ اُن نام نہاد مفسّرین کو قرآنِ کریم کے ساتھ اور بھی کھُل کھیلنے کا موقعہ فراہم کر دیا جائے۔ جنہوں نے پہلے ہی کتابِ مقدّس کو کھلونا سمجھ رکھا ہے۔ اور اپنی نا تمام عقول اور گمراہ کُن تعلیم کے زعم میں مبتلا ہو کر دینِ قیّم میں نئے نئے مسائل وضع کر کے دنیا سے اپنی برتری اور جدید تحقیق کا لوہا منوانے کا خبط ہے۔ اور جو بزعم خویش اپنے مبلغِ علم کو معاذ اللہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے علوم سے بلند و بالا سمجھکر ناز و نخوت کا پیکر بنے ہوئے ہیں۔ کاش! شاہ صاحب نے اس فتنہ انگیز اور ہولناک بدعت کا آغاز کیا ہوتا جس کے بل بوتے پر مولوی شیخ محمد جالندھری اور اُسکے ہمنواؤں کو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی تفسیرِ قرآن کو چیلنج کرتے ہوئے یہاں تک لکھنے کی جرأت ہو گئی کہ:-

مفسّرین جو اس لفظ کے معنوں میں ذبح کا لفظ شامل کرتے ہیں وہ شانِ نزول کے لحاظ سے کرتے ہیں۔ در حقیقت جو چیز غیر خدا کیلئے مقرر

کی جاوے خواہ وہ جانور ہو یا کچھ اور حرام ہے اس لئے کہ حرف مَا استعمال فرمایا گیا ہے۔ جس کے معنی ہیں "جو چیز" اور وہ عام ہے ذبح حیوان سے اور اور چیزوں کو خواہ وہ کھانے کی ہوں یا پہننے کی یا اور طرح استعمال کرنے کی سب کو شامل ہے۔ چونکہ لغت مقدم ہے۔ اس لئے ہم نے لغوی معنی اختیار کئے۔

عبارت مذکورہ بالا اور اس قسم کی دیگر عبارتیں جیسا کہ آپ گذشتہ اوراق میں ملاحظہ فرما چکے ہیں۔ محض اس لئے معرض وجود میں آئی ہیں کہ شاہ عبد العزیز صاحب کی تفسیر اور شاہ رفیع الدین صاحب کا ترجمہ ان کیلئے ایک دھندلی سی پگڈنڈی کے ہلکے ہلکے نقوش چھوڑ گیا تھا۔ جس پر ان نو مولود مفسرین کی ایک لمبی قطار نے اندھا دھند دوڑنا شروع کر دیا۔ اور اس بھاگم بھاگ میں ایک دوسرے سے آگے سے آگے نکلنے کی کوشش میں غریب خوردگی کے اندھے کنوئیں میں چھلانگیں لگاتے گئے اور اپنے پیچھے آنے والوں کیلئے پہلے سے کئی گنا زیادہ گہرے نقوش ثبت کر گئے۔ تاکہ صراط مستقیم پر چلنے والے لوگ جن کو راستے میں سینکڑوں قسم کی دشواریوں سے بھی لازماً نبرد آزما ہونا پڑتا ہے۔ اس نئی پگڈنڈی کو آسان اور نزدیک راستہ سمجھ کر اس پر گامزن ہوتے جائیں۔ اور انجام کار منزل سے دور سے دور تر ہوتے ہوتے اُن ہی اندھے کنوؤں کی نذر ہو جائیں جن میں پگڈنڈی بنانے والے آرام فرما ہیں اور اپنے پیچھے آنے والوں کے منتظر ہیں۔

آمدم بر سر مطلب

جو کچھ ہونا تھا وہ ہو چکا۔ عقل اپنے داؤ پیچ استعمال کر چکی ہے۔ راہ منزل میں جس قدر پیچ و خم بڑھائے جا سکتے تھے بڑھا دیئے گئے۔ علوم جدیدہ سے بہرہ مند ہونے والے علماء اتباع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں خود کو فنا کرنے کی بجائے فلسفے اور منطق کے بحر عمیق میں غرق ہو کر سینکڑوں بدعات کا آغاز کر چکے حتیٰ کہ صحابہ کرام کی تفسیر کا مذاق اڑایا گیا۔

ایسا کیوں ہوا؟ اس کا مختصر جواز ہم اوراق سابقہ میں عرض کر چکے ہیں اور اس کی تفصیلی وجہ ان شاء اللہ آگے چل کر بیان کریں گے۔ یہاں ہم اُن خاص خاص اعتراضات کا مدلل جواب پیش خدمت کریں گے جو ان نو مولود مفسرین نے وَمَا أُهِلَّ کی تفسیر میں اٹھائے ہیں اُن کی ترتیب کچھ اس طرح بنتی ہے۔

۱۔ لفظ مَا کے لغوی معنے مطلقاً چیز ہے اور اس میں جانور کی کوئی قید نہیں۔ اور وہ ہر چیز خواہ کھانے کی ہو یا پہننے کی یا کوئی اور جس پر غیر اللہ کا نام پکارا گیا حرام ہے۔ چونکہ لغت مقدم ہے لہٰذا ہم یہی معنی اختیار کرتے ہیں۔

۲۔ وہ جانور حرام ہے جس پر غیر اللہ کا نام پکارا گیا۔

۳۔ ایسا جانور حرام ہے جو غیر اللہ کے تقرب کیلئے نامزد کیا گیا۔

۴۔ لغت میں اُھِلَّ کے معنے مطلقاً پکارنا ہے۔ اس لئے اُھِلَّ سے ذبح ہونے والا جانور مراد لینا قرآن مجید کی تحریف کے قریب ہے۔ کیونکہ اُھِلَّ بِهٖ لِلّٰهِ ہرگز بھی ذبحت للّٰه نہیں سمجھا جاتا۔ اور اُھِلَّ کو مُھِلّ کرنا خلاف لغت عرب ہے۔

۵۔ وہ جانور حرام ہے جسے غیر اللہ کی تعظیم کے ارادے سے ذبح کیا جائے چونکہ

گیارہویں شریف کا بکرا غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تعظیم اور تقرب کیلئے ذبح کیا جاتا ہے اس لئے حرام اور مثلِ مُردار ہے اور ذبح کرنے والا مُرتد، مُشرک اور کافر اور بے ایمان ہے۔

یہ تھے اعتراضات خمسہ جو حواسِ خمسہ کی غیر موجودگی اور عالمِ اضطرار میں ان مفسرین نے منطق اور فلسفے کے زور پر پیدا کئے ہیں۔ اب آپ اس ترتیب سے ان کے جوابات ملاحظہ فرمائیں۔

جوابِ اعتراض نمبر ۱

لُغوی معنے

قرآنِ مجید کے لُغوی معنوں کی تقدیم پر اصرار کرنے والوں کی عقل پر پہلے تو ماتم کرنے کو دل چاہتا ہے اور پھر چند دلچسپ حقائق پر نظر کر کے ہنسی آجاتی ہے۔ جب کوئی کہتا ہے کہ قرآن مجید کا ترجمہ کرتے وقت لغت کو مقدم سمجھا جائے گا۔ تو ہمیں شاہ رفیع الدین صاحب اور اُن کے دیگر مقلدین کی لُغات فریبیوں کے سینکڑوں واقعات کے عجیب و غریب لطیفے یاد آتے ہیں جن میں سے چند قارئین کے پیشِ خدمت ہیں جو یقیناً آپ کیلئے بھی ذہنی دلچسپی کا باعث ہونگے۔ اور معترضین کی آنکھوں سے بھی ممکن ہے تعصب کی عینک اُتارنے میں مددگار ثابت ہوں۔

کوئی مسلمان چاہے وہ محض اَن پڑھ اور جاہل ہی کیوں نہ ہو۔ یہ اچھی طرح جانتا ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ جَلّ مَجدُہٗ الکریم کی ذاتِ مقدسہ کو انسان، بندہ یا شخص نہیں کہا جا سکتا۔ لیکن ہمارے لُغت زدہ مترجمین محض لُغات کو مقدم سمجھتے ہوئے خدا تعالےٰ کو "شخص" کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔

لفظ "اَلَّذِیۡنَ" قرآن مجید میں متعدد جگہ وارد ہوا ہے جیسے یٰاَیُّھَا

الَّذِیۡنَ آمَنُوۡا۔ جس کے لُغوی معنے ہیں "اے لوگو جو ایمان لائے یا اے ایمان والے لوگو یا اے ایماندار شخصو"۔ یہ لفظ اَلَّذِیۡنَ جمع کا صیغہ ہے۔ اس کا واحد ہے اَلَّذِیۡ جس کا لُغوی معنیٰ ہے شخص لیکن یہ لفظ اَلَّذِیۡ قرآن مجید میں کئی ایسے مقامات پر بھی وارد ہوا ہے جہاں محض اللہ ربّ العزت کیلئے مخصوص ہے جیسا کہ سُبۡحَانَ الَّذِیۡ یا تَبٰرَکَ الَّذِیۡ۔ جس کا مطلب ہے "پاک ہے وہ اللہ یا پاک ہے وہ ذات اور برکت ہے اُس ذات کیلئے، اور برکت والا ہے وہ اللہ۔

مگر لغات زدہ مترجمین نے ایسا نہیں کیا۔ اُنہوں نے ہر حالت میں لُغت کی اِتباع کی قسم کھا رکھی ہے چاہے ایمان رہے یا نہ رہے۔

اب بتائیے اس سے زیادہ بھی دلچسپ اور ہولناک کوئی لطیفہ ہوگا کہ اللہ تبارک تعالیٰ کو شخص بنا دیا جائے۔ اور دعویٰ توحید پرستی یہاں تک ہو کہ اگر حضور صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کو نور مان لیا جائے تو شرکِ عظیم ہو جائے گا۔

خدا شخص ہے معاذ اللہ

بہرحال اب آپ شاہ رفیع الدین صاحب کے ترجمۂ قرآن کی چند جھلکیاں ملاحظہ فرمائیں۔ مندرجہ ذیل آیاتِ قرآنیہ وہ آیات ہیں جن میں لفظ اَلَّذِیۡ اللہ تبارک تعالیٰ کیلئے نازل ہوا لیکن اس کا ترجمہ بجائے خدا تعالیٰ کے شخص کیا گیا ہے۔

آیت	ترجمہ
سُبۡحَانَ الَّذِیۡ اَسۡرٰی بِعَبۡدِہٖ۔ (س۔ بنی اسرائیل۔ آیت ۱ پ ۱۵)	پاک ہے اُس شخص کو کہ لے گیا بندے اپنے کو۔
سُبۡحَانَ الَّذِیۡ سَخَّرَ لَنَا ھٰذَا وَمَا کُنَّا لَہٗ مُقۡرِنِیۡنَ ۝ (س۔ الزخرف۔ پ ۲۵۔ آیت ۱۳)	پاک ہے وہ شخص جس نے مسخر کیا واسطے ہمارے اس کو اور تھے ہم واسطے اس کے طاقت پانے والے

تَبٰرَكَ الَّذِيْ اِنْ شَآءَ جَعَلَ لَكَ خَيْرًا مِّنْ ذٰلِكَ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ وَ يَجْعَلْ لَّكَ قُصُوْرًا ٥ (س الفرقان پ ١٨ آیت ١٠)	بہت برکت والا ہے "وہ شخص" کہ اگر چاہے کرے واسطے تیرے بہتر اس سے باغ چلتی ہیں نیچے اُن کے سے نہریں اور کرے واسطے تیرے محل
تَبٰرَكَ الَّذِيْ بِيَدِهِ الْمُلْكُ وَ هُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرُ ٥ پ ٢٩ - س الملک - آیت ١	بہت برکت والا ہے "وہ شخص" کہ بیچ ہاتھ اُس کے ہے بادشاہی اور وہ اوپر ہر چیز کے قادر ہے -
عٰلِمُ الْغَيْبِ وَ الشَّهَادَةِ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ٥ الَّذِيْ اَحْسَنَ كُلَّ شَيْءٍ خَلَقَهُ وَ بَدَاَ خَلْقَ الْاِنْسَانِ مِنْ طِيْنٍ ٥ س - السجدہ - پ ٢١ - آیت ٧	جاننے والا غیب کا اور حاضر کا غالب مہربان "وہ شخص" کہ اچھی طرح بنایا ہر چیز کو کہ پیدا کیا ہے اس کو اور شروع کیا پیدا کرنا انسان کا مٹی سے -

خدا مکار ہے معاذ اللہ

وَ مَكَرُوْا وَ مَكَرَ اللّٰهُ وَ اللّٰهُ خَيْرُ الْمٰكِرِيْنَ ٥ (سورۃ آل عمران آیت ٥٤)	اور مکر کیا اُنہوں نے اور مکر کیا اللہ نے اور اللہ بہتر ہے مکر کرنیوالوں کا -
وَ يَمْكُرُوْنَ وَ يَمْكُرُ اللّٰهُ وَ اللّٰهُ خَيْرُ الْمٰكِرِيْنَ ٥ (سورۃ الانفال پ آیت ٣٠)	اور مکر کرتے تھے وہ اور مکر کرتا تھا اللہ اور اللہ تعالیٰ نیک مکر کرنیوالوں کا ہے -
اَفَاَمِنُوْا مَكْرَ اللّٰهِ فَلَا يَاْمَنُ مَكْرَ اللّٰهِ اِلَّا الْقَوْمُ الْخٰسِرُوْنَ ٥ (سورۃ الاعراف - آیت ٩٩)	کیا پس نڈر ہو گئے مکر خدا کے سے پس نڈر نہیں ہوتے مکر خدا کے سے مگر قوم ٹوٹا پانے والی -
قُلِ اللّٰهُ اَسْرَعُ مَكْرًا ط سورۃ یونس پ آیت ٢١	کہہ اللہ بہت جلد کرنیوالا ہے مکر -

وَ مَكَرُوْا مَكْرًا وَّ مَكَرْنَا مَكْرًا وَّ هُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ٥ (سورۃ النمل پ ١٩ آیت ٥٠)	اور مکر کیا اُنہوں نے ایک مکر اور مکر کیا ہم نے بھی ایک مکر اور وہ نہیں جانتے -

خدا بیقرار تھا

هُوَ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ - (الحدید پ ٢٧ آیت ٤)	وہ ہے جس نے پیدا کیا آسمانوں کو اور زمین کو بیچ چھ دنوں کے۔ پھر قرار پکڑا اوپر عرش کے۔
اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ وَ مَا بَيْنَهُمَا فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ ط (السجدہ - پ ٢١ آیت ٤)	اللہ وہ شخص ہے جس نے پیدا کیا آسمانوں کو اور زمین کو اور جو کچھ درمیان اُن دونوں کے ہے بیچ چھ دن کے پھر قرار پکڑا اوپر عرش کے۔
اِلَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ وَ مَا بَيْنَهُمَا فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ - (الفرقان - پ ١٩ آیت ٥٩)	جس نے پیدا کیا آسمانوں کو اور زمین کو اور جو کچھ درمیان اُن کے ہے بیچ چھ دن کے پھر قرار پکڑا اوپر عرش کے -

یہ مسئلہ خدا تعالےٰ نے عرش کے اوپر قرار پکڑا۔ اور بقول وہابیہ جیسا کہ تفسیر فوائد سلفیہ صفحہ ٨١٣ پر اس بات پر زور دیا گیا ہے۔ اور لکھا ہے کہ معلوم ہوا خدا اپنی ذات کے ساتھ عرش کے اُوپر ہے اور سب مخلوق سے جُدا ہے وغیرہ ایک الگ نوعیت کا مسئلہ ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ کو منظور ہوا اور زندگی نے وفا کی تو اس مسئلہ

پر سیر حاصل بحث کی جائے گی اور قرآن و احادیث کی بیشمار نصوص سے ثابت کیا جائے گا کہ وہابیہ کی یہ رائے باطل ہے اور اللہ تبارک و تعالیٰ کی ذات بابرکات لامحدود ہے اور ہر جگہ موجود ہے اور ہر ایک کے ساتھ ہے۔ لیکن یہاں صرف یہ ذہن نشین کرانا مقصود ہے کہ ان مترجمین نے کس قسم کی دھاندلی مچا رکھی ہے۔ اور اللہ تبارک و تعالیٰ کی منزہ ذات کو کس کس طریقہ سے مقید اور محدود کیا جا رہا ہے اور کس کس انداز سے یہ کہا جا رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے چھ دنوں میں آسمانوں اور زمین کو بنایا اور پھر عرش کے اوپر قرار پکڑا۔ گویا آسمانوں اور زمینوں کو بناتے بناتے اللہ تعالیٰ معاذ اللہ تھک کر بیقرار ہو گئے اور پھر عرش پر قرار پکڑا۔ وَلَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ

خدا کا مکر مضبوط ہے (ایک اور آیت)

وَاُمْلِیْ لَهُمْ اِنَّ كَیْدِیْ مَتِیْنٌ ○ (الاعراف پ۹ ۔ الآیۃ ۱۸۳)

اور ڈھیل دوں گا میں ان کو تحقیق مکر میرا مضبوط ہے۔

اس پر مستزاد یہ کہ مولوی ثناء اللہ امرتسری لکھتا ہے کہ خدا مسیب سے ڈرا کر کہنے والا ہے۔ چونکہ ہمارے پیش نظر صرف شاہ رفیع الدین کے ترجمہ کا تعارف ہے۔ لہٰذا اس کا باقی سلسلہ دانستہ طور پر قلم انداز کیا جاتا ہے۔ ورنہ ایسی سینکڑوں تباہ کن لغزشیں ان سب سے سرزد ہو چکی ہیں۔ اب شاہ رفیع الدین کی مزید موشگافیاں ملاحظہ فرما دیں۔

خدا بھول گیا (معاذ اللہ)

نَسُوا اللّٰهَ فَنَسِیَهُمْ (التوبۃ آیت ۶۷)

بھول گئے خدا کو پس بھول گیا ان کو اللہ۔

خدا ٹھٹھے باز ہے معاذ اللہ

اَللّٰهُ یَسْتَهْزِئُ بِهِمْ (البقرہ پ۱ ۔ آیت ۱۵)

اللہ ٹھٹھا کرتا ہے ان سے۔

خدا دھوکے باز ہے

اِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ یُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَهُوَ خَادِعُهُمْ ۔ (النساء پ۵ آیت ۱۴۲)

تحقیق منافق فریب دیتے ہیں اللہ کو اور وہ فریب دینے والا ہے ان کو۔

خدا مدد مانگتا ہے

وَلَیَنْصُرَنَّ اللّٰهُ مَنْ یَّنْصُرُهٗ (الحج ۔ پ۱۷ ۔ آیت ۴۰)

اور البتہ مدد دے گا اللہ اس کو کہ مدد دیتا ہے اس کو۔

اگرچہ یہ مضمون کافی طویل ہے لیکن سینکڑوں آیات سے صرف یہ چند آیات مشتے نمونہ از خروارے کے طور پر پیش خدمت ہیں۔ ان آیاتِ مقدسہ کا ترجمہ شاہ رفیع الدین صاحب نے شرعی تخصیص کو چھوڑتے ہوئے محض لغات کو پیش نظر رکھ کر کیا ہے اور اس کا جو نتیجہ برآمد ہوا ہے وہ آپ ملاحظہ فرما چکے ہیں۔ اللہ ربّ العزت جل مجدہ الکریم کی ذاتِ قدوس کے متعلق ایسی ہولناک مثالوں کا بار بار اعادہ کرتے ہوئے بھی شرم آتی ہے۔ اس لئے اس سلسلے کو یہاں پر ہی ختم کرتے ہوئے ہم ان لغت زدہ مترجمین سے ایک سوال پوچھتے ہیں اور وہ یہ ہے کہ "قرآن مجید میں ایک ایسی آیت مبارکہ بھی ہے جس میں ملائکہ مقربین و معصومین کو "اَصْحَابَ النَّارِ" کہا گیا ہے۔" حالانکہ اصحاب النار کا جملہ قرآن مجید میں جہاں جہاں بھی وارد ہوا ہے، آگ کے رہنے والے اور جہنم میں

جلنے والے مشرکین و کفار کیلئے آیا ہے۔ لیکن ایک جگہ اللہ تعالیٰ یوں ارشاد فرماتے ہیں کہ:۔

وَمَا جَعَلْنَآ اَصْحٰبَ النَّارِ اِلَّا مَلٰٓئِكَةً وَّمَا جَعَلْنَا عِدَّتَهُمْ اِلَّا فِتْنَةً لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا
(المدثر۔ پ۲۹۔ آیت ۳۰)

(اس آیت کا لغوی ترجمہ سوائے اس کے کچھ نہیں ہو سکتا کہ اور نہیں کئے ہم نے رہنے والے دوزخ کے مگر فرشتے اور نہیں کی ہم نے گنتی مگر گمراہی واسطے اُن لوگوں کے کہ کافر ہوئے۔

★

اب لغت کو مقدم سمجھنے والے حضرات اور فوائد سلفیہ کے مؤلف کا تفسیر کے صفحہ ۸ پر یہ لکھنا کہ جو قرآن کے ظاہری معنوں کو نہ مانے وہ کافر ہے کس طریقے سے اس آیت پاک کا ترجمہ کریں گے۔ اور یہ بھی بتائیں کہ کیا قرآن مجید کے ظاہری معنے وہی ہیں جو تم لوگ کرتے ہو۔ اور جن کے نہ ماننے سے تکفیر لازم آتی ہے۔ لغت کو مقدم رکھتے ہوئے تم لوگوں نے اللہ تبارک و تعالیٰ کی شانِ اقدس میں مسلسل گستاخیاں تو کر لیں۔ لیکن حیرت ہے کہ ملائکہ کو جہنم سے بچانے کیلئے اپنی لغاتوں کو پسِ پشت ڈال دیا اور اصحاب النار کا ترجمہ جہنم کے داروغے کر دیا گیا تم لوگ بتا سکتے ہو کہ اس مقام پر لغاتوں نے کیوں دم توڑ دیا۔ اور قرآن کے ظاہری معنوں سے کیوں بے اعتنائی کی گئی ہے۔ اور پھر جب اس آیت کے اگلے حصّہ کا ترجمہ تم یہ کرتے ہو کہ اللہ تعالیٰ نے گنتی نہیں کی جس کا مطلب ہے۔ خدا ان کی تعداد نہیں جانتا تو صرف فرشتوں کو بچانے کی کیا ضرورت تھی۔ اور اگر یہاں وَمَا جَعَلْنَآ اَصْحٰبَ النَّارِ اِلَّا مَلٰٓئِكَةً کا یہ ترجمہ کرنا ہے کہ نہیں کئے ہم نے داروغے جہنم کے مگر فرشتے تو قرآن مجید میں یہ جملہ جہاں جہاں کفار و مشرکین کیلئے آیا ہے وہاں اس کا ترجمہ اس کے برعکس جہنم کے رہنے والے کیوں کرتے ہو۔ کیا تم ان حالات کے پیشِ نظر یہ سوچنے کی زحمت گوارا

کرو گے کہ یہ کیا معاملہ ہے۔ اگر تم لوگ تھوڑا سا بھی غور کرو گے تو یہ حقیقت کھل کر سامنے آجائے گی کہ جہاں شرعی تخصیص موجود ہو وہاں لغت پر اعتبار نہیں کیا جا سکتا۔ ورنہ محض اور محض لغت کو مقدم جاننا اور شرعی مخصّصات کی پرواہ نہ کرنا سخت گمراہی اور جہالت ہے۔ کیونکہ قرآن مجید کی بیشتر آیات اور احادیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے سینکڑوں نئے الفاظ اور اصطلاحات لغتِ عرب کو اپنی طرف سے تفویض کئے ہیں چنانچہ لغت کی تمام تر کتب میں تلمیحاتِ قرآن بکثرت موجود ہیں اور اہلِ لغت نے قرآن و حدیث اور فقہ کی اصطلاحوں کو علیحدہ علیحدہ مرتب کرنے کے طریق رائج کئے ۔۔ کشف الظنون میں ہے کہ:۔

كما اختاره الزمخشري في قسم الاسماء من مقدمة الادب ثم ان اختلاف الهمم قد اوجب احداث طرق شتى ضمن واحد ادى رائه الى ان يفرد لغات القرآن و من آخر الى ان يفرد الغات الفقه ـ الخ
(كشف الظنون مطبوعہ طہران ۔ جلد ثانی ۔ بابُ اللّغات)

جیسا کہ اختیار کیا اس کو زمخشری کے اسماء کی قسم میں مقدمۃ الادب سے اور مختلف طریقوں کے پیدا کرنے کو ضروری قرار دیا۔ بس ایک نے یہ مشورہ دیا کہ علیحدہ کیا جائے لغاتِ قرآن کو اور دوسرے نے کہا کہ علیحدہ کیا جائے غریب حدیث کو اور تیسرے نے یہاں تک کہ علیحدہ کیا جائے لغاتِ فقہ کو۔

المختصر عرض یہ کیا جا رہا تھا کہ قرآن مجید لغت کے تابع نہیں بلکہ قرآن مجید نے نئی نئی اصطلاحوں اور بیشمار نئے الفاظ کا ذخیرہ لغت کو فراہم کیا ہے جسے اہلِ فن نے مختلف طریقوں سے جمع کرنے کی کوشش اور سعی و جہد کی۔ بایں ہمہ لغات شرعی اصطلاحات کی پابند ہے۔ لیکن شرعی اصطلاحات لغات کی پابند نہیں ہیں۔ بلکہ وہ اپنے

مخصصات کے لحاظ سے اپنی علیحدہ حیثیت کی حامل ہیں۔ مثال کے طور پہ شرعی حیثیت سے صلواۃ کے معنی مشروط لوازم کے ساتھ عبادت ہے اور صوم کے معنی مختلف پابندیوں کے ساتھ روزہ ہیں۔ اور زکواۃ کے معنی رقم یا سونے چاندی اور جانوروں وغیرہ کی ایک مقررہ تعداد پہ ایک خاص حصہ فقراء وغیرہ کو ادا کرنا ہے۔ اور حج کے معنے مختلف شرائط کے ساتھ کعبۃ اللہ کا طواف اور زیارت وقوف عرفات وغیرہ ہے۔ لیکن لغوی اعتبار سے اسلام کے ان چاروں بنیادی ارکان کے معانی یہ نہیں ہیں۔ بلکہ اگر محض لغوی معنوں پہ اکتفا کر لیا جائے تو نہ یہ نماز نماز رہے گی اور نہ ہی یہ روزہ روزہ رہے گا۔ نہ ہی یہ حج کی صورت باقی رہے گی اور نہ ہی زکواۃ اس طریقے سے ادا کی جائے گی۔

کیا لغت زدہ مترجمین لغت کے پابند ہو کر ان چاروں ارکان یعنی صلواۃ، صوم، حج اور زکواۃ کے معنے بتانے کی جرأت کریں گے، ہرگز نہیں! کوئی بھی ایسا نہیں کر سکتا۔ کیونکہ ان الفاظ کے لغت کے اعتبار سے یہ معنی بنتے ہیں۔ اگرچہ مسلمان اہل لغت نے لغوی معنوں کے بعد شرعی تخصیص کا بھی ذکر کیا ہے۔ لیکن لغوی معنے یہی بتلاتے ہیں۔

صلواۃ کے لغوی معنے

والصلواۃ۔ اصلہا الدعا (المفردات راغب مطبوعہ مصر صفحہ ۲۸۷)	اور صلواۃ۔ اس کی اصل ہے دعا
والصلواۃ۔ دعا معناہا۔ فقیل الدعاء۔ (تاج العروس۔ مطبوعہ لیبیا۔ جلد ۱۰ صفحہ ۲۱۳)	اور صلواۃ اس کے معنی پس کہا دعا۔

صلواۃ کے شرعی معنے

الصلواۃ۔ مطلق الدعا بالخیر وفی شریعۃ عبادۃ ذات قرأۃ و رکوع و سجود۔ (حلبی کبیری ص)	صلواۃ کے معنی مطلق دعا بالخیر اور شریعت میں اس کے معنی ہیں خدا کی عبادت قرأت اور رکوع و سجود۔

صوم کے لغوی معنے

الصوم فی الاصل الامساک عن الفعل (المفردات راغب ص ۲۹۳)	صوم، اس کی اصل ہے فعل سے رکنا
صام۔ صوما وصیاما۔ بالکسر۔ امسک (تاج العروس جلد ۸۔ ص ۳۸۱)	صام۔ صوما۔ صیاما زیر کے ساتھ رکنا
صوم وصیاما واقتصام۔ امسک (القاموس المحیط۔ مطبوعہ مصر۔ جلد ۴۔ ص ۱۴۳)	صوم وصیاما واقتصام۔ رکنا۔

صوم کے شرعی معنے

والصوم فی اللغۃ الامساک۔ و فی الشرع امساک مسلم، عاقل، طاہر من حیض و نفاس عن الاکل والشراب والجماع من الصبح صادق الی الغروب بنیۃ القربت (حلبی کبیری ص ۱۱)	اور صوم لغت میں اس کا معنی ہے رکنا اور شرع میں ہے رکنا مسلم عاقل کا، اور حیض و نفاس سے پاک (عورت کا) کھانے پینے اور جماع سے صبح صادق سے لیکر غروب آفتاب تک قربت کی نیت سے۔

حج کے لُغوی معنے

الحج ۔ القصد ۔ (قاموس جلد اوّل ص۱۸۸)	حج کا معنی ہے ۔ قصد یعنی ارادہ
اصل الحج ۔ القصد للزیارۃ (المفردات ص۱۰۶)	حج کی اصل ہے زیارت کا ارادہ
والحج ۔ ای قصد التوجہ الی البیت (لسان العرب ۔ جز ثالث ص۸۲۹ مطبوعہ مصر)	اور حج ۔ گھر کیلئے جانے کا ارادہ اور توجہ
وقال بعض الفقہا ۔ الحج ۔ القصد (تاج العروس ۔ باب الحج ص۱۷)	اور بعض فقہا نے کہا ۔ حج ۔ اس کا معنی ہے ارادہ

حج کے شرعی معنے

الحج فی اللغۃ مطلق ۔ القصد ۔ و فی الشرع قصد المسلم العاقل البیت المحرم العبادۃ مرکبۃ من طواف بالبیت علم المکعبۃ المشرفۃ ۔ (حلبی کبیری ص۱۱)	حج کا لُغوی معنی ہے مطلق ارادہ اور شرع میں ہے مسلمان عاقل کا ارادہ ، بیت الحرام کو جانے کا عبادت وغیرہ کیلئے اور طواف کرنا کعبہ مشرفہ کا خاص وقت میں ۔

زکواۃ کے لُغوی معنے

الزکوٰۃ النمو ۔ (المفردات راغب ص۲۱۳)	زکواۃ کی اصل ہے نشو ونما یعنی بڑھنا ۔
زکوٰۃ فلان معناہ ای عمل صالحا (تاج العروس جلد ۱۰ ص۱۶۵)	زکواۃ اور کہا اس کا معنی ہے عمل صالح
الزکوٰۃ صفوۃ الشیء ۔ (لسان العرب جلد ۱۹ ص۔۔)	زکواۃ یعنی چیز کی پاکیزگی ۔

زکواۃ کے شرعی معنے

الزکواۃ فی اللغۃ النماء والطہارۃ وفی الشرع تملیک جزء مال عینہ الشرع او قیمت فی نصاب لفقیر مسلم ۔ (حلبی کبیری ص۱۰)	زکواۃ لُغت میں ہے نما یعنی بڑھنا اور پاکیزگی اور شرع میں ہے نصاب کے مطابق کچھ مال کا مالک بنانا یا مسلمان فقراء کو اس کی قیمت نصاب کے مطابق اُدا کرنا ۔

علیٰ ہذا القیاس قرآن مجید کی سینکڑوں آیاتِ مقدسہ ایسی ہیں جن کا ترجمہ کرنے کی محض لُغات متحمل نہیں ہوسکتی اور یہ امر لازم ہوجاتا ہے کہ ان آیات و الفاظ کیلئے شرعی تخصیص کو مدِنظر رکھتے ہوئے ترجمہ کیا جائے ۔ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اور تابعین و تبع تابعین رحمہم اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کی جو مختلف تفاسیر کی ہیں ۔ وہ اسی اصُول کے مطابق کی ہیں کہ شرعی تخصیص کو ہمیشہ مُقدم جانا اور اسی طرح مصلح الدین شیخ سعدی علیہ الرحمتہ نے جو ترجمہ فارسی زبان میں کیا ہے اس اصُول کو پیش نظر رکھ کر کیا ہے ۔ اور اسی لئے وہ درُست ہے ۔

قلندر جُز دو حرفِ لا الٰہ کچھ بھی نہیں رکھتا
فقیہہِ شہر قارُوں ہے لُغتہائے حجازی کا (اقبالؒ)

اَب ایک لطیفہ سُنیئے ممکن ہے آپ نے بھی غور کیا ہو کہ جن مفسّرین نے بڑی شدّومد اور زور شور کے ساتھ یہ ثابت کرنے کی ناکام کوشش کی ہے کہ چونکہ "مَا" عربی زبان میں اعم العام کا صیغہ ہے ۔ لہٰذا اس کا اطلاق تمام اشیاء پر ہے اور اسے کسی بھی صورت ذبح حیوان کیلئے مخصوص نہیں کیا جاسکتا ۔ اور عبد الذبح کی قید بعض مفسّرین نے اپنی طرف

سے بڑھا رکھی ہے۔ لیکن اس دعویٰ اور جمہور مفسرین پر طعن کرنے کے باوجود اور شاہ رفیع الدین صاحب کی تقلید میں لفظ مَا کا مطلق ہر چیز پر استعمال قرار دینے کے فوراً بعد یہی لوگ پھر اس قسم کی تفسیر کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ ہر وہ جانور حرام ہے جس پر غیر اللہ کا نام پکارا جائے۔ کیونکہ شاہ عبد العزیز صاحب کچھ ایسا ہی مطلب مراد لیتے ہیں۔ اور پھر اسی پر ہی اکتفا نہیں کیا جاتا بلکہ مولوی اشرف علی صاحب کی تقلید میں اُن کی تفسیر کا یہ اقتباس لکھنا شروع کر دیتے ہیں کہ "پس ثابت ہوا کہ وہ جانور حرام ہے جو غیر اللہ کے تقرب کیلئے نامزد کیا جاتا ہے"۔ اور پھر قلم یہاں بھی نہیں رُکتا اور نہیں فوراً ہی علمائے بخارا کا یہ فتویٰ یاد آجاتا ہے اور بڑی رنگ آمیزی کے ساتھ اُن کی یہ عبارت نقل کر دی جاتی ہے کہ:۔

"سلطان اور رئیس کی آمد پر اُن کے تقرب اور تعظیم کیلئے ذبح کیا گیا جانور مثل مُردار اور خنزیر کے ہے اور ذبح کرنے والا مرتد ہے اور اُس نے شرک کا ارتکاب کیا اور پھر تان اس پر ٹوٹتی ہے کہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ غیر اللہ کے لئے ذبح کرنے والا ملعون ہے"۔

اب کوئی ان عقل کے دشمنوں سے یہ سوال کرے کہ اگر لفظ "مَا" اعم العام کا صیغہ ہے اور اس سے کھانے پینے پہننے وغیرہ کی تمام اشیاء مراد ہیں تو تم ادھر اُدھر کیوں بھاگتے ہو۔ بات کو طویل کرنے کا کیا فائدہ۔ سیدھی سی بات تھی کہ جب ایک کلیہ قائم ہی کر لیا تو اُسی پر اڑے رہتے اور خود ہی ان متعدد مخصصات سے دلیل پکڑنے کی زحمت کیوں گوارا کی۔ کیا اس طرح تم دانستہ یا نادانستہ اپنے ذہنی اضطراب و اضطرار کا اظہار نہیں کر رہے کیا تمہاری یہ اضطراری کیفیت تمہارے کذب در کذب پر دال نہیں۔ کیا اب بھی لفظ مَا کا ترجمہ کرنے کیلئے ہمیں مزید کوئی شرعی تخصیص پیش کرنے کی ضرورت ہے جبکہ تمہاری اپنی ہی متضاد و متعارض تحریریں تمہارے تمام دعووں کو باطل قرار دیتی ہیں حقیقت

تو یہ ہے کہ ہمیں مزید وضاحت کرنے کی ضرورت باقی نہیں رہی پھر بھی ہم انشاء اللہ العزیز آگے چل کر مَا کے صیغۂ اعم العام ہونے کے علاوہ دیگر مخصصات کا بھی حامل ہونے کے متعلق مختصر سا تبصرہ پیش کریں گے۔ لیکن یہاں یہ ضرور کہوں گا کہ:۔

؎ اُلجھا ہے ایسا مولوی منطق کے جال میں
لو آپ اپنے دام میں صیّاد آگیا

اگرچہ ان مفسرین کے مَا کو اعم العام کا صیغہ قرار دے کر شرعی تخصیص سے جان چھڑا لینے کے بعد ان کے دیگر پیدا کردہ اعتراضات کا جواب دینے کی کوئی ضرورت باقی نہیں رہتی۔ کیونکہ جب مَا عام ہے تو پھر خاص کر لینے کا ان کے پاس کوئی جواز نہیں۔ تاہم ہم حسب وعدہ ان کے پیدا کردہ باقی اعتراضات کا جواب محض قارئین کی معلومات کیلئے پیشِ خدمت کرتے ہیں۔

اعتراض نمبر ۲ اور ۳ کی بنیادی نوعیت تقریباً ایک سی ہے۔ اس لئے ان ہر دو اعتراضات کا جواب پیشِ خدمت ہے۔ اعتراض نمبر ۲ ہے کہ وہ جانور حرام ہے جس پر غیر اللہ کا نام پکارا جائے۔ اور اعتراض نمبر ۳ یہ ہے کہ وہ جانور حرام ہے جو غیر اللہ کیلئے بقصدِ تقرب نامزد کر دیا جائے۔

یہ اعتراضات قائم کرنے کیلئے یہ لوگ جو دلیل قائم کرتے ہیں وہ حضرت ربیع بن انس کا قول ہے جسے مختلف زاویوں سے پیش کیا گیا ہے۔ اور وہ قول یہ ہے کہ قال ربیع بن انس وغیرہ۔ وَمَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ مَا ذُكِرَ عَلَيْهِ اِسْمُ غَيْرِ اللّٰهِ۔ یعنی وَمَا اُهِلَّ کا مطلب ہے جس پر غیر اللہ کے نام کا ذکر کیا جائے ہے

؎ ذرا سی بات تھی اندیشۂ عجم نے جسے
بڑھا دیا ہے فقط زیبِ داستاں کیلئے

حضرت ربیع کا یہ قول سر آنکھوں پر اور اسی قول سے ہم غیر اللہ کے نام کا جواز پیش کرتے ہیں۔ ورنہ یہ حضرات تو اس قدر اُلجھے ہوئے ہیں کہ اس قول کی شدید تردید کرتے ہیں۔ چنانچہ شاہ عبد العزیز صاحب فرماتے ہیں کہ "اس عبارت میں اہلال کو بمعنی ذبح کر دینا اور پھر بغیر اللہ کی بجائے اِسم غیر اللہ کرنا قریب تحریف کلام الٰہی کے پہنچتا ہے۔ (تفسیر عزیزی)

سچ تو یہ ہے کہ جھوٹ کے پاؤں نہیں ہوتے۔ خود ہی ایک دلیل قائم کر لینا اور خود ہی اُس کی تردید کر لینا ایک کھُلی اور واضح شکست کے مترادف ہے ہاں تو عرض یہ کرنا تھا کہ حضرت ربیع بن انس کا یہ قول ہمارے حق میں ہے۔ اور آپ کی اسی تفسیر سے ہم غیر اللہ کے نام کی دلیل پکڑتے ہیں مگر نہ اِن لُغت زدہ لوگوں کے اصولوں کے مطابق تو وَمَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ کی آیت میں کوئی لفظ ایسا ہے ہی نہیں جس کے معنے "نام یا اِسم بن سکیں۔ جیسا کہ آپ لفظ مَا کی بحث میں بھی پڑھ چکے ہیں۔ اور شاہ عبد العزیز صاحب کا قول بھی ملاحظہ فرما چکے ہیں اس کے باوجود ہم ان مفسّرین سے پوچھتے ہیں کہ اگر یہ فرض بھی کر لیا جائے تو تم اس قول کے پابند ہو تو پھر ایسا کرو کہ اِن قول سے کوئی ایک ایسا لفظ ثابت کر دو جس کا یہ مطلب ہو کہ وہ ہر چیز حرام ہے جس پر غیر اللہ کا نام پکارا جائے۔ یا یہاں سے اُن کی مُراد جانور کے علاوہ کچھ اور ہو۔ اور ایسا تم قیامت تک ثابت نہیں کر سکتے کیونکہ حضرت ربیع کے سامنے یہ تصوّر ہرگز نہیں تھا کہ تیرہ صدیاں بعد ایسے لوگ پیدا ہو سکتے ہیں۔ جو مَا ذُکِرَ عَلَیْهِ کا مطلب یہ لیں گے کہ وہ ہر چیز کھانے کی ہو یا پہننے کی یا اور طرح کے استعمال کی حرام ہے۔ معاذ اللہ۔ اُن کے سامنے صاف طور پر بھی ایک تصوّر موجود تھا۔ کہ جب پوری آیت کریمہ میں ذکر ہی جانوروں کا ہے تو اس سے دوسری کوئی چیز کیسے مُراد لی جا سکتی ہے۔ بہر حال

اگر یہ مفسّرین اور اُن کے ہمنوا حضرت ربیع بن انسؓ کے اس قول سے متفق ہیں اور اُن کے اقوال پر اعتماد رکھتے ہیں۔ تو ہم اُن سے گذارش کریں گے کہ ہم اس بحث کو مزید طویل کرنے کی بجائے یہیں پر ختم کر دیتے ہیں اور حضرت ربیع بن انسؓ کو ہی جج مقرّر کر لیتے ہیں۔ کیا ایسا ممکن ہے کہ تم لوگ اُن کے فیصلہ کو تسلیم کر لو۔ لیکن ہمیں یقین ہے کہ اس فیصلے سے پہلے بھی تم حقیقتِ حال سے باخبر ہو۔ اور سب کچھ جانتے ہوئے بھی تمہاری زبانیں اور قلم تمہارے دلوں کا ساتھ نہیں دیتے اور تعصب کی آڑھی ترچھی پگڈنڈیاں تمہیں صراطِ مستقیم پہ آنے ہی نہیں دیتیں اور تم سیدھے راستے پر آ بھی کیسے سکتے ہو جبکہ یہ تمام پیچ و خم تم نے خود ہی پیدا کئے ہیں۔ اور تمہیں قائل کرنا ہمارا مقصود بھی نہیں۔ اس لئے کہ تم فریب دہی کے علاوہ فریب خوردگی کا بھی خود ہی دانستہ طور پہ شکار ہوتے ہو۔ ہمیں تو قارئین کو حقیقتِ حال سے آگاہ کرنا ہے۔ اور اُس کیلئے ہم حضرت ربیع بن انسؓ کا دوسرا قول پیش کرتے ہیں جس میں آپ نے فرمایا ہے کہ وہ جانور حرام ہے جسے غیر اللہ کے نام سے ذبح کیا جائے۔ ملاحظہ ہو زیرِ آیت :۔

وَمَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ - قَالَ الربيع بن انس عند ذبحه اِسم غير الله - (تفسیر مظہری - جلد اوّل ص۱۵۸ مطبوعہ ندوۃ المصنفین دہلی-)	اور مَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ - فرمایا حضرت ربیع بن انسؓ نے کہ جس پر ذبح کرتے وقت غیر اللہ کا نام پکارا جائے

یہ تھا حضرت ربیع کا دوسرا قول جسے ان مفسّرین نے دانستہ طور پر نظر انداز کر رکھا ہے۔ اور پہلا قول وہ تھا جسے شاہ عبد العزیز صاحب نے یوں باطل قرار دے دیا ہے کہ بغیر اللہ کی بجائے اِسم غیر اللہ کو دینا قرآن مجید کی تحریف کے قریب ہے (معاذ اللہ)

آ مدم برسمتِ مطلب۔ حضرت ربیع بن انسؓ کے ہر دو اقوال ہماری تائید میں ہیں۔ اور یہی صحابہ کرام اور تابعین رضوان اللہ علیہم اجمعین کا مذہب ہے۔ باقی جو کچھ بھی ہے سب خود رو مفسرین کی گل افشانیاں ہیں۔ وَمَآ اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ کا مطلب اس کے سوا اور کچھ ہے ہی نہیں کہ وہ جانور حرام ہے جس پر ذبح کے وقت غیر اللہ کا نام پکارا جائے۔ جیسا کہ مشرکین اپنے معبودوں کے نام سے ذبح کیا کرتے تھے اب رہا ذبح کی قید کے بغیر کسی جانور پر اللہ کے سوا کسی کا نام لینا یا اللہ کے سوا کسی کیلئے نامزد کرنے سے اس جانور کا حرام ہو جانا تو یہ منطق براہِ راست قرآن مجید پر حملہ ہے۔ اور کلام الٰہی سے ٹکرانے کے مترادف اور آیاتِ قرآنیہ کی کھلی تکذیب پر مبنی ہے۔ کیونکہ قرآن مجید میں ارشادِ خداوندی ہے کہ بتوں کیلئے نامزد کئے ہوئے جانور بھی مسلمانوں کیلئے حلال ہیں اور حلال چیزوں کو خواہ مخواہ اپنے اوپر حرام کر لینا کفار کی رسم ہے۔ ملاحظہ ہو:۔

خدا کا فیصلہ

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَسْـَٔلُوْا عَنْ اَشْيَآءَ اِنْ تُبْدَ لَكُمْ تَسُؤْكُمْ ۚ وَاِنْ تَسْـَٔلُوْا عَنْهَا حِيْنَ يُنَزَّلُ الْقُرْاٰنُ تُبْدَ لَكُمْ ۭ عَفَا اللّٰهُ عَنْهَا ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ ۝ قَدْ سَاَلَهَا قَوْمٌ مِّنْ قَبْلِكُمْ ثُمَّ اَصْبَحُوْا بِهَا كٰفِرِيْنَ ۝ مَا جَعَلَ اللّٰهُ مِنْۢ بَحِيْرَةٍ وَّلَا سَاۗىِٕبَةٍ وَّلَا وَصِيْلَةٍ وَّلَا حَامٍ ۙ وَّلٰكِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ ۭ وَاَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ ۝

(پ سورہ المائدہ۔ آیت ۱۰۳)

اے ایمان والو ایسی باتیں نہ پوچھو جو تم پر ظاہر کی جائیں۔ تو تمہیں بُری لگیں۔ اور اگر انہیں اس وقت پوچھو گے کہ قرآن اُتر رہا ہے تو تم پر ظاہر کر دی جائیں گی۔ اللہ انہیں معاف کر چکا ہے اور اللہ بخشنے والا حلم والا ہے۔ تم سے اگلی ایک قوم نے انہیں پوچھا پھر ان سے منکر ہو بیٹھے۔ اللہ نے مقرر نہیں کیا ہے کان چرا ہوا اور نہ بجار اور نہ وصیلہ اور نہ حامی ہاں کافر لوگ اللہ پر افترا باندھتے ہیں اور ان میں اکثر نرے بے عقل۔

اِن آیاتِ مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے پہلے تو مسلمانوں کو اپنے پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم پر بے جا سوال کرنے سے منع فرمایا ہے۔ اور پھر فرمایا کہ مباح چیزوں کی حرمت کے متعلق سوال نہ کیا کرو۔ اور فرمایا کہ کفار کے وہ جانور جو انہوں نے اپنے معبود بتوں کا تقرب حاصل کرنے کیلئے اُن کے نام سے نامزد کر رکھے ہیں وہ حرام نہیں ہیں۔ یہ اُن کی بیوقوفی ہے کہ وہ اُن کو حرام سمجھتے ہیں۔ اور وہ اُن کو اپنی طرف سے حرام ٹھہرا کر خدا پر افترا باندھتے ہیں۔ اور یہ محض جاہل ہیں۔ چنانچہ اس کی تفسیر میں سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم یوں ارشاد فرماتے ہیں:۔

مُصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا فیصلہ

وقال ابو هريرة۔ قال رسول الله صلى الله عليه وسلم رأيت عمرو بن عامر الخزاعي يجر قصبه في النار كان اول من سيب السوائب۔ والوصيلة الناقة البكر تبكر في اول نتاج الابل بانثى ثم تثنى بعد بانثى وكانوا يسيبونهم لطواغيتهم ان وصلت احداهما بالاخرى ليس بينهما ذكر۔ والحام فحل الابل۔ يضرب الضراب المعدود، فاذا قضى ضرابه ودعو للطواغيت واعفوه من الحمل

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ علیہ وسلم نے کہ بحیرہ وہ ہوتی ہے کہ منع کیا جائے اسکا دودھ واسطے طواغیت کے۔ پس کوئی شخص اُس کا دودھ نہ دوہے لوگوں میں سے اور سائبہ وہ چھوڑ دیتے تھے اپنے معبودوں کیلئے پس اس پہ کوئی بوجھ نہ لادا جاتے۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم نے عمرو بن عامر خزاعی کو دیکھا کہ آگ میں اپنی پیٹھ کھینچتا ہے۔ وہ پہلا شخص تھا جس نے سائبات کو چھوڑا۔ اور وصیلہ۔ جو ان اونٹنی جو پہلی دفعہ مونث بچہ جنتی ہے پھر دوسری

فلما یحمل علیہ شئی۔
بخاری شریف جلد دوم ص ۶۶۵ مطبوعہ کراچی
فتح الباری۔ شرح بخاری۔ مطبوعہ مصر
جلد ۹۔ ص ۳۵۳ (ابن حجر عسقلانی)

دفعہ بھی مؤنث سے حاملہ ہو تو وہ چھوڑ دیتے تھے اپنے معبودوں شیاطین کیلئے اگر پہنچتی ان سے ایک دوسری کو کہ نہ ہوتا ان کے درمیان مذکر اور رحام۔ فحل ابل۔ مارتا مارنے والا یعنی جس وقت پورا کرتا مارنا یا لڑنا تو چھوڑ دیتے واسطے بتوں اپنے کے اور اس پر کوئی بوجھ نہ لادتے۔

پھر اس حدیث کی شرح میں علامہ قسطلانی یہ حدیث پیش کرتے ہیں کہ:-

قولہ باب (ما جعل اللہ من بحیرۃ ولا سائبۃ ولا وصیلۃ و لا حام) ای ما حرم ولم یرد حقیقۃ الجعل لان الکل خلقہ وتقدیرہ۔ فتح الباری جلد ۹ ص ۳۵۲

یعنی جو حرام کیا اور مراد اس کی یعنی جعل حقیقت نہیں لی گئی۔ کیونکہ سب اس کی خلق ہے اور تقدیر اس کی یہ ہے اور لیکن مراد بیان ان کی بدعت[1] کا ہے جس کو انہوں نے کیا۔

یہ تھا تقرب اور نامزد جسے ان مفسرین نے ہوّا بنا کر اور عجیب عجیب قسم کی حاشیہ آرائی کر کے پیش کیا ہے۔ قرآن مجید اور احادیث رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے صاف طور پر یہ چند کلیئے واضح ہوتے ہیں۔

نمبر ۱:- مسلمانوں کے تو کیا، کفار کے نامزد کئے ہوئے جانور بھی حرام نہیں بلکہ جن کفار و مشرکین نے انہیں اپنے اوپر حرام کر رکھا ہے وہ بیوقوف ہیں اور خدا پر افترا پردازی کرتے ہیں۔

نمبر ۲:- کفار مسلمانوں کی طرح اپنے جانوروں کو اپنے بزرگوں کو ایصال ثواب کرنے کے لئے نامزد نہیں کرتے تھے بلکہ بتوں کے تقرب یعنی عبادت کے لئے

[1] ان سے صاف طور پر ظاہر ہو جاتا ہے کہ خدا تعالیٰ کی حلال کی ہوئی چیزوں کو حرام قرار دینا بدعت ہے۔

نامزد کرتے تھے۔

نمبر ۳:- بتوں کی عبادت کے طور پر نامزد کئے ہوئے کفار و مشرکین کے جانور بھی حرام اور نجس مثل مردار اور سؤر کے نہیں بلکہ جنہوں نے ان کو اپنے اوپر حرام کر لیا۔ وہ جہنم میں اپنی پیٹھ کھینچتے ہیں اور بدعتی اور مشرک ہیں۔

اندریں حالات وَمَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ کی یہ من مانی تفسیر کرنے والوں سے کہ بقصدِ تقرب غیر اللہ کیلئے نامزد کئے ہوئے جانور حرام ہیں۔ ہم یہ پوچھنے کے مجاز ہیں کہ کیا تم قرآن مجید کی کوئی ایک ایسی آیت اس جواز میں پیش کر سکتے ہو کہ غیر خدا کے تقرب کیلئے نامزد کئے ہوئے جانور حرام ہیں۔ اور اگر ایسی کوئی آیت موجود نہیں تو تمہیں یہ جرأت کیسے ہوئی کہ وَمَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ کی تفسیر کرتے وقت قرآن مجید احادیثِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم اقوالِ صحابہ اور جمہور مفسرین کی آراء کے علاوہ ایک بالکل نئی اور بے بنیاد اختراع کر دی۔ ہم اس قسم کے مفسرین کی پوری جماعت اور ان کے ہمنواؤں کو چیلنج کرتے ہیں کہ قرآن و حدیث اور اقوالِ صحابہ سے کوئی ایک جملہ ایسا دکھا دو جس سے ثابت ہو سکے کہ غیر اللہ کیلئے نامزد کیا گیا جانور حرام ہے۔ اور اگر تمہارے پاس ایسی کوئی دلیل موجود نہیں تو پھر بجائے اس کے کہ تم لوگ قرآن مجید کا ترجمہ و تفسیر کرتے وقت یہ دھاندلی مچاتے، اپنی طرف سے ہی اس قسم کا فتویٰ صادر کر دیتے کہ ہمارے سوا دنیا و دین کی ہر نعمت حرام ہے۔ اور یہ سب کچھ عمرو بن العامر خزاعی کی تقلید میں کیا جا رہا ہے تو تمہارے اس اقدام سے کسی کو کوئی اعتراض بھی نہ ہوتا اور تمہارا مقصد بھی پورا ہو جاتا اور یہ خداوند قدوس کے کلام میں تحریف و خیانت کرنے سے تمہارے لئے بدرجہا بہتر ہے۔ اور عوام کے اذہان بھی تمہارے ڈالے گئے شکوک و شبہات سے مامون و محفوظ رہ جاتے۔ اور سچ تو یہ ہے کہ اس قسم کی ذہنی اختراعات اور تلبیسات و خرافات

قرآن کے نام سے پیش کرتے ہوئے ویسے بھی شرم آنی چاہیئے۔ خدا تعالیٰ کا مقدس کلام ہمارے پاس امانت کے طور پر ہے۔ اس میں خیانت و بددیانتی کسی صورت مناسب نہیں تھی۔ کاش اللہ تعالیٰ کی اس مقدس امانت میں خیانت کرنے والے قلم ٹوٹ جاتے، اور ایسے قلم چلانے والے ہاتھ قلم ہوجاتے۔ اور اب بھی وہ کب بچے ہوئے ہیں۔ اس جرم قبیح کی سزا کے طور پر اللہ تعالیٰ نے ان کے ذہن پراگندہ کردیئے ہیں اور اُن کی تحریروں کے پلندوں کو مجموعہ اضداد بنا دیا گیا ہے۔ اُن کو اُن نعمتوں سے محروم کردیا گیا ہے جو انہوں نے خود ہی اپنے اوپر حرام کر رکھی ہیں۔ اُن کیلئے مسلمانوں کے پاک ہاتھوں اور پاک برتنوں میں پکائی گئی گیارہویں شریف کی کھیر اور شبرات کا حلوہ وغیرہ حرام کردیا گیا ہے اور ہندوؤں کے ناپاک ہاتھوں اور ناپاک برتنوں میں تلی ہوئی پوریاں کچوریاں نعمت غیر مترقبہ بنادی گئی ہیں۔ اُن کیلئے امام حسین علیہ السلام کے نام کی محرم میں لگائی گئی سبیل کا پانی حرام کردیا گیا ہے۔ اور ہندوؤں کی دیوالی اور ہولی کے دن کی پوریاں اور کھیلیں وغیرہ طیب و طاہر کردی گئی ہیں۔

تو خیر یہ مضمون پھر آگے چل کر آئے گا یہاں تو ضمناً تذکرہ آگیا، بحث تھی غیر اللہ کے تقرب کیلئے نامزد کرنے کی۔ سو ہم بحمد اللہ قرآن و حدیث کی روشنی میں ثابت کرچکے ہیں کہ بتوں کی عبادت کیلئے نامزد کیئے ہوئے جانور بھی مسلمانوں کیلئے اللہ کا نام لیکر ذبح کرنے سے حلال اور پاک ہیں اور یہ محض ان نئے مفترین کی تلبیس ہے کہ گیارہویں وغیرہ کا بکرا چونکہ غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے نامزد کیا جاتا ہے اسی لئے حرام ہے۔

حالانکہ اس میں ایک فریب یہ بھی دیا جاتا ہے کہ یہ لوگ تقرب و تعظیم کیلئے نامزد کرتے ہیں اس لئے حرام ہے۔ جہاں تک نامزدگی میں تقرب کی بات تھی وہ تو قرآن و حدیث سے ثابت ہے کہ کفار بتوں کی عبادت اور تقرب کیلئے نامزد کرتے تھے اور

وہ بھی مسلمانوں کیلئے حرام نہیں تھے۔ لیکن گیارہویں شریف کے بکرا وغیرہ کیلئے تو ایسی کوئی بات نہیں ہوتی جس سے غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عبادت مقصود ہو تو پھر یہ طوفان حرام کس لئے کھڑا کر رکھا ہے۔ اور اس طوفان حرام کا موجد بھی ایک ایسا شخص ہے جو خود حنفی کہلاتے نہیں تھکتا۔ اگر یہ شوشہ کسی غیر مقلد نے چھوڑا ہوتا تو جب بھی ہم یہ گمان کرتے کہ غیر مقلد تو کہتے ہی اسے ہیں جو اپنی خواہشات کا تابع اور اپنے وضع کئے ہوئے مسائل کا ہی پابند رہے۔ حتّٰی کہ حدیث بھی صرف وہ تسلیم کرے جس سے اُس کا مطلب پورا ہوسکے۔ لیکن اس اختراع کا موجد تو مولوی اشرف علی تھانوی ہے۔ اور حنفی فقہ کے مطابق کتابیں بھی لکھتا ہے۔ اگرچہ کئی جگہ اپنی من مانی کرجاتا ہے تاہم وہ امام اعظم رحمتہ اللہ علیہ کا مقلّد ہونے کا دعویدار تو ہے۔ کاش وہ امام اعظم رحمتہ اللہ علیہ کی روایت کو ہی تسلیم کرلیتا اور نامزد کرنے کی جدت پیدا نہ کرتا۔ غیر مقلد تو پہلے ہی سیدنا امام اعظم رحمتہ اللہ علیہ کی روایت کردہ احادیث کو درخور اعتنا نہیں سمجھتے۔ ایسا کرنے سے تو انہیں اور بھی تقویت ملتی ہے کہ مقلّدین ہی کے نزدیک امام اعظم کی روایت کردہ احادیث کا کوئی اعتبار نہیں۔ مولوی اشرف علی صاحب تو اس وقت موجود نہیں کیا اُن کے حواری اور ہمنوا یہ جرأت کریں گے کہ مولوی صاحب کے اس نئے فارمولے یعنی نامزد کرنے کی حُرمت کو مُسترد کرکے باطل قرار دے سکیں۔ ایسا کرنا کوئی بڑی بات تو نہیں صرف اخلاقی جرأت کی ضرورت ہے۔ اس میں ایک خاص بات یہ بھی ہے کہ ایک طرف سیدنا امام اعظم رضی اللہ عنہ ہیں اور ایک طرف مولوی اشرف علی تھانوی صاحب ہیں۔ موجودہ دیوبندی حنفی کس طرف ہونا چاہتے ہیں۔ امام اعظم کی تقلید میں حنفی مسلک ٹھیک ہے یا اشرف علی کی تقلید میں محض دیوبندی مسلک درست ہے یہ فیصلہ آپ لوگوں کو کرنا ہوگا۔

سیدنا امام اعظم کی روایت پیش خدمت ہے:-

قال اخبرنا ابو حنیفه قال حدثنا عطاء بن ابی رباح عن عبد الله بن رواحة انه سمی شاة من غنمه لرسول الله صلی الله علیه و آله وسلم واوصی بها جاریة له کانت فی الغنم فکان یتعاهدها وینظر الیها کلما اتی الغنم حتی سمنت و صلحت فجاء یوم ففقدها من الغنم فسالها عنها فقالت ضاعت ولطم وجهها۔

(کتاب الآثار مترجم۔ باب الایمان ص ۱۷۱ مطبوعہ کراچی۔ مؤلف حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ)

کہا خبر دی ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا روایت کی عطاء ابی رباح نے عبد اللہ بن رواحہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے اپنی بکریوں میں سے ایک بکری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے نامزد کر رکھی تھی۔ اور اپنی لونڈی کو اس کی وصیت کی کہ اس کی نگہبانی کرے۔ چنانچہ وہ اس کی نگہبانی کرتی تھی۔ اور جب وہ بکریوں میں آتے تو اُس بکری کی طرف دیکھتے تھے یہاں تک کہ وہ بکری خوب موٹی اور فربہ ہو گئی۔ ایک دن وہ آئے اور اس بکری کو گُم پایا تو اُس لونڈی سے اُس کا حال پوچھا۔ اُس نے کہا وہ بکری ضائع ہو گئی تو اُس کے مُنہ پہ طمانچہ مارا۔

اب فیصلہ قارئین کے ہاتھ میں ہے کہ صحابۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا عمل درست ہے یا مولوی اشرف علی تھانوی کا فرمان پُر ہیجان۔ صحابیٔ رسول جو بکری حضور کے نام کی کرتا ہے تو کیا اس کے دل میں حضور کی تعظیم ہے کہ نہیں۔ اگر اُس کے دل میں حضور کی تعظیم بھی موجود ہے اور وہ بکری بھی آپ کیلئے نامزد کرتا ہے تو کیا کُفر و شرک کا ارتکاب ہے یا عمل صالح۔ ہم انہیں الفاظ پر نامزدگی بحث کو ختم کرتے ہیں۔ اب آپ اعتراض نمبر۵ کا جواب ملاحظہ فرماویں۔ اس اعتراض کا خاکہ شاہ عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ صاحب کی عبارت سے پیش کیا جاتا ہے۔

اعتراض نمبر ۵

شاہ عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ صاحب تفسیر عزیزی میں رقمطراز ہیں اور اُھِلَّ کو مُحِل کر دینا خلافِ لغتِ عرب ہے۔ اہلال لغتِ عرب میں بمعنی آواز دینے اور شہرت دینے کے ہیں۔ جیسے آواز طفلِ نو اور شہرت چاند اور بمعنی آواز حج اور اُس کے معنوں میں مستعمل ہے۔ اگر کوئی کہے اُھِلَّہٗ لِلّٰہِ۔ ہرگز بمعنی ذُبحت للہ نہیں سمجھا جائے گا۔ اور نیز اگر اُھِلَّ کو ذبح کا محل کر لیا۔ پس ذبح لغیر اللہ مراد ہو گی الخ اس عبارت میں اہلال کو بمعنی ذبح کر دینا اور پھر لغیر اللہ کی بجائے اسم غیر اللہ کرنا قریب تحریف کلام الٰہی کے پہنچتا ہے۔

شاہ صاحب کے اس طویل اعتراض کو ان تین حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔

۱۔ اُھِلَّ کو مَحَلِّ ذبح کر دینا خلاف لغتِ عرب ہے۔ اہلال لغت میں بمعنی آواز دینے کے اور شہرت دینے کے ہیں۔

۲۔ اُھِلَّہٗ لِلّٰہِ بمعنی ذبحت اللہ نہیں سمجھا جائے گا۔

۳۔ لغیر اللہ کی بجائے اسم غیر اللہ کرنا قرآن مجید کی تحریف کے قریب ہے۔

سب سے پہلے اس اعتراض کے پہلے اور تیسرے حصہ کا جواب لغتِ عرب کی چند معتبر کتب کے حوالہ جات سے پیشِ خدمت ہے۔ شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ اُھِلَّ کو محلِ ذبح کر دینا خلاف لغتِ عرب ہے۔ آپ کے اس فرمان سے یُوں معلوم ہوتا ہے کہ آپ راست گوئی میں بھی مخلص نہیں اور محض ضد کے طور پر حقائق سے چشم پوشی فرما رہے ہیں۔ کیونکہ جیسا کہ ہم گذشتہ صفحات میں عرض کر چکے ہیں۔ قرآن و حدیث کی سینکڑوں ایسی اصطلاحیں جن کے مطالب و معانی کے اظہار پر لغتِ عرب قادر نہیں تھی۔ مسلمان اہلِ لغت کو لغات کی کتابوں میں شامل کرنا پڑیں اور اس طرح لغتِ عرب کا دامن وسیع سے وسیع تر ہوتا گیا۔ اور الفاظ کے ذخائر اس قدر بڑھ گئے کہ لغتِ عرب کی کتب کی ضخامت بیس بیس جلدوں تک پہنچ چکی ہے۔ پیش ازیں کہ ہم کوئی مستند حوالہ پیش کریں ہم شاہ صاحب کے حواریوں سے پوچھتے ہیں کہ اگر اُھِلَّ کو محل ذبح کر دینا خلاف لغتِ عرب ہے تو صوم اور صلوٰۃ کو روزہ اور نماز کر دینا کیوں خلاف لغتِ عرب نہیں۔ اصل بات پھر وہی ہے کہ شاہ صاحب حق کو حق کہنے میں بھی مخلص نہیں۔ اس لئے کہ یہ باور نہیں کیا جا سکتا کہ شاہ صاحب نے لغت کی کتاب کا مطالعہ کئے بغیر ہی (ایک اس مسئلہ کے سوا) متعدد معرکتہ الآرا کتب تصنیف کر لی ہوں گی۔

بہرحال اب لغت کی مشہور کتاب "تاج العروس" اور دیگر کتب لغات سے شاہ صاحب کے اعتراض کی شق نمبر ۱ اور نمبر ۳ کا جواب ملاحظہ فرمائیں۔

لغات تاج العروس

مُھَلٌّ۔ بضم المیم۔ وھو المیقات الذی یحرمون منہ و یقع علی الزمان۔ والمصدر۔ و قولہ عزّ وجلّ اُھِلَّ لِغَیْرِ اللّٰہِ بِہٖ۔ ای نودی علیہ لغیر اسم اللّٰہ کما فی صحاح۔

(لغات تاج العروس مطبوعہ دار صادر بیروت جلد ۸۔ باب ہ۔ ہ سل۔ صفحہ ۱۶۷)

مُہَل۔ میم پر پیش اور وہ میقات ہے کہ جس سے احرام باندھتے ہیں اور یہ لفظ زمانے اور مصدر کے موقع پر بھی آتا ہے اور اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے اُھِلَّ لِغَیْرِ اللّٰہِ بِہٖ۔ اور جس پر ذبح کے وقت غیر اللہ کا نام لیا جائے جیسا کہ صحاح میں ہے۔

لغات لِسان العرب

اصل الاھلال رفع الصوت وکلّ رافع صوتہ فھو مُھِلٌّ وکذالک قولہ عزّ وجلّ "وَمَا اُھِلَّ بِہٖ لِغَیْرِ اللّٰہِ" ھو ما ذُبح لِآلِہَتِہٖ وذالک لان الذابح کان یُسمّیھا عند الذبح فذالک ھو اھلال

(لغات لسان العرب مطبوعہ مصر جلد ۱۴ صفحہ ۲۶۶)

اہلال کی اصل ہے آواز بلند کرنا اور ہر آواز بلند کرنے والا ہی وہ ہے مُہِل اور اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے وَمَا اُھِلَّ بِہٖ لِغَیْرِ اللّٰہِ۔ یعنی وہ جو ذبح کرتے تھے اپنے معبودان باطل کیلئے اور یہ اس لئے کہ نام پکارتے تھے اُن (بتوں) کا ذبح کے وقت اور یہی اہلال ہے۔

مُفردات راغب

وَقولہٖ وَمَا اُھِلَّ بِہٖ لِغَیْرِ اللّٰہِ ای ما ذُکر غیر اسم اللّٰہ و ھو ما کان یذبح لاجل الاصنام۔ (مفردات القرآن۔ امام راغب مطبوعہ مصر صفحہ ۵۶۶)

اور قولہٖ وَمَا اُھِلَّ بِہٖ لِغَیْرِ اللّٰہِ یعنی جس پر خدا کے نام کے سوا کا ذکر کیا جائے۔ اور یہ وہ ہے جو ذبح کیا جائے بتوں کیلئے۔

اَلمُنجد

اُھِلَّ بالتسمیۃ علی الذبیحۃ (المنجد صفحہ ۱۱۲۲ مطبوعہ پاکستان)

ذبح ہونے والے جانور پر تسمیہ پڑھنا۔

لُغت کی ان معتبر کتب کے بعد اُھِلَّ اور مُھِلَّ کے متعلق چند تفاسیر کے اقتباس ملاحظہ فرماویں۔ ان تفاسیر کی تفصیلی عبارات انشاء اللّٰہ آئندہ اوراق میں آنے والی ہے۔ اجمالی طور پر چند حوالے ملاحظہ ہوں۔

اِبن جریر

حتیٰ قیل لکل ذابح یسمی اولم یسم جھر بالتسمیۃ اولم یجھر "مھل"۔ (تفسیر ابن جریر۔ جلد دوم۔ صفحہ ۴۹ مطبوعہ مصر)

حتیٰ کہ ذبح کرنے والے کے لئے خواہ وہ نام لے یا نہ لے۔ بلند آواز سے یا پست آواز سے مُھِل کہا جانے لگا۔

رُوحُ البیان

حتی قیل لکل ذابح وان لم یجھر بالتسمیۃ "مھل"۔ (تفسیر روح البیان۔ مطبوعہ مصر جلد اول صفحہ ۲۷۷)

یہاں تک کہ ہر ذبح کرنے والے کے واسطے۔ اگرچہ اُس نے آواز بلند نہ کی ہو کہا گیا مُھِل۔

خازن

حتّٰی قیل لکل ذابح "مھل" وان لم یجھر بالتسمیۃ مھل (تفسیر خازن مطبوعہ مصر جلد اول صفحہ ۱۱۹)

یہاں تک کہ کہا گیا ہر ذابح کیلئے "مھل" اگرچہ اُس نے بلند آواز سے تسمیہ نہ کیا ہو۔

مراغی

حتّٰی قیل لکل ذابح "مھل" وان لم یجھر بالتسمیۃ مھل (تفسیر خازن مطبوعہ مصر جلد ۲ صفحہ ۴۸)

حتّٰی کہ ہر ذبح کرنے والے کو مُھِل کہا جانے لگا۔ اگرچہ اُس نے اُونچی آواز سے تسمیہ نہ کیا ہو۔

مظہری

قیل لکل ذابح وان لم یجھر مھل۔ (تفسیر مظہری مطبوعہ دہلی (انڈیا) جلد اول صفحہ ۱۵۸)

کہا گیا ہر ذابح کے واسطے مُھِل اگرچہ آواز بلند نہ کرے۔

مُعالم التنزیل

ہر ذبح کرنے والا مُہِل ہے ۔ اور بلند آواز سے تسمیہ کہنے والا بھی مُہِل ۔	لکل ذابح مهل وان لم یجہر بالتسمیة "مهل"۔ (تفسیر معالم التنزیل مطبوعہ مصر جلد اوّل ۱۹)

چند معتبر کتب لغات و تفاسیر کے مضبوط و مستند حوالہ جات پیش کرتے وقت ہم نے خاص طور پر یہ خیال رکھا ہے کہ اُن کُتب کے اقتباس پیش کئے جائیں جو وہابیہ اور دیابنہ کے نزدیک بھی مُعتبر اور مستند ہوں ۔ ان حوالہ جات کی روشنی میں شاہ صاحب کے مزعومہ دونوں کُلیئے محض غلط ، بے بنیاد اور مَن گھڑت ثابت ہوتے ہیں ۔ اور اس کے برعکس ثابت ہو چکا ہے کہ لغیر اللہ کا مطلب اِسمِ غیر اللہ ہے اور اُھِلَّ کو ذبح کا محمل کر دینا خلاف لُغتِ عرب نہیں ۔ بلکہ مُعتبر کُتب لُغت اُھِلَّ کے معنی ذبح ہونے کا جواز پیش کرتی ہیں ۔ اور شاہ صاحب کے دعوے کو قطعی طور پر باطل قرار دیتی ہیں ۔ ابھی ہمارے پاس ایسے بیشمار کُتب کے حوالے موجود ہیں جن میں لغیر اللہ کو اسمِ غیر اللہ سے محمُول کیا ہے ۔ مثال کے طور پر شرح مسلم شریف میں امام نووی شارح مسلم فرماتے ہیں کہ :-

لیکن غیر اللہ کیلئے ذبح ہیں اس سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے غیر نام سے ذبح کیا جائے ۔	وَاَمَّا ذبح لِغَیرِ اللّٰہ ۔ فالمراد به ان یذبح باسم غیر اللّٰه تعالیٰ ۔ (مسلم شریف جلد دوم ۱۶۰ مطبوعہ کراچی)

علاوہ ازیں بیشمار حوالے اس ضمن میں پیش کئے جا سکتے ہیں ۔ لیکن اس لئے کہ وہ حوالے اعتراض نمبر پانچ کے جواب میں بھی آنے والے ہیں ۔ اس لئے یہاں اُن کے نقل کرنے سے دانستہ طور پر مضمون کی طوالت کے خوف سے اعراض و احتراز

کیا جاتا ہے ۔

شاہ صاحب کی ذہنیت بتائیے

لیکن یہاں ہم شاہ صاحب کے مقلدین سے چند سوالات کے جوابات ضرور پوچھیں گے ۔ اور وہ یہ ہیں کہ شاہ صاحب نے ایک طرف تو اُھِلَّ کو محتمل ذبح کر دینے کو لُغتِ عرب کے خلاف قرار دیا ہے ۔ لیکن یہ کس قدر حیرت انگیز بات ہے کہ دوسری طرف وہ پہلے تو محض پکارنے اور آواز بلند کرنے تک ہی اُھِلَّ کو محدود کرتے ہیں اور پھر فوراً ہی چاند کی شہرت نومولود بچے کی آواز اور حج کے موقعہ پر تلبیہ پڑھنے کے معنوں میں مستعمل قرار دیتے ہیں ۔ آخر ایسا کیوں ہو گیا اور لُغتِ عرب یکا یک اتنی وُسعت کیسے اختیار کر گئی ۔ اگر جناب شاہ صاحب بقیدِ حیات ہوتے تو ہم یہ سوال اُن سے براہِ راست کرتے ۔ اب جبکہ وہ ہم میں موجود نہیں تو وَمَا اُھِلَّ میں اُن کی تقلید کرنے والے مفسرین کا فرض ہے کہ وہ نہایت ایمانداری اور اخلاقی جُرأت سے کام لیتے ہوئے صحیح حقائق کو عوام پر منکشف کرنے کی سعادت حاصل کریں اور آئندہ کیلئے غلط سلط اور فرضی تاویلات پیش کرنے کی بجائے سابقہ کی ہوئی دانستہ غلطیوں سے رجوع کریں ۔

عقیدت کے اندھے کنوئیں میں چھلانگ لگا کر خود ساختہ غلط عقائد سے چمٹے رہنے والے حضرات چند لمحات کیلئے ٹھنڈے دل سے غور فرما کر حق و باطل میں تمیز کرنے کی کوشش کریں تو حق کو پا لینا کوئی مشکل بات نہیں فقط تھوڑی سی اخلاقی جُرأت کی ضرورت ہے ۔

بہر حال جہاں تک حقائق کا تعلق ہے وہ ہم نہایت دیانتداری سے پیش کر کے باقی کام خدا پر چھوڑتے ہیں ۔ جن کے مقدر میں ہدایت کی دولتِ عظمےٰ کا کچھ حصہ لکھا ہوا ہے وہ یقیناً تحقیق کے ان انمول خزانوں سے حق و انصاف

کے دُرِّ نایاب حاصل کر لیں گے۔ اگر لفظ اُھِلَّ مطلق پکار کی قید سے نکل کر تین مخصوص معنوں میں مستعمل ہو سکتا ہے تو اس کا چار معنوں میں مخصوص ہو جانا کسی خاص حیرت کی بات نہیں اور نہ ہی اس سے ضیاعِ ایمان کا کوئی خطرہ پیدا ہو سکتا ہے بلکہ یہ تو محض شاہ صاحب کی دیدہ دلیری اور سَر دمہری ہے کہ اُھِلَّ کے چار معنوں میں سے تین کو تو مان رہے ہیں اور چوتھے سے انکار کر رہے ہیں جیسا کہ آپ سابقہ صفحات میں مستند لُغت و تفاسیر کے حوالہ جات ملاحظہ فرما چکے ہیں۔ اگرچہ شاہ صاحب نے یہ وضاحت نہیں کی کہ اُھِلَّ کے ایک سے تین معنے جو وہ بیان کرتے ہیں کیسے بنے اور چوتھا کیوں نہیں ہو سکتا۔ تاہم ہم خود ہی وضاحت کرتے ہیں کہ لُغتِ عرب نے شاہ صاحب کے بتائے ہوئے مطالب و معانی کہاں سے حاصل کئے۔ ملاحظہ ہو:۔

لفظ اُھِلَّ اور لُغتِ عرب

اُھِلَّ ماضی مجہول کا صیغہ ہے اور اس کا مصدر ہے اھلال یہ لفظ الہلال سے اور الہلال ہلال سے معرضِ وجود میں آیا ہے۔ اور ہلال پہلی رات کے چاند کو کہتے ہیں۔ معتبر کُتب کے مطابق عرب میں رواج تھا کہ جب مہینے کے شروع میں پہلی رات کا چاند طلوع ہوتا تو چاند کی طرف اشارہ کر کے آپس میں بلند آواز سے کہتے کہ وہ چاند ہے! جیسا کہ ہمارے ملک میں بھی خاص خاص مہینوں رمضان شریف اور عیدین وغیرہ کے موقعہ پر ہوتا ہے۔

بس اسی طرح عرب کے لوگ چاند یعنی ہلال کو دیکھ کر پکارتے تھے اور ہلال کی نسبت سے اس آواز کو اہلال کہنا شروع کر دیا ۔ اور اس لفظ کو لُغت میں شامل کر لیا گیا۔ بعد ازاں اہلِ لُغت نے مختلف الفاظ کے اشتراک سے

اس لفظ کے کئی معنے پیدا کر لئے جو تمام معتبر لغاتوں میں موجود ہیں۔ چونکہ اُن کی فہرست بے حد طویل ہے اور یہاں اُن کے پیش کرنے کی کوئی خاص ضرورت بھی نہیں۔ اس لئے اُن میں سے صرف وہ چار معانی پیش کئے جاتے ہیں جو متفق علیہ بھی ہیں اور قرآن و حدیث اور اقوالِ صحابہ سے مستند بھی۔ ان چار میں سے دو معانی آپ پڑھ چکے ہیں۔ یعنی ایک تو جانور کو ذبح کرتے وقت بلند آواز سے یا آہستہ تسمیہ پڑھنا۔ اور دوسرے چاند کا طلوع ہوتا دیکھ کر آواز بلند کرنا۔ جو کہ اس لفظ کی اصل ہے۔ اور یہ قرآن مجید کی نصِ صریح سے بھی ثابت ہے جس نے لُغت کی قید کو توڑتے ہوئے معنی آواز بلند کرنے کی بجائے چاند کا طلوع ہونا کر دیا ہے۔ اب آپ قرآن مجید کی وہ آیت ملاحظہ فرمائیں جس نے اُھِلَّ کو لُغتِ عرب کے علاوہ ایک نئے معنے سے رُوشناس کرایا۔ ارشادِ الٰہی ہے:۔

یَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْاَهِلَّةِ ؕ مَوَاقِيْتُ لِلنَّاسِ وَالْحَجِّ ؕ (قرآن مجید پ۲ ۔ رس ۔ البقرہ ۔ آیت ۱۸۹)	یہ آپ سے پہلی رات کے چاند کے بارے میں سوال کرتے ہیں۔ اے محبوب فرما دیجئے کہ یہ وقت ہیں واسطے لوگوں کے اور حج کے

اب ملاحظہ فرمائیے اس کا تیسرا معنی یعنی نومولود بچے کے رونے کی آواز تو یہ اہلِ لُغت کی ایجاد نہیں بلکہ ایک شرعی تخصیص ہے جس نے لُغت والوں کو اس نئے معنی سے رُوشناس کرایا۔ اور یہ شرعی تخصیص سرکارِ دو عالم حضور پُر نور حضرت محمد مصطفٰے صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی حدیث پاک ہے۔ ملاحظہ ہو جو کہ بچے کے جنازہ کے متعلق ہے:۔

عن جابر ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم ۔ قال الطفل لا یصلی علیہ ولا یرث ولا یورث حتّٰی یستھل ۔ (مشکوٰۃ شریف ۔ باب دفن المیت جلد اوّل صفحہ ۱۸۴)	حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے کہ کسی اُس بچہ پر نماز (جنازہ) نہ پڑھی جائے اور نہ وہ وارث ہوگا جب تک وہ آواز نہ نکالے

عربی	اردو
وترك الصلوٰة على الطفل حتّٰى يستهل ۔ (ترمذی شریف جلد اوّل صـ۱۹۷)	اور نہ پڑھی جائے نماز اوپر اُس بچے کے جب تک وہ آواز نہ نکالے۔
عن جابر بن عبدُ الله قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم اذا استهل الصبي صلى عليه و ورث۔ (ابن ماجہ شریف صـ۱۰۹)	حضرت جابر بن عبد اللہ سے روایت ہے کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے کہ جب نومولود بچّہ آواز نکالے تو اُس پر نماز پڑھی جائے اور وہ وارث ہوگا۔

سرورِ دوعالم صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کا نومولود بچّے کی آواز کو استہل الصبی فرمانا۔ اہلِ لُغت نے اہلال اور اُہِلَّ کی لُغت میں شامل کرلیا۔ اور یہ اس شرعی اصطلاح کے مطابق تیسرا معنٰی قرار پایا۔ اسی طرح اہلال کو مطلق آواز بلند کرنے کے ساتھ ساتھ حج کے وقت تلبیہ پڑھنے یعنی اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ بلند آواز سے پڑھنے کیلئے بھی مختص کردیا گیا۔ اور یہ اصطلاح بھی سرکارِ دوعالم حضور صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے ارشادِ مبارکہ سے حاصل کی گئی۔ اور لُغت والوں کو ایک چوتھے معنے اور شرعی تخصیص کو لُغت میں شامل کرنا پڑا۔ چنانچہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ:-

عربی	اردو
عن خلاد بن السائب عن ابيه ان النبى صلى الله عليه وآله وسلم قال - اتانى جبريل فامرنى ان آمر اصحابى ان يرفعوا اصواتهم بالاهلال۔ (ابن ماجہ شریف صـ۲۰۷)	حضرت خلاد بن سائب اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے ارشاد فرمایا کہ جبریل میرے پاس آئے اور خدا کا یہ حکم لائے کہ میں اپنے صحابہ کو بلند آواز سے تلبیہ پڑھنے کا حکم دوں۔

لفظ اہلال کے ان دو معنوں یعنی بچّے کی رونے کی آواز یعنی استہل الصبی اور بلند آواز میں حج کا تلبیہ پڑھنے کا لُغت میں شامل ہونا محض شرعی تخصیص کے پیشِ نظر ہے۔ چنانچہ احادیثِ مُصطفٰے صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے یہ دونوں جملے تمام لُغت مرتب کرنے والوں نے اہلال کے باب میں شامل کرلئے۔ جس کے چند حوالے پیشِ خدمت ہیں:-

القاموس المحيط

عربی	اردو
واستهل الصبى رفع صوته بالبكاء والاهلال - راى الملبى رفع صوته بالتلبية - (قاموس مطبوعہ مصر جلد دوم صـ۷۱)	اور استہل الصبی بچے کا رونے کیلئے آواز بلند کرنا۔ اور اہلال۔ روایت کی مُلبّی نے آواز بلند کرنا واسطے تلبیہ کے یعنی حج کے وقت اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ کہنا۔

المنجد

عربی	اردو
اَهلال: رفعوا اصواتهم عند رؤيته والصبى رفع صوته بالبكا - رفع صوته بالتلبية - (المنجد مطبوعہ بیروت صـ۸)	الہلال۔ آواز میں بلند کرنا چاند کو دیکھ کر اور نومولود بچے کا رونے کیلئے آواز بلند کرنا اور آواز بلند کرنا واسطے تلبیہ یعنی اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ کہنے کیلئے۔

مُفردات القرآن

عربی	اردو
الهلال - القمر فى اول ليلة قال الله تعالے يسئلونك عن الاهلة	اہلال۔ پہلی رات کا چاند اور فرمایا اللہ تعالٰی نے کہ اے محبوب آپ سے سوال

رفع الصوت عند رؤیۃ الھلال واھلال الصبی۔ (المفردات مطبوعہ مصر جلد ۔ ص۵۶۶)	کرتے ہیں چاندوں کے بارہ میں اور اہلال الصبی یعنی بچے کے رونے کی آواز

لسان العرب

رفع صوتہ وصاحہ عند الولادۃ کل شیٔ و الھلال والحج رفع الصوت بالتلبیۃ ۔ (لسان العرب مطبوعہ مصر جلد ۱۴ ص۲۲۶)	آواز بلند کرنا اور پیدائش کے وقت ہر شئے کا چلانا اور حج کے وقت آواز بلند کرنا اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ کہنے کے لئے ۔

جس طرح اہلال کا ایک ذاتی معنی یعنی چاند طلوع ہونے کے وقت کی آواز کا مطلق پکار بن جانا ۔ اور اس کے دو دیگر شرعی معنے یعنی نومولود بچے کے رونے کی آواز اور حج کے وقت بلند آواز سے تلبیہ پڑھنا ۔ اہلِ لغت کے نزدیک صحیح اور درست ہیں ۔ اسی طرح اس کا چوتھا معنی جس کی عبارات ہم لغت کی کتابوں سے تفصیلاً نقل کر چکے ہیں ۔ یعنی وہ آواز جو جانور کو ذبح کرتے وقت بلند کی جائے ۔ صحیح اور درست ہے ۔ اور ماہرینِ لغتِ عرب کے نزدیک قطعی طور پر ٹھیک ہے کیونکہ تمام اہلِ لغت نے ان تین معنوں کے ساتھ اس چوتھے معنے کو بھی لغت میں شامل کر رکھا ہے ۔

سوال یہ ہے

کہ اُھِلَّ کو مُحِلّ ذبح کرنا بقول شاہ عبد العزیز صاحب لغتِ عرب کے خلاف ہوتا تو اہلِ لغت حضرات اور قرونِ اُولیٰ کے متقدم مفسرین کرام نے یہ مطلب کیوں لیا ۔ کاش شاہ صاحب کا کوئی حواری اس کی وضاحت کر سکتا لیکن ایسا کبھی نہیں ہو سکتا ۔ کیونکہ یہ ثابت کرنا مشکل ہی نہیں ناممکن بھی ہے ۔ اسلئے کہ

شاہ صاحب کی یہ اختراع جیسا کہ ہم سابقہ اوراق میں بتا چکے ہیں ۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے مسلک کے خلاف ہے ۔ اور حق تو یقیناً اُسی طرف ہوگا جس طرف حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلّم کی نگاہوں کے پروردہ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کی درسگاہ میں پڑھے ہوئے صحابہ کرام ہوں گے ۔ اس لئے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین قرآن مجید کی وہی تفسیر بیان فرمائیں گے جو اُنہوں نے صاحبِ قرآن صلی اللہ علیہ و آلہ وسلّم سے براہِ راست سُنی ہوگی ۔ اور سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلّم کا ارشادِ گرامی بھی یہی ہے کہ مَا اَنَا عَلَیْہِ وَ اَصْحَابِیْ یعنی صحیح راستہ وہی ہے جس پر میں اور میرے صحابہ رضؓ ہیں ۔

بایں ہمہ شاہ صاحب پتہ نہیں کس خیال سے ایسا فتویٰ صادر کر گئے جو صریحاً منشائے خُدا اور رسُولؐ کے متخالف و متعارض ہے ۔ اور کس مصلحت کے تحت اُنہوں نے ایک سیدھی سی بات کو اسقدر چیستان بنا کر رکھ دیا ۔ حالانکہ بالکل واضح سی بات تھی کہ اہلال کا معنی مطلق آواز بلند کرنا ہے جس کے اشتراکِ الفاظ سے کئی معنے اہلِ لغت نے پیدا کر لئے جن میں تین شرعی مخصصات بھی شامل ہیں ۔ جن میں سے دو براہِ راست رسُول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلّم کی احادیث پاک اور آپ کے صحابہ کرام کے اقوالِ مقدسہ سے یعنی استھل الصبی ، اور تلبیہ جس کے معنی ہیں نومولود بچے کے رونے کی آواز ۔ اور حج کے موقعہ پر بلند آواز سے تلبیہ پڑھنا حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلّم سے ۔ اور ذبح کے وقت آواز بلند کرنا آپؐ کے صحابہ رضؓ سے لئے گئے ۔ جن کی ترتیب اس طرح ہے :۔

ا :۔ اَھلال ۔ اصلی معنی چاند کے طلوع کو دیکھ کر آواز بلند کرنا اور مطلق آواز بلند کرنا ۔

ب :۔ نومولود بچے کا بلند آواز سے رونا ۔

ج :۔ حج کے موقع پر بلند آواز سے تلبیہ پڑھنا۔

د :۔ جانور کو ذبح کرتے وقت آواز بلند کرنا۔ جو بعد میں بوقت ذبح آہستہ آواز کیلئے بھی مخصوص ہو گیا۔

اب سمجھ میں نہیں آتا کہ وہ کونسا داعیہ تھا جس نے شاہ عبد العزیز صاحب کو دانستہ طور پر حقیقت سے چشم پوشی کرنے اور ایک صریحاً غلط عقیدہ اور بدعتِ ضلالہ کے اجرا پر اُکسایا۔ اور صحابہ کرام تابعین وتبع تابعین رضوان اللہ علیہم اجمعین کے پاکیزہ عقائد سے متحارب کروا دیا۔

حالانکہ وَمَا اُہِلَّ کا شانِ نزول اور پس منظر روز روشن کی طرح واضح ہو چکا ہے۔ کہ دیگر حرام اور مردار جانوروں کی طرح وہ جانور بھی حرام ہے جسے کفار اپنے معبودانِ باطل اور دیوی دیوتاؤں کے نام سے ذبح کرتے اور ان کی بھینٹ چڑھاتے تھے۔

اسکی تفصیل انشاء اللہ آئندہ اوراق میں پیش کی جائے گی۔ یہاں ہم بغیر اللہ کو اسم بغیر اللہ کر لینے کے جواز میں چند حوالہ جات پیش کرتے ہیں جن میں سے چند ایک آپ گذشتہ صفحات میں پڑھ چکے ہیں لیکن مزید حوالہ جات پیش کرنے سے پہلے۔ شاہ صاحب کی اس نئی اختراع کے متعلق ایک لطیفہ پیش خدمت ہے۔

لطیفہ یہ ہے کہ اتفاقاً چند ناک کٹی عورتیں ایک ہی جگہ جمع ہو گئیں اور مزے لے لے کر اپنی اپنی ناک کٹنے کا پس منظر پیش کرنے لگیں۔ بدقسمتی سے اُدھر سے چند صحیح وسالم ناک والی عورتوں کا گذر ہوا۔ اور بجائے اس کے کہ سالم ناک والی عورتیں اُن پر کچھ تبصرہ کرتیں ناک کٹی عورتوں نے زور شور سے ہاتھ ہلا ہلا کر چلانا شروع کر دیا کہ وہ ناک والی آ گئیں۔ گویا ناک کا صحیح وسالم رہ جانا بھی ایک جرم ہے۔ بعینہٖ یہی حال اس مسئلہ میں شاہ عبد العزیز صاحب کا ہے کہ خود ہی صحابہ کبار رضوان اللہ علیہم اجمعین اور جمہور مفسرین کے خلاف تفسیر کر کے قرآن مجید میں تحریف کرنے کی دانستہ کوشش اور سخت

غلطی کا ارتکاب کیا۔ اور بجائے اس غلطی پر اظہارِ ندامت کرنے کے اُلٹا صحابہ کرامؓ اور جمہور مفسرین کی تفسیر کو تحریفِ قرآن کے مترادف ٹھہرا رہے ہیں۔ جیسا کہ آپ چند حوالے جن میں شارح مسلم شریف امام نووی رحمتہ اللہ علیہ کی شرح مسلم کا حوالہ بھی موجود تھا، ملاحظہ فرما چکے ہیں۔

مسلمانوں کیلئے یہ کتنا عظیم المیہ ہے کہ ایک مستند محدث خود ہی شارحین حدیث اور قرونِ اولیٰ کے اُن مفسرین کی تفسیر کو تحریفِ قرآن کے نام سے موسوم کرتا ہے۔ جن شارحین ومفسرین کے چمنستانِ علوم سے خوشہ چینی کر کے خود محدث کے لقب سے ملقب ہوتا ہے۔ خیر جو ہوا سو ہوا۔ اب بحث اُس موڑ پر آ گئی ہے جس سے ہماری ترتیب میں کچھ رد و بدل ہو جائے گا۔ یعنی اس بحث میں بغیر اللہ کو اسم غیر اللہ کرنے کا جواب بھی آ رہا ہے اور غیر اللہ کے لئے ذبح کرنے کا جواز بھی پیش کر دیا جائیگا

کونسی تفسیر درست ہے

اس بحث کے آغاز سے پہلے ہم قارئین کو یہ ذہن نشین کرانا چاہتے ہیں کہ قرآن مجید کی تفسیر کرنے کا معیار کیا ہے۔ اور وہ کونسا طریق کار ہے جس سے حق و باطل میں تمیز پیدا کی جا سکے اور یہ پتہ چل سکے کہ کونسی تفسیر درست ہے اور کونسی غلط۔ تو یہ معیار قائم کرنے کیلئے ہم اُس عظیم اور تقدس مآب ہستی کی طرف رجوع کرتے ہیں جس پر قرآن مجید نازل فرمایا گیا اور عالم مَا کَانَ وَمَا یَکُوْنُ کے خلعت سے سرفراز فرمایا گیا۔ جس کا ہر قول قولِ خدا اور جس کا ہر لفظ وحی الٰہی اور وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْھَوٰی اِنْ ھُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی کا آئینہ دار ہے۔

اُس سچے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مفسرین قرآن اور تفسیر قرآن کے متعلق ارشادات ملاحظہ فرمائیں اور خود فیصلہ کریں کہ آج کے غیر مقلد اور دیوبندی مفسر قرآن کس حد تک سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرامین کے خلاف محاذ قائم

کئے ہوئے ہیں۔

تفسیر بالرائے

سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا ارشاد ہے:۔

عن جندب بن عبد اللہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم من قال فی القرآن برایۃ فاصاب فقد اخطاء۔ (ترمذی شریف جلد دوم ص۱۲۳۔ ابوداؤد شریف جلد سوم ص۱۶۱۔ تفسیر خازن جلد اول ص۲)

حضرت جندب بن عبد اللہ سے روایت ہے۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے۔ جس نے اپنی مرضی سے قرآن میں اچھی بات کہی تو اُس نے خطا کی۔

ابوداؤد شریف کے وہابی مترجم مولوی وحید الزمان صاحب اس حدیث پاک کے ترجمہ کے بعد اس کی مزید شرح کرتے ہوئے رقمطراز ہیں۔ بلکہ صحابہ اور تابعین کی پیروی ضروری ہے (یعنی تفسیر قرآن کرتے وقت صحابہ اور تابعین کی پیروی کے علاوہ جو تفسیر کی جائے گی وہ بالرائے ہوگی اور یہ شدید غلطی ہوگی)۔ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی ایک اور حدیث ملاحظہ ہو:۔

ومن قال فی القرآن برأیہ فلیتبوء مقعدہ من النار ھذا حدیث الحسن شدد فی ھذا فی ان یسفر القرآن بغیر علم واما الذی روی عن مجاھد وقتادۃ وغیرھما من اہل العلم فی القرآن انہ فسروہ بغیر علم او من قبل انفسھم وقد روی عنھم ما یدل علی ما قلنا انھم

اور جس نے اپنی رائے سے قرآن میں کچھ کہا اُس نے اپنا گھر جہنم میں بنایا اور یہ حدیث صحیح ہے قرآن مجید کی تفسیر بالرائے کرنے سے سختی سے منع کیا گیا ہے مگر جو تفسیر مجاہد اور قتادہ وغیرہ نے کی ہے۔ اُن کے متعلق یہ تصور کرنا غلط ہے کہ وہ تفسیر بالرائے ہے۔ اس کی تصدیق کیلئے اُن کی یہ روایت کافی ہے

لم یقولوا من قبل انفسھم بغیر علم حدثنا حسن بن مھدی البصری عن عبد الرزاق عن معمر عن قتادۃ قال ما فی القرآن آیۃ الا وقد سمعت فیھا شیٔ۔ (ترمذی شریف جلد دوم ص۱۲۳، باب تفسیر القرآن)

کہ اُن لوگوں نے جو کچھ کہا ہے اپنی طرف سے نہیں کہا۔ حضرت حسن بن مہدی بصری اور عبد الرزاق نے کہا کہ کہا معمر اور قتادہ نے کہ قرآن کی کوئی ایک ایسی آیت نہیں جس کے متعلق میں نے کوئی حکم نہ سُنا ہو۔

مُفسّرین کا اُصول

تفسیر ابن جریر

عن ابن عباس ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔ قال "من قال فی القرآن برائۃ فلیتبوأ مقعدہ من النار وحدثنا سعید بن جبیر عن ابن عباس قال۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من قال فی القرآن بغیر علم فلیتبوأ مقعدہ من النار۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ فرمایا جس نے اپنی رائے سے قرآن میں کچھ کہا پس اُس نے اپنا گھر جہنم میں بنایا۔ حضرت سعید بن جبیر حضرت ابن عباس رضی اللہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے کہ جس نے اپنی مرضی سے قرآن میں کچھ کہا بس اُس نے جہنم میں اپنا گھر بنایا۔

قال ابو جعفر وھذا الاخبار شاھدۃ لنا علی صحۃ ما قلنا من أن من کان من تاویل ای

اور کہا ابو جعفر نے یہ اخبار ہمارے لئے شاہد ہیں اس پر جو ہم نے کہا اس سے جو کہ ہو تاویل قرآن سے یعنی جو کہ نہ

القرآن الذی لا یدرک

علمہ) الا بنص

بیان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ

وسلم او بنصبہ الدلالۃ علیہ

فغیر جائزۃ حد القیل فیہ برأیہ

بل القائل فی ذالک برأیہ وان

اصاب الحق فیہ فمخطئ فیما

کان من فعلہ بقیلہ فیہ برأیہ (الخ)

(مقدمہ تفسیر ابن جریر مطبوعہ مصر صفحہ ۳۴)

معلوم ہو علم اس کا مگر ساتھ ظاہر بیان

رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے یا ساتھ

دلالت النص کے اس پر پس نہیں جائز

کسی کیلئے اس میں قول اپنی رائے سے بلکہ

اس کے اندر قول کرنیوالا اپنی رائے سے

اگرچہ حق کو بھی پہنچے۔ پس وہ خطار ہوگا

اس چیز میں جس کو کہا اس نے اپنی بات

سے۔

تفسیر ابن کثیر میں لکھا ہے کہ :-

قال فی کتاب اللہ برایۃ۔ فاصاب

فقد اخطاء ای لانہ لم یات

الامر من بابہ کمن حکم

بین الناس علی جہل فہو

فی النار وان وافق حکمہ

الصواب فی نفس الامر لکن

یکون اخف جرما ممن اخطاء

واللہ اعلم۔ (تفسیر ابن کثیر مطبوعہ مصر صفحہ ۵)

جس نے کہا کتاب اللہ میں اپنی رائے سے

اور صواب کو پہنچا پس تحقیق اس نے خطا کی

کیونکہ نہیں لایا امر کو اپنے باب سے

جیسے کہ کسی نے فیصلہ کیا لوگوں میں

جہل پر۔ پس وہ آگ میں ہے اور

اگرچہ اس کا حکم موافق ہو نفس الامر

کے۔ لیکن ہوگا خفیف گناہ والا

اس سے جس نے خطا کی۔

عقد الجید

شاہ ولی اللہ عقد الجید میں رقمطراز ہیں کہ :-

ان الامۃ اجتمعت علی ان یعتمدوا

تحقیق امت نے اجماع کیا اس پر کہ

علی السلف فی معرفۃ الشریعۃ

فالتابعون اعتمدوا فی ذالک

علی الصحابۃ وتبع التابعین

اعتمدوا علی التابعین وھکذا

فی طبقۃ اعتمدوا العلماء علی

من قبلھم۔

(عقد الجید صفحہ ۳۶ مطبع دہلی)

شریعت کی معرفت میں سلف پر اعتماد کیا

جائے۔ پس تابعین نے اس میں اعتماد

کیا۔ صحابہ کرام اور تبع تابعین تابعین پر

اسطرح ہر طبقہ میں علماء نے اپنے

پہلوں پر اعتماد کیا۔

★ الاتقان ★

الاتقان فی علوم القرآن میں علامہ جلال الدین سیوطی تفسیر القرآن کے متعلق

لکھتے ہیں کہ :-

(الاتفاق)

لابن عباس حیث قال

اللھم فقہ فی الدین وعلمہ

التاویل۔ (الخ) نظرا ولا یجوز

تفسیر القرآن بمجرد الرائے

والاجتھاد من غیر اصل

قال تعالیٰ ولا تقف۔

وقال النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

من تکلم فی القرآن برأیہ فاصاب

فقد اخطاء۔ اخرجہ ابوداؤد

والترمذی والنسائی وقال

من قال فی القرآن بغیر علم فلیتبوا

مقعدہ من النار۔

(الاتقان مطبوعہ مصر جلد دوم صفحہ ۱۷۹)

ابن عباس کیلئے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم نے کہ یا اللہ اسے دین میں

فقاہت اور قرآن کی تفسیر کا علم عطا فرما۔

اور نہیں تفسیر جائز محض رائے

اور اجتہاد سے بغیر اصل۔ اللہ

تعالیٰ نے فرمایا ولا تقف (الخ)

اور فرمایا رسول پاک صلی اللہ علیہ

وآلہ وسلم نے جس شخص نے قول

کیا قرآن پاک میں اپنی رائے سے

اور درستی کو پہنچا تو بھی خطا کی اور

جس نے کہا قرآن میں بغیر علم کے

پس بنائے اپنا ٹھکانا جہنم میں۔

یہ مضمون سب سے جدید مطبع ہے لیکن حقائق کے سمجھنے کیلئے اسی قدر کافی معلوم

ہوتا ہے۔ ثابت یہ کرنا تھا کہ کسی کو بھی یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ قرآن مجید کا ترجمہ و تفسیر کرتے وقت اپنی مرضی سے کوئی رائے قائم کر سکے اور چاہے وہ اچھی بات بھی کہے وہ غلط ہوگی۔

نیز یہ کہ قرآن مجید کی تفسیر کرتے وقت صحابہ کرام اور صحابہ کرام کے شاگردوں یعنی تابعین اور ان کے شاگردوں یعنی تبع تابعین رضوان اللہ علیہم اجمعین کی تفسیر کی کامل طور پر اتباع کرنا ہوگی۔ کیونکہ صحابہ کرام نے براہ راست رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے قرآن مجید کی ہر ہر آیت کی تفسیر سنی ہے۔ اور تابعین نے یہ علم براہ راست صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شاگردوں یعنی صحابہ کرام سے براہ راست سیکھا ہے۔ اور اسی طرح تبع تابعین نے یہ روایات براہ راست تابعین عظام سے سنی ہیں۔ علاوہ ازیں کسی شخص کو چاہے وہ کتنا ہی بڑا عالم کیوں نہ ہو، یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ قرآن مجید کی تفسیر میں جو اس کا جی چاہے کہتا پھرے۔ اور اس کا اقرار چند کو چھوڑ کر تمام وہابی دیوبندی بھی کرتے ہیں چاہے دکھاوے کو ہی ہو۔ چنانچہ مولوی عبدالرشید گنگوہی جو وہابیوں اور دیوبندیوں دونوں کے نزدیک معتبر اور معتمد ہے لکھتا ہے:۔

فتاویٰ رشیدیہ

"سبحان اللہ صحابہ جو عربی دان تھے اور فصاحت و نکات اپنے کلام کے جانتے تھے قرآن و حدیث کے معنی کو حضرت سے اور باہم تحقیق کرتے تھے اور مقصد و معانی کے سیکھنے کی ضرورت جانتے تھے کہ مشہور رہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دس برس میں سورۃ بقر کو سیکھا۔ یہ معانی پڑھتے تھے یا الفاظ۔ الفاظ کے پڑھنے کی انہیں کیا ضرورت تھی۔ تفسیر پڑھی تھی۔ اور علی ہذا تابعین و تبع تابعین اور سب علماء کو معنی کی تقلید کی ضرورت رہی۔ مگر جہلا چند کو کچھ حاجت نہ رہی کہ وہ فقط پہلے لوگوں کے دیکھ کر اپنی رائے سے جو چاہے معنے گھڑ لئے۔ احادیث میں موجود ہے کہ صحابہ و تابعین قرآن کے متعارض مضامین کو اور غریب لغات کو تحقیق کرتے تھے۔ بہرحال تقلید لفظ کی معنی کی دونوں کی دین میں واجب ہے۔ تو پس اب حسب ارشاد شارع کی تقلید لینی ہوئی۔

جیسا کہ صحابہ نے حضرت سے لیا اور لیا تابعین رضی اللہ عنہم نے صحابہ سے لیا اور جب صحابہ کی تقلید کا ارشاد کیا گیا تو گویا سب صحابہ کا نام ہی لے دیا۔ اور جبکہ تابعین کا علم صحابہ کا علم ہے تو سب تابعین کی تقلید ضروری ہے۔"[۱۳]

وہابیوں کا فلسفہ

اس کے برعکس فرقہ وہابیہ میں چند لوگ ایسے بھی ہیں جو اپنی من مانی کرنے پر تلے ہوتے ہیں اور بزعم خویش اہلحدیث بننے کے باوجود احادیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر اعتبار نہیں رکھتے۔ اور ایسے ایسے جدید فلسفے بگھارتے ہیں جن کا کہیں بھی وجود نہ ہو۔ مثال کے طور پر آپ ابھی ابھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ ارشاد پڑھ چکے ہیں کہ قرآن مجید کی تفسیر میں جو کچھ اپنی طرف سے کہا چاہے وہ درست ہی کیوں نہ ہو پھر بھی اس نے غلطی کی۔ اور یہ حدیث پاک صحاح کی معتبر کتب ابوداؤد، ترمذی اور نسائی وغیرہ میں موجود ہے۔ اور مفسرین کی جماعت نے بھی اصول تفسیر کے طور پر اسی حدیث مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دلیل قائم کی اور اصول تفسیر کی مستند کتاب الاتقان میں بھی اسی حدیث پاک کی تقلید کو واجب قرار دیا۔ مگر جن لوگوں کو اپنی من مانی کرنے کا جنون ہو وہ کب ارشادات مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو خاطر میں لا سکتے ہیں۔ انہیں تو اپنے علم کی برتری منوانے کا خبط ہے۔ اور اگر وہ صحابہ اور تابعین کی تقلید میں ہی پابند کر دیئے جائیں تو ان کا غیر مقلدی کا دعویٰ کس طرح قائم رہ سکتا ہے۔ اور وہ یہ کیسے برداشت کر سکتے ہیں کہ کئی کئی سال درسگاہوں کی روٹیاں کھا کھا کر اور اساتذہ کے ڈھول دھپوں سے مرمت کروا کر بھی وہی کچھ لکھتے چلے جائیں جو پہلے ہی لکھا جا چکا ہے۔ چنانچہ ڈپٹی نذیر احمد وہابی اپنے ترجمہ قرآن کے مقدمہ میں یوں اس پابندی کے پرخچے اڑاتا ہے، پہلے تو وہ دونوں حدیثیں نقل کرتا ہے جو آپ پڑھ چکے ہیں یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قرآن مجید کی تفسیر میں جس نے اپنی طرف سے کچھ کہا اس نے چاہے وہ درست ہی کہا پھر بھی اس نے غلطی کی۔ اور جو قرآن مجید کی تفسیر بالرائے کرتا ہے وہ جہنمی ہے۔ یہ دونوں حدیثیں لکھنے کے بعد مولوی نذیر احمد یوں رقمطراز ہے:۔

[۱۳] فتاویٰ رشیدیہ مطبوعہ کراچی ص ۵۱۳

ڈپٹی نذیر احمد وہابی کا

اعترافِ جُرم

پہلی حدیث کی صحت میں محدثین کو کلام ہے۔ اور دوسری حدیث صحیح ہے۔ ان دونوں حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے کہ اپنی رائے سے قرآن مجید کی تفسیر کرنا ناجائز ہے گناہ کبیرہ ہے۔ لیکن ساتھ ہی یہ حقیقت بھی مسلّم ہے کہ ہر ہر آیت کی تفسیر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول نہیں۔ حالانکہ ہر آیت کی تفسیر میں کسی نہ کسی صحابی تابعی یا تابع التابعی سے کوئی نہ کوئی اقوال ضرور منقول ہے۔ جیسا کہ تفسیر ابن جریر اور درِ منثور سے معلوم ہوتا ہے۔ اس سے ظاہر ہے کہ بعض آیتوں کی تفسیر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول نہیں۔ صحابہ کرام تابعین اور دیگر آئمہ اسلام نے اپنی رائے اور اجتہاد سے ایسی آیتوں کی تفسیر فرمائی ہے۔ اس سے یہ بات بھی ثابت ہوئی کہ تفسیر بالرائے[1] والا اجتہاد مطلقاً ناجائز اور حرام نہیں۔ (مقدمہ قرآن مترجم ڈپٹی نذیر احمد وہابی ص ۱۰)

اس کے علاوہ بھی مولوی نذیر احمد نے بڑی عجیب و غریب تاویلیں گھڑی ہیں۔ جنہیں طوالت کی وجہ سے قلم انداز کر دیا گیا ہے۔ مندرجہ بالا تحریر سے قائین پر اچھی طرح واضح ہو گیا ہوگا کہ ان لوگوں کے ارادے کتنے خطرناک، کتنے بھیانک اور ہولناک ہیں۔ اور یہ سب کچھ محض اس وجہ سے کیا گیا ہے کہ چونکہ انہیں دانستہ طور پر دینِ مصطفٰے میں رخنہ اندازی کرنا تھی۔ اور یہ کام سوائے اس کے کہ علمائے متقدمین یعنی صحابہ کرام اور تابعین و تبع تابعین کے مسلک سے ٹکرایا جائے نہیں ہو سکتا تھا اور یہی وجہ ہے کہ یہ لوگ بہانے تراش تراش کر انکارِ حدیث کے جُرم کا ارتکاب بھی کر لیتے ہیں۔ ورنہ تفسیر بالرائے کے متعلق ہر دو حدیث بالاتفاق محدثین و مفسرین درست ہیں اور ان کی صحت میں کسی کو بھی کلام نہیں۔ اور پھر مولوی نذیر احمد خود بھی اگلی سطر میں اقرار کرتا ہے کہ ان دونوں حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے کہ اپنی رائے سے قرآن مجید کی تفسیر ناجائز اور گناہ کبیرہ ہے۔ اور پھر آخر پر لکھتا ہے کہ تفسیر

[1] حالانکہ تفسیر قرآن بالرائے کفر ہے۔ من فسّر القرآن برأیہ فقد کفر (مکتوبات مجدد الف ثانی جلد دوم ص ۲۵)

بالرائے والا اجتہاد مطلقاً ناجائز اور حرام نہیں۔ اور اس کے لئے جواز یہ پیش کیا جاتا ہے کہ چونکہ صحابہ کرام اور تابعین نے اجتہاد ہی سے تفسیر قرآن کی ہے۔

اب کوئی اس عقل کے دشمن سے پوچھے کہ ڈپٹی صاحب صحابہ کرام کے اجتہاد کے مقابلہ میں تمہارا اجتہاد کیا حیثیت رکھتا ہے جبکہ تم یہ بھی مانتے ہو کہ اگرچہ قرآن مجید کی ہر آیت کی تفسیر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے منقول نہیں۔ لیکن صحابہ کرام اور تابعین و تبع تابعین سے ہر آیت کیلئے کوئی نہ کوئی قول ضرور منقول ہے جس کا مطلب صاف یہ ہے کہ صحابہ کرام اور تابعین عظام نے قرآن مجید کی تفسیر مکمل کر رکھی ہے۔ اور صحابہ کرام کا اجتہاد کلام مقدس کی تفسیر میں یقیناً اور یقیناً حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرامین مقدسہ کے مطابق ہے اور صحابہ کے بعد تابعی مفسرین کی تفسیر بالکل صحابہ کی تفسیر کے مطابق ہے۔ جیسا کہ مولوی نذیر احمد خود مانتا ہے کہ تفسیر ابن جریر اور درِ منثور پوری پوری سندوں کے ساتھ موجود ہیں۔ اور تابعین حضرات میں جن لوگوں نے تفسیر قرآن کرنے کی سعادت حاصل کی وہ مجاہد، قتادہ اور معمر وغیرہ ہیں۔ جن کے متعلق ترمذی شریف کی وہ روایت آپ پڑھ چکے ہیں۔ جس میں سیدنا حسن بصری کی روایت سے کہا گیا ہے قتادہ وغیرہ کی تفسیر تفسیر بالرائے نہیں۔ اس لئے کہ اُن کا یہ دعوٰے ہے کہ انہوں نے قرآن مجید میں کوئی ایسی بات نہیں کی جو صحابہ سے نہ سُنی ہو۔

اور یہ لوگ اُس استادِ معظم کے شاگرد ہیں جو دُنیا کا سب سے بڑا اور پہلا مفسّرِ قرآن ہے۔ یعنی حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالٰے عنہما جن کے متعلق سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے ارشاداتِ گرامی اور دُعائیں کتب حدیث میں اس طرح ہیں:۔

سب سے پہلا مفسرِ قرآن

مشکوٰۃ شریف

عنہ قال ان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ	حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے

وسلم دخل الخلاء فوضعت له وضوء فلما خرج قال من وضع هذا فاخبر فقال اللّٰهم فقهه فی الدین متفق علیه ۔

(مشکوٰۃ شریف جلد دوم ص ۲۳۳)

فرمایا کہ ایک بار حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رفع حاجت کیلئے تشریف لے گئے میں نے وضو کیلئے برتن میں پانی بھر کر رکھ دیا جب آپ باہر تشریف لائے تو پانی کا برتن دیکھکر فرمایا کہ یہ کس نے رکھا ہے ۔ آپکو بتایا گیا کہ ابن عباس نے ، تو میرے لئے یہ دعا فرمائی کہ یا اللہ اس کو دین کی سمجھ عطا فرما ۔

مسلم شریف

عن ابن عباس ان النبی صلی اللہ علیه وآله وسلم دخل الخلاء فوضعت له فلما خرج قال من وضع هذا قالو ابن عباس اللّٰهم فقهه فی الدین ۔

(مسلم شریف مترجم جلد دوم ص ۱۵۶۹)

حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک بار رفع حاجت کیلئے تشریف لے گئے ۔ میں نے پانی کا برتن بھر کر رکھ دیا ۔ آپ باہر تشریف لائے تو استفسار فرمایا کہ یہ کس نے رکھا ہے ۔ آپکو بتایا گیا کہ ابن عباس نے ۔ تو آپ نے فرمایا کہ یا اللہ ابن عباس کو فقیہ بنا دے

ترمذی شریف

عن ابن عباس انه رأی جبریل مرتین ودعا له النبی صلی اللہ علیه وآله وسلم مرتین ۔

(ترمذی شریف جلد دوم ، ابواب المناقب ص ...)

حضرت ابن عباس کہتے ہیں کہ میں نے جبریل کو دو بار دیکھا ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میرے لئے دو بار دعا فرمائی ہے

عن ابن عباس قال دعا لی رسول اللّٰه صلی اللہ علیه وآله وسلم ان یؤتینی اللّٰه الحکم مرتین ۔

(ترمذی شریف ...)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میرے لئے دو بار دعا فرمائی کہ خداوند کریم مجھے حکمت عطا فرمائے ۔

عن ابن عباس قال ضمنی الیه رسول اللّٰه صلی اللہ علیه وآله وسلم وقال اللّٰهم الحکمة هذا حدیث حسن صحیح ۔ (ترمذی شریف ...)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے سینے سے لگا کر دعا فرمائی کہ یا خدا اس کو حکمت عطا فرما ۔

فتح الباری شرح بخاری

قال ضمنی النبی صلی اللہ علیه وآله وسلم وقال اللّٰهم علمه الحکمة فی لفظ علمه الکتاب وهو یؤید من فسر الحکمة هنا بالقرآن وقد استوعبت فی التفسیر ۔ الخ واخرجها البزار من طریق شعیب بن بشر عن عکرمة بلفظ اللّٰهم علمه تاویل القرآن ۔

ولمسند احمد من وجه آخر عن عکرمة اللّٰهم اعط ابن عباس الحکمة وعلمه التاویل ۔ الخ

وکان ابن عباس اعلم الصحابة بتفسیر القرآن ۔

کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو سینے سے لگایا اور فرمایا ، یا اللہ اسکو حکمت کا علم عطا فرما ۔ یہ کتاب اور کتاب کا علم اور حکمت کی تفسیر ہے کہ حکمت ساتھ قرآن کے ۔ اور بزار نے شعیب کے طریق پر عکرمہ سے اس لفظ سے روایت کیا کہ الٰہی اس کو تفسیر القرآن کا علم عطا فرما ۔ اور مسند احمد میں حضرت عکرمہ سے آخری وجہ پر روایت ہے کہ الٰہی ابن عباس کو حکمت اور تفسیر کا علم عطا فرما ۔ اور یہ کہ ابن عباس بہتر جاننے والے تھے صحابہ میں تفسیر قرآن کو ۔

وروی یعقوب بن سفیان فی تاریخ باسناد صحیح عن ابن مسعود قال - لو ادرک ابن عباس اسناننا ما عاشرہ منا رجل وکان یقول نعم "ترجمان القرآن ابن عباس"
وروی ھذہ الزیادۃ ابن سعد من وجہ آخر عن عبد اللہ بن مسعود وروی ابو زرعہ دمشقی فی تاریخہ عن ابن عمر قال - ھو اعلم الناس بما انزل اللہ علی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم - الخ
(فتح الباری شرح بخاری مطبوعہ مصر جلد ۸ باب المناقب ص۱۰۱)

اور روایت ہے یعقوب بن سفیان سے اُن کی تاریخ میں صحیح اسناد کے ساتھ کہا ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا اگر پاتے ابن عباس ہماری عمروں کو جو زندہ رہے ہم سے کوئی آدمی تو کہتے ' ہاں امام ترجمان قرآن ابن عباس' روایت ہے یہ کہ زیادہ بتلاتے ہیں ؛ ابن سعد آخری وجہ سے کہ روایت کی ابو زرعہ دمشقی نے اپنی تاریخ میں ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ وہ لوگوں میں بہتر جانتے ہیں جو کچھ نازل ہوا اوپر حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے -

اب جبکہ اس قدر عظیم ترین شخصیت جسے براہِ راست رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اَلَمْ نَشْرَحْ مقدس سینے سے سینہ لگا کر اور آپ کی محبت بھری دعاؤں سے تفسیرِ قرآن کا علم عطا ہوا ہو - اور جس نے قرآنِ مجید کی تفسیر سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سُنی اور سیکھی ہو ، کی تفسیرِ قرآن موجود ہے اور اُس تقدس گروہ کی تفاسیر بھی موجود ہوں جنہوں نے براہِ راست حضرت عبد اللہ ابنِ عباس رضی اللہ عنہما سے تفسیر کا علم سیکھا ہو تو اس سے بڑھ کر بھی دریدہ ذہنی ہو سکتی ہے کہ آج کا ایک مولوی یہ دعویٰ کرے کہ چونکہ صحابہ کرام نے بھی تفسیر کرتے وقت اجتہاد اور اپنی رائے سے تفسیر کی ہے - اس لئے آجکل بھی اجتہاد اور تفسیر بالرائے حرام اور گناہ کبیرہ نہیں " حالانکہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی احادیث مبارکہ میں بالصراحت موجود ہے کہ تفسیر بالرائے کرنے والا جہنمی ہے - اور اگر صحابہ کرام کی تفسیرِ قرآن کو تفسیر بالرائے

کا درجہ دیا جائے تو معاذ اللہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین پر براہِ راست حملہ ہو گا اور سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اُن جانثاروں کی شان میں زبردست گستاخی کے مترادف ہو گا - حقیقت یہ ہے کہ صحابہ کرام کا اجتہاد اور تفسیر سرورِ انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاداتِ عالیہ کے عین مطابق اور آپ کے اقوال و افعال کے قطعی طور پر آئینہ دار ہیں - کیونکہ اُن لوگوں نے اپنی طرف سے کسی قسم کی کمی یا زیادتی نہیں کی بلکہ وہ قرآن کریم کا اجتہاد اور تفسیر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اقوال و افعال کی روشنی اور قرآن کریم

اتباعِ صحابہؓ اتباعِ مصطفےٰ ہے

اندریں حالات مسلمانوں کیلئے جیسا کہ مولوی رشید احمد گنگوہی بھی تسلیم کرتا ہے سوائے صحابہ اور تابعین و تبع تابعین رضوان اللہ علیہم اجمعین کی اتباع کے کوئی نیا راستہ متعین کرنا اپنے آپ کو گمراہی میں ڈالنے کے مترادف ہے - کیونکہ تابعین و صحابہ کرام کی اتباع عین اتباعِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضور کی اتباع عین اللہ تعالیٰ جل مجدہٗ الکریم کی فرمانبرداری ہے - اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد بھی موجود ہے کہ **خیر القرون قرنی** - اور یہ بھی کہ جسقدر ہمارے اور آنے والے لوگوں کے درمیان وقت کا فاصلہ بڑھتا جائے گا اُسی قدر گمراہی زیادہ بڑھتی جائے گی - اب جبکہ صحابہ کرام اور عام لوگوں کی نئی تفسیر کے مابین جو بیّن فرق واقع ہے وہ بالوضاحت عرض کر دیا گیا ہے اور قارئین بھی یقیناً صورتِ حالات کو سمجھ چکے ہیں - اس لئے ہم پھر زیرِ بحث مسئلہ کی طرف رجوع کرتے ہیں - یعنی شاہ صاحب کا فرمان کہ "لغیر اللہ سے باسم لغیر اللہ" مراد لینا اور اُھِلَّ لِلّٰہِ کو ذُبِحَ لِلّٰہِ کر دینا قرآن مجید میں تحریف کے قریب ہے - اس کے متعلق ہم لغت کی معتبر کتب اور چند تفاسیر کے حوالے بھی پیش کر چکے ہیں - اب اس پر مزید روشنی ڈالی جاتی ہے - اور دیگر تفاسیر کے علاوہ قرآن مجید کے سب سے بڑے اور پہلے مفسّر حضرت عبد اللہ ابنِ عباس رضی اللہ عنہما کی تفسیر بھی پیش کی جاتی ہے تاکہ ہر قسم کے شبہات کا ازالہ ہو جائے اور معترضین کے سر پھر اس قسم کے اعتراض کبھی نہ اُٹھا سکیں -

سب سے پہلے حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کی تفسیر ملاحظہ کریں۔

ذبح لغیر اللہ

یعنی

غیر اللہ کے نام سے ذبح کرنا

۱۔ تفسیر ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آیت و تفسیر	ترجمہ
(البقرہ) وما اهل به لغير الله ما ذبح لغير اسم الله - عمدا الاصنام (تفسیر ابن عباس مطبوعہ مصر ص ۲۲)	وما اهل به لغير الله اور اللہ تعالیٰ کے نام کے سوا عمداً بتوں کیلئے ذبح کرنا۔
(المائدہ) وما اهل لغير الله به وما ذبح لغير اسم الله متعمدا - (تفسیر ابن عباس ص ۸۸)	وما اهل لغير الله به اور عمداً اللہ کے نام کے سوا ذبح کرنا۔
(الانعام) اهل لغير الله به ذبح لغير اسم الله تعالى متعمدا (تفسیر ابن عباس صفحہ ۹۷)	اهل لغير الله به دانستہ اللہ تعالیٰ کے نام کے سوا ذبح کرنا

آیت و تفسیر	ترجمہ
(النحل) وما اهل لغير الله به وما ذبح لغير الله اسم عمدا - (تفسیر ابن عباس ص ۱۷۵)	اهل لغير الله به اور اللہ تعالیٰ کے نام کے سوا عمداً ذبح کرنا

جیسا کہ آپ جان چکے ہیں کہ یہ آیت پاک وما اهل به لغير الله قرآن مجید میں چار جگہ پر آئی ہے اور ان چاروں مقامات پر صحابی رسول مفسر اوّل تلمیذ مصطفےٰ معلم المفسرین سیدنا حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے اس آیت کی یہی تفسیر کی ہے کہ، وہ جانور حرام ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ کے نام کے سوا عمداً بتوں کیلئے ذبح کیا جائے۔ جس سے صاف ظاہر ہے کہ کفار کے وہ جانور حرام ہیں جو بتوں کی بھینٹ چڑھانے کیلئے بتوں کے نام پہ ذبح کئے جاتے تھے۔ اگرچہ اس عظیم ترین تفسیر کے بعد کسی اور حوالہ کی قطعاً ضرورت باقی نہیں رہتی۔ تاہم محض برکت حاصل کرنے اور آپ کی معلومات میں اضافہ کرنے کیلئے مزید کئی ایک تفاسیر کے حوالے پیش خدمت ہیں۔ اور اس سے ایک فائدہ یہ بھی ہوگا کہ سب کو پتہ چل جائیگا کہ علمائے متقدمین تفسیر کے معاملہ میں کس قدر محتاط انداز سے قلم اٹھاتے تھے۔ بلکہ صحابہ اور تابعین کی مقرر کردہ راہوں پہ کس خلوص کے ساتھ گامزن ہیں اور بجائے تنجد یہ کے کس حد تک پابند ہیں۔ اب آپ حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے بعد سب سے بڑی اور عظیم تفسیر جسے کتب حدیث کی طرح معتبر اور مضبوط اسناد سے مستند کر دیا گیا ہے یعنی تفسیر ابن جریر کے حوالہ جات ملاحظہ فرمائیں۔

۲۔ تفسیر ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ

آیت و تفسیر	ترجمہ
وما اهل به لغير الله (فاته) يعني (به) وما ذبح للآلهة الاوثان يسمى	اور جو ذبح کیا گیا ہو ان کے (کفار) کے معبودوں بتوں کیلئے نام لیا جائے اس پہ غیر اللہ کا

علیه بغیر اسمه أو قصد به غیره من الاصنام، و انما قیل وَمَا أُهِلَّ بِهِ - لانهم کانوا اذا ارادوا ذبحه قربوه لالهتهم سموا اسم الهتهم التی قربوه ذالك لها - وجرى ذالك بذالك افواههم فجرى خالك من امرهم على ذالك حتى قيل لكل ذابح يسمى او لم يسمى جهرا بالتسمية أو لم يجهر مُهِل ـ

ارادہ کیا جائے اس سے غیر اللہ کا تقرب سے - اور تحقیق کیا گیا وَمَا أُهِلَّ بِهِ لِغَيْرِ اللّٰهِ - اس لئے کہ وہ (کفار) جب ذبح کا قصد کرتے تھے اُس چیز کا جس کو قریب کرتے تھے اپنے معبودوں کیلئے تو نام لیتے تھے اپنے معبودوں کا جن کیلئے تقرب چاہتے تھے یا آواز بلند کرتے اُس کے ساتھ - پس یہ امر اُن کا جاری ہوا - حتیٰ کہ کہا گیا مُہل ہر ذبح کرنے والے کو - نام ذکر کرے یا نہ ذکر کرے بسم اللہ کے ساتھ آواز بلند کرے یا نہ کرے -

امام ابن جریر مختلف اقوال صحابہ کرام اور آیت کریمہ کے شانِ نزول کے پیشِ نظر واضح طور پر آیت کریمہ کی تفسیر یوں کرتے ہیں کہ وہ جانور حرام ہیں جو بتوں کا تقرب حاصل کرنے کیلئے بتوں کے واسطے بتوں کا نام لے کر ذبح کیا جائے - اور یہ سب کچھ معبودانِ باطل سے متعلق ہے - اور پھر بتایا کہ لفظ مُہل ہر ذابح کیلئے رواج پذیر ہو گیا - اب صاحبِ تفسیر جریر امام ابن جریر اپنے اس فیصلے کے بعد مختلف راویوں کی پوری دس سندیں پیش کرتے ہیں جو بلفظہٖ پیشِ خدمت ہیں -

عَشَرَةٌ كامله

پہلی سند - قیل للملبی - واختلف اهل التاويل في ذالك فقال بعضهم يعني بقوله وَمَا أُهِلَّ

کہا گیا ملبی کیلئے اور اہلِ تاویل کا اس میں اختلاف ہے - پس بعضوں نے کہا یعنی اللہ تعالیٰ کا یہ قول وَمَا أُهِلَّ بِهِ

بِهِ لِغَيْرِ اللّٰهِ - ما ذبح لغير الله ذكر من قال ذالك -

لِغَيْرِ اللّٰهِ - یعنی جو غیر اللہ کے واسطے ذبح کیا جائے - اُن کا ذکر جنہوں نے لغیر اللہ کہا -

دوسری سند - حدثنا بشر بن معاذ قال ثنا يزيد قال ثنا سعيد وَمَا أُهِلَّ بِهِ لِغَيْرِ اللّٰهِ - قال ما ذبح لغير الله -

حدیث بیان کی بشر بن معاذ نے، کہا حدیث بیان کی یزید نے، کہا حدیث بیان کی سعید نے - وَمَا أُهِلَّ بِهِ لِغَيْرِ اللّٰهِ کہا - جو غیر اللہ کے لئے ذبح کیا جائے -

تیسری سند - حدثنا الحسن بن يحيى - قال - اخبرنا عبد الرزاق قال اخبرنا معمر عن قتادة في قوله وَمَا أُهِلَّ بِهِ لِغَيْرِ اللّٰهِ قال ما ذبح لغير الله مما لم يسم عليه -

حدیث بیان کی حسن بن یحییٰ نے - کہا خبر دی عبد الرزاق نے - کہا خبر دی ہم کو معمر نے قتادہؓ سے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان وَمَا أُهِلَّ بِهِ لِغَيْرِ اللّٰهِ میں کہا جو ذبح کیا جائے واسطے غیر اللہ کے اور جس پر اللہ کا نام نہ لیا جائے -

چوتھی سند - حدثني المثنى قال ثنا ابو حذيفة قال ثنا شبل عن ابن ابي نجيح عن مجاهد وَمَا أُهِلَّ بِهِ لِغَيْرِ اللّٰهِ - ما ذبح لغير الله -

حدیث بیان کی مثنیٰ نے کہا بیان کیا ابو حذیفہ نے کہا بیان کیا مجھ سے شبلی نے ابن ابی نجیح سے اُنہوں نے روایت کی مجاہدؓ سے کہ وَمَا أُهِلَّ بِهِ لِغَيْرِ اللّٰهِ جو ذبح کیا جائے واسطے غیر اللہ کے -

پانچویں سند - حدثنا القاسم قال ثنا الحسين قال حدثني حجاج قال قال ابن جريج قال قال ابن عباس في قوله [illegible]

حدیث بیان کی قاسم نے کہا روایت کیا حسین نے کہا حدیث بیان کی حجاج نے کہا کہا ابن جریج نے کہا - کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس قول وَمَا أُهِلَّ بِهِ میں - وَمَا [illegible] لِغَيْرِ اللّٰهِ کہا ذبیحہ مما

لغیر اللہ۔ قال ما اہل بہ للطواغیت

اُہِلَّ بِہٖ واسطے طواغیت کے۔

چھٹی سند: حدثنی المثنی قال ثنا عبد اللہ بن صالح قال حدثنی معاویہ عن علی عن ابن عباس وَمَا اُہِلَّ بِہٖ لِغَیْرِ اللّٰہِ۔ یعنی ما اُہل للطواغیت کلہا۔ یعنی ما ذبح لغیر اللہ من اہل الکفر غیر الیہود والنصاریٰ۔

حدیث بیان کی مجھ سے مثنی نے کہا بیان کیا عبد اللہ بن صالح نے کہا حدیث بیان کی معاویہ نے انہوں نے علی سے انہوں نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ وَمَا اُہِلَّ بِہٖ لِغَیْرِ اللّٰہِ یعنی وَمَا اُہِلَّ تمام طاغوتوں کیلئے یعنی جنہیں کفار غیر اللہ کیلئے ذبح کریں سوائے یہود و نصاریٰ کے

ساتویں سند: حدثنا ابن حمید قال ثنا جریر عن عطاء فی قول اللہ۔ وَمَا اُہِلَّ بِہٖ لِغَیْرِ اللّٰہِ قال ما ذبح لغیر اللہ وقال آخرون معنی ذالک ما ذکر علیہ غیر اسم اللہ ذکر من قال ذالک۔

حدیث بیان کی ابن حمید نے کہا بیان کیا جریر نے عطاء سے بیچ اللہ تعالےٰ کے اس فرمان کے کہ وَمَا اُہِلَّ بِہٖ لِغَیْرِ اللّٰہِ۔ کہا وہ جو ذبح کیا جائے واسطے غیر اللہ کے اور کہا دوسروں نے معنی اس کا یہ ہے کہ جس پر سوائے اللہ کے اور کا ذکر کیا گیا۔

آٹھویں سند: حدثنی المثنی قال اسحاق قال ثنا ابن ابی جعفر عن ابیہ عن الربیع قولہ وَمَا اُہِلَّ بِہٖ لِغَیْرِ اللّٰہِ۔ یقول ما ذکر علیہ غیر اسم اللہ۔

حدیث بیان کی مثنی نے کہا اسحاق نے کہا روایت کیا ابن ابی جعفر نے اپنے باپ سے انہوں نے ربیع سے۔ وَمَا اُہِلَّ بِہٖ لِغَیْرِ اللّٰہِ کے قول میں کہ جس پر ذکر کیا جائے سوائے نام اللہ تعالےٰ کے۔

نویں سند: حدثنی یونس قال اخبرنا ابن وہب قال قال ابن زید و سالتہ عن قول اللہ۔

حدیث بیان کی یونس نے کہا خبر دی ابن وہب نے کہا۔ کہا ابن زید نے اور سوال کیا میں نے ان سے اللہ تعالیٰ کے

وَمَا اُہِلَّ بِہٖ لِغَیْرِ اللّٰہِ۔ قال ما یذبح لآلہتہم الانصاب التی یعبدونہا و یسمون اسماءہا علیہا قال یقولون باسم فلان کما تقول انت بسم اللہ۔ قال فذالک۔ قولہ وَمَا اُہِلَّ بِہٖ لِغَیْرِ اللّٰہِ۔

اس فرمان وَمَا اُہِلَّ بِہٖ لِغَیْرِ اللّٰہِ کے بارہ میں۔ کہا جنہیں ذبح کرتے تھے واسطے معبودوں اپنے کے کہ واسطے گڑے ہوئے بتوں کے جن کی عبادت کرتے تھے۔ اور نام پکارتے تھے ان معبودوں اور بتوں کے ناموں کا اوپر اس کے کہتے تھے ساتھ نام فلاں کے جیسے کہ تو کہتا ہے ساتھ نام اللہ تعالیٰ کے کیا سو یہ ہے قول اللہ تعالیٰ کا وَمَا اُہِلَّ بِہٖ لِغَیْرِ اللّٰہِ

★

دسویں سند: حدثنی یونس قال اخبرنا ابن وہب قال ثنا حیوۃ عن عقبہ عن مسلم التجیبی و قیس بن رافع الاشجعی انہما قال احل لنا ما ذبح لعید الکنائس و ما اہدی لہا من خبز او لحم فانما ہو طعام اہل الکتاب قال حیوۃ قلت أرأیت قول اللہ۔ "وَمَا اُہِلَّ بِہٖ لِغَیْرِ اللّٰہِ" قال انما ذالک المجوس و اہل الاوثان والمشرکون۔

حدیث بیان کی یونس نے کہا خبر دی ابن وہب نے کہا روایت کیا حیوۃ نے عقبہ سے انہوں نے روایت کی مسلم تجیبی اور قیس بن رافع اشجعی سے کہا ان دونوں نے حلال کیا گیا واسطے ہمارے جو ذبح کیا واسطے کلیساؤں کی عید کے اور جو ہدیہ دیا گیا روٹی اور گوشت سے اور نہیں سوائے اس کے کہ وہ کھانا ہے اہل کتاب کا۔ کہا حیوۃ نے نہیں کہا میں نے دیکھا تو نے قول اللہ تعالےٰ کا وَمَا اُہِلَّ بِہٖ لِغَیْرِ اللّٰہِ کا۔ کہا سوا اس کے کہ نہیں کہ یہ مجوسی اور بت پرست اور مشرکین ہیں۔

★

۳۔ تفسیر کبیر (الرازی)

وقولہ۔ وَمَآ اُھِلَّ بِہٖ لِغَیْرِ اللّٰہِ قال الاصمعی۔ اصلہ رفع الصوت فکل رافع۔ فھو مُھِلٌّ۔ ھذا معنی الاھلال۔ فی اللغۃ ثم قیل للمحرم مُھِلٌّ۔ لرفعہ الصوت بالتلبیۃ عند الاحرام والذابح مُھِلٌّ۔ لان العرب کانوا یسمون الاوثان عند الذبح۔ (تفسیر کبیر مطبوعہ مصر اوّل پ۲ جلد اوّل صفحہ ۳۸۱)

اور وَمَآ اُھِلَّ بِہٖ لِغَیْرِ اللّٰہِ۔ کے قول میں کہا اصمعی نے۔ الاہلال اس کے معنی ہیں آواز بلند کرنا۔ اور ہر آواز بلند کرنے والا "مُہِلٌّ" ہے ہلال کے یہ معنی لغت میں ہیں۔ پھر کہا گیا ہے کہ احرام باندھنے والا "مُہِلٌّ" ہے۔ جب آواز بلند کرے۔ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ کہنے کیلئے۔ اور ہر ذبح کرنے والا "مُہِلٌّ" ہے جیسا کہ عرب ذبح کے وقت اپنے بتوں کا نام پکارتے۔

۴۔ تفسیر در منثور

وَمَآ اُھِلَّ بِہٖ لِغَیْرِ اللّٰہِ۔ اخرج ابن المنذر عن ابن عباس فی قولہ۔ وَمَآ اُھِلَّ۔ قال ذبح۔ واخرج ابن جریر عن ابن عباس فی قولہ۔ وَمَآ اُھِلَّ لِغَیْرِ اللّٰہِ۔ یعنی وما اُھِلَّ للطواغیت۔ واخرج ابن ابی حاتم عن مجاھد وَمَآ اُھِلَّ۔ قال ماذبح لغیر اللّٰہ۔

وَمَآ اُھِلَّ بِہٖ لِغَیْرِ اللّٰہِ۔ روایت کی ابن منذر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیچ اس قول کے کہ وَمَآ اُھِلَّ کہا ذبح اور بیان کیا ابن جریر نے بیچ قول وَمَآ اُھِلَّ لِغَیْرِ اللّٰہِ کے یعنی وَمَآ اُھِلَّ طواغیت اور روایت کی ابن ابی حاتم نے مجاہد سے۔ وَمَآ اُھِلَّ کہا جسے ذبح کیا جائے غیر اللہ کیلئے۔

۵۔ تفسیر قرطبی

قولہ تعالیٰ۔ وَمَآ اُھِلَّ بِہٖ لِغَیْرِ اللّٰہِ ای ذکر علیہ غیر اسم اللّٰہ تعالیٰ وھی ذبیحۃ المجوسی والوثنی والمعطل۔ فالوثنی یذبح للوثن والمجوسی للنار والمعطل لایعتقد شیا فیذبح لنفسہ۔
(تفسیر قرطبی جلد دوم ص۲۲۴ مطبوعہ مصر)

یعنی ذکر کیا گیا ہو اس پر نام غیر اللہ کا۔ اور وہ ذبیحہ ہے مجوسی کا اور بت پرست کا اور معطل کا پس وثنی (بت پرست) واسطے بت کے۔ اور مجوسی واسطے آگ کے۔ اور معطل کسی پر بھی اعتقاد نہیں رکھتا پس ذبح کرتا ہے اپنی ذات کیلئے۔

۶۔ تفسیر انوار التنزیل

وَمَآ اُھِلَّ بِہٖ لِغَیْرِ اللّٰہِ ای رفع بہ الصوت عند ذبحہ للصنم۔ والاھلال۔ اصلہ رؤیۃ الھلال، یقال اھل الھلال واھللتہ لکن لما جرت العادۃ ان یرفع الصوت بالتکبیر اذا روی سمی ذالک اھلالاً ثم قیل لرفع الصوت وان کان لغیرہ۔
(تفسیر انوار التنزیل فی اسرار التاویل۔ مطبوعہ مصر۔ جلد اوّل۔ صفحہ ۴۳۸)

یعنی بت کے لئے آواز بلند کی ساتھ اس کے وقت ذبح کے۔ اور اہلال۔ اس کی اصل چاند کا دیکھنا ہے۔ کہا جاتا ہے اہل الہلال۔ واھللتہ لیکن جب عادت جاری ہوتی کہ جس وقت دیکھا گیا (چاند) آواز بلند کی ساتھ تکبیر کے۔ اس کا نام رکھا گیا اہلال۔ پھر کہا واسطے بلند کرنے آواز کے اگرچہ غیر اللہ کیلئے ہو۔

٧۔ تفسیر جامع البیان

وَمَا أُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ۔ ما ذكر اسم غير الله عند الذبح۔

(تفسیر جامع البیان مطبوعہ مصر جلد اول ص ٣٥)

وَمَا أُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ۔ جو نام ذکر کیا جائے غیر اللہ کا وقت ذبح کے۔

٨۔ تفسیر تاج التفاسیر

وَمَا أُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ۔ ومن المذبوح لغير الله۔

(تاج التفاسیر جلد اول ص ٣٥ مطبوعہ مصر)

وَمَا أُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ، اور جو ذبح کیا گیا ہو واسطے غیر اللہ کے۔

٩۔ تفسیر روح البیان

وَمَا أُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ۔ اى وحرم "ما" رفع به الصوت عند الذبح للصنم والإهلال۔ الهلال رفع الصوت وكانوا اذا ذبحوا لآلهتهم يرفعون بذكرها۔ ويقولون باسم اللات والعزى فجرى ذلك من امرهم حتى قيل لكل ذابح وان لم يجهر بالتسمية مُهِلّ۔ (تفسیر روح البیان مطبوعہ مصر جلد اول ص [illegible] مؤلفہ حضرت اسمٰعیل حقی)

وَمَا أُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ۔ یعنی وہ (جانور) حرام ہے جس پر ذبح کے وقت بت کے (نام) کی آواز بلند کی جائے۔ اور اُهِلَّ۔ الہلال بلند ہونا آواز کا۔ اور وہ (یعنی کافر) جس وقت اپنے معبودوں کے واسطے ذبح کرتے تھے تو ان کے ذکر کے ساتھ آواز بلند کرتے تھے اور کہتے تھے ساتھ نام لات اور عزیٰ کے۔ پس ان کے اس امر سے یہ جاری ہو گیا حتیٰ کہ ہر ذبح کرنے والے کو مُہِل کہا جانے لگا۔ چاہے بلند آواز سے نام نہ پکارا گیا ہو۔

١٠۔ تفسیر بحر المحیط

"وَمَا أُهِلَّ بِهٖ" الاهلال رفع الصوت اى ذبح، لغير الله۔ من الاصنام والطواغيت ومعبود غير الله۔

(تفسیر ما التقط فی بحر المحیط مطبوعہ مصر جلد اول ص [illegible] حاشیہ تفسیر کبیر مؤلفہ امام اثیر الدین ابی عبداللہ بن محمد یوسف اندلسی)

وَمَا أُهِلَّ بِهٖ۔ الاہلال، آواز بلند کرنا یعنی ذبح کرنا واسطے غیر اللہ کے۔ بتوں میں سے اور طاغوتوں میں سے اور اللہ تعالیٰ کے سوا معبودوں میں سے۔

١١۔ تفسیر خازن

وَمَا أُهِلَّ۔ یعنی ما ذبح للاصنام والطواغيت واصل الاهلال رفع الصوت وذلك انهم كانوا يرفعون بذكر آلهتهم اذا ذبحوا لها فجرى ذلك من امرهم وحالهم حتى قيل لكل ذابح مُهِلّ وان لم يجهر بالتسمية۔ (تفسیر خازن مطبوعہ مصر جلد [illegible] ص [illegible])

یعنی جو ذبح کیا جائے بتوں کے واسطے اور طواغیت کیلئے۔ اور اصل اہلال۔ بلند ہونا آواز کا اور وہ اس لئے کہ وہ اپنی آوازوں کو بلند کرتے تھے اپنے معبودوں کے ذکر سے جس وقت ذبح کرتے واسطے ان کے پس جاری ہوا یہ ان کے امر کی جگہ اور ان کے حال (سے) حتیٰ کہ کہا گیا واسطے ہر ذبح کرنے والے کے مُہِل۔ اگرچہ تسمیہ کیلئے جہر نہ بھی کرے۔

۱۲۔ تفسیر معالم التنزیل

"وَمَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ" ای ماذبح للاصنام والطواغیت واصل الاهلال رفع الصوت و کانوا اذا ذبحوا لآلهتهم یرفعون اصواتهم بذکرها فجری ذالک من امرهم حتّٰی قیل لکل ذابح مُهِلّ وان لم یجهر بالتسمیه مُهِلّ ـ وقال ربیع بن انس وغیرہ وَمَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ۔ ما ذکر علیه اسم غیر اللّٰه ـ
(تفسیر معالم التنزیل مطبوعہ مصر ص ۱/۱۱۹)

یعنی جو ذبح کیا جائے طواغیت اور اصنام کیلئے۔ اور اصل اہلال۔ آواز کا بلند ہونا۔ وہ جب وقت ذبح کرتے تھے، واسطے اپنے معبودوں کے، بلند کرتے اپنی آوازوں کو ان کے ذکر سے پس جاری ہوا وہ ان کے امر سے، حتّٰی کہ کہا گیا ہر ذبح کرنے والے کو مُهِلّ اگرچہ تسمیہ کے ساتھ جہر نہ کرے ـ اور کہا ربیع بن انس وغیرہ نے وَمَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ۔ جو ذکر کیا جائے اس پر اسم غیر اللّٰہ کا ـ

۱۳۔ تفسیر مدارک نسفی

وَمَا اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ ای رفع الصوت به لغیر اللّٰه وهو قولهم باسم اللّات والعزّٰی عند ذبحه ـ (من الآلہۃ)
تفسیر نسفی مدارک۔ جلد اوّل۔ صفحہ ۲۶۹
مطبوعہ مصر

وَمَا اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ بلند کرنا آواز کا ساتھ اس کے غیر اللّٰہ کے لئے۔ وہ قول ان کا ساتھ نام لات اور عزّٰی کے وقت ذبح کے ـ

۱۴۔ تفسیر روح المعانی

وَمَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ ـ ای ما وقع متلبسا به ای بذبحه الصوت لغیر اللّٰه تعالٰی ـ
تفسیر روح المعانی جزء ثانی ص ۵۹ مطبوعہ دار احیاء التراث بیروت

وَمَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ۔ یعنی وہ واقع ہو اس کے ساتھ یعنی اس کے ذبح کے ساتھ، آواز غیر اللّٰہ کے لئے ـ

۱۵۔ تفسیر مفردات القرآن

وقوله ـ وَمَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ ـ ای ما ذکر علیه غیر اسم اللّٰه وهو ما کان یذبح لاجل الاصنام
لغات القرآن ـ امام راغب مطبوعہ مصر صفحہ ۵۶۶

قول اللّٰہ تبارک و تعالےٰ کا وَمَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ یعنی جس چیز پر خدا کے نام کے سوا کا ذکر کیا جائے۔ اور یہ وہ ہے جو ذبح کیا جائے بتوں کیلئے ـ

۱۶۔ تفسیر ابو سعود

"وَمَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ" ای رفع به الصوت عند ذبحه للصنم ـ
(تفسیر ابو سعود جلد دوم ص ۱۲۱)

وَمَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ ـ یعنی بلند کی اس کے ساتھ آواز ذبح کے وقت بت کے لئے ـ

۱۷۔ تفسیر عُمدۃ التفسیر

وَمَا أُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ - وما ذبح على غير اسمه تعالى -

عمدۃ التفسیر مطبوعہ دائرۃ المعارف مصر جز ۳ - صفحہ ۷ - مؤلف حافظ ابن کثیر

وَمَا أُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ -
جو ذبح کیا جائے اللہ تعالیٰ کے نام کے سوا۔

۱۸۔ تفسیر جُمل

وَمَا أُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ - ما موصول بمعنى الذى ومحلها النصب عطفا على الميتة وبه - قائم مقام الفاعل - لاهل والباء بمعنى فى - ولابد من حذف مضاف اى فى ذبحه - لان المعنى اى ما صيح فى ذبحه لغير الله -

تفسیر جمل شریف مطبوعہ مصر جلد اول صفحہ ۱۳۸

وَمَا أُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ
ما موصول ہے الذی کے معنی میں اور محل اس کا نصب ہے عطف المیتۃ پر ہے اور بہ قائم مقام فاعل کے ہے اور باء فی کے معنی میں ہے اور ضروری ہے حذف مضاف ہے یعنی فی ذبحہ کیونکہ معنی یہ ہے جو کہ اس کے ذبح میں آواز نکالی گئی ہو واسطے غیر اللہ کے۔

۱۹۔ تفسیر جلالین

وَمَا أُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ - اى ذبح على اسم غيره والاهلال رفع

وَمَا أُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ
یعنی ذبح غیر اللہ کے نام پر اور اہلال

الصوت وكانوا يرفعونه عند الذبح لآلهتهم -

تفسیر جلالین حاشیہ جلالین [illegible] مطبوعہ مصر

رفع الصوت کو کہتے ہیں اور وہ آواز بلند کرتے تھے ذبح کے وقت اپنے معبودوں کے لئے۔

۲۰۔ تفسیر صاوی

قوله لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ فسقا قوله اى ذبح على اسم غيره -

تفسیر صاوی جلد دوم صفحہ ۷۴ مطبوعہ مصر۔

یعنی ذبح کیا جائے غیر اللہ کے نام پر۔

۲۱۔ تفسیر مظہری

وَمَا أُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ - قال الربيع بن انس عند ذبحه اسم غير الله والاهلال يقال الهلال ثم لما جرت العادة برفع الصوت بالتكبير عند رؤية الهلال سمى لرفع الصوت مطلقًا اهلال وكان الكفار اذا ذبحوا لآلهتهم يرفعون اصواتهم بذكرها فجرى ذالك من امرهم قيل لكل ذابح وان لم يجهر مُهِلّ -

تفسیر مظہری جلد اول [illegible] مطبوعہ ندوۃ المصنفین (دہلی انڈیا)

ربیع بن انس نے کہا اُس کی ذبح کے وقت غیر اللہ کا نام اور اہلال کہا جاتا ہے ہلال کو۔ پھر جب عادت جاری ہو گئی کہ آواز بلند کی جاتی ہے چاند دیکھنے کے وقت تو نام رکھا گیا مطلق آواز کے بلند کرنے کا الاہلال۔ اور کفار جب اپنے معبودوں کیلئے ذبح کرتے تھے تو اپنی آوازوں کو اُن کے ذکر کیلئے بلند کرتے تھے۔ پس یہ ان کا امر جاری ہو گیا۔ کہا گیا واسطے ہر ذبح کرنے والے کے مُھِلّ اگرچہ آواز بلند نہ کرے۔

۲۲۔ تفسیر سید قطب (ظلال القرآن)

أُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهِ (او فسقا) اولا ان يكون فسقا يعني بذالك - او الا ان يكون مذبوحا - ذبح ذابح من المشركين من عبدة الاوثان لصنمه وآلهته فذكر اسم وثنه فان ذالك الذبح فسق -
تفسیر ظلال القرآن مطبوعہ دار العرب بیروت جزء ثامن ص ۲۹

یا ہو فسق یعنی ساتھ اس کے یعنی مذبوح ہو ذبح کیا ہوا (مشرکوں نے) مشرک نے جو کہ بتوں کے پوجنے والے ہیں۔ پس ذکر کرے اپنے بت کا نام۔ پس یہ ذبح فسق ہے۔

۲۳۔ تفسیر ابن کثیر

وَمَا أُهِلَّ بِهِ لِغَيْرِ اللّٰهِ - وهو ما ذبح على غير اسمه تعالى من الانصاب والانداد والازلام ونحو ذالك مما كانت الجاهلية ينحرون له -
تفسیر ابن کثیر مطبوعہ مصر جلد اول صفحہ ۲۰۵ مؤلف حافظ ابن کثیر

وَمَا أُهِلَّ بِهِ لِغَيْرِ اللّٰهِ - اور وہ جو ذبح کیا جائے غیر اللہ کے لئے - انصاب، انداد اور ازلام اور ان کی مثل جو جہلاء ذبح کرتے تھے -

۲۴۔ تفسیر مراغی

وَمَا أُهِلَّ بِهِ لِغَيْرِ اللّٰهِ شرح المفردات الاهلال رفع الصوت وكانوا اذا

وَمَا أُهِلَّ بِهِ لِغَيْرِ اللّٰهِ شرح مفردات میں ہے اہلال آواز کا بلند کرنا

ذبحوا آلهتهم يرفعون اصواتهم بذكرها ويقولون باسم اللات او باسم العزى قيل لكل ذابح مهل -
تفسیر مراغی جزء ثانی ص ۴۵ مطبوعہ مصر

اور وہ جس وقت اپنے معبودوں کے لئے ذبح کرتے تھے تو ان کے ذکر کے ساتھ آوازوں کو بلند کرتے تھے۔ اور کہتے ساتھ نام لات اور عزیٰ کے کہا گیا واسطے ہر ذبح کرنے والے کے مُہِل۔

۲۵۔ تفسیر بیضاوی

وَمَا أُهِلَّ بِهِ لِغَيْرِ اللّٰهِ - اي رفع به الصوت عند ذبحه للصنم والاهلال - اصله رؤية الهلال يقال - اهل الهلال واهللته لكن الماجرت العادة ان يرفع الصوت بالتكبير -
تفسیر بیضاوی مطبوعہ مصر جلد اول ص ۲۱۱

وَمَا أُهِلَّ بِهِ لِغَيْرِ اللّٰهِ یعنی بلند کی اس کے ساتھ آواز ذبح کے وقت واسطے بت کے اور اہلال اصل اس کا دیکھنا چاند کا کہا جاتا ہے اہل الہلال و اہللتہ، یعنی چاند کو میں نے دیکھا۔ لیکن جب عادت جاری ہو چکی ہے کہ آواز بلند کی جاتی ہے ساتھ تکبیر کے۔

۲۶۔ تفسیر جصاص (احکام القرآن)

وَمَا أُهِلَّ بِهِ لِغَيْرِ اللّٰهِ - ولا خلاف بين المسلمين ان المراد به الذبيحة اذا اهل بها لغير الله عند الذبح فمن الناس يزعم ان المراد بذالك ذبائح

وَمَا أُهِلَّ بِهِ لِغَيْرِ اللّٰهِ - اور نہیں اختلاف مسلمانوں کے درمیان کہ تحقیق مراد اس سے ذبیحہ ہے جس وقت آواز بلند کی جائے غیر اللہ کیلئے ذبح کے وقت۔ پس بعض لوگ گمان کرتے ہیں

عبدۃ الاوثان الذین یذبحون لاوثانھم۔

تفسیر جصاص مطبوعہ مصر جلد اوّل ص۱۲۵
مؤلف ابی بکر احمد علی الرازی حنفی

تحقیق مراد اس سے ذبیحے ہیں بتوں کے پجاریوں کے جو کہ ذبح کرتے تھے اپنے بتوں کے لئے۔

۲۷۔ تفسیر فتح القدیر (شوکانی)

وَمَا اُھِلَّ۔ قال ذبح و اخرج ابن جریر قال وَمَا اُھِلَّ للطواغیت و اخرج ابن ابی حاتم عن مجاھد قال ما ذبح لغیر اللہ۔

تفسیر فتح القدیر مطبوعہ مصر۔ جلد اوّل ص۱۴۸

وَمَا اُھِلَّ۔ کہا ذبح کیا اور ابن جریر نے کہا جو ذبح کیا طواغیت کے لئے اور کہا ابن ابی حاتم نے روایت کیا مجاہد نے۔ کہا جو ذبح کیا غیر اللہ کے لئے۔

۲۸۔ تفسیر کشاف

وَمَا اُھِلَّ لِغَیْرِ اللہِ بِہٖ۔ ای رفع الصوت بہ لغیر اللہ وھو قولھم باسم اللات والعزّٰی عند ذبحہ

تفسیر کشاف جلد اوّل ص۲۰۳ مطبوعہ بیروت

وَمَا اُھِلَّ لِغَیْرِ اللہِ بِہٖ۔ یعنی آواز بلند کرنا۔ بِہٖ واسطے غیر اللہ کے اور وہ کہتے نام لات اور عزّیٰ کا ذبح کرتے وقت

۲۹۔ صراطِ مستقیم (ابن تیمیہ)

قولہ وَمَا اُھِلَّ لِغَیْرِ اللہِ بِہٖ۔ ظاھر ما ذبح لغیر اللہ مثل ان

اور قول ہے وَمَا اُھِلَّ لِغَیْرِ اللہِ بِہٖ اس کے ظاہر معنے ہیں جو غیر اللہ کے

یقول ھٰذا ذبیحۃ ھٰکذا واذ کان ھذا ھو المقصود فسواء لفظ بہ او لم یلفظ بہ وتحریم ھذا اظھر من تحریم ما ذبح للحم وقال فیہ بسم المسیح۔

صراط مستقیم مطبوعہ مصر صفحہ ۹۲۔
مؤلف امام الوہابیہ ابن تیمیہ۔

ذبح کیا گیا۔ اس قول کی مثال یوں ہے کہ ذبیحہ ایسا ہے۔ اور جب یہ مقصود ہوا تو برابر ہے ساتھ اس کے لفظ بہ ہو یا نہ ہو اور حرمت اس کی ظاہر اس حرمت سے جیسا کہ ذبح کیا گیا عیسائیوں کی عبادت گاہوں میں مسیح کے نام سے۔

۳۰۔ کمالین علی الجلالین

وَمَا اُھِلَّ بِہٖ لِغَیْرِ اللہِ۔ یعنی ما ذبح للاصنام و ھو قول مجاھد و ضحاک وقال ربیع بن انس و ابن زید یعنی ما ذکر علیہ غیر اسم اللہ۔

تفسیر کمالین۔ صفحہ ۲۲ مطبع مجتبائی دہلی۔

وَمَا اُھِلَّ بِہٖ لِغَیْرِ اللہِ۔ یعنی جو ذبح کیا جائے بتوں کے لئے۔ اور یہ قول مجاہد اور ضحاک کا ہے اور کہا ربیع بن انس و ابن زید نے یعنی جس پر غیر اللہ کے نام کا ذکر کیا جائے۔

۳۱۔ تفسیراتِ احمدی

وَمَا اُھِلَّ بِہٖ لِغَیْرِ اللہِ۔ معناہ ذبح بہ لاسم غیر اللہ مثل لات و عزّٰی واسماء الانبیاء و غیر ذالک فان اورد باسم غیر اللہ

اور وَمَا اُھِلَّ بِہٖ لِغَیْرِ اللہِ۔ معنی اس کا ذبح ہے غیر اللہ کے نام کیلئے۔ مثل لات اور عزّیٰ اور انبیاء کے نام وغیرہ وغیرہ۔ جبکہ اکیلا نام لیا جائے

أو ذكر مع اسم الله عطفا بان يقول باسم الله ومحمد رسول الله بالجر حرم الذبيحة وان ذكر معه موصولا لا معطوفا فان يقول بسم الله محمد رسول الله كره ولا يحرم وان ذكر مفصولا بان يقول قبل التسمية وقبل ان يضجع الذبيحة أو بعده - لا باس به هكذا فى الهداية ومن ههنا علم ان البقرة المنذورة للاولياء كما هو الرسم فى زماننا حلال طيب لانه لم يذكر اسم غير الله عليها وقت الذبح وان كانوا ينذرونها

تفسیرات احمدیہ صفحہ ۴۲ مطبوعہ دہلی بند ٹوپی -
ملا جیون علیہ الرحمۃ صاحب نور الانوار

اللہ تعالےٰ کا یا ذکر کیا نام اللہ تعالےٰ کا ساتھ عطف کے - جیسا کہ بسم اللہ و محمد رسول اللہ بلند آواز سے حرام ہے ذبیحہ - اور ذکر کیا جائے ساتھ اُسکے موصول یا عطف کے ساتھ جیسا کہ بسم اللہ محمد رسول اللہ مکروہ ہے - اور اگر ذکر کیا جائے علیحدہ علیحدہ جیسا کہ کہا جائے اللہ اکبر سے پہلے یا کہا جائے ذبیحے کو لٹانے سے پہلے اور بعد اُس کے کو حرج نہیں اور اسی طرح ہدایہ میں ہے اور اسی سے ہے وہ گائے جو اولیاء اللہ کیلئے نذر مانی جاتی ہے - جیسا کہ رسم ہے ہمارے زمانے میں حلال اور طیب ہے کیونکہ اُس پر نہیں ذکر کیا جاتا ہے نام غیر اللہ کا وقت ذبح کے اور اگر چہ اُس گائے کو نذر کرتے ہیں اُن کی -

۳۱ - تفسیر فتح الرحمٰن

إِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنْزِيرِ وَمَا أُهِلَّ بِهِ لِغَيْرِ اللَّهِ -

جز این نیست کہ حرام کردہ است بر شما مردار را و خون را و گوشت خوک را

سوائے اس کے نہیں کہ حرام کیا تم پر مردار کو اور خون کو اور گوشت سور کا - اور وہ جس

و آنچہ آواز بلند کردہ شود - در ذبح وے بغیر خدا مترجم گوید کہ گوئی کردمیں آیت حصر کردہ شد - تحریم را - در اشیاء مذکورہ - حالانکہ در حدیث سباع و حمار دانند - آں را نیز حرام شمردہ است پس وجہ تطبیق چہ باشد - گوئم حصر اضافی است بر نسبت بحائر و سوائب کہ حرام می دانستند پس در بہیمۃ الانعام ہیچ چیز حرام نیست غیر اشیاء مذکورہ و در خبائث و سباع و مانند آں -

س - البقرہ - فتح الرحمٰن مطبوعہ انڈیا -
صفحہ ۲۳ - مؤلف شاہ ولی اللہ صاحب

پر آواز بلند کی جائے اُس کے ذبح کے وقت غیر خدا کی - مترجم کہتا ہے کہ اگر تو کہے کہ یہ آیت صرف ان مذکورہ چیزوں کو ہی حصر کرتی ہے - حالانکہ حدیث میں سباع اور گدھے کو بھی حرام شمار کرتے ہیں - پس اس تطبیق کی وجہ کیا ہے - میں کہتا ہوں کہ یہ حصر اضافی ہے بہ نسبت بحائر اور سوائب کہ حرام سمجھتے تھے - پس درندے جانوروں کے سوا کوئی چیز حرام نہیں بغیر اشیاء مذکورہ کے اور خبائث میں سباع اور مانند اُس کے -

۳۲ - تفسیر سراج المنیر

وَمَا أُهِلَّ بِهِ لِغَيْرِ اللَّهِ اى ذبح على اسم غيره والاهلال رفع الصوت وكانوا يرفعونه عند الذبح لآلهتهم -

تفسیر سراج منیر جلد ۱ صفحہ ۱۱۰ مطبوعہ لکھنؤ

وَمَا أُهِلَّ بِهِ لِغَيْرِ اللَّهِ - یعنی جو ذبح کیا گیا غیر کے نام پر - اور اہلال آواز بلند کرنا - اور آواز بلند کرتے تھے (کافر) ذبح کرتے وقت اپنے معبودوں کے نام کی -

---

ا؎ سائبہ سے مراد وہ مویشی ہے جس کو اہل جاہلیت بتوں کی نذر کر کے چھوڑ دیتے تھے - اور بحیرہ سے مراد وہ اونٹنی ہے جو پانچ بچے جن چکی ہو -
(فوز الکبیر اصول تفسیر صفحہ ۹ شاہ ولی اللہ)

۳۴۔ تفسیر فتح البیان (صدیق حسن بھوپالی)

وَمَا أُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ یعنی ما ذبح للاصنام والطواغیت وصحیح فی ذبح لغیر اللّٰہ۔	وَمَا أُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ۔ یعنی جو بتوں اور طاغوتوں کے لئے ذبح کیا جائے۔ اور درست یہ ہے غیر اللہ کے لئے ذبح کرنا۔
تفسیر فتح البیان جلد اوّل صـ۲۲۲ مطبوعہ حیدرآباد (صدیق حسن بھوپالی وہابی)	

۳۵۔ تفسیر مواہب الرحمٰن

وَمَا أُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ۔ اور جس چیز کے ساتھ غیر اللہ کا نام پکارا جائے یعنی سوائے اللہ تعالےٰ کے غیر کے لئے ذبح کیا گیا۔ اور نام پکارا اس واسطے فرمایا کہ بت پرست بتوں کے نام سے پکارتے اور ذبح کرنے کے وقت بتوں کا نام لیتے
تفسیر مواہب الرحمٰن پ۲ سورہ بقرہ

۳۶۔ تفسیر موضح القرآن

* حرام ہے تم پر جو آواز اٹھا دیں۔ یعنی کہیں اس کو ذبح کرتے کے وقت نام سوائے خدا تعالےٰ کے۔
* اور حرام ہے جو جانور کہ آواز لگی ہے وقت ذبح کرنے اس کے واسطے سوائے خدا کے اوپر بتوں کے ذبح کرتے ہیں۔
* اور وہ جانور جس پر آواز نکالی جاوے سوائے خدا کے اس کے ذبح کرنے کے وقت یعنی بتوں کے نام پر ذبح کریں۔ (تفسیر موضح القرآن صفحہ ۲۶، ۹۹، ۱۸۲ منزل اوّل و دوم)

۳۷۔ تفسیر حسینی قادری

"اُهِلَّ بِهٖ اور حرام کی وہ چیز جس پر ذبح کے وقت آواز بلند کریں لِغَيْرِ اللّٰهِ واسطے غیر خدا کے مثلاً کے نام پر اس جانور کو قتل کریں یا پیغمبروں کے نام پر۔

۳۸۔ تفسیر کنزالایمان

وَمَا أُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ۔ وہ جانور جس کے ذبح کے وقت غیر خدا کا نام لیا گیا ہو جیسا کہ جاہلیت کے لوگ بتوں کے نام پر ذبح کرتے تھے۔ اور جس جانور کو ذبح تو صرف اللہ کے نام پر کیا گیا ہو مگر دوسرے اوقات میں وہ غیر خدا کی طرف منسوب رہا ہو وہ حرام نہیں۔ جیسے کہ عبداللہ کی گائے، عقیقہ کا بکرا، ولیمہ کا جانور یا وہ جانور جن سے اولیاء کی ارواح کو ثواب پہنچانا منظور ہو۔ اُن کو غیر وقت ذبح اولیاء کے ناموں کے ساتھ نامزد کیا جائے مگر ذبح اُن کا فقط اللہ کے نام پر ہو۔ اُس وقت کسی دوسرے کا نام نہ لیا وہ حلال اور طیّب ہے۔ اس آیت میں صرف اسی کو حرام فرمایا گیا ہے جس کو ذبح کرتے وقت غیر خدا کا نام لیا گیا ہو۔ وہابی جو ذبح کی قید نہیں لگاتے وہ آیت کے معنی میں غلطی کرتے ہیں اور اُن کا قول تمام تفاسیر معتبرہ کے خلاف ہے۔ اور خود آیت اُن کے معنی کو نہیں بننے دیتی۔ کیونکہ مَا أُهِلَّ بِهٖ کو اگر وقتِ ذبح کے ساتھ مقیّد نہ کریں تو اِلَّا مَا ذَكَّيْتُمْ سے حلال ہوگا۔ غرض وہابی کو آیت سے سند لانے کی کوئی سبیل نہیں۔ (تفسیر کنزالایمان۔ المائدہ شریف صـ۱۲۶ مطبوعہ مکتبہ رضویہ کراچی)

۳۹۔ تفسیر اَزہری

وَمَا أُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ۔ جس جانور پر غیر خدا کا نام ذبح کے وقت لیا جائے وہ حرام ہے خواہ خدا کے نام کے ساتھ حرفِ عطف سے ملا کر یا تنہا۔ (ہدایہ ج۴ صـ مسئلہ)

جس جانور پر ذبح سے قبل یا بعد ذبح؛ کسی غیر کا نام لیا جائے مثلاً جن بزرگانِ دین کو ثواب پہنچانا ہے اُن کی یا جس کی قربانی یا عقیقہ، اُس کا تو اُس میں کوئی حرج نہیں (تفسیر احمدی ہدایہ) اگر غیر اللہ کا نام اس طرح ملائے کہ حرف عطف نہ ہو مکروہ ہے۔ (ہدایہ) پ۲ س۔ بقرہ شریف صـ۲۴ مطبوعہ کراچی (پاکستان)۔ مؤلفہ مولانا محمد مصطفےٰ الازہری ابن حضرت مولانا صدر الشریعہ صاحب بہارِ شریعت۔

[illegible]

۴۰۔ تفسیر الحسنات

وَمَآ اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ ۔ کو بھی حرام ماکولات میں شمار فرمایا ہے۔ شاہ عبد العزیز نے فتح العزیز میں اس بحث کو پوری تفصیل سے بیان کر کے لکھا ہے:۔

"وہ کہنہ دریں مسئلہ آنست کہ جان دادن بجز جان آفریں روا نباشد"

اہلال کہتے ہیں اس فعل کو جو عند الذبح ہو۔ جیسا کہ دوسری جگہ ارشاد ہے وَلَا تَاْكُلُوْا مِمَّا لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ جس پر عند الذبح بسم اللہ اللہ اکبر نہ کہا جائے وہ اگرچہ ذبح ہی کیا ہو نہ کھاؤ۔ اس کا خلاصہ یوں ہے کہ جس جانور پر ذبح کے وقت غیر خدا کا نام لیا جائے خواہ تنہا یا خدا کے نام کے ساتھ عطف کر کے وہ حرام ہے اور اگر ذبح اللہ کے نام پر کیا۔ اور اس سے قبل یا بعد غیر کا نام لیا۔ مثلاً کہا عقیقہ کا بکرا، ولیمہ کا دنبہ، گیارہویں کا جانور، فلاں بزرگ کا جانور، گویا اس ذبیحہ کا ثواب جسے پہنچانا مقصود ہو خواہ وہ ولی ہو یا آباء اجداد تو ایسے نام لینے سے اس پر حرمت نہیں آتی ۔ (تفسیر احمدی)

(تفسیر الحسنات۔ مطبوعہ ۱۳۸۵ھ۔ مؤلف علامہ ابو الحسنات قادری۔ س۔ بقرہ۔ جز ۲۔ صفحہ ۲۹)

۴۱۔ تفسیر درس القرآن

وَمَآ اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ وہ جانور جو کسی اور کا نام لیکر ذبح کیا گیا ہو یہ جانور باوجود ذبح کر دینے کے اور خون بہا دینے کے حرام ہے۔

(پ۲۔ س مائدہ۔ جز ۲۔ صفحہ ۱۰۔ مؤلف صدر شعبہ اسلامیہ اسلامیہ کالج لاہور خواجہ عبد الحی)

۴۲۔ تفسیر القرآن (ثناء اللہ)

وَمَآ اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ ۔ اور وہ چیز جس پر غیر خدا کا نام لیا گیا ہو یعنی وہ جانور بھی حرام ہے جس پر ذبح کے وقت غیر خدا کا نام لیا گیا ہو۔

(س۔ مائدہ شریف ۔ صفحہ ۴ ۔ پ۶)

وَمَآ اُهِلَّ جس جانور پر ذبح کے وقت غیر خدا کا نام لیا جائے۔

(س۔ الانعام۔ صفحہ ۲۰۸۔ پ۸۔ تفسیر القرآن۔ مؤلف مولوی محمد ثناء اللہ ایڈیٹر اخبار وطن لاہور۔ مطبوعہ مطبع حمیدیہ لاہور ۱۹۱۱ء)

۴۳۔ تفسیر عزیز البیان

وَمَآ اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ ۔ جو چیز (جانور) غیر اللہ کے نام سے ذبح کی جائے وہ حرام ہے۔ اگر کسی بزرگ کو ثواب پہنچانے کی نیت سے ذبح کیا جاوے اور بوقت ذبح اللہ کا لیا جائے وہ حلال ہے۔

چنانچہ ضحاک اور مجاہد و قتادہ رحمہم اللہ نے "وَمَآ اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ" کی یہی تفسیر کی ہے اور جمہور مفسرین اسی طرف گئے ہیں "تفسیر احمدی" میں اس مسئلہ کو اسی طرح واضح کیا گیا ہے جس کی عبارت یہ ہے:۔

"ومن ههنا علم ان البقرة المنذورة للاولياء ما هو الرسم فی زماننا حلال طيب لم يذكر اسم غير الله عليها وقت ذبح وان كانوا ينذرونها له"۔

ترجمہ:۔ اس جگہ سے معلوم ہوا کہ گائے بکرا وغیرہ اولیاء اللہ کی نذر کی ہوئی جیسا ہمارے زمانہ میں رسم ہے حلال اور طیب ہے۔ کیونکہ وقت ذبح اس پر غیر کا نام نہیں لیا گیا۔ اگرچہ لوگ اس جانور کو اولیاء اللہ کی نذر کرتے ہیں۔

(پ۲۔ سورۃ بقرہ۔ صفحہ ۔۔۔ مطبوعہ مطبع شیخ غلام علی اینڈ سنز لاہور)

وَمَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ - اور جو خدا کے سوا کسی نام پر ذبح کیا - (پ۲ - سورۃ المائدہ - صفحہ ۱۷۰) -

۴۴ - تفسیر القرآن

وَمَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ - اور وہ جس پر ذبح کرنے میں اور کسی کا نام سوائے خدا کے پکارا جائے - اُهِلَّ بِهٖ اس کے معنوں میں لوگوں نے اختلاف کیا ہے - کہ خدا کے سوا اور کسی کا نام پکارنے جانے سے کیا مطلب ہے اصمعی کا قول ہے کہ اہلال کے معنی پکارنے کے ہیں - احرام باندھنے والے کو مُحِلّ کا لفظ بولتے ہیں - کیونکہ عرب جانوروں کو ذبح کرتے وقت بتوں کا نام پکارتے اور استہل الصبی کا لفظ بھی اسی سے نکلا ہے کہ بچہ پیدا ہونے کے بعد چلّاتا ہے - اس لئے مَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ کے معنی یہ ہوئے کہ جو بتوں کیلئے ذبح کئے جاویں - اور یہ مذہب تو مجاہد، قتادہ اور ضحاک رضی اللہ عنہم کا ہے - (تفسیر القرآن ص۲۰۷)

۴۵ - تفسیر نعیمی

وَمَا اُهِلَّ بِهٖ " اُهِلَّ ہلال سے بنا - جس کے معنی پہلی یا دوسری تاریخ کا چاند ہے - اس کا مصدر - اہلال یعنی چاند دکھانا - چونکہ اس وقت شور مچتا ہے چاند وہ ہے - اسی مناسبت سے ہر پکارنے والے کو اہلال کہہ لیتے ہیں - بچے کی چیخ کو بھی اسی لئے استہلال ، اور احرام کو اہلال کہا جاتا ہے - مگر عُرف عام میں ذبح کے وقت کی آواز کو اہلال بولا جاتا ہے وہی معنی یہاں مراد ہیں - عبداللہ ابنِ عباس ، مجاہد ، ضحاک ، قتادہ رضی اللہ عنہم نے یہی معنی بیان کئے تمام مفسرین جیسے بیضاوی ، جلالین ، خازن ، لباب التاویل ، مدارک ، احمدی ابو سعود وغیرہم نے بھی یہی معنے کئے ہیں - یعنی جو جانور غیر خدا کے نام پر ذبح کیا

جائے وہ حرام ہے - فقہا بھی یہ فرماتے ہیں - چنانچہ شامی باب الذبح میں ہے - کہ ذبح کے وقت کا اعتبار ہے - اس زمانہ میں بعض مفسرین نے " اُهِلَّ " کے معنی مطلق پکارنا کئے اور کہا کہ جس جانور پر زندگی میں غیر خدا کا نام پکارا جائے وہ بھی حرام ہے - اگرچہ خدا کے نام پر ذبح ہو - مگر یہ تفسیر عقلاً نقلاً غلط ہے - نقلاً تو اس لئے کہ عام مفسرین و صحابہ کرام کی تفسیر کے خلاف ہے - دیکھو دُرِ منثور ، اور کبیر ، اور رُوح البیان - عقلاً اس لئے کہ اس صورت میں آیت کا مقصود ہی بدل جائے گا کیونکہ یہ مشرکین کے ردّ میں آئی ہے - اور اب اُن کی تائید کرے گی مشرکین سمجھتے تھے کہ بتوں کے نام پر چھوڑے ہوئے جانور حرام ہو جاتے ہیں - اس آیت نے اُن کی تردید کی کہ نہیں تم جھوٹے ہو - وہ حلال ہیں - اب اس کے معنی یہ ہوئے کہ تم سچے ہو - واقعی وہ حرام ہیں - نیز اس صورت میں کوئی چیز حلال نہ رہیگی " زید کی گائے " " عمر کی بکری " - " عقیقہ کا دُنبہ " سب ہی میں غیر اللہ کا نام پکارا گیا یہ سب حرام ٹھہرے - اسی لئے ان مفسرین کو دو قیدیں اپنی جیب سے نکال کر لگانی پڑیں گی - ایک " ما " میں جانور کی قید اور " اُهِلَّ " میں تقرب کی نیت مگر قرآن میں گھر کی قید نہیں لگ سکتی - اگر " اُهِلَّ " کے معنی ذبح ہوں تو آیت بلا تکلف درست ہے نیز اس تفسیر پر لازم آئے گا کہ ہندوؤں کے سانڈ اور کفارِ عرب کے بتوں کے نام کو چھوڑے ہوئے جانور حرام ہوں - یہ قرآن کریم اور مفسرین کے خلاف ہے رب نے فرمایا -

مَا جَعَلَ اللّٰهُ مِنْ بَحِيْرَةٍ وَّلَا سَآئِبَةٍ وَّلَا وَصِيْلَةٍ وَّلَا حَامٍ وَّلٰكِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ - (القرآن)

جس سے معلوم ہوا کہ بتوں کے نام پر چھوڑے ہوئے جانوروں کا حرام جاننا کفار کا فریب ہے - پھر صاف فرمایا کہ :-

كُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ وَلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ -

جس سے معلوم ہوا کہ یہ جانور حلال ہیں - انہیں حرام جاننا شیطان کی پیروی - اس آیت مَا جَعَلَ اللّٰهُ کی تفسیر میں تفسیر فتح البیان اور نووی شرح مسلم میں ہے

کہ کفار کے حرام جاننے سے یہ جانور حرام نہ ہو گئے۔ ان آیات میں ان کے اس عقیدہ کی تردید ہے۔ تفسیر احمدی میں اس آیت وَمَآ اُهِلَّ بِهٖ کی تفسیر میں ہے کہ جو گائے اولیاء اللہ کیلئے نذر کی گئی ہو۔ جیسا کہ ہمارے زمانے میں رواج ہے وہ حلال و طیب ہے۔ کیونکہ ذبح کے وقت اس پر خدا کا نام لیا جاتا ہے۔ عالمگیری باب الذبح میں ہے۔ کہ مجوسی نے آگ کیلئے یا کافر نے بتوں کیلئے جانور پالا۔ اور مسلمان سے ذبح کرایا۔ اس نے اللہ کے نام پر ذبح کر دیا وہ حلال ہے۔ غرضیکہ یہ تفسیر قرآن وحدیث واقوال مفسرین وفقہا سب ہی کے خلاف ہے اس لئے محض باطل ہے۔ تفسیر اول ہی صحیح ہے۔

مولوی اشرف علی صاحب نے بھی اپنی تفسیر بیان القرآن میں بہت ایچ پیچ کے بعد یہ مان لیا کہ واقعی اس آیت سے اس جانور کی حرمت ثابت نہیں بلکہ سکوت ہے

(تفسیر نعیمی۔ جلد دوم مطبوعہ گجرات۔ پ بقرہ۔ ص ۸۵)

۴۶۔ تفسیر تدبر القرآن

وَمَآ اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ۔ کسی چیز کو غیر اللہ کے نام سے ذبح کرنا۔ رہی غیر اللہ کے ذبیحے کی حرمت تو اس کی وجہ اس کی باطنی گندگی ہے۔ یہ حقیقت اسلام میں اپنی جگہ پر بالکل مسلم ہے اور واضح ہے کہ شرک سب سے بڑی عقلی اور باطنی نجاست ہے۔ اس وجہ سے اگر اس کی چھوت کسی پاک چیز کو بھی لگ جاتی ہے تو وہ ناپاک ہو جاتی ہے۔

(تفسیر تدبر القرآن۔ مطبوعہ دار الاشاعت اسلامیہ لاہور

مؤلف امین احسن اصلاحی دیوبندی)

۴۷۔ تفسیر نبوی

(پنجابی)

زیر آیت وَمَآ اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ

یعنی غیر اللہ دے نام اُتے ذبح جو کیتا جاوے

اہلال دے معنی اُچی کرن آواز جلال بتاوے

تے وقت ذبح دے کہناں اُچی لیکے نام بتاں دا

تے کافر وقت ذبح دے پڑھدے آہے نام تنہاندا

اوہ چیز حرام جو وقت ذبح دے بتاں نام پکارن

یا لیکر نام نبیاں کوہ چھڈن حرام شمارن

تے وچ بیضاوی وقت ذبح دے نام صنم دا کہناں

اَیْ رُفِعَ بِهِ الصَّوْتُ عِنْدَ ذَبْحِهٖ لِلصَّنَمِ عبارت پڑھناں

تے اینویں وچ "کشاف" "مدارک" لکھی عبارت پائیں

جو کہیا نام بتاں دا لیکے وقت ذبح ناں کھائیں

وچ "جامع البیان" جو بن رب غیراں نام الایا

وقت ذبح سو خاص حرام ہرگز شک ناں پایا

وچ "در منثور" جے غیر اللہ دا نام پکاریا جائے

جو ابن عباس کولوں ابن منذر صاف روایت لیائے

مَآ اُهِلَّ اوہ جن کو دھن ابن جریر بتایا

ایہہ بھی حضرت ابن عباسوں کھری روایت لیایا

مَآ اُهِلَّ جو نام بتاں دے ذبح کر بن لیا دے

تے ابو عالیہ تحقیں حاتم اینویں پوری نقل سناوے

تے وِچ تفسیر معالم بغوی بھی اہلسنت لیایا

نال تے اندر خازن صُوفی بغدادی فرمایا

تفسیر نبوی پ۲ سورۃ البقرہ مطبوعہ مکتبہ نبویہ لاہور

مؤلف حضرت علامہ نبی بخش حلوائی رحمتہ اللہ علیہ

۴۸ - تفسیرِ نبیر (پنجابی)

زیر آیت وَمَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ

اِک مُردار تے دُوجا خون جو جاری وِچ شریاناں

تیجا گوشت خنزیر دے دا آیا وِچ بیاناں

چوتھا اُس دا گوشت کھاون کدی نہ اہل ایماناں[1]

نام اللہ دے باجھوں جہنوں ذبح کیتا شیطاناں

ایہہ ناپاک حرام ہین چارے کارن مسلماناں

اُس دے سوا حرام ناں آیا وِچ قرآن بیاناں

(تفسیر نبیر جلد اول صفحہ ۱۹ ۴ - س الانعام) -

بیشک ہے حرام تساں نوں گوشت مُردہ کھانا

دُوجا خون تے تیجا نیں گوشت سُور نال جانا

چوتھی چیز حرام جو آئی اُس دی شرح ایہہ آئی

بے تکبیر پڑھے جو اُس پا نیوں چھری چلائی

۴۹ - تفسیرِ یوسفی (زیرِ آیت جیہی فَمَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ کا یہی

مطلب بیان کیا گیا ہے کہ جو وہ جانور جس پر ذبح کے وقت غیر اللہ کا نام پکارا جائے

---

[1] اس مصرعے کا مفہوم بدلے بغیر شعری سقم دور کر دیا گیا ہے۔ صائم چشتی

[2] یہ تفسیر لکھنے والا اہلِ بیت ہے محقق ابن کثیر کی نقل کرتے ہوئے دھوکہ کھا گیا ہے۔

اب آپ حدیث کی مشہور اور معتبر کتاب موطا امام مالک رحمتہ اللہ علیہ کی ایک عبارت ملاحظہ فرمائیں۔ موطا امام مالک حدیث کی وہ عظیم کتاب ہے جس کی عظمت اور صحت کے وہ لوگ بھی پورے طور پر معترف ہیں جن کا دعویٰ ہے کہ وَمَا اُهِلَّ کو محض ذبح قرار دینا لغتِ عرب کے خلاف ہے بہر حال موطا کی عبارت پیشِ خدمت ہے۔

۵۰ - موطا امام مالک رحمتہ اللہ علیہ

قَالَ فَالْفُسُوْقُ الذَّبْحُ لِلْاَنْصَابِ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى اَوْ فِسْقًا اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ

(موطا امام مالک مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلی ۱۳۰۷ھ صفحہ ۱۵۲ - باب الوقوف العرفتہ والمزدلفہ)

ترجمہ:- فرمایا اور "فسوق" یعنی گاڑے ہوئے بتوں پر ذبح کرنا۔ واللہ اعلم۔ فرمایا اللہ تبارک و تعالیٰ نے اور فسق ہے جسے بتوں کا نام لیکر ذبح کیا جائے۔

موطا شریف کی اس عبارت کی مزید تشریح کیلئے اشفاق الرحمان کاندھلوی دیوبندی کی کتاب شرح موطا شریف کی ایک عبارت ملاحظہ فرما دیں اور ان لوگوں کی دو رُخی یا لبیسی کا ماتم کریں۔

۵۱ - شرح موطا اشفاق الرحمان دیوبندی

قال مالک والفسوق الذبح للانصاب جمع نصب لصنم یا حجارۃ تنصیب و تعبد واللہ اعلم بمراد ہ والدلیل علی

فرمایا مالک نے اور فسوق "ذبح للانصاب" جمع نصب پتھر (بت) جنہیں گاڑ لیتے تھے اور پوجتے تھے واللہ اعلم، بمرادہ اللہ دلیل اوپر اس کے یہ

ذالك ما قال الله تعالى في آخر سورة الانعام قل لا أجد فيما أوحي إلي محرما على طاعم يطعمه إلا أن يكون ميتة أو دما مسفوحا أو لحم خنزير فإنه رجس أو فسقا أهل لغير الله به فسمى الله عز اسمه ذالك فسقا

شرح موطا امام مالک اشفاق الرحمان کاندھلوی مطبوعہ مطبع نور محمد کراچی صفحہ ۴۱۱

یہ ہے کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے سورہ انعام کے آخر پر اے محبوب! فرما دیجئے میں نہیں پاتا اس میں جو میری طرف وحی ہوئی کسی کھانے والے پر کوئی کھانا حرام۔ مگر یہ کہ مُردار ہو۔ یا رگوں کا خون یا سؤر کا گوشت وہ نجاست ہے یا وہ بے حکمی کا جانور جس کے ذبح میں غیر خدا کا نام پکارا گیا۔

پس فرمایا اللہ عز اسمہ نے یہ فسق ہے۔

۵۲۔ شرح مؤطا

(وحید الزمان وہابی)

والفسوق الذبح للانصاب کے ترجمہ اور تشریح میں مولوی وحید الزمان وہابی یوں رقمطراز ہے کہ "اور فسق سے جانوروں کا بتوں کے نام پر ذبح کرنا ہے"۔ فرمایا "او فسقا اهل لغير الله به"۔ "یا فسق یہ ہے کہ جانور پر خدا کے سوا کسی کا نام پکارا جائے"۔ (خط کشیدہ عبارت وحید الزمان صاحب کی بدنیتی اور بے ایمانی کا جس طرح اظہار کر رہی ہے یہ بتلانے کی ضرورت نہیں۔ بہرحال باقی عبارت ملاحظہ ہو:۔

جھگڑا یہ ہے کہ قریش مزدلفہ میں قزح کے پاس ٹھہرتے تھے۔

اور باقی عرفات میں دونوں گروہ آپس میں لڑتے جھگڑتے تھے۔ یہ کہتے تھے کہ ہم سیدھی راہ پر ہیں اور وہ کہتے کہ ہم صحیح طریقے پر ہیں تو اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرمایا:۔

لکل امة جعلنا (الخ) ہم نے ہر امّت کے واسطے ذبح کرنے کا ایک طریقہ مقرر فرما دیا ہے کہ وہ اس طریقہ پر ذبح کیا کریں۔ انہیں ذبح کرنے میں آپ سے لڑنا جھگڑنا نہیں چاہئے آپ اپنے رب کی طرف بلاتے رہیئے۔ یقیناً آپ صحیح راہ پر ہیں۔

(موطاء امام مالک مترجم معہ فوائد ضروریہ کشف المغطا مطبوعہ کراچی ص ۲۱۲ وحید الزمان)

باقی تفسیروں سے پہلے

اگرچہ وحید الزمان وہابی نے فوائد ضروریہ کے پس پردہ بے فائدہ اور غیر ضروری تاویل کر کے اپنا مطلب نکالنے کی کوشش امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عبارت میں بھی کر لی ہے۔ تاہم سیدنا امام مالک رضی اللہ عنہ کی تفسیر ہر قسم کے شکوک و شبہات سے پاک اور واضح ترین ہے کہ وما اهل به لغير الله نصب شدہ بتوں پر بتوں ہی کے نام سے ذبح کرنے کو کہتے ہیں اور اس میں کسی بھی قسم کی تاویل کی ذرّہ برابر بھی گنجائش نہیں۔

سیدنا امام مالک رضی اللہ عنہ کی شخصیت

سیدنا امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کوئی معمولی شخصیت نہیں بلکہ فی الواقع محدثین کی پوری جماعت کے امام اور پیشرو ہیں۔ آپ تابعین کے پورے گروہ میں منفرد اور عظیم شخصیت کے مالک تھے۔ حتیٰ کہ وہابی بھی آپ کے مؤطا کو صحاح میں داخل سمجھتے ہیں۔ محدثین نے آپ کی شان میں قصائد کے انبار لگا دیئے ہیں اور آپ کی علمی عظمت و جلالت کے سامنے اپنے گھٹنوں کے ساتھ اپنے قلوب کو بھی جھکا دیا ہے۔ اور آپ کی شان میں مستقل کتابیں لکھی ہیں۔

سیدنا امام مالک رضی اللہ عنہ اور شاہ عبد العزیز رضی اللہ عنہ

ہم یہاں شاہ عبد العزیز صاحب کی امام مالک رضی اللہ عنہ کی شان میں چند عبارتیں نقل کر کے شاہ صاحب کی روح سے سوال کریں گے کہ حضرت آپ تو کہتے ہیں کہ اهل کو ذبح کا محل قرار دینا لغت عرب کے خلاف ہے اور جس عظیم ہستی کے آپ قصیدے پڑھتے ہیں وہ ذبح للانصاب کی دلیل ہی دما اهل کو بتاتے ہیں

شاہ عبدالعزیز امام مالکؓ کے حضور میں

مؤطا امام مالک! کتاب مؤطا تصنیف حضرت امام مالک است علیہ الرحمتہ کہ صاحب مذہب متبوع اند و تعریف و توصیف ایشاں بکمال شہرت فضائل و محاسن ایشاں فضول می نماید لیکن بقصد تبرک و تزئین ایں رسالہ بارہ از احوال کرامت اشتمال ایشاں نگاشتہ می آید۔ (بستان المحدثین مطبوعہ کراچی ص۱۱ شاہ عبدالعزیز)

سفیان ثوری رحمتہ اللہ علیہ کہ بشہرت ایشاں کافی ست از تعریف و توصیف ایشاں روزے در مجلس امام مالک حاضر شد و عظمت و جلال و ہیبت و شوکت آں مجلس و وفورِ انوار و برکات آں را مشاہدہ فرمودند و ایں قطعہ در مدح امام انشا نمودند

اُس قطعے کا ترجمہ ہے کہ:۔

"اگر امام مالک جواب دینا چھوڑ دیں تو سب سائل اپنا سر نیچے کئے بیٹھے رہیں۔ آپکی ہیبت سے دوبارہ نہ پوچھ سکیں۔ وقار آپکا ادب کرتا تھا اور آپ پرہیزگاری کی بادشاہت پر عزت کے ساتھ متمکن تھے۔ عجیب بات یہ تھی کہ آپ کی اطاعت کی جاتی تھی حالانکہ آپ بادشاہ نہیں تھے۔

بشر حافی رحمتہ اللہ علیہ کہ یکے از مشاہیر صوفیا و اہل اللہ است می فرمائد کہ از جملہ زینتِ دنیا ایں نعمت ہم است کہ شخصے بگوید حَدَّثَنَا مَالِكٌ یعنی ابہت و شوکت امام مالک بایں درجہ رسیدہ است کہ شاگردے اُو را از مفاخرِ دنیوی می شمردم باوصف آنکہ از وسائلِ آخرت و امورِ دین است"

(بستان المحدثین۔ شاہ عبدالعزیز صفحہ ۲۲)

یہ تفاوت

کسقدر حیرت و استعجاب کی بات ہے کہ ایک طرف تو شاہ عبدالعزیز صاحب سیدنا امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تعریف و توصیف میں اس عقیدت و احترام کیساتھ رطب اللسان ہیں اور دوسری طرف اُھِلَّ کو ذبح کا محل ماننے پر بھی تیار نہیں بلکہ اسکو لغتِ عرب کے خلاف اور قرآنِ مجید کی تحریف کے مترادف قرار دیتے ہیں۔ کیا شاہ صاحب در پردہ امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھی اس فتویٰ کا شکار نہیں کر رہے ہیں کہ وہ تو لغتِ عرب سے بھی محروم تھے اور قرآن مجید کیخلاف تاویلات قائم کرنے والے ہیں معاذ اللہ

اب شاہ ولی اللہ کی شرح مؤطا ملاحظہ ہو!۔

۵۳۔ مصفّٰی شرح مؤطا امام مالکؓ (فارسی)

قال اللہ تعالیٰ حرمت علیکم المیتۃ والدّم و لحم الخنزیر وَمَا اُھِلَّ لِغَیْرِ اللّٰہِ بِہٖ۔ حرام کردہ شد بر شما خود مردہ و خون مسفوح و گوشت خوک آنچہ آواز بلند کردہ شد بنام غیر خدا تعالیٰ بوذبح او۔ (مصفّٰی ص۱۷۳ جلد دوم مصنفہ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی)

فرمایا اللہ تعالیٰ نے حرام کیا تم پر مردار اور خون گوشت خنزیر کا اور مَا اُھِلَّ لِغَیْرِ اللّٰہِ بِہٖ وہ جانور جس پر ذبح کے وقت سوائے اللہ تعالیٰ کے آواز بلند کی جائے۔

۵۴۔ مسوّٰی شرح مؤطا امام مالک (عربی)

وَمَا اُھِلَّ لِغَیْرِ اللّٰہِ بِہٖ۔ ای ذکر اسم غیر اللہ عند ذبحہ۔ مسوّٰی شرح مؤطا۔ مصنّف حضرت شاہ ولی اللہ محدّث دہلوی ص۱۷۴

وَمَا اُھِلَّ لِغَیْرِ اللّٰہِ بِہٖ یعنی ذکر کرنا غیر اللہ کے نام کا وقت اُسکے ذبح کے۔

۵۵۔ مراح لبید تفسیر النّووی

وَمَا اُھِلَّ بِہٖ لِغَیْرِ اللّٰہِ۔ فما! موصول وبہٖ نائب لفاعل۔ والباء؟ بمعنی فی مع حذف والمعنی! وما صیح فی ذبحہٖ لغیر اللہ۔ والکفّار یرفعون الصوت لآلھتھم عند الذبح۔ (مراح لبید تفسیر النووی۔ مطبوعہ مصر۔ سورۃ بقرہ۔ صفحہ ۴۴)

وَمَا اُھِلَّ لِغَیْرِ اللّٰہِ بِہٖ (المائدۃ) ای ومارفع الصوت لغیر اللہ عند ذبحہ وکانوا یقولون عند الذبح باسم اللات والعزّٰی۔ (مراح لبید تفسیر النووی۔ مطبوعہ داراحیاء الکتب مصر۔ جلد اوّل۔ صفحہ ۱۹۶ مؤلفہ محمّد نووی الجاوی سیّد العلماء الحجاز)

وَمَا اُھِلَّ بِہٖ لِغَیْرِ اللّٰہِ۔ پس ما موصول۔ اور بہٖ نائب لفاعل اور باء بمعنی فی مع حذف مضاف اور معنی۔ اور ما! صیح اُس کا ذبح غیر اللہ کے نام سے۔ اور کفّار آواز بلند کرتے تھے اپنے معبودوں کا وقت ذبح کے۔

وَمَا اُھِلَّ بِہٖ لِغَیْرِ اللّٰہِ۔ یعنی وَمَا! آواز بلند کرنا غیر خدا کے نام کی وقت اُس کے ذبح کے۔ اور تھے وہ کہتے (کفّار) وقت ذبح کے لات اور عزّیٰ (بتوں) کے نام سے۔

★

۵۶۔ کتاب الوجیز تفسیر قرآن العزیز

وَمَا اُھِلَّ بِہٖ لِغَیْرِ اللّٰہِ۔ یعنی ماذبح

وَمَا اُھِلَّ بِہٖ لِغَیْرِ اللّٰہِ۔ یعنی ذبح کرنا

للاصنام فذکر علیه غیر اسم الله عزّ و جلّ۔ (کتاب الوجیز تفسیر قرآن العزیز۔ جلد اوّل صفحہ ۴۴۔ سورہ بقر۔ مؤلّفہ امام ابوالحسن علی بن احمد و احد۔ متوفی ۴۶۸ھ)

بتوں کیلئے اور ذکر کرنا اُوپر ذبیحہ کے نام اللہ کے سوا کا یعنی بتوں کے نام سے ذبح کرنا۔

★

۵۶۔ تفسیر کشف المجوبین

وَمَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ ۔ ماموصولا ومحلها النصب عطفا علی المیتة والباء فی به بمعنی فی ولابد من حذف مضاف ای فی ذبحه۔ (تفسیر کشف المجوبین جلد اوّل ص۸۹ مؤلفہ علامہ محمد سعد اللہ القندھاری مطبع محمدی بمبئی)

وَمَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ ۔ ما موصولا اور اس کا محل ہے نصب (گاڑنا) عطف ہے اُوپر مُردار کے۔ اور باء۔ فی۔ بہ بمعنی فی اور لازماً حذف مضاف سے ہے۔ یعنی بیچ ذبح اُس کے۔

۵۷۔ تفسیر مجدّدی المعروف رَؤفی

وَمَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ ۔ اور جو جانور رکہ ذبح کیا جائے بنام غیر خدا۔

معلوم ہووے کہ اکثر ان لوگوں کو اس آیت کے معنی میں مُفسدوں کے بہکانے سے شک پڑتا ہے۔ سو ہم یہاں اس کی تفصیل احقاق الحق میں سے کئی تفسیروں کی عبارت کے ساتھ نقل کرتے ہیں۔ الخ

"اس کے آگے تفسیر جلالین، بیضاوی، حسینی، کشّاف، جامع البیان، دُرِّ منثور، معالم التنزیل، تفسیراتِ احمدیہ وغیرہ کی وہ عبارات نقل کی گئی ہیں جو آپ گذشتہ اوراق میں پڑھ چکے ہیں (مصنّف)۔

اور پھر لکھا ہے "یہاں سے صاف معلوم ہوا کہ جو گاؤ اولیاء کے نام سے نذر کی جاتی ہے جیسا کہ اس زمانے میں رسم ہے۔ سو حلال طیّب ہے۔ کیونکہ ذبح کے وقت اُس پر کچھ غیر خدا کا نام نہیں لیا جاتا۔ اگرچہ اُن کے نام سے اُن کو نذر کرتے ہیں۔ اور یہ بھی لکھا ہے کہ خاص نذر خدا

کے واسطے ثابت ہے۔ غیر کیلئے نہیں۔ اس لئے ذبیحہ اپنی اصلی حلیّت پر قائم رہا۔ پھر جب ذبح کرتے وقت اللہ کا نام لیا جائے۔ یعنی بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُ اَكْبَرْ کہہ کر ذبح کیا تو بے شک حلال ہے ۔ انتہی۔

اگر کسی نے ذبح کرتے وقت عمداً خدا کا نام نہ کہا تو ابُو حنیفہؒ کے یہاں وہ ذبیحہ ناجائز ہے۔ اور شافعی صاحبؒ کے یہاں حلال ہے۔ اگر سہواً ذبح کرتے وقت خدا کا نام بھول گیا تو بالاتفاق حلال ہے۔

جاننا چاہیئے کہ تفسیر فتح العزیز میں کسی عدُو نے الحاق کر دیا ہے۔ اور یُوں لکھا ہے کہ اگر کسی بکری کو غیر کے نام سے منسوب کیا ہو تو بِسْمِ اللّٰهِ اَكْبَرْ کہہ کر ذبح کرنے سے وہ حلال نہیں ہوتی۔ اور غیر خدا کے نام کی تاثیر اُس میں ایسی ہو گئی ہے کہ اللہ کے نام کا اثر ذبح کے وقت حلال کرنے کے واسطے بالکل نہیں ہوتا۔ سو یہ بات کسی نے ملا دی ہے۔

خود مولانا، مُرشدنا حضرت شاہ عبدالعزیز صاحبؒ کبھی ایسا سب مفسّرین کے خلاف نہ لکھیں گے۔ اور اُن کے مُرشد اور اُستاد اور والد حضرت مولانا شاہ ولی اللہ صاحبؒ نے فوز الکبیر فی اصول التفسیر میں مَا اُهِلَّ کے معنی مَا ذُبِحَ لکھا ہے۔ یعنی ذبح کرتے وقت جس جانور پر بُت کا نام لیوے سو حرام ہے اور مُردار کے جیسا ہے۔ اور بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُ اَكْبَرْ کہہ کر ذبح کیا۔ سو کیونکر حرام ہوتا ہے۔

بعضے نادان تو نبی علیه الصّلوٰة والسّلام کے مُولد شریف کی نیاز حضرت پیران پیر کی نیاز اور ہر اک شہداء و اولیاؒ کی نیاز فاتحہ کے کھانے کو بھی حرام کہتے ہیں اور یہ آیت دلیل لاتے ہیں کہ غیر خدا کا نام جس پہ لیا گیا سو حرام ہے۔ واہ وا کیا عقل ہے ایسا کہتے ہیں اور پھر جا کر کھاتے ہیں۔

(تفسیر رَؤفی مطبوعہ ۱۳۰۵ھ در مطبع الناصری ختم الکلیم بمبئی ص ۱۳۸/۱۳۹)

٥٨۔ تفسیر ابنِ عربیؒ

"وَمَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ" اي رفع الصوت بذبحه لغير الله ۔ يعني ما قصد بذبحه و اكله الشرك لمنافاته التوحيد ۔

تفسیر ابن عربیؒ مطبوعہ مصر جلد اوّل صفحہ ١٠٨

مؤلفہ شیخ اکبر محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ٦٣٨ھ

وَمَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ ۔ یعنی آواز بلند کرنا اُس کے ذبح میں غیرِ خدا کی ۔ یعنی ارادہ کرنا اُس کے ذبح کا اور کھانا اُس کا شرک ہے اور منافی توحید کے ہے ۔

★

٥٩۔ تفسیر کشف الاسرار وعُدّۃ الابرار

(النوبۃ الاولیٰ) وَمَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ ۔ و آنچہ بر کشتن آں معبودِ دیگر جز از خدائے نام برند ۔

(پہلی نوبت) وَمَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ اور وہ جس کے ذبح کے وقت خدا کے سوا معبودانِ باطل کا نام پکارا جائے ۔

النوبۃ الثانیہ

وَمَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ ۔ کافراں بر کشتن جانور نامِ معبودِ خویش می بردند ۔ بآوازہ کہ می برداشتند ۔ ربّ العٰلمین گفت آں جانور کہ بر کشتن آں نامِ معبودے جز از خدائے بردند هم حرام است ۔ چوں مردار و آں ذبح بکار نیست ۔

تفسیر کشف الاسرار وعُدّۃ الابرار جلد اوّل ص٤٥٥

مؤلفہ ۔ للشیخ الاسلام خواجہ عبداللہ انصاری المعروف پیرِ ہرات متوفی ٤٨١ھ

دوسری نوبت

وَمَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ ۔ کفّار ذبح کرتے تھے جانور اپنے معبودوں کے نام سے اور آواز بلند کرتے تھے بتوں کے نام کی ۔ تو ربّ العٰلمین نے فرمایا وہ جانور جو ذبح کیا سوائے خدا کے معبودانِ باطل کے نام سے حرام ہے مثل مُردار کے ۔ اور وہ ذبح کار آمد نہیں یعنی بیکار ہے ۔

○

٦٠۔ تفسیر ضیاء القرآن

پیر کرم شاہ ۔ فاضل جامع ازہر

وَمَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ ۔ میں نے اس کا ترجمہ کیا ۔ وہ جانور جس پر بلند کیا گیا ہو ذبح کے وقت غیر اللہ کا نام ۔ میں نے اس ترجمہ میں حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے فارسی ترجمہ کا اتباع کیا ہے ۔ قرآن مجید میں یہ آیت چار بار آئی ہے اور ہر جگہ حضرت شاہ صاحب نے یہی ترجمہ کیا ہے ۔ اور مَا اُهِلَّ کے لفظی ترجمہ میں وقتِ ذبح کی قید کو ہمیشہ ملحوظ رکھا ہے ۔ مثلاً آپ نے اس آیت کا ترجمہ "و آنچہ آواز بلند کردہ شود در ذبح وے بغیرِ خدا" کے لحاظ سے کیا ہے ۔ (فتح القرآن) اور تمام مفسرین کرام نے اس آیت کا یہی معنی بیان فرمایا ہے ۔ میں امام ابوبکر جصاص کی عبارت نقل کرنے پر اکتفا کرتا ہوں :۔

" ولا خلاف بين المسلمين ان المراد به الذبيحة اذا اهلّ به لغير الله عند الذبح " یعنی سب مسلمان اس پر متفق ہیں کہ اس سے مُراد وہ ذبیحہ ہے جس پر ذبح کے وقت غیر اللہ کا نام لیا جائے ۔ مزید تحقیق کیلئے ملاحظہ ہوں تفاسیر قرطبی ، مظہری ، بیضاوی روح المعانی ، ابن کثیر و کبیر وغیرھا ۔ بعض لوگ ان چیزوں اور جانوروں کو بھی حرام کہہ دیتے ہیں جن پر کسی ولی یا نبی کا نام لے دیا جائے ۔ خواہ ذبح کے وقت اللہ کے نام سے ہی ذبح کیا جائے ۔ کیونکہ اس طرح مشرکین کے مُشرکانہ طرزِ عمل سے تشبیہ ہو جاتی ہے ۔ کیونکہ وہ بھی اپنے بتوں کا نام لے دیا کرتے تھے ۔ لیکن اگر انصاف کی نظر سے دیکھا جائے تو مسلمانوں کے اس عمل کو مُشرکین کے عمل سے ظاہری یا باطنی ، صوری یا معنوی کسی قسم کی بھی مشابہت نہیں ۔ کفّار جب ایسے جانوروں کو ذبح کرتے تھے تو اپنے بتوں کا نام لیکر اُن کے گلے پر چھری پھیرتے وہ کہتے بِسْمِ اللّات والعُزّٰی ۔ یعنی لات اور عُزّٰی کے نام سے ہم ذبح کرتے ہیں ۔ اور مسلمان ذبح کے وقت اللہ تعالےٰ کے نام کے سوا کسی کا نام لینا گوارا ہی نہیں کرتا ۔ اسلئے ظاہری مشابہت نہ ہوئی ۔ نیز کافر ان جانوروں کو ذبح کرتے تو ان بتوں کی نیت سے اُن کی جان تلف کرتے ۔ کسی کو ثواب پہنچانا مقصود نہ ہوتا ۔ اور مسلمان کسی غیرِ خدا کی عبادت کیلئے یا کسی کی خاطر ان کی جان تلف نہیں کرتے ۔ بلکہ اُن کی نیت یہی ہوتی ہے کہ اس جانور کو اللہ کے نام سے

ذبح کرنے کے بعد یا یہ کھانا پکانے کے بعد فقراء اور عام مسلمان کھائیں گے۔ اور اس کا جو ثواب ہوگا فلاں صاحب کی روح کو پہنچے۔ واضح ہوگیا کہ مسلمانوں کے عمل اور کفار کے طریقہ میں زمین و آسمان سے بھی زیادہ فرق ہے۔

ہاں اگر کوئی ذبح کرتے وقت غیر خدا کا نام لے یا کسی غیر خدا کی عبادت کیلئے کسی جانور کی جان تلف کرے تو اس چیز (جانور) کے حرام ہونے اور ایسا کرنے والے کے مشرک و مرتد ہونے میں کوئی شک نہیں۔ اگر مقصد صرف ایصالِ ثواب جیسے ہر کلمہ گو کا مقصد ہوا کرتا ہے۔ تو اس کو طرح طرح کی تاویلات سے حرام کہنا اور مسلمانوں پہ شرک کا فتوے دیتے چلے جانا کسی عالم کو زیب نہیں دیتا۔

(تفسیر ضیاء القرآن ص۴۳ ۔مؤلفہ پیر کرم شاہ صاحب فاضل جامعہ ازہر)

۶۱۔ تفسیر توضیح القرآن

وَمَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ۔ سورہ بقرہ۔ ذبیحہ وہی حلال ہے جسے اسلامی طریقہ سے ذبح کیا گیا ہو۔ اور اگر اُس کے ذبح کے وقت اللہ کے سوا کسی اور کا نام لیا جائے تو حرام ہوگا۔ (مختصر تفسیر توضیح القرآن ص۲۳۹ مؤلفہ شیخ محمد اقبال)

۶۲۔ فوز الکبیر فی اصول التفسیر

شاہ ولی اللہؒ

شاہ ولی اللہ صاحب نے فوز الکبیر فی اصول التفسیر میں مَا اُهِلَّ کے معنی مَا ذُبِحَ لکھا ہے یعنی ذبح کرتے جس جانور پر بُت کا نام لیوے سو مُردار اور حرام ہے۔

(فوز الکبیر فی اصول التفسیر شاہ ولی اللہؒ ۔ تفسیر رؤفی ص۱۳۹)

۶۳۔ تفسیر چشتیہ[1] (منظوم پنجابی)

لفظ وَمَا اُهِلَّ دا مطلب دسیا سب تفسیراں
ذبح ویلے جو غیر اللہ دیاں پڑھدے سن تکبیراں

بُتاں خاطر کافر جیہڑے ہین خون بہاوندے
بُتاں لئی بُتاں دے تھاں تے جا کے چھری چلاوندے

بُتاں دا ناں لیکے مشرک ذبح جو کرن ذبیحے
اوہ حرام ذبیحے بیشک شک ایہدے وچ کی اے

اوہ ذبیحے بھینٹ چڑھاوناں ہیسی قصد کفاراں
گوشت کھانا مقصد نہیں سی کفاراں دیاں کاراں

کُل اصحابؓ تے تابعیؒ سارے کرن ایہو تفسیراں
لکھدے آئے کُل مفسر ایہو ای تحریراں

ذبح کفار اُهِلَّ تائیں نبی دے کہن صحابی
کہن اُهِلَّ کھیراں حلوے اج دے کُل وہابی

پیاوہابیاں دے وچ گھر دے وَحدا ساز اُهِلَّ
کرونے جاندے کھیراں حلوے، نذر، نیاز اُهِلَّ

---

[1] مصنف کتاب ہذا جناب حاتم چشتی کی زیرِ طبع پنجابی نظم میں تفسیرِ قرآن تفسیر چشتیہ کا ایک ورق۔
(ادارہ)

مَا اُھِلَّ، ذبح کفاراں دسدے نے اصحابی
دسدے ایہو حضرت معمرؓ اتے قتادہ تابعی

ابن عباس، کبیر، جصاص تے آیا وچ بیضاوی
ذبح کفار وَمَا اُھِلَّ اے وچ کشاف تے صاوی

ابن جریر، مدارک، خازن، ابو سعود چے آیا
وَمَا اُھِلَّ ذبح کفاراں سبھناں نے فرمایا

قطب طلال، مراغی، مظہری، بحر محیط چے آوے
بتاں لئی بتاں دے ناں تیں ذبح جو کیتا جاوے

روح البیان تے روح المعانی جمل دی ایہو فرماوے
درِ منثور تے قرطبی وچ وی ایہو ای مطلب آوے

مفرد، فتح الرحمٰن، معالم تے عمدہ تفسیروں!
ایہو مطلب ظاہر ہندا ہے سب دی تحریروں

ہے اجماع جمہور مفسراں شک شبہ نہیں کوئی
گل آیت دے شان نزولوں ایہو ای ظاہر ہوئی

بتاں لئی بتاں دے ناں تے ذبح جو کیتا جاوے
مَا اُھِلَّ اوس ذبیحے نوں خالق فرماوے

ختم درود گیارہویں ہرگز مَا اُھِلَّ ناہیں
کرن حرام حلال نوں لوکی پیکے پٹھے راہیں

وَمَا اُھِلَّ کا آخری موڑ

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے لیکر اب تک کی گئی متعدد تفاسیر آپ ملاحظہ فرما چکے ہیں۔ ان تفاسیر میں چند تفسیریں وہابیہ کے پیشرؤوں کی بھی پیش کی گئی ہیں۔
مثلاً شوکانی کی فتح القدیر۔ صدیق حسن بھوپالی کی فتح البیان۔ ابن تیمیہ کی کتاب صراط مستقیم اور ابن کثیر وغیرہ۔ متقدمین کی دیگر تفاسیر کی طرح وہابیہ کی تفسیریں بھی ہمارے دعویٰ کی صداقت پر دلالت کرتی ہیں کہ شاہ عبدالعزیز صاحب سے پہلے کسی بھی مفسر کو یہ جرأت نہیں ہو سکی کہ وَمَا اُھِلَّ بِہٖ لِغَیْرِ اللہِ کا مطلب بیان کرتے وقت عندالذبح کی قید کا یوں مذاق اڑاتا کہ عندالذبح کی قید تحریف قرآن کے مترادف ہے اور یہ کہ اُھِلَّ کو ذبح کا محل بنا دینا لغت عرب کے خلاف ہے۔
بہر حال اسے تائید ایزدی ہی سمجھئے اور یہ اللہ تبارک و تعالیٰ کا خاص احسان اور اس کے پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی نگاہ عنایت کا فیضان ہی تھا۔ جس نے ہمارے دعوے کی صداقت کو آفتاب نصف النہار سے بھی زیادہ روشن اور منور فرما دیا۔

حق تو یہ ھے

کہ اب اس مسئلہ کو یہیں پر ختم کر دیا جائے اس لئے کہ حق واضح ہو چکا ہے۔ تاہم ابھی چند معمولی معمولی الجھنوں کا رفع کرنا ضروری معلوم ہوتا ہے۔ جیسا کہ ہم سابقہ اوراق میں یہ وضاحت کر چکے ہیں کہ شاہ عبدالعزیز صاحب اور ان کے صرف اس مسئلہ میں مقلدین نے وَمَا اُھِلَّ بِہٖ لِغَیْرِ اللہِ کی تفسیر کرتے وقت مختلف ہتھکنڈوں سے اپنے مقصد میں کامیاب ہونے کی ناکام کوشش کی ہے۔

وہابیہ کے پیچ و تاب

یعنی کبھی تو اس تفسیر کی آیت یوں بیان کی ہے کہ:۔
" تمام اشیاء خواہ کھانے پینے کی ہوں یا پہننے کی یا اور طرح کے استعمال کی جب ان پر غیر اللہ کا نام پکارا تو وہ حرام ہے۔"

اور پھر ساتھ ہی یہ لکھ دیا کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ :-

"جس جانور پر غیر اللہ کا نام پکارا گیا وہ حرام ہے"

شائد اس پر بھی تسلی نہیں ہوئی۔ اس لئے ان کا پارے کی طرح تڑپتا ہوا دل اور لرزتا ہوا قلم یوں کروٹ بدلتا ہے کہ :-

"وہ جانور حرام ہے جسے غیر اللہ کے تقرب کیلئے نامزد کیا جائے"

اور پھر نامزد کی خود ساختہ دلیلیں پیش کرتے کرتے فوراً ایک نیا رُخ اختیار کرتے ہوئے یوں بوقلمونی کی ہے :-

"کہ وہ جانور حرام ہے جسے غیر اللہ کیلئے ذبح کیا جائے" جیسے گیارہویں شریف کا بکرا وغیرہ۔

اور پھر آخری سطور پہ ان کا لرزہ بر اندام قلم یوں پھسلتا ہے کہ :-

"چونکہ علماء نے یہ فتویٰ بھی نقل کیا ہے کہ سلطان اور رئیس کی آمد پر اُن کے تقرب کیلئے جانور ذبح کرنا حرام ہے"

اور پھر ان کے مڑے تڑے مرفوع القلم قلم کی آڑی ترچھی اور پھسلتی ہوئی تحریریں یوں ہوتی ہیں کہ :-

"اللہ تعالٰی نے ایسے جانوروں کو حرام قرار دیا ہے جن کو کفار اپنے بتوں کے ٹھکانوں پر ذبح کرتے تھے۔ لہٰذا جو لوگ اپنے مشائخ کے عرائس کے موقعہ پر اُن کے آستانوں پر جانور، غلہ اور کپڑے وغیرہ لے جاتے ہیں وہ مثل مُردار، حرام اور خنزیر کی طرح ہیں"

کسقدر یہ لوگ فتنہ باز ہیں

رنگ رنگ کی ان بولیوں سے چند ایک جواب قارئین گذشتہ اوراق میں ملاحظہ فرما چکے ہیں اور چند اُلٹ پھیر جو ابھی باقی ہیں اُن کے جواب ملاحظہ فرماویں :-

یہ تو آپ اچھی طرح جان ہی چکے ہیں کہ صحابہ کرام اور جمہور مفسرین کی تفسیر کے مطابق وَمَا اُهِلَّ کی زد میں وہ جانور آتے ہیں جنہیں کفار یا تو اپنے بتوں کا نام

لیکر بتوں ہی کیلئے ذبح کرتے تھے یا پھر وہ جانور جنہیں بتوں کی بھینٹ چڑھانے کیلئے اُس جگہ بتوں کے نام سے ذبح کرتے تھے جہاں بت گڑے ہوئے ہوتے تھے۔ تاکہ وہ اپنے اُن معبودانِ باطل کی خوشنودی حاصل کر سکیں۔

نو مولود مفسرین

لیکن نو مولود مفسرین کی لمبی قطار کے پیش نظر چونکہ اپنی مطلب برآری اور سوادِ اعظم اہلسنت کی دلآزاری تھی۔ اس لئے اُنہوں نے تضاد بیانی کی پرواہ کئے بغیر متعدد مختلف قسم کے متضاد الجھاؤ پیدا کرنے میں نہایت شرمناک طریقہ کو اپناتے ہوئے اپنی پوری قوتوں کو صرف کرتے ہوئے جس جس طریقہ سے بھی فریب دیا جا سکتا تھا اُس میں کوئی کسر باقی نہ اُٹھا رکھی۔

مثلاً اُنہیں اچھی طرح معلوم تھا اور ہے کہ کوئی مسلمان چاہے اُسے اولیاء اللہ سے کتنی ہی عقیدت و محبت کیوں نہ ہو جانور کو ذبح کرتے وقت بسم اللہ اللہ اکبر ہی پڑھے گا۔

اور چونکہ آیت کا مطلب یہ ہے کہ وہ جانور حرام ہے جس کو ذبح کرتے وقت غیر اللہ کا نام پکارا جائے۔ اس لئے وہ اس صورت کو صاف گول کر گئے اور اس کی دوسری صورت اپنی طرف سے پیدا کر دی کہ جس جانور کو غیر اللہ کیلئے نامزد کر دیا جائے وہ حرام ہے۔

حالانکہ ان کا یہ خود ساختہ اجتہاد نہ صرف یہ کہ محض زعم باطل کی حیثیت رکھتا ہے۔ بلکہ قرآن مجید کی نصوص صریحہ و قطعیہ سے واشگاف طور پر متحارب و متصادم ہے۔ جیسا کہ آپ بحیرہ و سائبہ وغیرہ غیر اللہ کے لئے نامزد کئے ہوئے جانوروں کی حلت کے متعلق سابقہ صفحات میں پڑھ چکے ہیں۔

وہابیہ کی شطرنج کا آخری مہرہ

ڈوبتے کو تنکے کے سہارے کے مطابق اب ان لوگوں کے پاس آخری راستہ یہی تھا کہ اگر کوئی شخص ہماری شطرنج بازی کے مختلف مہروں سے باخبر بھی ہو جائے تو اس آخری چال سے نہیں بچ سکے گا۔

"یعنی وہ جانور حرام ہے جو غیر اللہ کیلئے ذبح کیا جاوے"

اور اس کیلئے وہ جمہور مفسرین کی تفاسیر کے اقتباس بھی پیش کر دیں گے۔ جیسا کہ آپ پڑھ چکے ہیں کہ کفار اپنے بتوں کیلئے جو جانور ذبح کرتے تھے وہ حرام ہیں۔

پس یہی ایک جملہ ایسا تھا جس کو معمولی سی ردّ و بدل کے ساتھ پیش کر کے سادہ لوح عوام کے ساتھ ساتھ جدید تعلیم سے بہرہ ور حضرات کو فریب دیا جا سکتا ہے۔

ہمیں یہ ماننے میں ہرگز تامل نہیں کہ وہابیہ نے عقلی شطرنج کے اس مُہرہ کی بدولت اپنے ہولناک مقاصد میں بظاہر خاطر خواہ کامیابی بھی حاصل کر لی ہے۔ خاص طور پر جدید مفسروں کے ان جدید شعبدوں نے علومِ جدید حاصل کرنے والوں کو بہت بُری طرح متاثر کیا ہے اور بات محض اثرات قبول کر لینے تک ہی محدود نہیں رہی بلکہ عملی صورت اختیار کر گئی ہے۔

جدّت پسندوں کی اختصار پسندی

دُرِّ معانی یا کانچ کے الفاظ

چونکہ ہمارے اس پڑھے لکھے طبقہ کے لوگ اصدافِ الفاظ میں چھپے ہوئے حقائق و معارف اور حُسنِ معانی کے انمول موتیوں کو تلاش کر کے اپنے دامانِ نگاہ و قلب کی جلا کا سامان پیدا کرنے کے بجائے کانچ کے ٹکڑوں کی طرح چمکتے دمکتے الفاظ کی عارضی روشنی میں اپنی نگاہوں کو خود ہی خیرہ کر لیتے ہیں اور ظاہری خوبصورتی پر فریفتہ ہو جاتے ہیں۔

ویسے بھی یہ لوگ ضرورت سے زیادہ ہی اختصار پسند واقع ہوئے ہیں اسقدر اختصار پسند کہ دینی لوازمات کو مختصر سے مختصر دیکھنا چاہتے ہیں یا یہ چاہتے ہیں کہ شرعی حدود سمٹ سمٹا کر ان کے ذہنوں میں گُم ہو جائیں۔ نہ صرف یہ بلکہ تن آسانی اور مادہ پرستی کو دینی سعی و جہد اور روحانی اقدار پر ترجیح دینے سے بھی نہیں ہچکچاتے۔

سچ تو یہ ہے کہ یہ طبقہ اپنے طور پر بھی مذہبی پابندیوں کو توڑ ڈالنے کیلئے تمام تر مادی وسائل اور عقلی ذرائع بروئے کار لا چکا ہے۔ اس طبقہ کے لوگ یہ نہیں جانتے کہ مذہبی قیود ات اور شرعی پابندیوں سے پیچھا چھڑانے کی کوشش مکمّل تباہی کا راستہ ہے۔ ان کی مادہ پرستی نے ان کے ذہنوں کو اس قدر پراگندہ کر دیا ہے کہ ان کو تمام تر روحانی قدریں ایک فریب اور سراب معلوم ہیں۔

عیش و عشرت کی فراوانی اور مغربی تعلیم کے زہریلے مادے نے ان کے لاشعور میں نہ جانے ایسے کون سے اثرات مرتب کر دیئے ہیں جن سے ان لوگوں کو یہ بھی احساس نہیں ہوتا کہ دین سے اس قدر بے اعتنائی اور اعراض ان کو دین سے دُور کر رہا ہے۔ اور دین سے دُوری کا نام دہریت اور لادینیّت ہوتا ہے:-

"اور کم از کم مسلمانوں کی اولاد کیلئے تو بے دین کے نام سے موسُوم ہونا ایک گالی ہے۔"

کاش! یہ ہمارا پڑھا لکھا طبقہ وقت کے موجودہ مسائل اور جدید تقاضوں کا حل قرآن مجید کی آیاتِ بیّنات اور فرامینِ مصطفیٰ صلّی اللّٰہ علیہ وآلہٖ وسلّم سے تلاش کرتا اور بجائے اس کے کہ اپنی ذہنی اختراعوں کو خدا اور رسُول کے ارشادات پر مسلّط کرتا۔ قرآن و سُنت کی متابعت کو اپنا شعار بناتا اور حق تعالےٰ کی اُن بیشمار نعمتوں سے سرفراز ہوتا جن کیلئے خدا تعالیٰ عزّ و جلّ کا ارشاد ہے کہ مجھ سے یُوں دُعا کیا کرو صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ۔ یعنی یا اللّٰہ ہمیں اُن لوگوں کی راہ پر چلا جن پر تُو نے انعام کیے

کاش ایسا ہوجاتا

اور یہ لوگ نیچریوں، معتزلیوں اور جبریہ، قدریہ کی طرح عقلی فلسفے کا شکار ہو کر نئی نئی پگڈنڈیاں بنانے کی بجائے دین کی اُن مقدّس شاہراہوں پر گامزن رہتے جن کو صحابہ کرام، آئمہ اہلبیت تابعین و تبع تابعین و دیگر علمائے متقدّمین قرآن و سُنّت کی روشنی میں استوار کرتے رہے۔ اور رسُول اللّٰہ صلّی اللّٰہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے ارشادات کے مطابق قرآن مجید کے دامن میں چھپے ہوئے اُن بیش بہا اور انمول موتیوں کی نشاندہی کرتے رہے جن کی آب و تاب میں قیامت تک اضافہ ہوتا چلا جائے گا اِنْشَاءَ اللّٰہُ الْعَزِیْز۔

قارئین سے معذرت کیساتھ

مجرم کون ؟

ہم قارئین سے معذرت خواہ ہیں کہ زیر بحث مسئلہ کے درمیان ایک نیا موضوع چھڑ گیا لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ اس بنیادی موضوع کو نظر انداز کر دیا گیا ہے۔
یہ تو دُکھے ہوئے دل کی بات تھی جو غیر ارادی طور پر نوکِ خامہ پر آگئی۔
دراصل بات یہ کرنا تھی کہ ہمارے جدید تعلیم سے بہرہ اندوز حضرات کو اختصار پسندی پر مائل کرنیوالا گروہ انہی جدید مفسّرین کا گروہ ہے۔ اور یہ انہی حضرات کی مہربانیاں ہیں کہ یہ لوگ عوام کے دلوں سے خداوند تعالیٰ جلّ و علا اور اُس کے پیارے محبُوب صلّی اللہ علیہ و آلہٖ وسلّم و دیگر انبیائے کرام اور اولیائے عظام کی اُس عظمت کے نقوش بتدریج مٹاتے چلے گئے۔ جس کے تصورات و احساسات سے قلوب و ارواح کو ایک ایسا اطمینان اور ایسا سکون حاصل ہوتا ہے۔ جس سے پورا جسم بھی وجدان و کیفیات کی لذات میں ڈوب جاتا ہے۔

ایسا کیوں ہُوا ؟

یہ کیوں کیا گیا، اس کا پس منظر اور محرکات کیا ہیں۔ یہ مضمون ایک طویل بحث کا

متقاضی ہے اور یہ کتاب ان طویل مضامین کی متحمل بھی نہیں ہو سکتی اسلئے دانستہ طور پر اس سے اعراض و احتراز کیا جاتا ہے۔ بتانا صرف یہ ہے اسلام نے انذار و استبشار اور اُمید و بیم کے درمیان نشو و نما حاصل کی ہے۔ اور حقیقت بھی یہی ہے کہ "اَلْاِیْمَانُ بَیْنَ الْخَوْفِ وَالرِّجَاء"۔ لیکن جدید عوام کو ذریعہ نجات سمجھنے والے حضرات کے پیشوا سر سید احمد خاں اور اُن کے ہمنواؤں نے اس بنیادی تصور کی دھجیاں بکھیر کر رکھ دیں۔ اور ایک ایسے پیچیدہ راستے کا تعین کر دیا جس پر چلنا گمراہی اور تباہی کے سوا اور کچھ نہیں۔ مودودی اور اس کے معتقدین نے نہایت خطرناک طریقہ سے انبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام اور اولیا کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی محبت کو شرک سے موسوم کر کے اسلاف کا ادب و احترام ختم کر دینے کی تمام تر کوشش صرف کر دی۔ اور نتیجۃً ایک ایسا طبقہ معرضِ وجود میں آگیا جو اسلاف سے عظیم کارناموں کو محض مورخین کا ذخیرہ ثابت کرنے کی کوشش میں مصروف ہے۔ اخوان المسلمون کی سوا پر لٹکی ہوئی سر بریدہ لاشوں پر خون کے آنسو رونے والے یہ لوگ اب بھی اپنی سوچ میں جاری کی ہوئی بدعات پر شرمسار نہیں ہوتے جن کی وجہ سے ان پر یہ تباہی نازل ہوئی۔ کیا یہ اُس جرم کی سزا نہیں کہ انہوں نے لوگوں کے دلوں سے اولیائے کرام اور اُن علمائے حقہ کا احترام ختم کرنے کی پوری قوت صرف کر دی تھی۔ جن بزرگانِ دین نے سینکڑوں، ہزاروں بلکہ لاکھوں اور کروڑوں انسانوں کی زندگیاں بدل دیں اور کفر و معصیت کے عمیق غاروں سے نکال کر لوگوں کو آفتابِ اسلام کی روشنی اور تابانی سے سرفراز کیا۔ اور جب انہوں نے ان عظیم ترین شخصیتوں کی عظمت و بلندی کا انکار کر دیا اور اولیاء اللہ کے دامن سے وابستہ رہنے والوں کو مشرک اور بدعتی قرار دے دیا تو قوم کے دلوں میں موجودہ علماء کا احترام کس طرح قائم رہ سکتا تھا۔ جبکہ یہ تمام نہاد علماء خود ہی مذہبی قیود کو توڑ چکے ہوں۔ اور اُن روحانی اقدار کی مخالفت پر کمر بستہ ہوں جن سے رُوح کو جِلا اور دِلوں کو ضیا حاصل ہوتی ہے۔ اور ہمارا دعویٰ ہے کہ جب تک علماء

اسلاف کی عظمت اور اُن کی عظیم شخصیتوں کے قائل ہو کر اُن کی متعین کردہ راہوں پر گامزن نہیں ہوں گے۔ معاشرے میں ان کا مقام پست سے پست تر ہوتا چلا جائیگا۔ اور پڑھے لکھے لوگوں کے علاوہ جُہلاء کی طرف سے بھی ان پر طعن و تشنیع کے اس قسم کے تیر برستے رہیں گے کہ مولوی دین فروش اور ملت فروش ہے۔ خدا کرے کہ علماء ایک سٹیج پر آجائیں اور متحد ہو کر سنے لادینیت کے سینکڑوں سر اُٹھاتے ہوئے فتنوں کو کچل کر رکھ دیں۔ اور پوری دنیا کو دینِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی دولت سے سرفراز کریں۔ لوگ سمجھتے ہیں کہ ایسا بہت مشکل ہے۔ لیکن میرے نزدیک یہ نہایت ہی آسان ہے۔ صرف اپنے مزعومہ مسائل و عقائد سے رجوع کرنا پڑے گا۔ اور اُنہی راستوں اور عقائد پہ گامزن ہونا پڑے گا جن پہ صحابہ کرام اور سلف صالحین چلتے رہے۔ ان گذارشات کو یہیں ختم کرتے ہوئے اب ہم اپنے اصل موضوع کی جانب آتے ہیں۔

کیا غیر اللہ کیلئے ذبح حرام ہے؟

مسئلہ زیر بحث یہ تھا کہ وہ نام نہاد مفسرین جن کا یہ دعویٰ ہے۔ کہ غیر اللہ کے لئے ذبح حرام ہے کہاں تک حق و صداقت پر ہیں۔ اور جو دلائل وہ لوگ اس ضمن میں پیش کرتے ہیں کہاں تک مبنی بر صحت ہیں۔ تو اس کے متعلق عرض یہ ہے کہ ان لوگوں کی ان ذاتی آراء کا مقصد سوائے اس کے اور کچھ نہیں کہ دین ملّاں فی سبیل اللہ فساد۔

حقائق کو سمجھنے کے لئے آپ کو پھر گذشتہ اوراق کی چند عبارتوں کو از سر نو ذہنوں میں اُجاگر کرنا ہوگا۔ اور اس کے لئے آپکو صرف سیدنا حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما صحابیٔ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی تفسیر کی عبارت کو ذہن نشین

کرنا ہوگا۔ اور وہ یہ ہے کہ وَمَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ کا مطلب یہ ہے کہ وہ جانور حرام ہے جو عمداً بتوں کے لئے ذبح کیا جائے۔ بس یہی ایک نقطہ ہے جس سے یہ مسئلہ ٹھیک طور پر واضح ہو سکتا ہے۔ اور وہ اس طرح کہ آیت پاک میں غیر اللہ سے مراد محض اصنام و اوثان ہیں۔ نبی ولی، پیر فقیر یا عام انسان ہرگز نہیں۔ اس لئے کہ کفار جن جانوروں کو بتوں کی عبادت کے طور پر بتوں کے نام سے ذبح کرتے تھے۔ مسلمانوں پر اُن جانوروں کو حرام کیا گیا ہے۔ ورنہ اگر بقول ان نام نہاد مفسرین کے، جو جانور خواہ کسی کے لئے بھی ذبح کیا جائے حرام ہو جائے تو ایسا کرنے سے پورے کا پورا نظام درہم برہم ہو جائیگا۔

مثلاً آپ باراتیوں کے لئے جانور ذبح کرتے ہیں یا آپ دیگر مہمانوں کے لئے بکرے مرغے وغیرہ ذبح کرتے ہیں یا اپنے پیر یا اُستاد کی آمد پر اُن کے کھانے کے لئے بکرا وغیرہ ذبح کرتے ہیں یا پھر قصاب خالصتاً اپنے گاہکوں کے لئے جانور ذبح کرتا ہے۔ یا آپ بچوں کے عقیقے کے لئے جانور ذبح کرتے ہیں اور یا پھر قربانی کے جانور اپنے یا اپنے لواحقین کے لئے ذبح کرتے ہیں۔ یا پھر آپ محض اپنی ذات کے لئے بکرا یا مرغا وغیرہ ذبح کرتے ہیں تو بقول ان نام نہاد مفسرین کے سب کے سب جانور حرام اور مثل مُردار کے ہو جائیں گے۔

مَعَاذَ اللّٰہ اور اگر اس قسم کے ذبیحے آپ کے نزدیک حرام اور مثل مُردار کے نہیں تو پھر سوچنا پڑے گا کہ یہ چکر کیا ہے جو ان نام نہاد مفسروں نے دیا ہے۔ تو اصل بات یہ ہے کہ جانور صرف وہی حرام ہیں جو بتوں کے لئے کفارِ عرب اور مجوسی وغیرہ آگ کے لئے محض بتوں اور آگ کی بھینٹ چڑھانے کیلئے ذبح کرتے تھے اُن کا مقصود اُن بتوں وغیرہ کی عبادت اور استقلالاً تقرب حاصل کرنا تھا۔ اور قرآن مجید میں جہاں جہاں بھی یہ آیت آئی ہے اپنے سیاق و سباق اور شانِ نزول کے لحاظ سے صرف بتوں اور طاغوتوں کیلئے ہے جس کا تفصیلی بیان ان آیات کے شانِ نزول کے عنوان سے آگے چل کر آئے گا۔ یہاں

تو صرف یہ بتانا ہے کہ مسلمانوں کے ذبیحے جن کو بسم اللہ اللہ اکبر پڑھ کر ذبح کیا جاتا ہے قطعاً حرام نہیں۔ اور یہ محض فریب ہے کہ گیارہویں شریف اور دوسرے بزرگانِ دین کے نام کے جانور وَمَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ کے تحت حرام ہو جاتے ہیں۔ جس کے متعلق آپ نامزد جانوروں کی بحث میں تفصیل کے ساتھ پڑھ چکے ہیں۔ یہاں ہم چند ایسی آیاتِ قرآنیہ پیش کرنا چاہتے ہیں جن سے یہ ثابت ہو سکے کہ حقیقی اور ذاتی طور پر ہر چیز کا مالک اللہ تعالیٰ ہے۔ اور سب کچھ اللہ تعالیٰ ہی کیلئے ہے۔ چاہے جانور ہوں یا کچھ اور لیکن مجازاً ہر چیز مخلوق کے ساتھ منسوب کی جا سکتی ہے۔ اور بلکہ حقیقت تو یہ ہے کہ مجازاً ہے ہی سب کچھ مخلوق کے لئے سوائے بتوں کے جن کو انسان ہی تخلیق کرتے ہیں اور پھر ان کو ہی اپنے معبود سمجھ لیتے ہیں۔ اور معبودانِ باطل کو ہی اللہ تعالیٰ کا شریک بھی ٹھہراتے ہیں۔ ورنہ قرآن مجید میں تو جگہ جگہ ایسی بیشمار آیاتِ مقدسہ آئی ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے خود تمام اشیاءِ عالم کو انسانوں کے لئے پیدا کیا ہے اور انہی کے تصرف و ملکیت میں دے دی ہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے پہلے تو اپنی حقیقی اور ذاتی ملکیت کے متعلق ارشاد فرماتے ہیں کہ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ۔ یعنی جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے سب کچھ خدا کے لئے ہے۔ اور پھر اپنی اس ملکیتِ ذاتی سے معبودانِ باطل یعنی بتوں کی ذرہ برابر ملکیت کی بھی نفی اس طرح کر دی کہ کھجور کی ایک گٹھلی کے بھی مالک نہیں۔

بتوں اور انسانوں کا فرق

لیکن انسانوں کے لئے ایسا نہیں بلکہ اللہ تبارک و تعالیٰ انسانوں کے لئے ارشاد فرماتے ہیں۔ کہ جو کچھ بھی آسمانوں اور زمین میں ہے تمہارے لئے۔ ملاحظہ ہوں آیاتِ قرآنیہ:-

آیت	ترجمہ
الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ فِرَاشًا وَّالسَّمَآءَ بِنَآءً وَّ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَخْرَجَ بِهٖ مِنَ الثَّمَرٰتِ رِزْقًا لَّكُمْ۔ س۔ البقرہ۔ آیت ۲۲۔ پ ۱	اور جس نے تمہارے لئے زمین کو بچھونا اور آسمان کو عمارت بنایا اور آسمان سے پانی اُتارا۔ اور اس سے کچھ پھل نکالے تمہارے کھانے کے لئے۔
اَلَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ مَهْدًا وَّسَلَكَ لَكُمْ فِيْهَا سُبُلًا۔ س طٰہٰ۔ آیت ۵۳۔ پ ۱۶	وہ جس نے بچھونا کیا تمہارے لئے اور اس میں چلتی راہیں رکھیں تمہارے لئے۔
اَللّٰهُ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ قَرَارًا وَّالسَّمَآءَ بِنَآءً۔ س المؤمن۔ آیت ۶۴۔ پ ۲۴	وہ اللہ ہے جس نے زمین ٹھہراؤ بنائی تمہارے لئے اور آسمان چھت
الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ مَهْدًا وَّجَعَلَ لَكُمْ فِيْهَا سُبُلًا۔ س۔ الزخرف۔ آیت ۱۰۔ پ ۲۵	وہ جس نے بچھونا بنایا زمین کو تمہارے لئے اور اس میں راہیں بنائیں تمہارے لئے۔
هُوَ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ ذَلُوْلًا۔ س۔ الملک۔ آیت ۱۵۔ پ ۲۹	وہی جس نے تمہارے لئے زمین رام کر دی۔
وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ بِسَاطًا۔ پ ۲۹۔ س۔ نوح۔ آیت ۱۹	وہ اللہ جس نے تمہارے لئے زمین کو بچھونا بنایا۔

آیت	ترجمہ
هُوَ الَّذِیْ جَعَلَ لَکُمُ الَّیْلَ لِتَسْکُنُوْا فِیْهِ ۔ پ ۱۱ ۔ س یونس ۔ آیت ۶۷	وہی ہے جس نے رات بنائی تمہارے لئے کہ اس میں چین پاؤ ۔
هُوَ الَّذِیْ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً لَّکُمْ مِّنْهُ شَرَابٌ وَّمِنْهُ شَجَرٌ فِیْهِ تُسِیْمُوْنَ ۝ یُنْۢبِتُ لَکُمْ بِهِ الزَّرْعَ وَالزَّیْتُوْنَ وَالنَّخِیْلَ وَالْاَعْنَابَ وَمِنْ کُلِّ الثَّمَرٰتِ ۔ پ ۱۴ ۔ س النحل ۔ آیت ۱۰/۱۱	وہی جس نے آسمان سے پانی اتارا اس سے تمہارا پینا ہے اور اس سے درخت ہیں جن سے چراتے ہو ۔ اس پانی سے تمہارے لئے کھیتی اُگاتا ہے ۔ اور زیتون اور کھجور اور انگور اور ہر قسم کے پھل ۔
وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ خَیْرٌ لِّلْاَبْرَارِ ۔ پ ۴ ۔ س النساء ۔ آیت ۱۹۰	اور جو اللہ کے پاس سب سے بہتر ہے نیکوں کے لئے
وَهُوَ الَّذِیْ جَعَلَ لَکُمُ النُّجُوْمَ ۝ پ ۷ ۔ س الانعام ۔ آیت ۹۷	اور وہی ہے جس نے تارے بنائے تمہارے لئے ۔
وَالْاَرْضَ وَضَعَهَا لِلْاَنَامِ ۝ پ ۲۷ ۔ س الرحمٰن ۔ آیت ۹	اور زمین رکھی مخلوق کے لئے
لِلَّذِیْنَ اتَّقَوْا عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنّٰتٌ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ	پرہیزگاروں کے لئے ان کے رب کے پاس جنتیں ہیں ۔ جن کے نیچے نہریں

آیت	ترجمہ
اَللّٰهُ الَّذِیْ جَعَلَ لَکُمُ الْاَنْعَامَ لِتَرْکَبُوْا مِنْهَا وَمِنْهَا تَاْکُلُوْنَ ۝ پ ۲۴ ۔ س المؤمن ۔ آیت ۷۹	اللہ ہے جس نے تمہارے لئے چوپائے جانور بنائے کسی پر سوار ہو اور کسی کا گوشت کھاؤ ۔
وَاُحِلَّتْ لَکُمُ الْاَنْعَامُ اِلَّا مَا یُتْلٰی عَلَیْکُمْ فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْاَوْثَانِ ۔ پ ۱۷ ۔ س الحج ۔ آیت ۳۰	اور حلال کئے تمہارے لئے چوپائے سوا اُن کے جن کی ممانعت تم پر پڑھی جاتی ہے ۔ پس دور رہو بتوں کی گندگی سے ۔
وَسَخَّرَ لَکُمُ الْاَنْهٰرَ ۝ وَسَخَّرَ لَکُمُ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ دَآئِبَیْنِ ۚ وَسَخَّرَ لَکُمُ الَّیْلَ وَالنَّهَارَ ۝ س ۔ ابراہیم ۔ آیت ۳۲ ۔ پ ۱۳	اور مسخر کیں نہریں تمہارے لئے ۔ اور مسخر کئے سورج اور چاند تمہارے لئے جو برابر چل رہے ہیں ۔ اور مسخر کئے دن اور رات تمہارے لئے ۔
اَللّٰهُ الَّذِیْ سَخَّرَ لَکُمُ الْبَحْرَ ۔ پ ۲۵ ۔ س الجاثیہ ۔ آیت ۱۳	وہ اللہ ہے جس نے مسخر کیے سمندر تمہارے لئے ۔
اَلْیَوْمَ اُحِلَّ لَکُمُ الطَّیِّبٰتُ ؕ پ ۶ ۔ س المائدہ ۔ آیت ۴	آج پاک چیزیں حلال ہوئیں تمہارے لئے ۔
رَبُّکُمُ الَّذِیْ یُزْجِیْ لَکُمُ الْفُلْکَ فِی الْبَحْرِ ۔ پ ۱۵ ۔ س بنی اسرائیل ۔ آیت ۶۶	تمہارا رب وہ ہے جو کشتیاں رواں رکھتا ہے سمندر میں تمہارے لئے ۔

خٰلِدِیْنَ فِیْهَا وَاَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ وَّرِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ ۔ پ ۳ ـ س آل عمران ـ آیت ۱۴	رواں ہیں ہمیشہ ان میں رہیں گے۔ اور ستھری بیبیاں اور اللہ کی خوشنودی۔
غَنَمُ الْقَوْمِ ۔ پ۱۷ س الانبیاء ـ آیت	قوم کی بکریاں۔
وَاَهُشُّ بِهَا عَلٰى غَنَمِىْ ـ پ۱۶ طٰهٰ آیت ۱۸	اور اس سے اپنی بکریوں پہ پتے جھاڑتا ہوں
فَلَمَّا بَلَغَا مَجْمَعَ بَيْنِهِمَا نَسِيَا حُوْتَهُمَا ـ پ ۱۵ ـ س الکہف ـ آیت ۶۰	پھر جب وہ دونوں ان دریاؤں کے ملنے کی جگہ پہنچے اپنی مچھلی بھول گئے۔
قَالَ بَلْ لَّبِثْتَ مِائَةَ عَامٍ فَانْظُرْ اِلٰى طَعَامِكَ وَشَرَابِكَ لَمْ يَتَسَنَّهْ وَانْظُرْ اِلٰى حِمَارِكَ ۔ پ۳ ـ س البقرہ ـ آیت ۲۵۸	فرمایا نہیں بلکہ تجھے سو برس گذر گئے اور اپنے کھانے اور پانی کو دیکھ کہ اب تک بو نہ لایا اور اپنے گدھے کو دیکھ جس کی ہڈیاں تک سلامت نہ رہیں۔
وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبٰتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبٰٓئِثَ ۔ پ۹ ـ س الاعراف ـ آیت ۱۵۷	حلال کرے گا ستھری چیزیں ان کے لئے اور حرام کرے گا گندی چیزیں ان پر۔
بِاَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ ۔ پ ۱۱ ـ س التوبہ ـ آیت ۱۱۰	اس بدلے پر کہ جنت ہے ان کے لئے۔

مختصراً یہ کہ اس قسم کی متعدد آیاتِ کریمہ موجود ہیں جن کا مطلب یہ ہے کہ زمین و آسمان میں جو کچھ بھی ہے وہ انسان ہی کیلئے ہے۔ جیسا کہ آپ مختلف آیاتِ مقدسہ پڑھ چکے ہیں۔ اور ان اشیاء میں مختلف قسم کے پھلوں کا بھی تذکرہ ہے اور کھانے اور دیگر استعمال کی اشیاء کا ذکر بھی۔ سواری کے جانوروں کا ذکر بھی ہے اور ذبح کر کے کھانے والے جانوروں کا بھی۔ حتّٰی کہ قوم کی بکریاں، حضرت موسٰی علیہ السلام کی بکریاں حضرت عزیر علیہ السلام کا کھانا اور اُن کی اپنی مچھلی وغیرہ کا تذکرہ بھی۔ ان تمام شواہد و حقائق کے ہوتے ہوئے یہ قطعی طور پر غلط ہے کہ کوئی چیز مخلوق میں سے کسی کے نام منسوب کر دینے سے حرام ہو جاتی ہے۔ اور یہ بھی بالکل نادرست اور ذہنی اختراع ہے کہ انسانوں کیلئے کسی جانور کو ذبح کرنے سے وہ جانور حرام ہو جائے گا جبکہ اُس پر ذبح کے وقت بسم اللہ اللہ اکبر پڑھا گیا ہو۔

علٰی ہذا القیاس قرآن مجید میں اس قسم کی آیاتِ مبارکہ سینکڑوں کی تعداد میں موجود ہیں ساتھ اس قسم کے بھی متعدد جملے ملتے ہیں کہ طَعَامِ الْمِسْكِيْنِ۔ کھانا فقیر کا۔ طَعَامِهٖ۔ کھانا اُس کا۔ طَعَامُ الْاَثِيْمِ۔ کھانا گنہگار کا۔ لَهُمُ الْاَرْضُ زمینیں اُن کیلئے وغیرہ وغیرہ۔

ان براہینِ قاطعہ اور قرآنی نصوص کی موجودگی میں مخالفین کا یہ دعوےٰ کسقدر بودا اور باطل ہو جاتا ہے کہ جس چیز پر حق کے سوا کسی کا نام پکارا جائے وہ حرام ہو جاتی ہے عام استعمال اور کھانے پینے کی دیگر اشیاء کے علاوہ آپ قرآن مجید کی یہ آیت بھی ابھی ابھی پڑھ چکے ہیں جس کا مطلب یہ ہے کہ تمہارے لئے جانور حلال کئے گئے سوائے اُن کے جن کی حرمت بیان کی گئی اور وہ جانور جو بتوں کی گندگی سے آلودہ ہیں۔ اس آیت کریمہ میں لفظ "اَوْثَان" مَآ اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ کی پوری پوری تفسیر بیان کرتا ہے۔ اور اس سے قطعی طور پہ یہ ثابت ہو جاتا ہے کہ یہاں لِغَيْرِ اللّٰهِ سے مراد اوثان یعنی بت ہیں۔ کیونکہ پہلے اُن جانوروں کا ذکر کیا گیا ہے جن کی حرمت بیان نہیں کی گئی۔ اور پھر اُن میں سے یعنی حلال جانوروں میں سے

اُن جانوروں کو پاک کہا گیا ہے جو بتوں کی گندگی سے پاک ہوں یعنی اُن کی عبادت کیلئے یا اُن کے نام سے ذبح نہ کئے گئے ہوں۔ یہ آیتِ مقدسہ ایک بار پھر پڑھ لیں اور غور فرمائیں کہ کیا اس برہانِ الٰہیہ کے بعد بھی لِغَیْرِ اللّٰہ کا ترجمہ سوائے بتوں کے اور کچھ کیا جاسکتا ہے۔ آیت پاک یہ ہے :۔

وَاُحِلَّتْ لَکُمُ الْاَنْعَامُ اِلَّا مَا یُتْلٰی عَلَیْکُمْ فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْاَوْثَانِ ۰ پ ۱۷ ۔ س الحج

اور حلال کئے گئے واسطے تمہارے چوپائے جانور سوائے اُن کے جو ذبح کئے گئے ہیں بچتے رہو بتوں کی گندگی سے۔

اس واضح ترین نصِ قرآنیہ کے بعد ہم پوری دُنیائے وہابیت کو چیلنج کرتے ہیں کہ تم پورے قرآن مجید اور احادیثِ مبارکہ کی تمام کتابوں میں سے ایک آیت یا ایک حدیث ایسی دکھا دو جس سے یہ ثابت ہو سکے کہ غیر اللہ کیلئے ذبح کئے جانے والے یا غیر اللہ سے منسوب کئے جانے والے جانوروں کے ساتھ بتوں کے سوا کسی اور یعنی نبی یا ولی کا ذکر ہے۔ اسلئے کہ غیر اللہ کیلئے ذبح کا مطلب غیر اللہ کے نام سے ذبح کرنا ہے۔ کیا؟ وہابیہ اور دیابنہ میں سے کوئی بڑے سے بڑا تاویل باز ہمارے اس چیلنج کو قبول کرتے ہوئے کوئی ایک ایسی آیت پیش کرے گا جس میں اس مفہوم کے ساتھ اوثان و اصنام کی جگہ انبیاء و اولیاء کا تذکرہ آیا ہو۔ اگر ایسا نہیں ہو سکتا تو اس سے زیادہ تحریفِ قرآن اور اس سے زیادہ شرمناک صورت اور کیا ہو سکتی ہے کہ کفار کے معبودانِ باطل اوثان و اصنام اور طواغیت اور کفار و مشرکین کے حق میں آنے والی آیات خدا کی برگزیدہ مخلوق انبیاء و رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام اور اولیاء عظام رضی اللہ تعالیٰ عنہما پر چسپاں کردی جائیں اور اُس گروہ کی پیروی کی جائے جنکے متعلق بخاری شریف میں آتا ہے :۔

کان ابن عمر یراھم شرار خلق اللہ وقال انھم انطلقوا الی آیات نزلت فی الکفار فجعلوھا علی المومنین۔ (بخاری شریف)

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں سے اُن کو بدترین اور شریر تر قرار دیتے اور فرماتے تھے کہ یہ کفار کے حق میں آنے والی آیات مسلمانوں پر چسپاں کرتے ہیں۔

اور اس سے بڑھ کر شرانگیزی اور ہو بھی کیا سکتی ہے کہ دین و مذہب کا لبادہ اوڑھ کر کلامِ الٰہی میں تحریف بھی کی جائے اور انبیاء و اولیاء کو طاغوت اور بت کہہ کر اُس مقدس گروہ کی توہین و اہانت کے جرم کا ارتکاب بھی کیا جائے۔

اب آپ قرآن مجید کی ایک آیتِ کریمہ اور ایک حدیث مبارکہ ایسی ملاحظہ فرمائیں جس سے یہ بھی ثابت ہو جائے گا کہ دوسروں کیلئے جانور ذبح کئے جاسکتے ہیں اور وہ حرام بھی نہیں ہوتے۔ قرآن مجید میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے :۔

وَلَقَدْ جَآءَتْ رُسُلُنَآ اِبْرٰهِیْمَ بِالْبُشْرٰی قَالُوْا سَلٰمًا قَالَ سَلٰمٌ فَمَا لَبِثَ اَنْ جَآءَ بِعِجْلٍ حَنِیْذٍ ۰ پ ۱۲ ۔ س هود ۔ آیت ۶۸

اور بیشک ہمارے فرشتے ابراہیم (علیہ السلام) کے پاس آئے اور بولے سلام۔ کہا سلام۔ اور بہت جلد ایک بھنا ہوا بچھڑا لے آئے۔

اس آیت شریفہ کے بعد ایک حدیث ملاحظہ فرمائیں۔ ایک دن حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور حضرت سیدنا صدیق اکبر اور فاروق اعظم رضی اللہ عنہما ایک انصاری کے گھر تشریف لے گئے تو اُس نے آپ کے لیے جانور ذبح کرنا چاہا تو آپ نے فرمایا کہ دودھ والی بکری نہ ذبح کرنا۔ لہٰذا اُس نے بغیر دودھ والی بکری ذبح کی۔

حدیث شریف کے الفاظ یہ ہیں

واخذ المدیۃ فقال لہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ایاک والحلوب فذبح لھم فاکلوا من الشاۃ ۔ مسلم شریف عربی جلد دوم صفحہ ۔ شمائل ترمذی شریف صفحہ

اور پھر اُس نے چھری ہاتھ میں لی تو آپ نے فرمایا کہ دودھ والی بکری نہ ذبح کرنا۔ پس انصاری نے اُن کیلئے بکری ذبح کی۔

اس حدیث پاک کی شرح میں شارح مسلم شریف امام نووی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں

انما فعل الانصاری و ذبحه الشاة فلیس مما یشقق علیه بل لو ذبح اغنامابل جمالاً وانفق اموالا فی ضیافة رسول اللہ صلی اللہ علیه وآله وصاحبیه رضی اللہ عنهما کان مسرورًا بذالك مغبوطا فیه واللہ اعلم۔

حاشیہ مسلم شریف۔ جلد دوم ص ۱۸۵

مگر انصاری کا فعل بکری کا ذبح کرنا اس پر شاق نہیں تھا۔ بلکہ اگر وہ ذبح کرتا بکریوں کو یا اونٹ کو اور مالوں کو، رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے دو دوستوں کی ضیافت میں خرچ کرتا تو اس کے ساتھ بہت خوش ہوتا۔

قرآن وحدیث کی ان نصوص قطعیہ کے بعد مزید کسی وضاحت کی ضرورت باقی نہیں۔ اس لئے اس مضمون کو یہیں پر ختم کیا جاتا ہے۔ مسئلہ واضح ہو چکا ہے کہ ذبح لِغَیْرِ اللّٰہ سے مراد اصنام واوثان کیلئے ذبح ہے نہ کہ انبیاء و اولیاء کے لئے ذبح کرنا۔ اب آپ علمائے بخارا کے فتویٰ کی وضاحت ملاحظہ فرمائیں۔

فقہا کا فتویٰ

اس فتویٰ کو وَمَا اُهِلَّ کی بحث کے آخر پر چند پہلے مفسروں نے بھی نقل کیا ہے۔ اور نئے مفسرین نے بھی بڑے الٹ پھیر اور بڑے چٹ پٹے انداز میں پیش کر کے تیس مار خاں بننے کی ناکام کوشش ہے۔

علاوہ ازیں زیر آیت وَمَا اُهِلَّ صاحب تفسیر نیشاپوری نے صرف اسی فتویٰ کا ایک حصہ نقل کیا ہے۔ اور حنفی فقہا نے بھی اپنے اپنے فتاویٰ میں اس فتویٰ کو نہایت اہمیت کے ساتھ واضح کیا ہے۔ تفسیر نیشاپوری میں اس کی

عبارت یہ ہے:۔

قال العلماء ولو ان مسلما ذبح ذبیحة اقصد بذبحها التقرب الی غیر اللہ صار امرتدا وذبیحة مرتد اقدام به۔

تفسیر نیشاپوری مطبوعہ مصر جلد اول ص ۱۰۲

علماء نے کہا اگر کسی مسلمان نے کوئی ذبیحہ ذبح کیا اور اس ذبیحہ سے غیر اللہ کے تقرب کا قصد کیا تو وہ مرتد ہو گیا اور ذبیحہ مرتد کا اس سے آگے ہے۔

علاوہ ازیں فقہ کی مشہور کتابوں فتاویٰ شامی، درمختار، فتاویٰ قاضی خان وغیرہ میں ایک عبارت یہ بھی موجود ہے جو کہ علمائے بخارا کے اس فتوے کا اقتباس ہے کہ:۔

ان ما یذبح عند استقبال السلطان تقربا الیه افتی اهل بخارا بتحریمه لانه مما اُهِلَّ بِهٖ لِغَیْرِ اللّٰہ۔

وہ جانور جو سلطان کا تقرب حاصل کرنے کے لئے ذبح کیا جائے۔ اہل بخارا نے اس کی حرمت کا فتویٰ دیا ہے

تفسیر نیشاپوری اور علمائے بخارا کے فتویٰ کے علاوہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ فرمان بھی اسی ضمن میں پیش کیا جاتا ہے کہ:۔

لعن اللہ من ذبح لغیر اللہ۔

مسلم شریف جلد دوم ص ۱۴۸ نسائی شریف۔

یعنی لعنت ہے اس پر جو غیر اللہ کے لئے ذبح کرے۔

یہ حدیث

پہلے اسی حدیث مبارکہ کے متعلق عرض کیا جاتا ہے کہ یہ حدیث پاک قربانی کے باب میں آئی ہے۔ یعنی لعنت ہے اُن پر جو غیر اللہ کے لئے ذبح کرے اگر اس حدیث پاک کا بقول وہابیہ کے یہ مطلب لیا جائے کہ غیر اللہ سے مراد یہ ہے کہ سوائے خدا کے کسی اور کے لئے یا کسی اور کی نیت کر لینے سے ذبح کیا ہوا جانور حرام ہے تو معاذ اللہ قربانی کا کوئی جانور بھی اس فتویٰ کی رو سے نبی کو حلال نہیں

رہ سکے گا۔ کیونکہ قربانی کے ہر جانور کیلئے نیت کی جاتی ہے کہ یہ فلاں کی قربانی ہے یہ باپ کے نام کی قربانی ہے، یہ ماں کی طرف سے ہے۔ بہرحال اور کوئی نہ ہو تو اپنے نام کی نیت کرنا پڑتی ہے۔ وہابیہ کے جاہلانہ تشدد کی سزا اس سے بڑھ کر اور کیا ہو سکتی ہے کہ اپنی ہی زبان سے اپنی قربانی کے تمام جانور حرام کر لئے۔ اور یہ کتنی زیادتی اور حماقت ہے کہ محض کسی کے لئے نیت کر لینے سے جانور حرام ہو جائے۔ اب اس حدیث کا پس منظر ملاحظہ ہو۔ قربانی کے باب میں اس کے ساتھ حدیث یہ ہے کہ :-

فرع اور عتیرہ

عن ابی هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم لا فرع ولا عتيرة زاد ابن رافع فی روایته والفرع اول النتاج كان ينتج لهم فيذبحونه۔
مسلم شریف عربی جلد دوم ص۱۵۸ مترجم ۲۷۷

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ نہیں فرع اور نہیں عتیرہ ابن رافع نے یہ روایت زیادہ بیان کی ہے کہ فرع جانور کے پہلے بچے کو کہتے ہیں۔ جسے کفار ذبح کرتے تھے۔

فرع اور عتیرہ کی مزید شرح حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ و دیگر یوں فرماتے ہیں کہ فرع جانور کا وہ پہلا بچہ ہے جنہیں کفار اپنے معبودوں کیلئے ذبح کرتے تھے۔ اور عتیرہ وہ جانور ہے جسے کفار رجب کے پہلے عشرہ میں اپنے معبودانِ باطل یعنی بتوں کیلئے ذبح کرتے تھے۔ شرح نووی کا متن یہ ہے :-

والفرع اول النتاج كانوا يذبحونه لآلهتهم وهى طواغيتهم الخ والعتيرة ذبيحة كانوا يذبحونها فی العشر الاول من رجب۔

تو مسئلہ یہ تھا کہ کفار جن جانوروں کی قربانی اپنے بتوں کیلئے بتوں کے نام کے ساتھ کرتے تھے۔ اُن جانوروں کو سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حرام قرار دیا اور فرمایا کہ کوئی فرع نہیں اور کوئی عتیرہ نہیں یعنی کفار کے اپنے نام کے

ہوتے جن کو یہ معبودانِ باطل کے لئے ذبح کرتے ہیں۔ اب آپ اس سے پہلی حدیث کی مکمل شرح ملاحظہ فرمائیں۔ شارح مسلم شریف حضرت امام نووی علیہ الرحمۃ اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں کہ :-

شرح مسلم شریف

اما الذبح لغير الله فالمراد به ان يذبح باسم غير الله تعالى كمن ذبح للصنم او الصليب او لموسى او لعيسى صلى الله عليهما او للكعبة ونحو ذالك فكل هذا حرام۔ ولا تحل هذه الذبيحة سواء كان الذابح مسلما او نصرانيا او يهوديا نص عليه الشافعی اتفق عليه۔ اصحابنا فان قصد مع ذالك تعظيم المذبوح له غير الله تعالى والعبادة له كان ذالك كفرا فان كان الذابح مسلما قبل ذالك صار بالذبح مرتدا۔ ذكر الشيخ ابراهيم المروزی من اصحابنا ان ما يذبح عند استقبال السلطان تقربا اليه افتى اهل بخارا۔ بتحريمه لانه مما۔ اُهِلَّ بِهِ لِغَيْرِ اللّٰهِ تعالى قال۔ الرافعی هذا انما يذبحونه استبشار البقدومه فهو كذبح العقيقة لولادة المولود مثل

بہرحال ذابح لغیر اللہ۔ پس اس سے مراد یہ ہے کہ ذبح کیا جائے غیر اللہ کے نام کے ساتھ جیسے وہ شخص جس نے ذبح کیا بت کیلئے یا صلیب کے لئے یا موسیٰ علیہ السلام یا عیسیٰ علیہ السلام اور کعبہ اور اس کی مثل یہ سب حرام ہے۔ اور یہ ذبیحہ حلال نہیں ہے چاہے ذبح کرنے والا مسلمان ہو یا نصرانی یا یہودی اس پر امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے نص کی ہے اور اس پر ہمارے آئمہ کرام نے اتفاق کیا ہے۔ اور اگر اس کے ساتھ قصد تعظیم کا کیا غیر اللہ کیلئے اور اس کیلئے عبادت کا قصد کیا تو یہ کفر ہے۔ اگر ذبح کرنیوالا اس سے پہلے مسلمان تھا تو وہ مرتد ہو گیا۔ اور شیخ ابراہیم مروزی نے (جو کہ ہمارے اصحاب سے ہیں) وہ جانور سلطان کی طرف قرب حاصل کرنے کیلئے ذبح کیا۔ اہلِ بخارا نے اس کی تحریم کا فتویٰ دیا ہے اسلئے کہ وہ مَا اُهِلَّ بِهِ لِغَيْرِ اللّٰهِ ہے کہا رافعی نے یہ وہ ہے جو کہ ذبح کرتے

سے یہاں موسیٰ اور عیسیٰ علیہ السلام [illegible]

هذا لا یوجب التحریم واللّٰهُ اعلم۔
حاشیہ مسلم شریف صفحہ ۱۴۸/۱۴۹ جلد دوم

اس کے آنے کی خوشخبری کے طور پر اور وہ مثل عقیقہ کے ہے بچے کی ولادت کیلئے۔ اس کی مثل حرمت کو واجب نہیں کرتی

سُلطان کی سلامی

امام نووی رحمتہ اللہ کی اس شرح میں اس حدیث پاک کے علاوہ تفسیر نیشاپوری اور علمائے بخارا اور فقہائے کرام کے فتویٰ کا جواب بھی موجود ہے۔ یعنی تقرب و تعظیم الفاظ یہاں عبادت کے معنوں میں ہیں۔ یعنی غیر اللہ کی عبادت کیلئے ذبح کئے گئے جانور حرام ہیں۔ اور یہ بات قطعی طور پر درست ہے۔ اور یہی صحابہ کرامؓ اور جمہور مفسرینؒ کا عقیدہ ہے۔ دوسرے یہ کہ علمائے بخارا کا فتویٰ کہ وہ جانور حرام ہیں جن کو سُلطان اور امیر کا تقرب حاصل کرنے، اُن کے استقبال کیلئے ذبح کیا جائے۔ اور پھر اس کی دوسری صورت یہ بھی سامنے آگئی کہ اگر استقبال کی خوشی اور مہمان نوازی مقصود ہو تو پھر ذبیحے حرام نہیں۔ اس لئے کہ وہ عقیقہ وغیرہ کی خوشی کی مثل ہے۔ یہاں یہ وضاحت بھی کر دینا ضروری ہے کہ علمائے بخارا نے کس صورت کے پیش نظر فتویٰ صادر کیا تھا۔ اس کا پس منظر یہ ہے کہ جس طریقے سے آجکل سلاطین و اُمراء کی آمد پر توپوں کی سلامی دی جاتی ہے۔ یعنی اُن کی آمد پر توپوں کے گولے چھوڑے جاتے ہیں۔ اسی طرح اُس وقت کے سلاطین و رؤسا کی آمد پر محض خون بہانے کیلئے جانور ذبح کئے جاتے تھے اس لئے اُن جانوروں کو حرام قرار دیا گیا۔

چونکہ اسلامی ضابطۂ حیات کے تحت یہ فعل واقعی مذموم ہے اور زبردست جُرم کے مترادف ہے۔ اس لئے ناحق جانیں ضائع کرنے والا شخص لازمی طور پر مجرم ہے۔ بلکہ یہ فعل کھلم کھلے ارتداد کے مترادف ہے۔ اور جب ذبح کرنے والا مرتد ہو جائے گا۔ تو مرتد کے ذبح کئے ہوئے جانور لازماً حرام اور مثل مُردار کے ہوں گے۔ اسلام اس کی کبھی اجازت نہیں دیتا کہ بلا وجہ جانیں ضائع کی جائیں بلکہ اس قسم کے معاملات میں اسلام کے اصول نہایت سنگین ہیں۔ چنانچہ سرکارِ دو عالم

صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کے اس کے متعلق بیشمار ارشادات کُتبِ احادیث میں موجود ہیں۔

بلاضرورت جانور قتل کرنا

عن عبد اللّٰه بن عمرو بن العاص ان رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم قال من قتل عصفورا فوقها بغیر حقها ساله اللّٰه عن قتله قیل یا رسول اللّٰه وما حقها قال ان یذبحها فیاکلها ولا یقطع راسها فیرمی بها۔
رواہ احمد والنسائی والدارمی
مشکوٰۃ شریف جلد دوم ۱۶۱
کتاب الصید والذبائح

حضرت عبد اللہ ابن عمرو بن العاص سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ علیہ وسلم نے کہ جو شخص بلاضرورت چڑیا یا اُس سے چھوٹے بڑے پرندے کو مارے گا خداوند تعالیٰ اُس سے اُس کی باز پرس کرے گا بلاضرورت سے مراد بے فائدہ ہے۔ یعنی محض شکار کرنا اور اُس کے گوشت وغیرہ سے نفع حاصل نہ کرنا۔ پوچھا گیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چڑیا وغیرہ کا حق کیا ہے۔ فرمایا اُس کو ذبح کر کے کھانا یہ نہیں کہ بے فائدہ اُس کو مارے اور اُسکا سر کاٹ کر پھینک دے۔

اسی طرح جانوروں کے ساتھ بلاضرورت زیادتی کرنے والوں کے متعلق سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کا ارشاد ہے:۔

ان النبی صلی اللّٰه علیه و آله وسلم مر علیه حمار قد وسم فی وجهه قال لعن اللّٰه الذی وسمه۔ مشکوٰۃ شریف جلد دوم ص ۱۸۱

آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کے سامنے سے ایک گدھا گذرا جس کے چہرہ پر داغ دیا گیا تھا۔ آپ نے اس کو دیکھ کر فرمایا خدا کی اُس شخص پر لعنت ہو جس نے اُس پر داغ لگایا۔

اندازہ فرمایئے کہ جس مذہب میں بلاضرورت ایک چڑیا کو ہلاک کرنے کی قیامت کے دن باز پرس ہو گی، ایک گدھے کو داغ لگانے والے شخص کو لعنتی قرار

دیا گیا ہو اُس مذہب میں یہ کیسے روا ہو سکتا ہے کہ ایک امیر اور سلطان کی خوشنودی کے لئے اتنی جانیں تلف کی جائیں - اس سے بڑھ کر ارتداد کیا ہو سکتا ہے اور ایسے لوگوں کے ذبیحے کس طرح حلال ہو سکتے ہیں - اور مزے کی بات یہ ہے کہ ایسے جانوروں کی حرمت اور اُن کو ذبح کرنے والوں کے ارتداد کا فتویٰ متقدین فقہا نے صادر کیا ہے -

(۲)

اور یہ دلیل ہے ہمارے مسلک حنفی کے فقہا کی احتیاط کی - لیکن اس سے وہابیہ کے اس مسلک کی تائید تو نہیں ہوتی کہ گیارہویں شریف کا ختم دلانے اور دیگر بزرگانِ دین کو ایصالِ ثواب کرنے کی غرض سے ذبح کئے جانے والے حرام ہیں - کہاں امیر و سلطان کو سلامی دینے اور بھینٹ چڑھانے کیلئے جانوروں کی جانیں ضائع کرنا اور ناحق خون بہانا - اور کہاں فقراء اور غرباء میں کھانا تقسیم کرنے اور اُس کھانے کا بزرگانِ دین کی ارواح کو ایصالِ ثواب کرنا - اتنے سیدھے اور صاف مسئلوں کو چیستاں بنا کر پیش کرنا در حقیقت وہابیہ کی بے بسی کی دلیل اور ان کے کذب و افترا کی زندہ مثال ہے - حقیقت یہ ہے کہ ان دونوں صورتوں میں بُعد المشرقین اور ایک عظیم فرق ہے جسے کسی صورت بھی ختم نہیں کیا جاسکتا ادھر بلا وجہ جانیں ضائع کرنا ، بھینٹ چڑھانا اور خون بہانا مقصود ہے - ادھر غُرباء اور فُقراء کے کھانے کا اہتمام کیا جاتا ہے اسی لئے فقہاء و علماء نے تقرب کی شرط رکھی ہے -

فتاویٰ
کی چند مشہور کتابیں

آگے چل کر تقرب کے متعلق انشاء اللہ العزیز مفصل بیان آئے گا - آسی

سے پہلے فقہ کی اُن مشہور کتب کی پوری پوری عبارات پیشِ خدمت کی جاتی ہیں - جن کے کچھ ضروری حصّے وہابیہ نے اپنی تفسیروں اور فتاووں میں نقل کرکے عجیب و غریب قسم کے اُلجھاوے پیدا کر رکھے ہیں جن کی تفصیل آپ کتاب کے ابتدائی اوراق میں پڑھ چکے ہیں - اگرچہ شارح مسلم شریف امام نووی رحمۃ اللہ علیہ کی واضح ترین عبارت کے بعد مزید حوالہ جات کی ضرورت نہیں تاہم محض ایفائے عہد کی خاطر جیسا کہ ہم سابقہ اوراق میں لکھ چکے ہیں - کہ دُرِّ مختار وغیرہ کی پوری پوری عبارتیں نقل کی جائیں گی - دُرِّ مختار ، ردّ المحتار علی الدّرّ المختار المعروف فتاویٰ شامی اور فتاویٰ ہندیہ المعروف فتاویٰ عالمگیری کی عبارات پیشِ خدمت ہیں -

دُرِّ مختار

ذبح لقدوم الامیر ونحوه کواحد من العظماء (یحرم) لانه اهل به لغیر الله (ولو) وصلیة ذکر اسم الله تعالیٰ و لو ذبح (للضیف لا یحرم) لانه سنة الخلیل واکرام الضیف اکرام الله تعالیٰ والفارق انه قدمها لیأکل منها کان الذبح لله والمنفعة للضیف او للولیمة او للربح

ترجمہ :- ذبح واسطے آنیوالے امیر یا اسی طرح کسی ایک تعظیم والوں میں سے (حرام کیا گیا ہے) کیونکہ وہ اُہِلّ بِہٖ لِغَیرِ اللہ ہے - اگرچہ اُسکے ساتھ اللہ تبارک و تعالیٰ کا نام ذکر کیا جائے - اور اگر ذبح کیا جائے مہمان کے واسطے تو حرام نہیں کیا گیا اس لئے کہ یہ حضرت خلیل علیہ الصلوٰۃ و السلام کی سنت ہے اور مہمان کا اکرام اللہ تعالیٰ کا اکرام ہے - اور

وان لم يقصد بها ايا كل منها
بل يدفعها لغيره كان
للتعظيم غير الله فتحرم و
هل يكفر قولان بزازية
وشرح وهبانية قلت و
في صيد المنية انه يكره
ولا يكفر لانا لنسئ الظن
بالمسلم انه يتقرب الى
الآدمي بهذا النحر ونحوه
في شرح الوهبانية عن
"الذخيرة" ونظمه فقال
وفاعله جمهورهم قال كافر
وقالى: فضلي واسماعيل
ليس بكفر۔

درِ مختار مطبوعہ مصر جلد دوم ۲۲۳

اس میں فرق یہ ہے کہ وہ (مہمان) کھائے اُس سے اور ذبح اللہ تعالیٰ ہی کیلئے ہے اور نفع مہمان کیواسطے ہے یا ولیمہ اور (فروخت کرکے) نفع حاصل کرنے کیلئے۔ اور اگر آنے والے کیلئے ذبح نہ کرے بلکہ اُس کے سوا کسی دوسرے کو دیدے ہے۔ غیر اللہ کی تعظیم کیلئے! پس حرام ہے اور یا کہ کفر؟ اس میں دو قول ہیں "بزازیہ" اور "شرح وہبانیہ" کے میں کہتا ہوں۔ اور "صید المنیہ" میں ہے کہ وہ مکروہ ہے اور کفر نہیں ہے کیونکہ ہم نہیں گمان کرتے ساتھ مسلمان کے اس کا کہ وہ تقرب ڈھونڈتے طرف آدمی کے ساتھ اس ذبح (قربانی) کے اور اسی طرح شرح وہبانیہ میں ذخیرہ سے نقل کیا اور نظم کیا اُسے پس کہا "اس کے کرنیوالے جمہور میں کہا کافر؟ اور کہا فضلی اور اسماعیل نے نہیں ہے کفر۔

درِ مختار کی متن و عن نقل کرنے کے بعد اب ہم شرح درِ مختار یعنی ردّ المحتار المشہور فتاویٰ شامی کی طویل عبارت نقل کرتے ہیں جس میں درِ مختار کی وضاحت بھی ہوگی اور جہاں کہیں درِ مختار نے لغزش کی ہے اُسکی مدلل تردید بھی، یاد رہے کہ درِ مختار اگرچہ احناف کے نزدیک فقہ کی مشہور کتاب ہے لیکن اس میں متعدد جگہ مسلک جمہور احناف کے خلاف عبارات کا بھی خاصا ذخیرہ ہے جنہیں مؤلف کی علمی لغزشوں پر محمول کیا جاسکتا ہے۔ اسی لئے علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ کو اُس کا اُس کی ضخامت سے کئی گنا زیادہ حاشیہ لکھنا پڑا۔ اور اُس کا نام ہی ردّ المحتار رکھا اور جہاں جہاں بھی صاحب درِ مختار کی لغزش تھی اس کی مکمل نشاندہی فرمادی۔ اور یہی ہمارے مسلک کی حقانیت کی دلیلِ قطعی ہے کہ اگر کسی بڑے سے بڑے امام اور مجتہد سے بھی قرآن و سنّت کے منشاء کے خلاف کوئی قول نقل ہوگیا اور اُس کی نشاندہی ہوگئی تو اُس نے بجائے اس کے کہ کسی قسم کی ہٹ دھرمی اختیار کرتا فوراً اپنی اُس بات سے رجوع فرمالیا۔ اور اگر اُس کے وصال کرچکنے کے بعد کسی دوسری عظیم ہستی کو پتہ چلا تو اُس نے اُس کی اُن عبارات کی پوری پوری وضاحت فرمادی فتاویٰ شامی یعنی ردّ المحتار بھی اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے۔

ردّ المحتار علی الدرّ المختار

المعروف فتاویٰ شامی

(قوله لا يحرم الخ) قال البزازي
ومن ظن انه لا يحل لانه ذبح

(قول درِ مختار کا نہیں حرام کیا گیا) کہا
بزازی نے کہ اور جو شخص یہ گمان کرتا

لاکرام ابن آدم فیکون "اُھِلَّ
بِہٖ لِغَیْرِ اللہ تعالیٰ" - فقد
خالف القرآن والحدیث
والعقل، فانہ لاریب ان
القصاب یذبح للربح ولو
علم انہ بخس - لا یذبح
فیلزم ھذا الجاھل ان لا
یاکل ما ذبحہ القصاب - و
ذبح للولائم والاعراس،
والعقیقۃ (قولہ والفارق)
ای بَیْنَ "وَمَا اُھِلَّ بِہٖ لِغَیْرِ اللہ"
بسبب تعظیم المخلوق وبین غیرہ
وعلی ھذا فالذبح عند وضع
الجدار" او "عروض مرض" او
"شفاء" منہ لا شک فی حلہ
لان القصد منہ التصدق
حموی -

وکذلک النذر لقربان معلقاً
لسلامتہ من بحر مثلاً فیلزمہ
التصدق بہ علی الفقراء فقط
کما فی فتاویٰ الشلبی (قولہ و

ہے کہ وہ حلال نہیں کیونکہ وہ ابن آدم
کی تعظیم کیلئے ذبح کیا گیا ہے - سو ہو
جائے گا وہ "مَا اُھِلَّ بِہٖ لِغَیْرِ اللہ
تعالیٰ"؟ سو تحقیق اُس شخص نے
قرآن وحدیث اور عقل کے
خلاف کیا - پس تحقیق نہیں اس میں
شک کہ اگر قصاب ذبح کرے واسطے
نفع حاصل کرنے کے اور اگر جانے
کہ خسارہ ہوگا تو ذبح نہ کرے - پس
لازم ہوا اس جاہل پر یہ کہ نہ کھائے فقط
قصاب کا اور جو ذبح کیا جائے واسطے
ولیموں یا عرسوں کے یا عقیقہ
کے (قولہ والفارق) یعنی فرق درمیان
"مَا اُھِلَّ بِہٖ لِغَیْرِ اللہ" بسبب تعظیم
مخلوق اور درمیان اُس غیر کے اور
علیٰ ہذا پس ذبح "دیوار بنانے کیلئے"
یا "بیماری آنے پر" یا "شفایاب
ہونے پر" نہیں ہے شک اس کے
حلال ہونے میں - کیونکہ اُس کی نیت
اُس سے صدقہ کرنا ہے اور مثل اسکی
مشروط نذر ماننا جانوروں کا

وان لم - یقدمھا لیاکل
منھا) ھذا مناط الفرق
لا مجرد دفعھا ای غیر
من ذبحت لاجلہ او
غیر الذابح فان الذابح
قد یترکھا او یاخذ کلھا
او بعضھا فافھم واعلم
ان المدار علی القصد
عند ابتداء الذبح فلا
یلزم انہ لو قدم للضیف
غیرھا - ان لا تحل لانہ
حین الذبح لم یقصد
تعظیمہ - بل - اکرامہ
بالاکل منھا وان قدم
الیہ غیرھا - و یظھر
ذالک - ایضا - فیما لو
ضافہ امیر فذبح عند
قدومہ - فان قصد التعظیم
لا تحل وان اطعمہ غیرھا
"قاتل" (قولہ وھل یکفر)
ای فیما بینہ وبین اللہ تعالیٰ

قربانیوں کی سمندر سے سلامتی کیساتھ
پار ہونے کیلئے - پس لازم ہے
اُس کا صدقہ کرنا اوپر فقراء کے -
فقط، جیسا کہ ہے فتاویٰ الشلبی میں
(اور قول صاحب دُر مختار کا) کہ نہیں
آیا آنیوالا کہ کھائے اس میں سے -
یہ ہے وجہ فرق کی کہ دینا اُس
(ذبیحہ کا) واسطے غیر نہ آنیوالے
کے یعنی سوائے اُس کے کہ جس کیلئے
ذبح کیا گیا تھا یا سوائے اُس ذابح
کے - پس ذبح کرنیوالا البتہ چھوڑ دے
اُس (ذبیحہ) کو یا لے سارے
کا سارا یا اُس کا کچھ حصہ پس سمجھ لے
اور جان لے - یہ کہ ذبح کا مدار
نیت پر ہے نزدیک ابتداء ذبح کے
پس ضروری نہیں کہ اگر آنیوالے کی
جگہ دوسرا مہمان آگیا تو نہ حلال ہو
اُس کیلئے - کیونکہ ذبح کے وقت
اس کی تعظیم کی نیت نہیں کی گئی تھی
بلکہ کھانا اس ذبیحہ سے اُس کے
اکرام کیلئے تھا اور اگر اُسکی طرف آیا ہوا

انہ لا یفتی بکفر مسلم امکن حمل کلامہ او فعلہ علی محمل حسن او کان فی کفرہ خلاف (قولہ یتقرب الی الآدمی) ای علی وجہ العبادۃ لانہ المکفر وھذا بعید من حال المسلم فالظاہر انہ قصد الدنیا او القبول عند باظہار المحبۃ بذبحہ فداء عنہ۔ لکن لما کان فی ذالک تعظیم لہ لم تکن التسمیۃ مجردۃ للہ تعالیٰ حکماً کما لو قال بسم اللہ واسم فلان حرمت ولا ملازمۃ بین الحرمۃ والکفر کما قدمناہ عن المقدسی فافہم (قولہ وفضلی واسمعیل) ای قال لیس مکفر

فتاویٰ شامی جلد پنجم ص ۱۹۶ مطبوعہ مصر

اُسکے تو اسی طرح ظاہر ہوا پھر بیچ اس کے ضیافت امیر کی اور ذبح کرنا اُسکے آنے کے وقت تعظیم کی نیّت سے سو نہیں حلال ہے۔ اگرچہ ضیافت کرے اُسکی ساتھ اُس (ذبیحہ) کے اور اگر نیت کرے اکرام کی تو حلال ہے۔ اور اگر کھلائے اُس کو سوائے اُسکے تو کیا حکم کریں اور (قول صاحب درمختار کا کیا کفر ہے) یعنی اُسکے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان جبکہ مسلمانوں کے کفر پر فتویٰ نہ دیا جائے۔ کیا ممکن ہوگا اُسکے کلام کا یا فعل کا محمول کرنا اچھائی پہ یا کفر پہ۔ اس میں اختلاف ہے۔ (قول صاحب درمختار کا تقرب ڈھونڈنا آدمی کی طرف) یعنی اُسکی عبادت کی وجہ سے تحقیق یہ کفر ہے اور یہ مسلمان کے حال سے بعید ہے پس ظاہر تھا کہ ارادہ اُسکا دنیا اور قبولیت کیلئے نزدیک اُسکے واسطے اظہار محبت اُس ذبیحے کے نثار کرنے سے ہے لیکن جبکہ ہے اُسکی تعظیم بیچ اُس ذبیحہ کے تو ہوگا اُس پر اللہ کا نام لینا حکماً جیسا کہ اگر کہے بسم اللہ اور نام فلاں کا حرام ہوگا۔ اور اس سے حرام اور کفر کا فرق لازم نہیں آتا جیسا کہ پہلے مقدسی سے نقل کیا گیا ہے ۴

۴۔ پس سمجھو (قول صاحب درمختار کا فضلی اور اسمٰعیل سے) یعنی کہا دونوں نے نہیں ہے کفر

انعام — انعام — انعام

احناف کے نزدیک فتاویٰ کی عظیم کتاب "ردّ المحتار المعروف فتاویٰ شامی" کی واضح ترین عبارت مُدلّل بحث اور پُرشکوہ استدلال محض نام کے حنفی اور جدّت پسند بدعتی مفسّرین کیلئے تازیانۂ عبرت اور لمحۂ فکریہ ہیں۔

اور اُن خوش ذوق قارئین جن کے متجسّس اذہان تحقیق و تجسّس کی روشنی کے متلاشی ہیں کیلئے ایک روشن ترین دلیل اور مینارۂ نور ہیں۔ اور حقیقت تو یہ ہے کہ اس آفتاب جہاں تاب سے بھی زیادہ درخشندہ و تابندہ اور منوّر و تاباں حقیقت سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ:۔

کوئی مُسلمان بھی اپنے ذبیحے کو ذبح کرتے وقت غیر اللہ کا نام نہیں لیتا

ہم دورِ حاضرہ کے جدید مترجمین و مفسّرین اور اُن کے حواریوں کو علی الاعلان چیلنج کرتے ہیں کہ وہ پورے پاکستان سے کوئی ایک ایسا مسلمان تلاش کر کے دکھا دیں کہ جو جانوروں کو ذبح کرتے وقت خدا کے نام کے سوا کسی دوسرے کا نام لیتا ہو اور ذبح کے وقت بجائے بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰہُ اَکْبَر کے یُوں کہتا ہو کہ رسُول اللہ کے نام سے یا غوثِ اعظم کے نام سے یا مُعین الدین چشتی کے نام سے یا داتا ہجویری کے نام سے ذبح کرتا ہوں۔ اگر کوئی جدّت زدہ مترجم یا مفسّر ایسا کوئی آدمی تلاش کرنے میں کامیاب ہو جائے تو ہم اُسے:۔

مبلغ پانچ ہزار روپیہ نقد انعام

دینے کا اعلان کرتے ہیں۔ صلائے عام ہے

تیرے من گھڑت افسانے حقیقت کیسے بدلیں گے
فسانہ پھر فسانہ ہے حقیقت پھر حقیقت ہے

ہمارا دعویٰ ہے کہ کوئی جاہل سے جاہل شخص بھی اس قسم کے کفریہ فعل کا مرتکب نہیں ہو سکتا ہے کہ وہ جانور کو ذبح کرتے وقت بِسْمِ اللہِ وَاللہُ اَکْبَرْ کی بجائے کسی پیر فقیر کا نام لیتا ہو۔

اور جب یہ ناقابلِ تردید حقیقت موجود ہے اور فیصلہ کُن بات یہی ہے کہ جانور وہ حرام ہے جس کو اللہ تعالےٰ کے نام کے بجائے کسی اور کے نام سے ذبح کیا جائے" اور "کوئی مسلمان اللہ تعالےٰ کے بجائے کسی اور کے نام سے جانور ذبح نہیں کرتا" تو ان مُفتیانِ نو کی کس قدر زیادتی بلکہ کس قدر سنگین مذاق ہے کہ خواہ مخواہ ایک فرضی شوشہ چھوڑ کر اور مسلمانوں کو زبردستی دائرہ اسلام سے خارج کر دینے کی خطرناک اور ہولناک مہم چلا رکھی ہے۔

یہ مُلّا کافروں کو دولتِ اسلام کیا دے گا
اسے کافر بنانا بس مسلمانوں کو آتا ہے

قارئین کرام کو یہ نکتہ خاص طور پہ ذہن نشین رکھنا چاہیئے کہ :-

حِلّت و حُرمت کا استحقاق محض اللہ تبارک و تعالیٰ بزرگ و برتر اور اُس کے پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو ہے۔

علاوہ ازیں

چاہے کوئی کتنا ہی بڑا آدمی کیوں نہ ہو ہرگز ہرگز یہ حق نہیں رکھتا کہ وہ خدا تعالےٰ کی حرام کی ہوئی چیزوں کو حلال اور حلال کی ہوئی چیزوں کو حرام قرار دیتا پھرے۔

ایسا کرنا یقیناً حدِ کفر تک پہنچتا ہے اللہ تعالیٰ اس قسم کے من چاہے فتوے صادر کرنیوالوں کو نورِ ایمان اور قلبِ سلیم عطا فرمائے تاکہ ان کے پراگندہ ذہنوں اور منتشر دماغوں سے وہ ظلماتی پردے اُتر جائیں جو قطعی طور پر تعصب و انانیت کی شدت کی پیداوار ہیں۔

تعصب کو ابھی چھوڑو، ابھی وا ہے درِ توبہ
بروزِ حشر اے واعظ بڑی رسوائیاں ہوں گی

تعصب کے اِن حجابات کا ایک یہ بھی کرشمہ ہے کہ :-

حلال کو حرام قرار دیتے وقت محض اپنی انانیت کو برقرار رکھنے کیلئے ان لوگوں کو اس ایک عظیم جُرم کے ساتھ دوسرے شدید ترین جُرم کا بھی ارتکاب کرنا پڑا کہ کتابِ مقدس قرآن مجید کی تفسیر اپنی مرضی سے کر دی۔ اس سے بڑھ کر ہلاکت اور تباہی اور کیا ہو سکتی ہے کہ انسان تبلیغِ اسلام کا فریضہ ادا کرتے کرتے اسلام سے ہی ہاتھ دھو بیٹھے۔

خُوب تھا ذوقِ سخاوت ان کے باطل زُعم میں
اپنا دامن دولتِ ایماں سے خالی کر لیا

★

جیسا کہ آپ اس کتاب میں بھی پڑھ چکے ہیں کہ اپنی مرضی سے قرآن مجید کی تفسیر کرنا ایسے ہی ہے جیسے جہنم میں اپنا گھر بنانا۔ آگے چل کر بھی اپنی مرضی سے تفسیر کرنے کی سزا کے متعلق کچھ عبارتیں آئیں گی۔ یہاں پہ بھی کچھ ایسی عبارات پیش کی جاتی ہیں جن سے ایک تو یہ کہ یادداشت تازہ ہو جاتی ہے دوسرے یہ کہ یہ وہ عبارتیں ہیں جن میں صاف طور پہ آیا ہے کہ اپنی رائے سے تفسیر کرنا کُفر ہے۔

تفسیر بالرائے کُفر ہے

المعجم الصغیر للطبرانی

عن ابی هریرة - قال، قال! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم : المراءُ فی القرآن کفرٌ۔ (المعجم صغیر طبرانی مطبوعہ دہلی ص۱۰۱)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ قرآنِ مجید میں اپنی رائے استعمال کرنا کُفر ہے۔

شرحِ فقہ اکبر

من فسّر القرآن برائه فقد کفر۔ (شرح فقہ اکبر مطبوعہ مصر صفحہ ۱۵۴)

جس نے اپنی مرضی سے قرآن مجید کی تفسیر کی اُس نے کُفر کیا۔

مکتوبات مجدد الف ثانیؒ

جس نے اپنی مرضی سے قرآن پاک کی تفسیر کی پس اُس نے کُفر کیا۔	مَنْ فَسَّرَ الْقُرْآنَ بِرَأْيِهٖ فَقَدْ كَفَرَ۔ (مکتوبات شریف ۵۴۵/۲)

یہ تو تفسیر بالرائے کے متعلق سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا فتویٰ تھا۔ لیکن جب بات اس سے بھی آگے بڑھ جائے تو پھر کیا ہو سکے گا۔ آپ حیران نہ ہوں حقیقت یہ ہے کہ بات اس قسم کے کُفریات سے تجاوز کر کے وہاں تک پہنچ چکی ہے جہاں کُفر کی حدیں بھی دم توڑ دیتی ہیں۔ آپ کو یاد ہوگا کہ ہم نے گذشتہ صفحات میں استدلال کے طور پر قرآن مجید کی وہ آیات پیش کی تھیں جن میں کفّار کے بحیرہ و سائبہ وغیرہ اُن جانوروں کا ذکر تھا جنہیں وہ اپنے بُتوں کے نام سے چھوڑ دیتے تھے اور اللہ تبارک وتعالیٰ نے اُن جانوروں کو اللہ کے نام سے ذبح کر کے کھا لینے کا مسلمانوں کو حکم فرمایا ہے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ جَلّ مجدہٗ الکریم کے اس فرمانِ عالیشان اور قرآنِ مجید کی اس نصِّ قطعی کا مذاق اُڑاتے ہوئے مولوی ثناءُاللہ امرتسری ایک ایسا عجیب و غریب فتویٰ صادر کرتا ہے، جس کی دُنیائے اسلام میں مثال نہیں مل سکتی۔ یاد دہانی کے طور پر پہلے قرآن مجید کی وہ آیات ملاحظہ فرمائیں اور اُس کے بعد نجدی توحیدیئے کا فتویٰ ملاحظہ کریں:۔

اِک طرف توحید ہے اِک سمت ہیں توحیدیئے
یہ تصادم دیکھئے یہ جنگ باہم دیکھئے

اللہ تعالیٰ کیا فرماتے ہیں

توجمہ:۔ اور نہیں مقرر کئے اللہ تبارک وتعالیٰ نے بحیرہ اور نہ سائبہ اور نہ وسیلہ اور نہ حام۔ اور لیکن وہ لوگ جو کافر ہیں اللہ تعالیٰ کے اوپر جھوٹ	مَا جَعَلَ اللّٰهُ مِنْۢ بَحِيْرَةٍ وَّلَا سَآئِبَةٍ وَّلَا وَصِيْلَةٍ وَّلَا حَامٍ ۙ وَّلٰكِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ ؕ وَاَكْثَرُهُمْ لَا

باندھ لیتے ہیں اور ان میں اکثر بے عقل ہیں۔	يَعْقِلُوْنَ ٥ (پ سورۃ المائدہ ۔ آیت ۱۰۳)

قابلِ غور بات

کفّار اپنے بُتوں کے نام پر آزاد رکئے ہوئے جانوروں کو کھانا حرام سمجھتے تھے اور یہی اُن کی بیوقوفی تھی۔ لیکن مسلمانوں کے اولیاءُاللہ سے منسوب جانور صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کے نام سے ذبح کر کے کھانے کیلئے ہوتے ہیں۔ یہ الگ بات ہے کہ منکرین نے مشرکین کی طرح ان کو اپنے اُوپر حرام کر رکھا ہے۔

نجدی وہابی کیا کہتا ہے؟

س:۔ بعض عُلماء سانڈ کا گوشت کھانا جائز بتاتے ہیں، اور بعض اُس کی حُرمت بیان کرتے ہیں یہ سانڈ کو لوگ اپنے بزرگوں کے نام سے آزاد کرتے ہیں اور حکم قرآنی ہے وَمَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ۔ اس صُورت میں سانڈ کا گوشت کھانا کیسے جائز مانا جائے۔

ج:۔ جو چیز وَمَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ ہو وہ حرام ہے۔ مُفت ملے یا قیمت سے ملے حرام ہے۔ کیونکہ اُس کی حُرمت بوجہ شرک ہے۔

(ہفت روزہ اہلحدیث مورخہ ۹ نومبر ۱۹۲۸ء مفتی ثناءاللہ)

مُفتی نجد الدولہ صاحب کا یہ کُفر نواز فتویٰ بر سبیلِ تذکرہ آگیا تھا۔ بات مُفتیانِ بخارا سے چلی تھی اور مُفتیٔ اعظم احناف صاحبِ ردُّ المختار حضرت علّامہ شامی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے کُفر توڑ فتویٰ پر ختم ہوئی۔ چونکہ بات فتووں کی تھی اس لئے مفتی نجد الدولہ کا فتویٰ بھی شامل ہو گیا۔ اور

فتویٰ بھی وہ معرکے کا ہو بلکہ بغیر کسی تفسیر و تاویل کے براہِ راست فرمانِ خداوندی کے ساتھ متصادم ہے
اور عین اُن کفارِ عرب کے فتوے اور عقیدے کے مطابق ہے جن کو اللہ تبارک و تعالیٰ قرآن مجید
میں لَا یَعْقِلُوْنَ کا خطاب دیتا ہے۔

یہ ستم ظریفی مُلّا

آپ بحیرہ اور سائبہ وغیرہ جانوروں کے متعلق جان گئے ہوں گے۔ کیونکہ ہم گذشتہ اوراق میں
یہ وضاحت کر چکے ہیں کہ کفار ان جانوروں کو اپنے بتوں کے نام سے آزاد کر دیتے تھے اور اُن
کو کھا لینا تو کجا اُن پر سواری بھی نہیں کرتے تھے اور اُن کو کھانا اپنے اُوپر حرام سمجھتے تھے۔ لہٰذا
قرآن مجید میں اللہ تبارک و تعالیٰ عزّوجلّ نے اس کی وضاحت کر دی کہ یہ جانور ہرگز ہرگز حرام نہیں
ان کو بیوقوف کافروں نے اپنی مرضی سے اپنے اُوپر حرام کر رکھا ہے۔ مسلمانو! تم ان جانوروں کو
اللہ کے نام سے ذبح کر کے کھاؤ یہ حلال ہیں۔ یہ ستم ظریف مُلّا کی ستم ظریفی ہے کہ بالکل کفار کی طرح
اپنے بزرگوں کے نام پر آزاد کئے ہندوؤں کے جانوروں کو کفار ہی کی طرح اپنے اُوپر حرام قرار
دے لیا اور خود کو زبردستی زمرۂ لَا یَعْقِلُوْنَ میں داخل کر لیا۔

دراصل بات یہ ہے کہ

ان ستم ظریف مُلّاؤں پر وَمَا اُهِلَّ اس شدت کے ساتھ مسلّط ہو چکا ہے
کہ ان کو سوائے وَمَا اُهِلَّ کے نہ تو کچھ نظر آتا ہے اور نہ ہی کہیں دوسری جگہ ان کی
نگاہ ٹھہرتی ہے۔ غرضیکہ ان کا کھانا پینا، چلنا پھرنا، سونا جاگنا، اُٹھنا بیٹھنا،
اوڑھنا بچھونا غرضیکہ ہر کام اور ہر فعل وَمَا اُهِلَّ میں لپٹا ہوا معلوم ہوتا ہے اور
ہر بات میں وَمَا اُهِلَّ کا پورا پورا عمل دخل نظر آئے گا۔ ان کے ہر چیز کو زبردستی
داخل مَا اُهِلَّ کرنے سے تنگ آ کر زبردستی ایک نظم ہو گئی ہے جو ہدیۂ
قارئین ہے:۔

(نظم اگلے صفحہ پر دیکھیں)

ہر بات مَا اُهِلَّ

○

ہر کار مَا اُهِلَّ

○

ہر بات مَا اُهِلَّ ہر کار مَا اُهِلَّ
مُلّا کی ہے زباں پہ گفتار مَا اُهِلَّ

کوئی بھی بات کر لو، کوئی بھی فتویٰ پوچھو
سب کا جواب دیں گے بس یار مَا اُهِلَّ

جب سازِ "نجدیت" پہ مضرابِ حق لگاؤ
چیخے گا، اور کہے گا ہر تار مَا اُهِلَّ

ٹوپی، رومال، تہبند سب کچھ ہے مَا اُهِلَّ
چادر وَمَا اُهِلَّ، دستار مَا اُهِلَّ

قرآن میں اور کچھ یہ دیکھیں بھی کس طرح سے
خود ہی تو کھینچ لی ہے دیوار مَا اُهِلَّ

زردہ، پلاؤ، حلوا ہو کھیر یا مٹھائی
ہر چیز پہ کہیں گے سرکار مَا اُهِلَّ

انگور، آم، کیلے، امرود، ناشپاتی
ہیں سیب، سنگترے سب اثمار مَا اُهِلَّ

کچھ یوں دُوئی مٹائی توحید نے ہے ان کی
ہر پھول مَا اُهِلَّ ہر خار مَا اُهِلَّ

◉

وَمَا اُهِلَّ کی آخری وضاحت

وَمَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ کے مطالب و معانی میں الٹے پلٹے مارنے والے مفسرین و مترجمین نے ایک یہ حکم بھی دیا ہے کہ جانوروں کو ذبح کرنے سے پہلے بھی خدا کے سوا کسی اور کے ساتھ منسوب کر دیا جائے تو وہ جانور حرام ہے جیسا کہ آپ اُن لوگوں کی متعدد تحریریں پڑھ چکے ہیں۔ اس کے متعلق اگرچہ ہم کامل طور پر بالوضاحت سابقہ اوراق میں لکھ آئے ہیں لیکن قارئین کو مزید مطمئن کرنے کیلئے چند ایسے حوالہ جات پیش کرتے ہیں جن سے مسئلہ پورے طور پر نکھر کر سامنے آجائے اور وضاحت ہو جائے کہ ذبح سے پہلے تو کسی سے منسوب کرنا تو ایک طرف رہا ذبح کے وقت بھی خدا کے سوا کسی دوسرے سے منسوب کرنے سے بھی جانور حرام نہیں ہوتا۔ جبکہ اُس کو بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُ اَکْبَرْ پڑھ کر ذبح کیا جائے۔ بات چونکہ فتووں کی ہو رہی تھی اس لئے چند معتبر فتاویٰ کی عبارات پیش خدمت ہیں۔ اور فتاویٰ جات سے پہلے سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا وہ ارشاد پیش کیا جاتا ہے جس کے پیش نظر فقہائے کرام نے اس مسئلہ کی وضاحت کی ہے کہ ذبح سے پہلے یا ذبح کے بعد کسی دوسرے کے ساتھ منسوب کرنے سے ذبیحہ مطلقاً حرام نہیں ہوتا اور نہ ہی مکروہ ہوتا ہے۔

مسلم شریف

عن عائشة - ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وآلہٖ وسلم - امر بکبش اقرن یطاء فی سواد - و یبرک فی سواد - و ینظر فی سواد - فاتی بہ، لیضحی بہ - قال لہا یا عائشۃ ہلمی المدیۃ - ثم قال اشحذ یہا بحجر ففعلت ثم اخذہا واخذ الکبش فاضجعہ ثم ذبحہ ثم قال ؛ "بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ تَقَبَّلْ مِنْ مُحَمَّدٍ وَّآلِ مُحَمَّدٍ وَاُمَّةِ مُحَمَّدٍ" ثُمَّ ضَحّٰی بِهٖ۔
(مسلم شریف مترجم جلد دوم صفحہ ٢٧٠)

اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ایک ایسا دُنبہ لانے کا حکم فرمایا جس کے سر پر سینگ ہوں، سیاہی میں چلتا ہو سیاہی میں بیٹھتا ہو اور سیاہی میں دیکھتا ہو یعنی (پاؤں، پیٹ، سینہ اور آنکھیں سیاہ ہوں) چنانچہ ایسا دُنبہ قربانی کیلئے حاضر کیا گیا اور آپ نے پتھر پر چھُری کو تیز کیا۔ پھر آپ نے چھُری ہاتھ میں لی۔ دُنبہ کو لٹایا اور ذبح فرما دیا۔ پھر فرمایا۔ یا اللہ اس کو محمد (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) اور آلِ محمد اور اُمتِ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کی طرف سے قبول فرما۔

اَلْمُسْتَدْرَک لِلْحَاکِم

عن حذیفہ بن اسید رضی اللہ تعالیٰ عنہ - قال: کان النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم یقرب کبشین املحین فیذبح احدہما فیقول "اللّٰہم ہذا عن مُحَمَّدٍ و آل مُحَمَّدٍ"
ویقرب الآخر فیقول "اللّٰہم عَنْ اُمَّتِیْ" من شہد لک بالتوحید ولی بالبلاغ۔ (المستدرک للحاکم۔ مطبوعہ حیدر آباد دکن۔ جلد سوم ص ۵۹۴)

حضرت حذیفہ بن سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم دو دُنبوں کی قربانی فرماتے تھے۔ پس ان میں ایک کو ذبح کر کے فرماتے ؛ یا اللہ یہ محمد اور آلِ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کی طرف سے ہے اور دوسرے کو ذبح فرما کر فرماتے یا اللہ! یہ میری اُمت کے اُس فرد کی طرف سے ہے جو تیرے لئے توحید اور میرے لئے پہنچا دینے کی گواہی دیتا ہے۔

سُنَن دار قطنی

عن ابی سعید - ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وآلہٖ وسلم ضحی بکبش اَقرن ثم قال "اَللّٰهُمَّ اِنَّ هٰذَا عَنِّیْ وَ عَمَّنْ لَّمْ یُضَحِّ مِنْ اُمَّتِیْ"۔ دار قطنی جلد چہارم ص ٢٨٣ مطبوعہ مصر۔

حضرت ابو سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے دُنبے کی قربانی دی اور فرمایا۔ یہ ہے میری طرف سے اور میری اُمت کے اُس فرد کی طرف سے جس نے قربانی نہیں دی۔

عن انس عن النبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم۔ انہ ضحی بکبشین املحین احدھما عن امتہ وا لآخر عنہ وعن اھل بیتہ۔ (دارقطنی جلد چہارم ص۲۸۴)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ تحقیق حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دو دُنبے ذبح فرماتے۔ ایک اپنی اُمت کی طرف سے اور ایک اپنی اور اپنے اہلبیت کی طرف سے۔

بلوغ المرام

ولہ من حدیث عائشۃ رضی اللہ۔ امر بکبش اقرن یطأ فی سواد ویبرک فی سواد فاتی بہ لیضحی بہ فقال لھا۔ یا عائشۃ۔ ھلمی المدیۃ۔ ثم قال: اشحذ ھا بحجر ففعلت ثم اخذ ھا و اخذہ فاضجعہ ثم ذبحہ ثم قال۔ "اللّٰھم تقبل من محمد وآل محمد ومن امۃ محمد" (بلوغ المرام مصنفہ ابن حجر عسقلانی مطبوعہ دہلی ص۲۶۹)

اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سینگوں والا سیاہ دُنبہ لانے کیلئے حکم فرمایا تاکہ اُس کی قربانی دی جائے۔ پھر آپ نے فرمایا "یا عائشہ" چھری لاؤ۔ پھر فرمایا اسکو پتھر پر تیز کرو۔ پھر چھری کو پکڑا اور قربانی کے جانور کو لٹاکر ذبح فرمایا۔ اور فرمایا:۔ الٰہی اسے محمد وآل محمد اور اُمت محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی طرف سے قبول فرما۔

طحاوی شریف

ثم ذبحہ وقال "بسم اللہ اللّٰھم تقبل من محمد وآل محمد ومن امۃ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)، ثم ضحی بہ۔ (شرح معانی الآثار۔ المعروف بالطحاوی جلد سوم ص۲۳۸)

پھر ذبح فرمایا۔ اور فرمایا ذبح کرتا ہوں اللہ کے نام سے۔ یا اللہ! قبول فرما اس کو محمد کی طرف سے اور آل محمد اور اُمت محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی طرف سے پھر تقسیم فرمایا اُس قربانی کو۔

سفر السعادۃ (مترجم)

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں عیدگاہ میں حاضر تھا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ جب نماز پڑھی اور خطبہ ختم کیا اور منبر سے نیچے تشریف لائے۔ ایک دُنبے کو لائے اور اپنے ہاتھ سے ذبح فرمایا اور ذبح کے وقت فرمایا:۔

"بسم اللہ اللہ اکبر ھذا عنی وعن لم یضح من امتی" یعنی بسم اللہ اللہ اکبر میری طرف سے ہے اور میرے اُس اُمتی کی طرف سے ہے جو ذبح نہیں کر سکا۔ (سفر السعادت ص۱۲۴)

الدرایۃ فی تخریج الہدایۃ

(ابن حجر)

ان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال بعد الذبح "اللّٰھم تقبل ھذہ عن امۃ محمد ممن شھد لک بالوحدانیۃ ولی بالبلاغ۔

مسلم من حدیث عائشۃ فی قصۃ الضحیۃ وفیہ فاضجعہ ثم ذبحہ قال: "بسم اللہ اللّٰھم تقبل من محمد ومن آل محمد و من امۃ محمد۔

وروی الحاکم من حدیث ابی رافع بنحوہ بلفظ ذبحہ ثم یقول "اللّٰھم ھذا عن امۃ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) الحدیث الدرایۃ فی تخریج الہدایۃ مطبوعہ دہلی ص۳۱۸ (ابن حجر عسقلانی)

تحقیق حضور پرنور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ذبح کے بعد ارشاد فرمایا۔ اے اللہ یہ میری اُمت کے اُس شخص کی طرف سے ہے جو تیری وحدانیت اور میرے پہنچا دینے پر شہادت دیتا ہے۔ اس کو قبول فرما۔ اور مسلم شریف میں جو قربانی کے واقعہ میں اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث ہے اور اُس میں ہے۔ لٹایا اُس کو پھر اللہ کے نام کے ساتھ یہ کہتے ہوئے ذبح فرمایا۔ کہ الٰہی قبول فرما محمد اور آل محمد اور اُمت محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی طرف سے۔ اور حاکم کی روایت میں ابی رافع کی حدیث میں ہے کہ پھر یہ فرمایا۔ الٰہی یہ اُمت محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی طرف سے ہے۔

سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان فقہائے کرام کی نظر میں

جامع الصغیر

(امام محمدؒ تلمیذ امام اعظمؒ)

وان یکرہ ان یذکر مع اسم اللہ غیرہ وان یقال عند الذبح اللّٰھم تقبّل من فلان بن فلان وان قال ذالک قبل التسمیہ وقبل ان یضجع للذبح فلا باس بہ (واللہ اعلم بالصواب)

(جامع الصغیر امام محمد بن الحسن بن شیبانی تلمیذ رشید سیدنا امام اعظمؒ) ۔ ص ۱۴۹

اور بیشک مکروہ ہے ذکر کرنا اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ غیر کا اور کہے ذبح کے وقت الٰہی قبول فرما فلاں ابن فلاں کی طرف سے اور تحقیق کہے بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُ اَكْبَرُ سے پہلے اور ذبیحہ کے لٹانے سے پہلے تو کوئی حرج نہیں ۔

الھدایہ شریف

قال ویکرہ ان یذکر مع اسم اللہ تعالیٰ شیئاً غیرہ وان یقول عند الذبح اللّٰھم تقبّل من فلان وھذہ ثلث مسائل :۔

احدھا :۔ ان یذکرہ موصولا۔ لا معطوفا فیکرہ ولا تحرم الذبیحۃ (الخ) ونظیرہ ان یقول بسم اللہ

فرمایا اور مکروہ ہے ذکر کرنا اللہ تعالےٰ کے نام کے ساتھ ذکر کرنا دوسری شئے کا۔ اور کہے کہ ذبح کے وقت الٰہی قبول فرما فلاں سے۔ اور اس میں تین مسئلے ہیں۔

اوّل یہ کہ ذکر کرے وصل کے ساتھ بغیر عطف کے پس یہ مکروہ ہے اور نہیں حرام ذبیحہ اور اس کی مثال یہ ہے کہ کہے بسم اللہ محمد

محمّدٌ رسول اللہ ۔ (الخ)

والثانیہ :۔ وان یذکر موصولا علی وجہ العطف والشرکۃ بان یقول بسم اللہ واسم فلان أو یقول بسم اللہ فلان أو بسم اللہ ومحمّدٍ رسول اللہ" بکسر الدال فتحرم الذبیحۃ لانہ اُھِلَّ بِہٖ لِغَیْرِ اللّٰہِ"

والثالثہ :۔ ان یقول مفصولا عنہ صورۃ ومعنی بان یقول قبل التسمیۃ وقبل ان یضجع الذبیحۃ أو بعدہ أو بعدہ ھذا لاباس ، لما روی وعن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انہ قال بعد الذبح اللھم تقبل ھذہ عن امۃ محمد ممن شھد لک بالوحدانیۃ ولی بالبلاغ ۔

(ہدایہ آخرین ص ۴۳۴ مؤلفہ امام برہان الدین ابوالحسن علی بن ابی بکر متوفی ۵۹۳ ہجری)

رسول اللہ ۔

اور دوسرا یہ کہ ذکر کرے ساتھ ہی عطف اور شرکت کے ساتھ جیسا کہ کہے "بسم اللہ واسم فلاں" یا کہے "بسم اللہ وفلاں" یا "بسم اللہ ومحمد رسول اللہ" دال کی زیر کے ساتھ پس حرام ہے ذبیحہ اور یہ ہے اُھِلَّ بِہٖ لِغَیْرِ اللّٰہِ ۔

اور تیسرا مسئلہ :۔ تحقیق کہے صورۃً و معنیً فاصلے سے جیسا کہ کہے پہلے تسمیہ کے اور پہلے لٹانے ذبیحہ کے اور بعد ذبح کے اور یہ کوئی حرج نہیں ۔ روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ذبح کے بعد فرمایا ۔ کہ الٰہی قبول فرما اُمتِ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے اُس شخص کی طرف سے جس نے گواہی دی تیری توحید اور میری رسالت کی ۔

★

المغنی شرح کبیر

ولما ان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اتی بکبش لہ لیذبحہ فاضجعہ ثم قال اللھم تقبل من محمد وآل

روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب دُنبہ قربان فرماتے تو لٹاتے پھر فرماتے الٰہی قبول فرما محمد اور آلِ محمد اور اُمتِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے (مسلم)

مُحمّد و امّۃ محمّد ثمّ ضحٰی رواہ مسلم
وفی حدیث جابر انّ النّبی صلّی اللہ علیہ و
آلہٖ وسلّم۔ قال: اللّٰھم منک ولک منک
عن محمّد و امّتہ۔ بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰہُ اَکْبَرْ
ثمّ ذبح وھذا نصّ لا یُعرج علٰی خلافہ
(المغنی شرح کبیر المختصر امام ابی قاسم عمر بن حسین
متوفی ۳۳۴ھ مطبوعہ مصر جلد ۱۱ صفحہ ۱۱۸)

اور جابر رضی اللہ تعالٰی عنہٗ کی حدیث میں
حضور صلّی اللہ علیہ و آلہٖ وسلّم ذبح کے وقت
فرماتے الٰہی تیرے لئے محمّد کی طرف سے
اور محمّد کی اُمّت کی طرف سے ہے بِسْمِ اللّٰہِ
اَللّٰہُ اَکْبَرْ پھر ذبح فرماتے اور یہ نص نہیں
خلاف اوپر اس کے۔

خلاصۃ الفتاوٰی

کرہ ان یذکر اسم اللہ مع اسم
غیرہ یعنی عند الذبح وھی علٰی ثلثۃ
اوجہ منھا ما یحرم ومنھا لا یحرم و
یکرہ ومنھا لا یحرم ولا یکرہ۔
اما الاوّل:۔ ھو ان یذکر اسم اللہ و
اسم غیرہ علٰی وجہ العطف والشرکۃ
نحو ان یقول بسم اللہ واسم فلاں او
بسم اللہ ومحمّد رسول اللہ والمکروہ
ان یذکر اسم اللہ وغیر اللہ مقرونا بہ
فی الظاہر من غیر حرف عطف ولا
شرکۃ نحو ان یقول بسم اللہ محمّد
رسول اللہ (صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم) واما الذی
لا یکرہ ولا یحرم۔ نحو ان یکون منفصلا
منہ صورۃ ومعنی قبلہ او بعدہ بان یقول
اللّٰھمّ تقبّل (خلاصۃ الفتاوٰی جلد چہارم
صـ۳۰۷ مؤلفہ شیخ طاہر بن عبد الرشید البخاری)

اور مکروہ ہے یہ کہ ذکر کیا جائے اللہ
کے نام کے ساتھ اُس کے غیر کو۔ مراد لیتے ہیں
اس کی وقت ذبح کرنے کے اور وہ تین وجہ پر
ہے۔
اوّل یہ کہ وہ جو حرام کیا گیا ہے۔ دوم یہ کہ
وہ جو حرام نہیں کیا گیا اور مکروہ ہے۔ تیسری
یہ کہ وہ جو نہ حرام کیا گیا ہے اور نہ مکروہ ہے
صورت اوّل یہ ہے اللہ تعالٰی اور اُس کے
غیر کا نام ذکر کیا جائے علیحدہ اور شرکت کے
ساتھ جیسے کہ اللہ اور فلاں کے نام کے ساتھ
یا اللہ کے نام کے ساتھ اور محمّد رسول اللہ
صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے ساتھ اور مکروہ
یہ ہے کہ اللہ تعالٰی اور اُسکے غیر کا نام اکٹھا ہو
ظاہر میں حرف عطف اور شرکت کے بغیر ذکر کیا جائے
جیسے کہ بسم اللہ محمّد رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم
اور جو صورت نہ مکروہ ہے نہ حرام یہ ہے کہ اس ※
※ کے پہلے یا بعد صورتاً اور معناً فاصلہ ہو جیسا کہ کہے الٰہی قبول فرما۔ الخ۔

شرح الیاس

وحل المذبوح ان فصل غیر
اسم اللہ صُورۃً و معنی کالدُّعاء
قبل الاضجاع والتسمیۃ لانہٗ علیہ
السّلام کان یقول بعد الذبح
اللّٰھمّ تقبّل ھذہٖ من محمّد
(صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم) و ممّن
شھد لک بالوحدانیۃ ولی
بالبلاغ۔
شرح الیاس جلد دوم صفحہ ۱۵۹

اور حلال ہے ذبیحہ فاصلے سے
غیر اللہ کے اسم سے صورتاً اور معناً جیسا
کہ ذبح اور تسمیہ سے پہلے حضور علیہ الصّلوٰۃ
والسّلام تھے فرماتے بعد ذبح کے۔
الٰہی قبول فرما یہ محمّد کی طرف سے جس نے
تیری توحید اور میری رسالت کی گواہی
دی۔

★

جامع رموز شرح وقایہ

وقال بسم اللہ وبنام فلاں
لم یحرم کما فی المحیط وکرہ الذبح
کما فی النہایۃ او الدعاء کما فی
المحیط ان وصل الذبح بالتسمیۃ
الدعاء او غیرہ والحال انّہ لم
یعطف ذالک الغیر نحو بسم اللہ
اللّٰھمّ تقبّل من فلاں او اللّٰھم اغفرلی
بسم اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم و
حل الذبح ان فصل غیر التسمیۃ

اور کہا بسم اللہ بنام فلاں نہیں آیا
حرام محیط میں اور مکروہ ہے ذبح آیا
نہایہ میں۔ اور کہا صاحب محیط نے کہ تسمیہ
کے ساتھ دعا وغیرہ کا وصل اور اس کا
حال نہ عطف کیا جائے کسی غیر کا۔ ایسا ہے
جیسا کہ کہے بسم اللہ الٰہی قبول فرما فلاں
کی طرف سے یا بخش دے یا بسم اللہ صلّی اللہ
علیہ وآلہٖ وسلّم اور حلال ہے ذبیحہ فصل
سے سوائے تسمیہ کے صورتاً و معناً دعا

عنہا صورۃً ومعنی کالدعاء قبل الاضجاع وقبل التسمیۃ ۔

جامع الرموز النقایہ شرح وقایہ جلد سوم ص۶۲۱

مؤلفہ شمس الدین محمد الخراسانی القہستانی

پہلے قربانی اور پہلے تسمیہ کے۔

بحر الرائق، دُرِ مختار، الہدایہ

وکرہ ان یذکر مع اسم اللہ تعالیٰ غیرہ وان یقول عند الذبح اللّٰھم تقبل من فلان وان فلان و ان قال قبل التسمیۃ والاضجاع جاز بان یقول قبل ان یضجع الشاۃ او قبل التسمیۃ او بعد الذبح "اللّٰھم تقبل منی او من فلان وھذا" لما روی عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انہ قال بعد الذبح۔ اللّٰھم تقبل ھذا من امۃ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ۔

اور مکروہ ہے ذکر کرے ساتھ نام اللہ تعالیٰ کے اُس کے غیر کا اور کہے وقت ذبح کے الٰہی قبول فرما فلاں اور فلاں کی طرف سے اور یہ کہے بسم اللہ اللہ اکبر کہنے اور لٹانے سے پہلے تو جائز ہے۔ کہے پہلے لٹانے بکری کے اور پہلے تسمیہ کے اور بعد ذبح کے۔ الٰہی قبول فرما میری طرف سے اور فلاں کی طرف سے اور یہ نہیں مکروہ۔ روایت بیان کی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہ فرمایا آپ نے:۔

الٰہی قبول فرما یہ اُمتِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے۔

۱۔ بحر الرائق مطبوعہ مصر جلد ۸ ص ۱۶۹ مؤلفہ امام محمد بن حسین علی الطوری الحنفی القادری

۲۔ دُرِ مختار مطبوعہ لکھنؤ صفحہ ۵۸۰

۳۔ الہدایہ آخرین مطبوعہ پاکستان۔ مؤلفہ امام برہان الدین ابو الحسن علی بن ابی بکر متوفی ۵۳۵ھ

کورمیری شرح مختصر وقایہ

حرام است مذبوح اگر عطف کرد اسم اللہ غیر اسم اللہ را چنانچہ گفت بسم اللہ و فلاں! یا گفت بسم اللہ و محمد رسول اللہ بجز محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) و مکروہ است مذبوح اگر وصل کرد باسم اللہ و عطف نکرد چنانچہ گفت! بسم اللہ محمد رسول اللہ برفع محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) و حلال است مذبوح اگر فصل کرد صورتاً و معنی ہمچوں دعا قبل از خوابانیدن از برائے کشتن و قبل از بسم اللہ گفتن۔ (مختصر کورمیری شرح مختصر وقایہ ص۴۶۳ مصنف جلال الدین محمد بن ابی بکر سمرقندی المعروف بہ کورمیری)

حرام ہے ذبیحہ اگر عطف کرے اسم اللہ اور غیر اسم اللہ کو جیسا کہ کہے بسم اللہ و فلاں۔ یا کہے بسم اللہ و محمد رسول اللہ۔ بجز محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور مکروہ ہے ذبیحہ اگر ساتھ ملائے نام کسی کا اللہ تعالیٰ کے ساتھ اور نہ کرے عطف۔ چنانچہ کہے بسم اللہ محمد رسول اللہ برفع محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حلال ہے ذبیحہ اگر فصل کرے صورتاً اور معناً جیسا کہ تسمیہ اور ذبح سے پہلے دعا کرنا۔

بہارِ شریعت

مجوسی نے آتشکدہ کے لئے یا مشرک نے اپنے معبودانِ باطل کیلئے جانور ذبح کرایا اور اُس نے اللہ کا نام لیکر جانور ذبح کر دیا۔ مگر یہ جانور حرام نہ ہُوا مگر مسلمانوں کو ایسا کرنا مکروہ ہے (عالمگیری)

ذبح کے وقت بسم اللہ کے ساتھ غیر خدا کا نام بھی لیا۔ اس کی دو صورتیں ہیں۔ اگر بغیر عطف کے ذکر کیا مثلاً یُوں کہے بسم اللہ محمد رسول اللہ یا بسم اللہ اللّٰھم تقبل من فلان ایسا کرنا مکروہ ہے مگر جانور حرام نہیں ہوگا۔ اور اگر عطف کے ساتھ دوسرے کا نام ذکر کیا۔ مثلاً یُوں کہا بسم اللہ و اسم فلاں اس صورت میں جانور حرام ہے کہ یہ جانور .

غیر خدا کے نام پر ذبح ہوا۔

تیسری صورت یہ ہے کہ ذبح سے پہلے جانور لٹانے سے پہلے اُس نے کسی کا نام لیا۔ یا ذبح کے بعد کسی کا نام لیا تو اس میں حرج نہیں جس طرح قربانی اور عقیقہ میں دُعائیں پڑھی جاتی ہیں۔ اور قربانی کے لئے اُن لوگوں کے نام لئے جاتے ہیں۔ جن کی طرف سے قربانی ہے۔ اور حضور اقدس صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم اور حضرت سیّدنا ابراھیم علیہ الصّلواۃ والسّلام کے نام بھی لئے جاتے ہیں۔ (ہدایہ وغیرہ)

یہاں سے معلوم ہوا کہ " مَا اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ " جو حرام ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ ذبح کے وقت جب غیر خدا کا نام اس طرح لیا جائیگا اُس وقت حرام ہو گا۔

اور وہابیہ یہ کہتے ہیں کہ آگے پیچھے جب غیر خدا کا نام لے دیا جائے حرام ہو جاتا ہے بلکہ یہ لوگ تو کہتے ہیں مطلقاً سب چیزیں حرام ہو جائیں گی۔ کھانے، پینے اور استعمال کی سب چیزوں پر لوگوں کے نام لے دیئے جاتے ہیں۔ اور ان سب کو حرام قرار دینا، شریعت پر افتراء اور مسلم کو زبردستی حرام کا مرتکب بنانا ہے۔ معلوم ہوا کہ بعض مسلمان گائے، بکرا، مرغ جو اس لئے پالتے ہیں کہ ان کو ذبح کر کے کھانا پکوا کر کسی ولی اللہ کی رُوح کو ایصالِ ثواب کیا جائے گا یہ جائز ہے اور جانور بھی حلال ہے۔ اس کو مَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ میں داخل کرنا جہالت ہے۔ کیونکہ مسلمانوں کے متعلق یہ خیال کرنا کہ اُس نے تقرّب الیٰ غیر اللہ کی ہو گی ہٹ دھرمی اور سخت بدگمانی ہے۔ مسلم ہرگز ایسا خیال نہیں رکھتا۔ عقیقہ، ولیمہ اور ختنہ وغیرہ کی تقریبوں میں جس طرح جانور ذبح کرتے ہیں اور بعض مرتبہ پہلے ہی سے متعیّن کر لیتے ہیں کہ فلاں موقعہ پر اور فلاں کام کے لئے ذبح کیا جائے گا۔ جس طرح یہ حرام نہیں ہے وہ بھی حرام نہیں ہے۔

بہارِ شریعت جزء ۱۵ صفحہ ۱۲۰

(مؤلفہ صدر الشریعت حضرت علاّمہ امجد علی صاحب رحمتہ اللہ علیہ)

معیار الحق فی شرح کنز الدقائق

اگر لفظ دُعا گفت کسے پیش از تسمیہ گفتن و انداختن حیوان را بر پہلو و یا بعد فراغ از ذبح جائز بود یعنی مکروہ نباشد زیرا کہ حاکم در مستدرک آوردہ است و گفتہ است حدیثے صحیح است از رافع اینکہ پیغمبر علیہ الصّلواۃ والسّلام چوں اضحیہ می کردند دو بز می خریدند اجح و اقرن و چوں خطبہ می خواندید و نماز میکردند یکے ازاں دو کبش بدست خود در مدینہ منوّرہ پس ازاں گفت ؟ اللّٰهُمّ هذا عن امّتی جمیعاً و ممّا شهد لك بالتوحید وشهد لی بالبلاغ و بعد ازاں کبش دوم می آوردند و ذبح میکردند و گفت ؟ اللّٰهُمّ هذا من محمّد و آلِ محمّد۔

معیار الحق شرح کنز الدقائق

جلد دوم ص ۲۲۷

اگر کوئی شخص لفظ دعا تسمیہ سے پہلے کہے اور کہے حیوان کو لٹا کر یا بعد فراغت ذبح کے جائز ہے یعنی مکروہ نہیں ہو گا۔ کیونکہ مستدرک حاکم میں حدیث لائے ہیں اور کہتے ہیں یہ حدیث صحیح ہے۔ رافع سے ہے کہ پیغمبر علیہ الصّلواۃ والسّلام جب قربانی فرماتے دو بکریاں خریدتے اور جب خطبہ پڑھتے اور نماز پڑھاتے اور ان دونوں دُنبوں میں سے ایک کو پکڑتے مدینہ منوّرہ میں اُس کے بعد فرماتے الٰہی یہ میری تمام اُمّت کی طرف سے اور جس نے گواہی دی تیری توحید اور میرے پہنچا دینے کی پھر دوسرے دُنبے کو لاتے اور ذبح فرماتے اور فرماتے الٰہی! یہ محمّد صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم اور آلِ محمّد صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی طرف سے ہے۔

★

سِفر السّعادۃ

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں عیدگاہ میں حاضر تھا۔ پیغمبر خدا صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے ساتھ جب نماز پڑھی اور خطبہ ختم کیا اور منبر سے نیچے آئے۔ ایک کبش کو لائے اور ہاتھ سے اپنے ذبح کیا اور ذبح کے وقت فرمایا بسم اللہ اللہ اکبر ھذا عنی وعمن لم یضح من اُمّتی۔ یہ میری طرف سے ہے اور اسکی طرف سے جو ذبح نہیں کر سکا میری اُمّت سے۔ (سِفر السعادت ص ۱۲۴)

شرح فارسی مختصر وقایہ

وحرم ان عطف علی اسم اللہ غیرہ و
اسم فلاں حرام است اگر عطف کند برنام
خدا نام غیرہ را بسم چنانکہ بنام خدا ونام فلاں
ذبح می کنم وکرہ وصل لم یعطف ومکروہ ہست
اگر وصل عطف نہ کند نحو بسم اللہ اللّٰھم
تقبل من فلاں بنام خدائے بزرگ ، اے
بار خدایا! قبول کند از فلاں وحل ان
نصل صورۃ ومعنی کا الدعا - اقبل
الاضجاع والتسمیۃ حلال است ، اگر
فاصل کند صورت ومعنی جدا کند غیر را در
نام خدائے ہمچنانکہ کند پیش از خوابانیدن
وبسم اللہ گفتن -

شرح فارسی مختصر وقایہ جلد سوم ص۹۴
تصنیف حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی

اور حرام یہ ہے کہ اللہ کے نام پر غیر کو
عطف کیا جائے جیسے کہ کہے بسم اللہ اور
فلاں کے نام حرام ہے - اگر عطف کرے اللہ
کے غیر کو اللہ پر یعنی اس طرح کہ خدا کے
نام کے ساتھ اور فلاں کے نام کے ساتھ
ذبح کروں گا مکروہ ہے - اور اگر عطف کا
وصل نہ کرے اور کہے بسم اللہ - الہٰی قبول
فرما فلاں سے بنام خدائے بزرگ - یا اللہ
قبول فرما فلاں کی طرف سے اور حلال ہے
اگر فاصلہ ہو صورتاً اور معناً جیسے دعا پہلے
اور قربانی اور تسمیہ کے -

★

کنز الدقائق

وکرہ ان یذکر مع اسم اللہ
غیرہ وان یقول عند الذبح اللّٰھم
تقبل من فلاں وان قال قبل التسمیۃ
والاضجاع جاز (ولا یکرہ)

(کنز الدقائق مطبوعہ کراچی ص۳۶۲)

اور مکروہ ہے ساتھ اللہ کے نام
کے ذکر غیر کا اور کہے ذبح کے وقت
الہٰی قبول فرما فلاں کی طرف سے اور کہے
قبل تسمیہ اور قربانی کے جائز ہے اور
نہیں کراہت -

سے صورت اور معنی کے لحاظ سے علیحدہ ہو -
اس کے پہلے اور اس کے بعد بایں ہمہ خود کہے
اے اللہ قبول فرما -

فتاویٰ بزازیہ

وھی ثلاثۃ ان یقول بسم اللہ
واسم فلاں علی سبیل العطف وبسم اللہ
ومحمد رسول اللہ فیحرم - والثانی ان
یذکر مع اسمہ تعالی اسم غیرہ مقرونا
بہ لا علی سبیل العطف کقولہ
بسم اللہ محمد رسول اللہ فیکرہ ولا
یحرم -

الثالث :- ان یفصل عند صورۃ
ومعنی نحو ان یقول قبلہ بعدہ
تقبل اللھم عن فلان فلا یحرم
ولا یکرہ - لو قال بسم اللہ وصلی
اللہ علی محمد وقال بسم اللہ و
باسم فلان یحل فی المختار ولو قال
بسم اللہ بنام فلاں قال الاسکاف
یحل مطلقاً -

(فتاوی بزازیہ جلد دوم صفحہ ۳۰۶/۳۰۷
مصنفہ الشیخ محمد بن محمد بن شہاب المعروف
ابن البزاز الکردری) -

اور وہ تین ہیں - یہ کہ کہے اللہ تعالیٰ
اور فلاں کے نام کے ساتھ - عطف کے طریقے
پر اور اللہ اور محمد رسول اللہ کے نام کیساتھ
پس حرام ہے - اور دوسرا یہ کہ اللہ تعالیٰ
اور اس کے غیر کا نام اکٹھا ذکر کیا جائے جیسا
کہ اس کا کہنا ، بسم اللہ محمد رسول اللہ پس
مکروہ ہے نہ کہ حرام -

تیسرا یہ کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے نام
سے اس کے غیر کا نام علیحدہ ہو صورتاً اور
معناً - جیسا کہ کہے اس کے پہلے یا اس کے
بعد قبول کر یا اللہ فلاں کی طرف سے پس نہیں
حرام اور نہیں مکروہ - اور اگر بسم اللہ اور
صلی اللہ علی محمد کہے اور بسم اللہ و باسم
فلاں حلال ہے مختار میں - اور اگر کہا اللہ
کے نام کے ساتھ فلاں کے نام کے ساتھ
کہا اسلاف نے حلال ہے مطلقاً -

بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع

تجرید اسم اللہ سبحانہ و تعالیٰ
عن اسم غیرہ و ان کان اسم النبی صلی اللہ
علیہ و آلہ وسلم حتیٰ لو قال بسم اللہ و اسم
رسول اللہ لا یحل لقولہ تعالیٰ
"وَمَا أُهِلَّ بِهِ لِغَيْرِ اللّٰهِ" و
قول النبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم موطنان
لا اذکر فیہما عند العطاس و عند
الذبح و قول عبد اللہ بن مسعود
رضی اللہ عنہما جردوا التسمیۃ عند
الذبح و لان المشرکین یذکرون
مع اللہ سبحانہ و تعالیٰ غیرہ فیجب
مخالفتہم بالتجرید۔
(بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع
جلد پنجم ص۴۸ مصنف امام علاؤ الدین ابی بکر بن
مسعود الکاشانی متوفی ۵۸۷ھ)

علیحدہ رکھنا اللہ تعالیٰ کے اسم کو اُسے
غیر سے۔ اگرچہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم
کا نام ہو۔ یہاں تک کہ اگر کہا جائے اللہ تعالیٰ
اور اُس کے رسُول کے نام کے ساتھ نہیں حلال
بحکم خدا "وَمَا أُهِلَّ بِهِ لِغَيْرِ اللّٰهِ" ۔ اور
حضُور پُر نور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا فرمان ہے
چھینک اور ذبح کے وقت نہ ذکر کیا جاوے
اللہ کے سوا کا۔ اور عبد اللہ ابن مسعود
رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہتے ہیں کہ علیحدہ رکھو
تسمیہ کو یعنی بسم اللہ اللہ اکبر کو ذبح کے
وقت اس لئے کہ مشرکین غیر اللہ کا ذکر
کرتے تھے اللہ کے ساتھ ذبح کے
وقت) پس اُن کی مخالفت تسمیہ کے
ساتھ واجب ہے ۔

★

تفسیرات احمدیہ

"وَمَا أُهِلَّ بِهِ لِغَيْرِ اللّٰهِ" معناہ
ذبح بہ لاسم غیر اللہ مثل لات و عزیٰ
و اسماء الانبیاء و غیر ذالک فان افرد
باسم غیر اللہ او ذکر مع اللہ اسم اللہ

یعنی وَمَا أُهِلَّ بِهِ لِغَيْرِ اللّٰهِ کے معنی یہ ہیں
کہ جانور کو غیر خدا کے نام پر ذبح کیا جائے۔
مثلاً لات و عزیٰ یا انبیاء علیہم السلام کے نام پر
پس اگر اکیلا غیر خدا کا نام لیا گیا یا خدا کے

عطفا بان یقول باسم اللہ محمد رسول اللہ
بالجر "حرم الذبیحۃ" و ان ذکر معہ
موصولاً لا معطوفاً بان یقول باسم اللہ
محمد رسول اللہ "کرہ" "ولا یحرم"
و ان ذکر مفصولاً بان یقول قبل
التسمیۃ و قبل ان یضجع الذبیحۃ
و بعدہ "لا باس" بہ
ھٰکذا فی الھدایۃ و من ھٰھنا
علم ان البقرۃ المنذورۃ للاولیاء کما
ھو الرسم فی زماننا حلال طیب لانہ لم
یذکر اسم غیر اللہ علیہا وقت الذبح و ان
کانوا ینذرونہا لہ۔
(تفسیرات احمدیہ مطبوعہ کلکتہ انڈیا ص۳۰ مؤلفہ حضرت
علامہ ملا جیون علیہ الرحمۃ صاحب نور الانوار)

نام کے ساتھ غیر خدا کا نام عطف کر کے لیا
گیا۔ مثلاً جر کے ساتھ بسم اللہ و محمد
رسول اللہ کہے تو ذبیحہ حرام ہے اور
اگر خدا کے نام کے ساتھ دوسرے کا نام
ملا کر بغیر عطف کے لیا۔ مثلاً کہا کہ
بسم اللہ محمد رسول اللہ تو ذبیحہ مکروہ ہے
اور حرام نہیں۔ اور اگر غیر خدا کا نام علیحدہ
ذکر کیا مثلاً ذبح کے وقت بسم اللہ اللہ اکبر
پڑھا اور اس سے پہلے یا جانور کو لٹانے
سے پہلے یا ذبح کے بعد غیر کا نام لیا تو کوئی
مضائقہ نہیں۔ ایسا ہی ہدایہ میں ہے اور
یہاں سے معلوم ہوا کہ جو گائے اولیاء کیلئے
نذر کی جاتی ہے جیسا کہ ہمارے زمانے میں
رسم ہے وہ حلال طیب ہے۔ کیونکہ اس پر
ذبح کے وقت غیر خدا کا نام نہیں لیا گیا۔ خواہ
وہ اُس کو اُن کیلئے نذر کرتے ہیں ۔

★

صلوٰۃ مسعودی

ترسائے گوسپندرا ذبح می آرد و
میگوید بسم المسیح مردار شود از بہر آنکہ نام
خدائے تعالیٰ با نام مخلوق جمع کردہ است
لاجرم مردار بود و اگر مسلمانے میگوید بسم اللہ
و محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) مردار
شود از بہر آنکہ عطف کردہ است لاجرم مردار

عیسائی بکری کو ذبح کرے اور کہے
بسم المسیح مردار ہو گیا۔ اس طرح کہ خدا تعالیٰ
اور مخلوق کا نام اکٹھا کیا لاشبہ مردار ہے
اگر مسلمان کہے بسم اللہ و محمد رسول اللہ (صلی اللہ
علیہ و آلہ وسلم) مردار ہو گیا اور اس طرح اس
میں اگر عطف کر دیا بلاشبہ مردار ہے ۔

بود و اگر چنیں گوید "بسم اللہ محمد رسول اللہ" حلال بود از بہر آں کہ ایں نام ازاں نام جدا بود۔ (صلواۃ مسعودی جلد سوم صفحہ ۱۲۶ مصنف مسعود بن یوسف سمرقندی چھٹی صدی ہجری)

اور اگر اس طرح کہے بسم اللہ محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) حلال ہے۔ اس طرح کہ یہ نام اُس نام سے علیحدہ ہے۔

العینی فی شرح کنز الدقائق

ان یقول بسم اللہ اسم فلان أو بسم اللہ ومحمد رسول اللہ بالخفض فتحرم الذبیحۃ ولو اقع المعطوف علی اسم اللہ یحل لانہ مبتدا و اختلفوا فی النصب ویکرہ فیہما بالاتفاق ویکرہ ایضا ان یقول عند الذبح، اللھم تقبل من فلان أو تقبل منی للمشارکۃ ولو قال ھذا القول قبل التسمیۃ والاضجاع ای اضجاع المذبوح وجاز ولا یکرہ لما روی عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انہ قال بعد الذبح اللھم تقبل ھذا عن امۃ محمد عن شھد لک بالوحدانیۃ ولی بالبلاغ۔

(العینی فی شرح کنز الدقائق صفحہ ۱۲۵ مصنف قاضی بدر الدین ابی محمد محمود العینی)

تحقیق کہے بسم اللہ اور فلاں کے نام سے یا بسم اللہ اور محمد رسول اللہ پس ہو گیا ذبیحہ حرام۔ اور معطوف کے واقع ہونے کیلئے۔ اللہ کے نام پر حلال ہوتا ہے۔ اس لئے بیشک کہ وہ مبتدا ہے — اور اختلاف کیا اُنہوں نے نصب میں اور کراہت ہے ان دونوں میں متفق علیہ۔

یہ کہ کہے کہ ذبح کے وقت اے اللہ قبول فرما فلاں کی طرف سے یا قبول فرما میری طرف سے شرکت کیلئے۔

اور اگر کہا یہ قول تسمیہ اور ذبح کرنے کے پہلے جائز ہے اور نہیں مکروہ بوجہ اس کے کہ روایت کیا گیا ہے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فرمایا آپ نے ذبح بعد، یا اللہ قبول فرما محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی اُمت کے اُن لوگوں کی طرف سے جو تیری شہادت وحدانیت کے ساتھ میری شہادت پہنچا دینے کے ساتھ دیتا ہے۔

مستخلص الحقائق

وکرہ ایضاً ان یقول عند الذبح اللھم تقبل من فلان او قال تقبل من للمشارکۃ ولو قال ھذا القول قبل التسمیۃ والاضجاع ای اضجاع مذبوح أو بعد الذبح جاز ولا یکرہ لما روی عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انہ قال بعد الذبح اللھم تقبل ھذہ عن اُمۃ محمد ممن شھد بالوحدانیۃ ولی بالبلاغ۔

(مستخلص الحقائق شرح کنز الدقائق جلد چہارم صفحہ ۱۲۳)

اور مکروہ ہے یہ بھی کہ کہے ذبح کے وقت اے اللہ فلاں سے قبول کر مجھ سے قبول کر شرکت کیلئے۔ اور اگر کہے یہ بات بسم اللہ سے پہلے اور مذبوح کے ذبح سے پہلے یا ذبح کے بعد جائز ہے۔ اور نہیں مکروہ اس وجہ سے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ذبح کے بعد۔ اے اللہ اس کو قبول فرما۔ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی اُمت کے اُن لوگوں کی طرف سے جو تیرے لئے وحدانیت اور میرے لئے پہنچا دینے پر گواہی دیتے ہیں۔

غائۃ الاوطار

پھر اگر ذابح نے ذکر غیر خدا کو نام خدا سے علیحدہ اور جدا ذکر کیا باعتبار صورت اور معنی کے چنانچہ دعا کرنا ذبیحہ کے گرانے اور لٹانے سے پہلے اور دعا کرنا بسم اللہ کہنے سے پہلے یا دعا کرنا ذبح کرنے کے بعد تو اُس کا کچھ مضائقہ نہیں۔ اور روایت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ترمذی میں یوں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے دست مبارک سے مینڈھا ذبح کیا اور فرمایا بسم اللہ اللہ اکبر اللھم ھذا عنی و عمن لم یضح من اُمتی۔ (غائۃ الاوطار شرح درمختار جلد چہارم صفحہ ۱۲۳)

یہ روشن تحریریں

مذکرۃ السلف تحریروں سے صاف طور پر ظاہر ہو جاتا ہے کہ اس مسئلہ پر پوری اُمتِ محمدیہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اجماع ہے کہ جانور کو ذبح سے پہلے اور ذبح کے بعد کسی سے منسوب کر دینے سے نہ تو جانور حرام ہو جاتا ہے اور نہ ہی مکروہ اور یہ نسبتِ مجاز قطعی طور پر جائز اور ذبیحہ طیب و طاہر اور حلال ہے۔

فقہائے کرام رح کا یہ استدلال

اور فقہائے کرام کا یہ استدلال محض قیاسی حجتوں پر مبنی نہیں بلکہ سرورِ دو عالم فخرِ موجودات احمدِ مجتبےٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عمل مبارک کی روشن تصویر ہے۔ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس مبارک عمل کی روشنی میں کسی بڑے سے بڑے عالم فاضل کی ذاتی رائے اور کسی علامہ فہامہ کا اپنا قیاس کسی مجتہد کا عقلی اجتہاد کوئی وقعت نہیں رکھتا۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جانور کو خدا کے غیر کی طرف نسبت کرنا اور ذبح سے پہلے یا ذبح کے بعد اس نسبت کا باآوازِ بلند اظہار فرمانا اگر ذبیحے کی حلت برقرار رکھتا ہے تو پھر سوچنا چاہیئے ان عقل کے غلاموں کو جن کا یہ اجتہاد ہے کہ "غیر کے نام کی خباثت جانور میں اتنی شدت سے سرایت کر جاتی ہے کہ اُسے اللہ تعالیٰ کا نام لے کر ذبح کرنا بھی نہیں نکال سکتا"۔ (فتاویٰ عزیزی وغیرہم فتاویٰ دیابیہ)

افسوسناک اجتہاد

یہ کس قدر افسوسناک اجتہاد ہے کہ ایک طرف تو اللہ تبارک و تعالیٰ کے پاک نام کو اس قدر بے تاثیر اور بے اثر بنا کر رکھ دیا۔ اور دوسری طرف اولیاء کرام کی نسبت کو نجاست و

خباثت کا نام دے دیا اور پھر سب سے زیادہ حیرت کی بات تو یہ ہے کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمانِ مقدس اور معمولِ مبارک کو بھی یکسر نظر انداز کر دیا اور وہ عقل جس کے متعلق ترجمانِ اہلِ سنت علامہ اقبال علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں :-

عقل قرباں کن بہ پیشِ مصطفےٰ

اُس عقل کو بجائے اس کے کہ فرامینِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے قربان کرنے کی سعادت حاصل کرتے۔ فرامینِ مصطفےٰ اور سُنتِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے متحارب و متصادم کر دیا۔

حقانیت یہی ہے

کہ خدا کے سوا کسی دوسرے سے منسوب کر دینے سے جانور قطعی حرام و ناجائز نہیں ہوتا۔ جبکہ اُسے بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰہُ اَکْبَرْ پڑھ کر ذبح کیا جائے۔ اس کے برعکس جو کچھ بھی کوئی کہتا ہے اُس کا اپنا باطل قیاس ہے جسے دین کی شکل دے دینا زبردست بیہودگی اور بدترین شرارت انگیزی ہے۔

منکرین کا پہلے جانور کا ذکر کرنا اور پھر جانور کی قید کو بھی توڑ کر ہر چیز کو خدا کے سوا کسی سے مجازی نسبت ہونے کو "مَا اُهِلَّ" میں داخل کر دینا اور اس نسبت کو خباثت و نجاست کا نام دینا بذاتِ خود خباثت و نجاست کی جیتی جاگتی مکروہ تصویر ہے۔

ورنہ اولیاء اللہ سے منسوب جانور اور دیگر اشیاء خوردنی وغیرہ قطعی طور پر پاک، حلال اور طیب و طاہر ہیں اور ہرگز ہرگز داخل مَا اُهِلَّ نہیں۔ اور اگر ان مجازی نسبتوں کو حرام اور کفر و شرک وغیرہ سمجھ لیا جائے تو سارے کا سارا نظامِ زندگی شرک و کفر اور حرام ہو کر رہ جائیگا جس کی کئی مثالیں ہم اس کتاب میں متعدد جگہ پر پیش کر چکے ہیں۔

دعوتِ غور و فکر

روشن آئینے

آنکھوں میں محبت کا سُرمہ لگا کر ان آئینوں میں جھانکیئے۔ ہمیں یقین ہے کہ

تعصّب کو چھوڑ کر آپ نے غور و فکر کیا تو مسئلہ سمجھ میں آجائے گا۔

(۱) ● حضور صلّی اللہ علیہ و آلہٖ وسلّم اپنی اہلِ بیت کی طرف سے قربانی فرماتے ہیں اور بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰہُ اَکْبَرْ کہنے سے پہلے یا ذبح کے بعد اہلِ بیت کرام سے منسُوب کر کے قبولیّت کی دُعا فرماتے ہیں۔

۲- ● حضور صلّی اللہ علیہ و آلہٖ وسلّم اپنی اُمّت کی طرف سے قربانی فرماتے ہیں اور قبلِ تسمیہ یا بعد الذبح جانور کو اُمّت سے منسوب کر کے دُعا فرماتے ہیں۔

۳- ● حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ الکریم حضور صلّی اللہ علیہ و آلہٖ وسلّم کے وصالِ مقدّس کے بعد آپ کے نام سے جانور خریدتے ہیں اور آپ ہی سے منسُوب کر کے ذبح فرماتے ہیں۔

۴- ● حضور صلّی اللہ علیہ و آلہٖ وسلّم کے ایک صحابی حضور صلّی اللہ علیہ و آلہٖ وسلّم کے نامِ مقدّس سے نامزد کر کے بکری کو پالتے ہیں اور اُس بکری کی دیکھ بھال دوسری بکریوں سے اسلئے زیادہ کرتے ہیں کہ وہ سرکارِ دو عالم صلّی اللہ علیہ و آلہٖ وسلّم کیلئے نامزد کی جا چکی ہے حتّٰی کہ وہ بکری خوب موٹی تازی ہوگئی۔ اس لئے وَمَا اُہِلَّ کا معنٰی نامزد وغیرہ کرنا قطعی غلط ہے۔

۵- ● قربانی کے علاوہ حضور صلّی علیہ و آلہٖ وسلم مخدومۂ کائنات اُمّ المؤمنین حضرت سیّدہ خدیجۃ الکبریٰ کیلئے بکری ذبح فرما کر آپؓ کے وصال کے بعد آپؓ کی سہیلیوں میں اُس کا گوشت تقسیم فرماتے ہیں۔

۶- ● صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین حضور صلّی اللہ علیہ و آلہٖ وسلّم کیلئے جانور ذبح فرماتے ہیں۔ اسلئے یہ کہنا قطعی درست ہے کہ یہ فلاں کیلئے ہے۔

۷- ● بُتوں کے ناموں سے منسُوب شُدہ جانور بھی اللہ تعالیٰ کا نام لیکر ذبح کرنے سے حلال اور طیّب ہو جاتے ہیں۔ اور یہ قرآن کا فیصلہ ہے۔ لہٰذا اولیاء اللہ کے نام سے منسُوب شُدہ جانور بدرجۂ اُولیٰ جائز اور طیّب ہیں۔

۸- ● صرف وہ جانور داخل مَا اُہِلَّ ہے جسے بُتوں وغیرہ کا نام لیکر ذبح کیا جائے۔ کسی دوسرے منسُوب کیا جانے والا جانور بھی حرام نہیں۔ چہ جائیکہ غلّہ، دانے، کپڑے، حلوے کھیریں اور دیگر انواع و اقسام کے کھانوں کو مَا اُہِلَّ میں داخل کر کے حرام قرار دیدیا جائے، ایسا کرنا محض ہٹ دھرمی ہے

۹- ● اپنی رائے سے تفسیر قرآن کرنا جہنّم میں داخل ہونے کے مترادف ہے اور کفر ہے۔ اسلئے وَمَا اُہِلَّ کی یہ تفسیر کرنا کہ

گیارھویں شریف کے بکرے اور کھانے وغیرہ حرام ہیں۔ صریح کفر اور جہنم کا راستہ ہے۔

۱۰۔ ● قرآن پاک کی کوئی ایک آیت اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی کوئی ایک حدیث ایسی نہیں جو کسی سے منسوب کئے جانے والے جانوروں یا دیگر اشیاء کو حرام قرار دیتی ہو۔

روشن آئینوں کی تجلیات

حاشیئے کے حوالے

حوالہ نمبر ایک اور حوالہ نمبر ۲ کی مکمل بحث آپ ملاحظہ فرما چکے ہیں۔ نمبر ۳ کا حوالہ ملاحظہ فرماویں:-

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کا جانور ذبح کرنا

ترمذی شریف۔ ابو داؤد شریف

سرور کائنات امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال مقدسہ کے بعد مولائے کائنات امام الاولیاء حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم حضور کی طرف سے قربانی دیتے ہیں۔

حدثنا محمد بن عبید المحاربی الکوفی ثنا شریک عن ابی الحسناء عن الحکم عن حنش انہ کان یضحی بکبشین احدھما عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم والآخر

محمد بن محاربی کوفی، شریک، ابی حسنا، حکم، حنش سے روایت کرتے ہیں کہ امیر المومنین علی ابن طالب کرم اللہ وجہہ الکریم دو مینڈھوں کو ذبح فرمایا کرتے۔ ایک دنبہ پہلے حضور صلی اللہ

عن نفسہ فقیل لہ فقال امرنی بہ یعنی النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فلا ادعہ ابدا۔

ترمذی شریف مترجم ابواب الاضاحی ۱/۵۳۰

ابو داؤد شریف جلد دوم صفحہ ۲۹

علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے ذبح فرماتے۔ اُسکے بعد دوسرا اپنی طرف سے ذبح فرماتے آپ سے کسی نے اس کا سبب پوچھا تو مولائے کائنات نے اس کا جواب ارشاد فرمایا کہ مجھے اس کا حکم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے اسلئے میں اسے کسی حال میں بھی نہیں چھوڑ سکتا۔

نمبر ۴ کا حوالہ بھی اس کتاب کے ابتدائی حصے میں گذر چکا ہے تاہم دوبارہ پیش خدمت ہے:-

۴۔ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نامزد بکری

قال اخبرنا ابو حنیفۃ قال حدثنا عطاء بن ابی رباح عن عبد اللہ بن رواحۃ "انہ سمّٰی شاۃ من غنمہ لرسول اللہ" صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم و اوصی بہ جاریۃ لہ کانت فی الغنم فکان یتعاھدھا وینظر الیھا کلما اتی الغنم حتّٰی سمنت وصلحت۔

کتاب الآثار باب الایمان صفحہ ۱۸۱ مؤلفہ امام محمد رحمۃ اللہ علیہ تلمیذ سیدنا امام اعظم رضی اللہ عنہ۔

کہا خبر دی ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا روایت بیان کی عطاء ابی رباح نے عبد اللہ بن رواحہ سے کہ انہوں نے اپنی بکریوں سے ایک بکری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیلئے نامزد کر رکھی تھی اور اپنی لونڈی کو وصیت کی کہ اس بکری کی نگہبانی کرے، چنانچہ وہ اسکی نگہبانی کرتی تھی اور جب وہ بکریوں میں آتے تو اس بکری کی طرف دیکھتے تھے یہاں تک کہ وہ خوب موٹی اور فربہ ہو گئی۔

۵۔ حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کیلئے بکری ذبح کرنا

وان کان لیذبح الشاۃ فیتبع بھا صدائق خدیجۃ فیھدیھا لھن ۔ ھذا حدیث حسن صحیح ۔

ترمذی شریف جلد دوم صفحہ ۵۲۷

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کسی بکری کو ذبح فرماتے تھے ۔ تو حضرت خدیجۃ الکبریٰ کی سہیلیوں اور ملنے والیوں کو تلاش کر کے اس بکری کا گوشت بھجوایا کرتے تھے ۔

ترمذی شریف

کی اس روایت کا مطلب صرف یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُمّ المومنین سیدہ خدیجۃ الکبریٰ کی یاد منایا کرتے تھے اور مائی صاحبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روح کی خوشنودی کیلئے اُن کی سہیلیوں کو تلاش کر کے گوشت عطا فرمایا کرتے تھے ۔

۶۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کیلئے جانور ذبح کرنا

اس ضمن میں پہلے بھی کئی ایک حوالے پیش کئے جا چکے ہیں چند ایک مزید حوالے ملاحظہ ہوں :۔

● حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک صحابی رضی اللہ عنہ کے گھر تشریف لے گئے تو پہلے اس نے آپ کی خدمت میں کھجوروں کے خوشے پیش کئے پھر آپ کیلئے بکری ذبح فرمائی ۔ حدیث کے الفاظ ہیں :۔

وَذَبَحَ لَھُمْ فَاَکَلُوْا مِنَ الشَّاۃِ ۔ (مسلم شریف ۔ مشکوٰۃ شریف صفحہ 19/2)

ترجمہ :۔ اور ذبح کی اُن کیلئے پس کھایا بکری سے ۔

★

● عن جابر قال خرج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و انا معہ فدخل علی امراۃ من الانصار فذبحت لہ شاۃ

ترمذی شریف صفحہ ۳۷

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نکلے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور میں ساتھ تھا پس تشریف لے گئے کی ایک عورت کے گھر پس اُس نے ذبح کی بکری اُن کے لئے ۔

● ابو ایوب انصاری حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں عرض کرتے ہیں :۔

یارسول اللہ احببت ان تاکل من رطبہ وبسرہ وتمرہ وتذنوبہ ولاذبحن لک مع ھذا فقال ان ذبحت فلا تذبحن ذات در فاخذ عنا قالہ أجدیا فذبحہ ۔

المعجم الصغیر للطبرانی مطبوعہ دہلی صفحہ ۳۶

یارسول اللہ میں محبت کرتا ہوں کہ آپ رطب اور بسر اور تمر سے کھائیں اور میں ذبح کروں گا آپ کیلئے بکری ۔ پس آپ نے فرمایا کہ اگر تو ذبح کرے تو دودھ والی سے بچنا اُس نے پکڑا بکری کا بچہ نر یا مادہ پس ذبح کیا اُس نے ۔

حوالہ نمبر ۷ ، ۸ ، ۹ ، ۱۰

حوالہ نمبر ۷ کی تحریریں کئی جگہ گذر چکی ہیں یعنی بحیرہ اور سائبہ وغیرہ بتوں کے نام پر چھوڑے ہوئے جانور اللہ کے نام سے ذبح کر کے کھا لینا جائز ہیں ۔

حوالہ نمبر ۸ پر بھی کافی بحث کی جا چکی ہے ۔

حوالہ نمبر ۹ تفسیر بالرائے کے متعلق بھی کافی بحث کی جا چکی ہے ۔

حوالہ نمبر ۱۰ ۔ ایک ایسا چیلنج ہے جسے کوئی وہابی دیوبندی قیامت تک قبول کرنے کی جرأت نہیں کر سکتا ۔ اور اگر واقعی ایسی کوئی دلیل قرآن وحدیث سے ان لوگوں کے پاس موجود نہیں تو پھر ان کے حوارین کو اپنی منزل کا راستہ خود متعین کرنا ہوگا اور خود ساختہ زنجیروں کو توڑ کر ان نا آشنائے محبت سے رشتہ منقطع کرنا ہوگا ۔ شعارِ حق پرستی یہی ہے کہ جب حق سامنے آجائے تو نہایت خلوص نیت ، پوری دیانتداری اور بکمال جرأت ایمانی کے ساتھ حق کا احقاق اور باطل کا ابطال کیا جائے ۔ اور اگر اس کے باوجود بھی کچھ لوگ اپنے ٹرول کو محض

بڑے لوگ سمجھتے ہوتے اُن کے ذہنی مفروضات کو اللہ تبارک وتعالیٰ جلّ مجدہٗ الکریم اور رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے احکام سے بھی بلند و بالا سمجھنے پر مجبور ہیں تو یہ اُن کے اپنے مقدر کی بات ہے یہ ہرگز ہمارے بس میں نہیں کہ ان کی اَزلی ابدی شقاوت کو سعادت سے تبدیل کر سکیں۔ یہ کام تو اللہ تعالےٰ ہی کر سکتا ہے ۔

ہمارے بس میں تو یہی تھا کہ قوم کے سامنے نہایت خلوص اور پوری ایمانداری سے پوری پوری تحقیق و تجسّس کے بعد حقائق پیش کر دیتے۔ اور یہ بھی اللہ ربّ العزّت اور اُس کے محبوب صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے فیضان و کرم اور نگاہِ عنایت کا صدقہ ہے ورنہ مجھ جیسا ہیچمدان اس قابل کہاں تھا۔

عؔ

یہ اُن کی عنایت ہے کہ رُخ اُن کا اِدھر ہے

بہرحال ہم نے حقائق کو واضح کرنے میں کوئی کسر اپنی طرف سے ہرگز نہیں اُٹھا رکھی۔ اور یہ سب کچھ اُن حضرات کیلئے کیا گیا ہے جو یا تو محض اندھی عقیدت کے جال میں جکڑے ہوئے ہیں یا پھر اُن تک ٹھیک ٹھیک مسائل نہیں پہنچ سکے ورنہ ہمیں تو اپنے عقائد کی حقانیّت پر پہلے بھی پُورا پُورا یقین ہے اور اس یقین میں مزید پختگی اس لئے آجاتی ہے کہ ہمارے دلوں کو اس بات کا اطمینان ہے کہ یہ عقائد اولیاء اللہ کی اُس جماعت کے عقائد ہیں جن کی زندگیاں ہر قسم کی دُنیاوی آلائشوں سے پاک ہیں جس کا اعتراف کئے بغیر دشمن بھی نہیں رہ سکتے۔

• علاوہ ازیں یہ اُن لوگوں کے پاکیزہ عقائد ہیں جن کے دم قدم کی برکت سے اور نگاہِ کرم کی عنایت سے ہزاروں نہیں بلکہ لاکھوں کروڑوں انسانوں کو دولتِ اسلام کا خزانہ نصیب ہُوا یہ اُن لوگوں کے عقائد ہیں جن کے متعلق اقبال فرماتے ہیں :۔

نہ پُوچھ ان خرقہ پوشوں کی ارادت ہو تو دیکھ ان کو

یدِ بیضا لئے بیٹھے ہیں اپنی آستینوں میں !

مآ اُہِلَّ محدّثین کی نظر میں

بخاری شریف

حدثنا معلی بن اسد حدثنا عبد العزیز یعنی ابن المختار اخبرنا موسیٰ ابن عقبۃ قال اخبرنی سالم انّہ سمع عبد اللہ یحدث عن رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم انّہ لقی زید بن عمرو ابن نفیل باسفل بلدح وذاک قبل ان ینزّل علیٰ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم الوحی فقدّم الیٰ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم فیہا لحم فابیٰ ان یاکل منہا ثمّ قال انّی لا اکل ممّا تذبحون علیٰ انصابکم ولا اکل الّا ممّا ذکر اسم اللہ علیہ۔ بخاری شریف مترجم ۳ / ۲۱۵ (کتاب الصید والذبائح)

معلیٰ بن اسد، عبد العزیز بن مختار، موسیٰ بن عقبہ، سالم عبد اللہ رضی اللہ عنہم رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے زید بن نفیل سے مقام اسفل بلدح میں ملاقات کی اور یہ واقعہ نبی صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم پر وحی نازل ہونے سے پہلے کا ہے۔ اور اُس نے آپ کے سامنے دسترخوان بچھایا جس پر گوشت تھا۔ آپ نے اس کے کھانے سے انکار فرمایا۔ اور فرمایا میں اس سے نہیں کھاتا ہُوں جس کو تم اپنے بتوں پر ذبح کرتے ہو۔ اور میں صرف اُسی کو کھاتا ہوں جس پر اللہ کا نام لیا گیا ہو یعنی بسمِ اللہ پڑھی گئی ہو۔

مندرجہ بالا حدیث پاک کی شرح کرتے ہوئے علّامہ عینی شارح بخاری لکھتے ہیں :۔

عینی شرح بخاری شریف

قولہ فابیٰ ۔ ای زید ای امتنع

قولہ فابیٰ الخ۔ یعنی زید کھانے سے باز رہا

عن الاکل۔ وقال الخطابی امتناع زید من اکل ما فی السفرة انما ھو من خوفه ان یکون اللحم مما ذبح علی الانصاب المنصوبة للعبادة وقد کان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وآله وسلم ایضاً لا یاکل من ذبائحم التی کانوا یذبحونها لانصابھم۔ واما ذبحھم لماکلھم فلم نجد فی الحدیث انه کان یتنزہ عنه وقال الکرمانی وکونه سفرته لا یدل علی انه کان یاکل منه وقال منه ابن زید ما ذبح علی النصب "وما اُھل به لغیر اللّٰہ" واحد ومعنی "وما اُھلّ به لغیر اللّٰہ" ذکر اسم غیر اللّٰہ من اسماء الاوثان التی کانوا یعبدونها وکذا المسیح وکل اسم سوا عزوجل۔ عمدة القاری شرح بخاری جلد ۲۱ صفحہ ۱۴۱ مطبوعہ بیروت (مؤلفہ بدرالدین عینی متوفی ۸۰۰ھ ہجری)۔

لیکن خطابی نے کہا زید کا دستر خوان پر سے کھانے سے رک جانا اس ڈر سے ہے کہ گوشت اس جانور کا ہوگا جو انصاب کے لئے ذبح کیا گیا ہے جو عبادت کے لئے نصب کئے گئے ہیں حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی ان کے ذبائح سے نہ کھاتے تھے جن کو وہ اپنے بتوں کے لئے ذبح کرتے تھے

میں نے حدیث میں یہ نہیں دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس سے اجتناب کرتے تھے۔ علامہ کرمانی نے کہا دستر خوان اس پر دلالت نہیں کرتا کہ آپ اس سے کھاتے تھے۔ ابن زید نے کہا جو نصب پر ذبح کیا جائے جو غیر کا نام لے کر ذبح کیا جائے دونوں ایک ہی چیز ہیں۔ اور مَا اُھِلَّ بِهٖ لِغَیْرِ اللّٰهِ کا معنی یہ ہے جو اللہ تعالیٰ کے نام کے بغیر ان بتوں کا نام لیکر ذبح کیا جائے جن کی وہ لوگ عبادت کرتے تھے ایسے مسیح علیہ السلام کا نام یا جو بھی اللہ تعالیٰ کے سوا نام لیکر ذبح کیا جائے حرام ہے۔

مُستدرکُ حاکِم

عن زید بن حارثه رضی اللّٰہ عنہما قال خرج رسول اللّٰہ صلّی اللّٰہ علیه وسلّم وھو مردف الی نصب من الانصاب فذبحنا له شاة الخ پھر حضور نے فرمایا۔

فقلنا ما ھذہ فقلنا ھذہ شاة ذبحنا ھا لنصب کذا وکذا فقال انی لا آکل ما ذبح لغیر اللّٰہ ۔ (المستدرک للحاکم۔ جلد سوم صفحہ ۲۱۶)

حرفِ آخر

شارح بخاری علامہ عینی رحمتہ اللہ علیہ کا ذبیحہ کے کھانے کے متعلق یہ حدیث بیان کرنا کہ وَمَا اُھِلَّ بِهٖ لِغَیْرِ اللّٰهِ وہ جانور ہے جیسے غیر خدا کے نام سے ذبح کیا جائے جیسے بتوں کے نام ذبح کرنا یا کسی اور کے نام سے ذبح کرنا۔ منکرین کے تمام اعتراضات کا مسکت جواب ہے۔

منکرین کو چاہیئے

کہ وہ اللہ رب العزت جل جلالہٗ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین، تابعین وتبع تابعین، آئمہ مجتہدین، محدثین کرام اور جمہور مفسرین رضوان اللہ علیہم اجمعین کے فیصلہ کو تسلیم کرلیں۔ عقل نا تمام پھر عقل نا تمام ہے اور یہ چوک بھی سکتی ہے۔ قیامت کے دن صرف اپنی عقل ہی تو کام نہیں آئے گی۔ اور اگر تمام فیصلے اپنی عقل نا تمام اور کم فہمی سے ہو سکتے یا پھر ہر بات اپنے محدود علم پر ہی پرکھی جاسکتی تو تمام صلحائے اُمت اپنے پہلوں یعنی متقدمین کے فیصلوں کی طرف کبھی رجوع نہ کرتے

یہ بالکل سیدھی بات ہے

کہ اولیائے کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین ہرگز ہرگز کسی ایسے فعل کا ارتکاب نہیں کرتے جس میں شریعتِ مطہرہ کی ذرہ برابر بھی خلاف ورزی کا احتمال ہو کیونکہ ولایت کا انحصار ہی شریعتِ مصطفوی کی کامل اتباع پر ہے۔ کیونکہ کوئی ایسا شخص جس کے اعمال وافعال واقوال سے شریعتِ مطہرہ کے خلاف ظاہر ہوتا ہو وہ ولی ہو ہی نہیں سکتا۔ چہ جائیکہ کوئی شخص ولایت کی

اعلیٰ تربیت مسند پر بھی فائز ہو اور وہ بدعات و شرکیات پر بھی عمل پیرا ہو یہ ہونا قطعی ناممکن بلکہ امر محال ہے۔

اب جب کہ اپنے مشائخ کے حضور میں نذریں پیش کرنا، اولیائے کرام کے عرائس منانا اور اُن کی ارواح مقدسہ کو ایصالِ ثواب کرنے کے لئے جانور ذبح کرنا، مختلف قسم کے کھانے پکا کر غریبوں، مسکینوں اور حاضرین کو کھلانا۔ مختلف قسم کے پھل تقسیم کرنا، مشہور اولیائے کرام کا معمول ہے تو یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ یہ افعال معاذ اللہ بدعت اور شرک ہوں۔

غیر مقلّد وہابی اور مقلّد وہابی

ہمیں اس بات کا پورے طور پر اعتراف ہے کہ مضمون طویل سے طویل تر ہوتا جا رہا ہے حالانکہ ہمیں شدید احساس ہے کہ فی زمانہ کتاب کی طوالت کو برداشت کرنا کسی دل گردے والے آدمی کا کام ہے۔ لیکن اس کا کیا کیا جائے کہ بعض ضروری باتوں کو واضح نہ کرنا ہمارے اپنے ذوق کے خلاف ہے۔ یہاں ہم قارئین کو یہ بتانا چاہتے ہیں کہ:-

غیر مقلّد وہابی تمام مسلمانوں کو محض تقلید کی وجہ سے کافر اور مشرک سمجھتے ہیں۔ جن میں مقلّد وہابی یعنی دیوبندی بھی شامل ہیں۔

اور یہ دیوبندی بیچارے تو کیا تمام اولیائے عظام اور محدّثین کرام ان کے کفر و شرک کے فتوے کی زد میں ہیں۔ (حوالے آگے آئیں گے)

کیونکہ تمام تر اولیاء اللہ اور محدّثین کرام کسی نہ کسی امام کے ضرور مقلّد ہیں مثلاً:-

داتا گنج بخش علیہ الرحمۃ حنفی ہیں

تاجدارِ لاہور سید علی ہجویری المعروف داتا گنج بخش رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ذاتِ گرامی وہ عظیم شخصیت ہیں جنہوں نے لاتعداد غیر مسلموں کو دولت اسلام سے مالا مال کیا اور جن کے حضور میں خواجہ غریب نواز سیّدنا معین الدین چشتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ یوں نذرانۂ عقیدت

پیش کرتے ہیں:-

گنج بخش، فیضِ عالم، مظہرِ نورِ خدا!
ناقصاں را پیرِ کامل، کاملاں را راہنما

اور جن کی بارگاہِ معلّیٰ میں شاعرِ مشرق ترجمانِ اہلسنّت علامہ اقبال علیہ الرحمۃ یوں ہدیۂ نیاز پیش کرتے ہیں:-

سیّدِ ہجویر مخدومِ اُمم!
مرقدِ اُو پیرِ سنجر را حرم!

اسی طرح خواجہ معین الدین چشتی، خواجہ قطب الدین بختیار کاکی، باوا فرید الدین گنج شکر، خواجہ نظام الدین اولیاء، حضرت مجدّد الف ثانی وغیرہما رضی اللہ عنہم اجمعین لاتعداد اولیاء اللہ حنفی مسلک پر کاربند ہیں۔

سیّدنا غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ حنبلی ہیں

تاجدارِ اولیاء، غوث الثقلین، شہنشاہِ بغداد، غوث الاغیاث، قطب الاقطاب سیّدنا غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ حنبلی مسلک کے مقلّد ہیں۔ یہ وہ سرکار ابد قرار ہیں جن کی شان میں لکھے گئے قصائد جمع کئے جائیں تو لاکھوں صفحات سے تجاوز کر جائیں۔

آپ کی شانِ اقدس کا اندازہ اسی سے لگایا جا سکتا ہے کہ آپ کے قدم تمام اولیاء اللہ کی گردنوں پر ہیں۔

صوفیائے کرام اور اولیائے عظام کے علاوہ محدّثین کی تمام تر وہ جماعت جن کی دینی خدمات اور شان و عظمت کا اظہار غیر مقلّد وہابی بھی اعتراف کرتے ہیں۔ محدّثین کی اس جماعت کے تمام لوگ یا تو حنفی ہیں یا حنبلی یا شافعی ہیں یا مالکی حتیٰ کہ ان کے نزدیک صحاح ستہ کی کتب کے مؤلف بھی سب کے سب مقلّد ہیں۔

اب جبکہ

مسلمانوں کا تمام تر طائفہ محض مقلّد ہونے کی وجہ سے غیر مقلّدوں کے نزدیک کافر و مشرک

ہیں توہم کون ہیں۔

ہم اگر اپنے جانوروں کو پیروں فقیروں کے ساتھ نہ بھی منسوب کریں توپھر بھی محض مقلد ہونے کی وجہ سے ہمارے جانور اُن کے نزدیک حرام ہیں۔

وَمَا اُهِلَّ کی آڑ غیر ضروری ہے

نذر، نیاز، فاتحہ وغیرہ کھانوں کو حرام کرنے کیلئے وَمَا اُهِلَّ کو آڑ بنانے کی غیر مقلدوں کو ضرورت ہی نہیں تھی۔ کیونکہ نذر، نیاز، فاتحہ کے کھانوں کے علاوہ جو کھانے بھی مقلدین کے گھروں میں تیار ہوتے ہیں غیر مقلدوں کے نزدیک جُرم تقلید کی رُو سے حرام اور ناجائز ہیں۔ کیونکہ جب کھانے پکانے والے کافر و مشرک ہیں تو اُن کے کھانے کس طرح حلال ہو سکتے ہیں۔ اسی لئے ہم کہتے ہیں کہ غیر مقلدوں کا وَمَا اُهِلَّ کی آڑ میں یہ فتنہ انگیز بیان کرنا خاص اہمیت نہیں رکھتا۔ لیکن

یہ مقلد وھابیوں کی بدقسمتی ہے

کہ اُن مرفوع القلم لوگوں کی ہمنوائی کرتے ہیں جن کا مذہب ہی یہ ہے کہ اُن کے سوا تمام مسلمان کافر اور مشرک ہیں اور یہ خود بھی جن کے فتوی کی زد میں آکر بقول اُن کے کافر اور مشرک اور بدعتی ہو چکے ہیں۔ جن کا مقلد وہابیوں کے پیشوا خود اعتراف کرتے ہیں (حوالہ آگے آئیگا)۔

ھاں توہم یہ بتا رہے تھے کہ مقلد وہابیوں کو غیر مقلد وہابیوں کی تقلید کرکے یُوں اپنی عاقبت نہیں خراب کرنا چاہیئے تھی۔ اور اگر تم اس مسئلہ پہ سنجیدگی سے غور نہیں کروگے تو یاد رکھو:-

کہ چاہے تم نذر، نیاز، عُرس، فاتحہ، گیارھویں، ختم، تیجا، ساتواں، دسواں، چالیسواں ان تمام نیک اُمور کی مخالفت بھی کرتے رہو پھر بھی غیر مقلدوں کے نزدیک تم کافر اور مشرک اور بدعتی ہی رہو گے اور تمہارے تمام کھانے نجس، حرام اور مثل مُردار اور خنزیر کے ہی رہیں گے۔

ع ہم نیک و بد حضور کو سمجھائے جائیں گے

تقرب کا چکر

ہم گذشتہ صفحات میں متعدد مقامات پر بتا چکے ہیں کہ تقرب کا ڈھونگ منکرین کی محض ایک چال ہے۔ ورنہ تقرب کے حقیقی معنے محض اور محض عبادت ہے اور استقلالاً نفع چاہنا ہے۔ اور اس حقیقت سے ہرگز ہرگز انکار نہیں کیا جاسکتا کہ کوئی مسلمان سوائے اللہ رب العزت کے نہ توکسی دوسرے کی عبادت کرتا ہے اور نہ ہی کسی سے استقلالاً نفع چاہتا ہے چاہے وہ نبی ہی کیوں نہ ہو۔

ہاں کسی کا قربت حاصل کرنا اور مجازاً تعظیم کرنا تو یہ قرآن وحدیث کی نصوص صریحہ سے ثابت ہے۔ اور یہ بالکل قرآن و سنت کے خلاف ہے کہ مجازی قربت و تعظیم کو حقیقی تقرب یعنی عبادت کا نام دے دیا جائے اور پھر اس تعظیم و قربت کو آڑ بنا کر مسلمانوں کو کافر، مشرک اور مرتد وغیرہ کے القاب دیکر اُن کے ذبیحوں کو حرام قرار دے دیا جائے۔

قارئین کرام کو یہ مسئلہ اچھی طرح ذہن نشین کرانے کیلئے ہم قرآن کریم کی متعدد ایسی آیات مقدسہ پیش کریں گے جن سے اچھی طرح واضح ہوجائے کہ خدا تعالےٰ کے سوا مجازاً کسی کی قربت چاہنا کسی کی تعظیم کرنا اور کسی کے قریب ہونا قطعی طور پر جائز ہے۔ اس سے پہلے کہ آپ قرآن مجید کی آیات ملاحظہ فرمادیں۔

نجدی وہابیوں اور دیوبندی وہابیوں کے دو بڑے پیشواؤں ڈپٹی نذیر احمد اور رشید احمد گنگوہی کے دو فتوے ملاحظہ فرمائیں کہ:-

تقرب کیا ہے؟

فتاوی نذیریہ ● فتاوی رشیدیہ

اور اس میں اصول یہ ہے کہ اگر امیر بادشاہ کے آنے سے

قبل یا اُس کے بعد بطور مہمانی کوئی جانور ذبح کیا جائے تو وہ جائز ہے۔ لیکن اگر صرف اُس کی آمد پر کسی جانور کو بھینٹ چڑھانا منظور ہو تو حرام ہے۔

(فتاویٰ نذیریہ جلد سوم کتاب الایمان والنذور ص۱۹۸ مطبوعہ اشرف پریس لاہور)

اب مولوی رشید احمد گنگوہی کا ایک فتویٰ ملاحظہ ہو۔

س بہ معنی تقرب بھی عبادت میں کیا جاتا ہے۔ کیا ہے کہ جس کے کرنے سے واسطے غیر اللہ تعالیٰ کے شرک لازم آتا ہے۔

ج بہ معنی تقرب کے کسی سے نزدیکی و ولایت حاصل کرنا کہ اُس میں جملہ حوادث سے امن چاہے اور استقلالاً اُس سے نفع چاہے۔

(فتاویٰ رشیدیہ۔ جلد دوم ص۹۷ مطبوعہ کتبخانہ رحیمیہ دہلی)

وہابیہ دیوبندیہ کے ان ہر دو فتویٰ کے پیش نظر یہ حقیقت واضح ہو جاتی ہے کہ نذر نیاز اور مروجہ ختم شریف دینے دلانے والے نہ تو جانوروں کو بزرگان دین کی بھینٹ چڑھاتے ہیں جس طرح بادشاہوں کی سلامی کیلئے لوگ بھینٹ چڑھایا کرتے تھے یا کفار اپنے بتوں اور دیوی دیوتاؤں کی بھینٹ چڑھاتے تھے۔

اور نہ ہی ہمارا مقصد سوائے خدا تعالیٰ کے کسی دوسری ہستی کی عبادت کرنا اور استقلالاً نفع چاہنا ہے۔ اس قسم کا عقیدہ ہمارے نزدیک شرک اور کفر صریح کے مترادف ہے۔ لیکن مولوی رشید احمد گنگوہی کے اس جملہ سے ہمیں اتفاق نہیں کہ مطلق طور پر کسی سے نزدیکی اور قُربت چاہنا موجب شرک ہے۔ اس مسئلہ میں مولوی رشید احمد مخلص نہیں۔ چونکہ یہ مسئلہ ہماری بحث سے کافی حد تک متعلق ہے اس لئے اس کی وضاحت بھی بے حد ضروری ہے۔ کیونکہ لفظ تقرب کو نام نہاد مفسرین کی جماعت نے بالکل اسی انداز سے پیش کیا ہے کہ جس سے یہ لفظ اپنے خصوصی معنوں یعنی عبادت اور استقلالاً نفع سے ہٹ کر عمومی معنوں یعنی کسی بھی قسم کی نزدیکی اور قُربت حاصل کرنے پر مستعمل ہو سکے اور یہیں سے اس فریب کی ابتدا ہوتی ہے

کہ نذر نیاز ختم وغیرہ کے قائل لوگ کسی بھی صورت میں یہ دعویٰ نہیں کر سکتے کہ وہ اولیاء کرام کی قُربت اور نزدیکی نہیں چاہتے اور چونکہ لفظ تقرب کا معنیٰ نزدیکی حاصل کرنا ہے۔ اور خدا کے سوا کسی کی نزدیکی اور قُربت حاصل کرنا شرک ہے۔ اس لئے ہر قسم کی نذر نیاز اور ختم وغیرہ دلانے والے لوگ پکے مشرک ہیں۔

بس اسی ابہام کو ختم کرنے کیلئے ضروری معلوم ہوتا ہے کہ اس کے متعلق بھی چند آیات قرآنیہ پیش کر دی جائیں جن سے یہ ثابت ہو جائے کہ خدا کے سوا کسی دوسری ہستی سے مجازاً قُربت حاصل کرنا نہ تو عبادت کے معنوں میں آتا ہے اور نہ ہی شرک ہے۔

قُربتِ مجاز

كَمَثَلِ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ قَرِيْبًا پ۲۸۔ سورۃ الحشر۔ آیت ۱۵	مثل اُن لوگوں کی جو پہلے اُن سے تھے نزدیک۔
مِمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالْاَقْرَبُوْنَ پ۴۔ س النساء۔ آیت ۷	اُس چیز سے کہ چھوڑ گئے ماں باپ اور قریبی۔
اِذَا حَضَرَ الْقِسْمَةَ اُولُوا الْقُرْبٰى۔ پ۴۔ س النساء۔ آیت ۸	اور جب حاضر ہوں بانٹنے میں قرابت والے۔
اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى۔ پ۲۵۔ س۔ الشوریٰ۔ آیت ۲۳	مگر دوستی قرابت والوں کی۔
وَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ۔ پ۱۵۔ س بنی اسرائیل۔ آیت ۲۶	اور دے قرابت والے کو حق اُس کا۔

آیت	ترجمہ
فَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ - پ۲۱ - س الروم - آیت ۳۸	پس دے قربت والے کو حق اُس کا۔
وَاِيْتَاۤئِ ذِي الْقُرْبٰى پ۱۴ س النحل آیت ۹۰	اور دینے قرابت والوں کے۔
اَقْرَبُ لَكُمْ نَفْعًا - پ۴ - النساء - آیت ۱۱	بہت قریب ہے واسطے تمہارے نفع
اَقْرَبُ مِنْهُمْ لِلْاِيْمَانِ ۝ پ۴ - س - آل عمران - آیت ۱۶۷	نزدیک تھے طرف ایمان کی
هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى پ۶ - س - المائدہ - آیت ۹	وہ بہت قریب ہے پرہیزگاری کے۔
اَقْرَبُ مِنْ نَّفْعِهٖ - پ۱۷ - س - الحج - آیت ۱۲	نزدیک ہے نفع اُس کا
اِقْتَرَبَ لِلنَّاسِ حِسَابُهُمْ - پ۱۷ - س - الانبیاء - آیت ۱	قریب ہے واسطے لوگوں کے حساب اُن کا۔
اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ - پ۲۷ - س القمر - آیت ۱	قریب ہے وہ گھڑی۔
وَاَنْ تَعْفُوْۤا اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى - پ۲ - س - البقرہ - آیت ۲۳۷	اور معاف کرو تم نزدیک تر ہے واسطے پرہیزگاری کے۔

آیت	ترجمہ
فَاِنْ لَّمْ تَاْتُوْنِيْ بِهٖ فَلَا كَيْلَ لَكُمْ عِنْدِيْ وَلَا تَقْرَبُوْنِ ۝ پ۱۳ - س - یوسف - آیت ۶۰	پس اگر نہ لاؤ گے تم اُس کو پاس میرے پس نہیں پیمانہ واسطے تمہارے نزدیک میرے اور نہ پاس آنا میرے۔
وَاَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِيْبًا ۝ پ۲۶ - س الفتح - آیت ۱۸	اور ثواب دیا اُن کو فتح نزدیک۔
وَنَرٰىهُ قَرِيْبًا ۝ پ۲۹ س المعارج - آیت	اور ہم اُس کو دیکھتے ہیں قریب۔
اِنَّاۤ اَنْذَرْنٰكُمْ عَذَابًا قَرِيْبًا ۝ پ۳۰ - س النّٰزعٰت - آیت ۲۹	تحقیق ہم نے ڈرایا تم کو عذاب قریب سے۔
وَلَتَجِدَنَّ اَقْرَبَهُمْ - پ۷ - س المائدہ - آیت ۷۱	البتہ پاوے گا تو نزدیک اُن کا۔
لَوْ كَانَ عَرَضًا قَرِيْبًا - پ۱۰ - س التوبہ - آیت ۴۱	اگر ہوتا اسباب قریب۔
قَارِعَةٌ اَوْ تَحُلُّ قَرِيْبًا مِّنْ دَارِهِمْ - پ۱۳ - س الرعد - آیت ۳۱	مصیبت اُترے گی نزدیک گھر اُن کے سے۔
قُلْ عَسٰۤى اَنْ يَّكُوْنَ قَرِيْبًا ۝ يَوْمَ يَدْعُوْكُمْ - پ۱۵ - س بنی اسرائیل - آیت ۵۱	فرما دیجئے کہ جلد ہے یہ کہ ہو نزدیک جس دن بلاوے تم کو۔

ان متعدد آیاتِ مقدسہ کے علاوہ اور بھی کئی آیات ایسی ہیں جن میں قربت و نزدیکی مجازاً کا جواز موجود ہے۔ مذکورہ بالا آیات میں قربت و نزدیکی کے کئی پہلو موجود ہیں جو قارئین سے پوشیدہ نہیں۔ اس لئے ان پر مزید تبصرہ کئے بغیر آپ کو قربت و نزدیکی کے ایک اور پہلو سے متعارف کرواتے ہیں ملاحظہ ہو:۔

قربت کا ایک اور مفہوم

قربت کا ایک اور مفہوم یہ بھی ہے کہ بجائے اس کے کہ انسان خدا تعالیٰ کی قربت چاہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ خود اپنے بندوں کے قریب ہے۔ اس سے ان لوگوں کا دعویٰ قطعی طور پر باطل ہو جاتا ہے کہ مخلوق کی نزدیکی اور قربت چاہنا شرک ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ کا ارشاد ہے:۔

آیت	ترجمہ
وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيْدِ۔ پ ۲۶۔ س ق۔ آیت ۱۶	اور ہم رگِ جاں سے بھی اس سے زیادہ قریب ہیں۔
وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْكُمْ وَلٰكِنْ لَّا تُبْصِرُوْنَ۔ پ ۲۷۔ س۔ الواقعۃ۔ آیت ۸۵	اور ہم اس کے زیادہ قریب ہیں تم سے مگر تم نگاہ نہیں رکھتے۔

ان دونوں آیاتِ مبارکہ سے صاف طور پر ظاہر ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ بذاتہ مخلوق سے قریب ہے تو ان آیات کی موجودگی میں تقربِ حقیقی اور قربت مجازی کو کسی بھی صورت میں ایک ہی معنے نہیں دیئے جا سکتے۔ اور یہ سراسر نادانی اور جہالت ہوتی ہے کہ سوائے خدا کے مجازاً کسی اور کی قربت اور نزدیکی حاصل کرنے والا مرتد اور مشرک ہے۔ مخلوق کی آپس میں نزدیکی اور قربت اور اللہ تبارک و تعالیٰ کے

مخلوق کے خود قریب ہونے کے متعلق متعدد آیات پیش کرنے کے بعد اب وہ آیات پیش کی جاتی ہیں کہ جن میں اللہ ربّ العزت یا معبودانِ باطل کی عبادت کے معنوں پر لفظ تقرب کا استعمال آیا ہے۔ پہلی عبارت میں اللہ تبارک و تعالیٰ بت پرستوں کے کفر اور ان کی منافقت کی یوں تردید فرماتے ہیں کہ یہ بت پرست پرستش تو بتوں کی کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم معبودانِ باطل کی اس عبادت کے ساتھ تقربِ خدا کا چاہتے ہیں۔ ارشادِ خداوندی ہے:۔

آیت	ترجمہ
مَا نَعْبُدُهُمْ اِلَّا لِيُقَرِّبُوْنَا اِلَى اللّٰهِ زُلْفٰى۔ پ ۲۳۔ س۔ الزمر۔ آیت ۳	کہتے ہیں ہم تو انہیں (معبودانِ باطل) کو اس لئے پوجتے ہیں کہ یہ ہمیں اللہ کے پاس نزدیک کر دیں۔

بت پرست کفار چونکہ اپنے بتوں کو چھوٹے خدا سمجھتے تھے اور ان کی عبادت کرتے تھے۔ اور ساتھ ہی مناسک حج وغیرہ بھی ادا کرتے تھے اور کہا کرتے تھے کہ یہ ہمارے چھوٹے خدا اللہ تعالیٰ کے حضور میں ہمارے سفارشی ہیں۔ ان کی عبادت سے ہمارا مقصود خدا ہی کا تقرب اور عبادت ہے۔ لیکن یہ ان کا دعویٰ محض غلط اور باطل اس لئے تھا کہ غیر خدا کی پرستش ہی تو موجبِ کفر و شرک ہے۔ مگر جو لوگ مسلمانوں پر اس آیت کا اطلاق کرتے ہیں وہ جاہل محض اور قرآن مجید میں خیانت کرنے والے ہیں۔ کیونکہ کوئی مسلمان بھی سوائے خدا کے کسی دوسرے کی عبادت اور پرستش نہیں کرتا۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کے مقربین کو اللہ تعالیٰ کے حضور میں سفارشی سمجھ کر ان کو وسیلہ بناتے ہیں اور یہ قطعی طور پر جائز ہے۔ لیکن اس آیت پاک میں صاف طور پر لفظ عبادت آیا ہے جو کہ کفار اپنے معبودانِ باطل کی کیا کرتے تھے۔ اب دوسری آیت ملاحظہ فرما دیں:۔

آیت	ترجمہ
وَمَا اَمْوَالُكُمْ وَلَآ اَوْلَادُكُمْ بِالَّتِيْ تُقَرِّبُكُمْ عِنْدَنَا زُلْفٰٓى اِلَّا مَنْ اٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا۔ پ ۲۲۔ س۔ سبا۔ آیت ۳۶	اور تمہارے مال اور تمہاری اولاد اس قابل نہیں کہ تمہیں ہمارے قریب تک پہنچا دیں مگر جو ایمان لائے اور نیکی کی۔

اللہ تبارک و تعالیٰ کی قربت حقیقی کے متعلق ایک اور آیت ملاحظہ ہو:-

وَيَتَّخِذُ مَا يُنْفِقُ قُرُبٰتٍ عِنْدَ اللّٰهِ وَصَلَوٰتِ الرَّسُوْلِ ؕ اَلَآ اِنَّهَا قُرْبَةٌ لَّهُمْ ؕ سَيُدْخِلُهُمُ اللّٰهُ فِيْ رَحْمَتِهٖ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ پ۱۱ سورہ التوبہ - آیت ۹۹	اور جو خرچ کریں اسے اللہ کی نزدیکیوں اور رسول سے دعائیں لینے کا ذریعہ سمجھیں۔ ہاں ہاں وہ ان کے لئے باعث قرب ہے۔ اللہ جلد انہیں اپنی رحمت میں داخل کرے گا۔ بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ کے تقرب اور رسول کی دعائیں لینے کا ذریعہ نیک کاموں پر خرچ کرنے یعنی اللہ تعالیٰ کی راہ پر خرچ کرنے کو فرمایا گیا ہے۔ اب ایک اور فیصلہ کن آیت ملاحظہ فرمائیں جو غیر اللہ کے تقرب کے متعلق ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:-

فَلَوْلَا نَصَرَهُمُ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ قُرْبَانًا اٰلِهَةً ؕ پ۲۶ - س الاحقاف - آیت ۲۷	تو کیوں نہ مدد کی اُن کی جن کو انہوں نے اللہ کے سوا قرب حاصل کرنے کو معبود ٹھہرا رکھا تھا۔

یہاں واضح طور پر ماسوا اللہ کے تقرب اور معبودانِ باطل کی عبادت کو لازم و ملزوم قرار دیا گیا ہے۔ جس سے پتہ چلتا ہے کہ یہ تقرب عبادت ہی کے معنوں میں مستعمل ہے۔ خواہ اللہ تبارک و تعالیٰ کا ہو یا معبودانِ باطل کا۔ بہرحال کفر و شرک کا موجب وہی تقرب ہے جو غیر اللہ کی عبادت کے طور پر حاصل کیا جائے۔

پہلی آیت کریمہ میں بتوں کی عبادت کر کے خدا کا تقرب حاصل کرنے والوں کی تردید ہے۔ یعنی خدا تعالیٰ کا تقرب تو خدا تعالیٰ ہی کی عبادت سے حاصل ہو سکتا ہے۔ بتوں کی عبادت کر کے تقرب خدا تعالیٰ کا کس طرح ممکن ہو سکتا ہے۔ دوسری آیت میں مال اور اولاد کو ذریعہ تقرب خداوندی سمجھنے والوں کو متنبہ کیا گیا ہے کہ یہ صورت بھی غلط ہے

بلکہ تقرب خداوندی تو اعمالِ صالحہ سے یعنی اللہ تعالیٰ کی عبادت وغیرہ سے ہی حاصل ہو سکتا ہے۔ تیسری آیت میں اللہ تعالیٰ کے تقرب کا حصول اور رسول کی دعائیں لینے کا ذریعہ خدا کی راہ میں خرچ کرنے کو فرمایا گیا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی راہ پہ خرچ کرنا خدا کی عبادت ہی کے معنوں میں ہے۔ چوتھی آیت کا مطلب آپ پڑھ ہی چکے ہیں جو کہ بالکل واضح ہے کہ جو لوگ غیر اللہ کا تقرب غیر اللہ کی عبادت سے حاصل کرتے تھے۔ اب آپ بخاری شریف کی ایک حدیث ملاحظہ فرما دیں:-

وما تقرب الی عبدی بشیئ احب الی مما افترضت علیہ و لا یزال عبدی یتقرب الی بالنوافل - بخاری شریف جلد سوم ص۹۶۳	اور نہیں تقرب حاصل کرتا میرا بندہ میری کسی چیز سے جو مجھے محبوب ہو اس سے جو میں نے فرض کیا ہے۔ میرا بندہ نوافل سے ہمیشہ میرا تقرب حاصل کرتا ہے۔

گویا اعمالِ صالحہ اور نوافل وغیرہ ہی تقرب خداوندی کا ذریعہ ہیں۔ اور یہی اصل میں خدا تعالیٰ کی عبادت ہے۔ اور خدا تعالیٰ کے اس تقرب حقیقی کو مجازاً مخلوق کی مخلوق سے قربت کے معنی پہنانا قطعی طور پر ذہنی اور عقلی اجتہاد کے مترادف اور منشاء قرآن کے خلاف ہے۔

ابن قیم اور تقرب مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم

قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اکثروا علی من الصلوٰۃ فی کل یوم جمعۃ فمن اکثرھم علی صلوٰۃ	ترجمہ:- کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ہر جمعۃ المبارک کے دن مجھ پہ کثرت سے درود پاک پڑھا پڑھا کرو۔ جو مجھ پہ کثرت سے درود پاک پڑھتا ہے وہ میرا

كان اقربهم منى منزلة وسلم ۔ (جلاء الافہام مطبوعہ شرقپور شریف صفحہ ۲۷۵/۵۵ مصنف ابن قیم)

خاص تقرب (قربت) حاصل کر لیتا ہے ۔

مجازی تقرب کے متعلق حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے ارشاد گرامی اور وہابیہ کے گھر کی اس روشن دلیل کے بعد اس موضوع پر سب سے بڑی اور آخری دلیل قرآن مجید سے پیش کی جاتی ہے اس دلیل میں مہمانوں کیلئے ذبح اور قربت کا مفہوم ایک ہی جگہ پر موجود ہے :۔

هَلْ اَتٰكَ حَدِيْثُ ضَيْفِ اِبْرٰهِيْمَ الْمُكْرَمِيْنَ ۝ اِذْ دَخَلُوْا عَلَيْهِ فَقَالُوْا سَلٰمًا قَالَ سَلٰمٌ قَوْمٌ مُّنْكَرُوْنَ ۝ فَرَاغَ اِلٰٓى اَهْلِهٖ فَجَآءَ بِعِجْلٍ سَمِيْنٍ ۝ فَقَرَّبَهٗٓ اِلَيْهِمْ قَالَ اَلَا تَاْكُلُوْنَ ۝ پ ۲۶ ۔ س الذاریٰت (قرآن مجید)

ترجمہ :۔ اے محبوب کیا تمہارے پاس ابراہیم کے معزز مہمانوں کی خبر آئی ۔ جب وہ اُسکے پاس آ کر بولے سلام کہا سلام ۔ ناشناسا لوگ ہیں پھر اپنے گھر گیا تو ایک فربہ بچھڑا لے آیا پھر اُن کے قریب کیا ۔ کہا تم کھاتے کیوں نہیں ۔

مہمان کیلئے ذبح کرنے کے متعلق قرآن مجید کی اس نص قطعیہ اور سابقہ اوراق میں پیش کی گئی دیگر نصوص قرآنیہ اور احادیث مبارکہ کے بعد اب تقرب کی بحث کو ختم کیا جاتا ہے ۔ حق یہی ہے کہ حقیقی تقرب و تعظیم عبادت ہے ۔ جو کوئی مسلمان خدا کے سوا کسی کی بھی نہیں کرتا ۔ اس کے برعکس مجازی تقرب یعنی کسی کی قربت حاصل کرنا یا کسی کے قریب ہونا اور نزدیکی چاہنا تو یہ بالکل جائز ہے اسی طرح مجازاً بڑوں کی تعظیم نہ صرف یہ کہ جائز ہے بلکہ ضروری ہے ۔ اب آپ پہلے مسئلے یعنی کسی کیلئے جانور ذبح کرنے کے متعلق چند احادیث مزید ملاحظہ فرما دیں :۔

پہلا مسئلہ

اس سے پہلے آپ پڑھ چکے ہیں کہ ایک انصاری نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور سیدنا صدیق اکبر و سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے بکری ذبح کی

اب مزید احادیث ملاحظہ فرمائیں :۔

عن جابر قال خرج رسول اللہ

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت

صلى الله عليه و آله وسلم ۔ وانا معه فدخل على امراة من الانصار فذبحت له شاة ۔ ترمذی شریف جلد اول ص ۲۴ باب الوضو

ہے کہ نکلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اور میں ساتھ تھا پاس ایک انصار کے گھر تشریف لے گئے اور اس نے بکری ذبح کی ۔

عن مجاهد ان عبد الله بن عمرو ذبحت له شاة فی اهله ترمذی شریف جلد اول ص ۲۸ الواب البر و صلہ

حضرت مجاہد سے روایت ہے کہ عبد اللہ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما ۔ اور بکری ذبح کی گھر والوں کے لئے ۔

ایک بار حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی خدمت میں حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ نے کھجوریں وغیرہ پیش کیں اور عرض کیا کہ :۔

ولاذبحن لك مع هذا فقال ان ذبحت فلا تذبحن ذات در فاخذ عناقا له اوجدیا فذبحه ۔ المعجم الصغیر طبرانی ص ۳۶ مطبوعہ مطبع الانصاری دہلی

اور میں ضرور ذبح کروں گا آپ کے لئے اس کے ساتھ ۔ پس آپ نے فرمایا کہ اگر تو ذبح کرے تو دودھ والی سے بچنا ۔ تو بکرا اس نے بچہ بکری کا مادہ یا نر پس ذبح کیا اس نے ۔

ان شواہد کی روشنی میں مخلوقِ خدا کیلئے جانور ذبح کرنا قطعاً حلال طیب اور پاکیزہ ہے ۔ اور اسی طرح مہمان اور ولیمہ اور بارات وغیرہ کیلئے جانور ذبح کرنا طیب اور حلال ہے ۔ مہمانوں کیلئے جانور ذبح کرنے کے متعلق ایک اور حدیث ملاحظہ ہو :۔

عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم من ذبح لضیفہ ذبیحۃ کانت فداءہ من النار ۔ المستدرک حاکم ص جلد

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ علیہ و آلہ وسلم نے جو اپنے مہمان کیلئے جانور ذبح کرے ۔ وہ ذبیحہ اُسکا فدیہ ہو جائیگا ۔ دوزخ کی آگ سے ۔

علاوہ ازیں بھی بیشمار روایات ایسی پیش کی جا سکتی ہیں جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ خدا کے سوا کسی اور کیلئے نیت کر لینے سے جانور حرام نہیں ہو جاتے بلکہ اسی صورت میں جانور حرام ہوتا ہے کہ اُس کو ذبح کرتے وقت خدا کے سوا کسی اور کا نام پکارا جائے۔ تب ہم قرآن مجید میں جہاں جہاں بھی اُهِلَّ بِهٖ لِغَیْرِ اللّٰہِ کے الفاظ آتے ہیں پوری پوری آیات مع اُن کے سیاق و سباق کے پیش کرتے ہیں۔ تاکہ ہر قسم کے شبہات کا ازالہ ہو جائے۔ اور غلط سلط مطلب اخذ کرنے والوں کی فریب کاریوں کا پردہ چاک ہو جائے۔ ہم ان آیاتِ مقدسہ کو اُسی ترتیب سے پیش کریں گے جس طرح قرآن مجید میں موجود ہیں۔ یعنی پہلے سورۃ البقرہ پھر المائدہ اور الانعام اور پھر سورۃ النحل شریف

خدا تعالیٰ کا فیصلہ

وَمَا أُهِلَّ کا شانِ نزول

سورۃ بقرہ۔ یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا كُلُوْا مِنْ طَیِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ وَاشْكُرُوْا لِلّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ اِیَّاهُ تَعْبُدُوْنَ ۝ اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَیْكُمُ الْمَیْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنْزِیْرِ وَمَاۤ اُهِلَّ بِهٖ لِغَیْرِ اللّٰهِ ۚ فَمَنِ اضْطُرَّ غَیْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ فَلَاۤ اِثْمَ عَلَیْهِ ۚ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ۝

آیت ۱۷۲/۱۷۳

اے ایمان والو کھاؤ پاکیزہ چیزیں اور اللہ کا احسان مانو۔ اگر تم اُسی کو پوجتے ہو۔ اس نے بھی تم پر حرام کئے ہیں مردار اور خون اور سؤر کا گوشت اور وہ جانور جو غیر اللہ کا نام لے کر ذبح کیا گیا۔ تو جو ناچار ہو نہ تو خواہش سے کھائے اور نہ تو آگے بڑھے تو اس پر گناہ نہیں بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

سورۃ المائدہ۔ حُرِّمَتْ عَلَیْكُمُ الْمَیْتَةُ وَالدَّمُ وَلَحْمُ الْخِنْزِیْرِ وَمَاۤ اُهِلَّ لِغَیْرِ اللّٰهِ بِهٖ وَالْمُنْخَنِقَةُ وَالْمَوْقُوْذَةُ وَالْمُتَرَدِّیَةُ وَالنَّطِیْحَةُ وَمَاۤ اَكَلَ السَّبُعُ اِلَّا مَا ذَكَّیْتُمْ ۟ وَمَا ذُبِحَ عَلَی النُّصُبِ وَاَنْ تَسْتَقْسِمُوْا بِالْاَزْلَامِ ؕ ذٰلِكُمْ فِسْقٌ ؕ

آیت ۳

تم پر حرام ہے مردار اور خون اور سؤر کا گوشت اور وہ جس کے ذبح میں غیر خدا کا نام لیا جائے۔ اور وہ جو گلا گھونٹنے سے مرے اور بے دھار کی چیز سے مارا ہوا اور جو گر کر مرا۔ اور جسے کسی جانور نے سینگ مارا اور جسے درندہ کھا گیا مگر تم ذبح کر لو اور جو کسی تھان پر ذبح کیا گیا اور پانسہ ڈال کر تقسیم کرنا یہ گناہ کا کام ہے۔

سورۃ الانعام۔ قُلْ لَّاۤ اَجِدُ فِیْ مَاۤ اُوْحِیَ اِلَیَّ مُحَرَّمًا عَلٰی طَاعِمٍ یَّطْعَمُهٗۤ اِلَّاۤ اَنْ یَّكُوْنَ مَیْتَةً اَوْ دَمًا مَّسْفُوْحًا اَوْ لَحْمَ خِنْزِیْرٍ فَاِنَّهٗ رِجْسٌ اَوْ فِسْقًا اُهِلَّ لِغَیْرِ اللّٰهِ بِهٖ ۚ فَمَنِ اضْطُرَّ غَیْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ فَاِنَّ رَبَّكَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ۝ وَعَلَی الَّذِیْنَ هَادُوْا حَرَّمْنَا كُلَّ ذِیْ ظُفُرٍ ۚ وَمِنَ الْبَقَرِ وَالْغَنَمِ حَرَّمْنَا عَلَیْهِمْ شُحُوْمَهُمَاۤ اِلَّا مَا حَمَلَتْ ظُهُوْرُهُمَاۤ اَوِ الْحَوَایَاۤ اَوْ مَا اخْتَلَطَ بِعَظْمٍ ؕ ذٰلِكَ جَزَیْنٰهُمْ بِبَغْیِهِمْ ۖؗ وَاِنَّا لَصٰدِقُوْنَ ۝ پ۔ آیت ۱۴۵

فرما دیجئے کہ میں نہیں پاتا اُس میں جو میری طرف وحی ہوئی کسی کھانے والے پر کوئی کھانا مگر یہ کہ مردار ہو یا رگوں کا بہتا خون یا سؤر کا گوشت وہ نجاست ہے یا وہ بے حکمی کا جانور جس کے ذبح میں غیر خدا کا نام پکارا گیا۔ تو جو ناچار ہو نہ یوں کہ آپ خواہش کرے اور نہ یوں کہ ضرورت سے بڑھے تو بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہے اور یہودیوں پر ہم نے حرام کیا ہر ناخن والا جانور اور گائے اور بکری کی چربی اُن پر حرام کی مگر جو اُن کی پیٹھ پر لگی ہو یا آنت یا ہڈی سے ملی ہو ہم نے ان کی سرکشی کا بدلہ دیا۔ اور بیشک ہم ضرور سچے ہیں۔

سورۃ النحل :- فَكُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ حَلٰلًا طَيِّبًا وَّ اشْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ ۝ اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنْزِيْرِ وَمَآ اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ ۝ فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَا تَصِفُ اَلْسِنَتُكُمُ الْكَذِبَ هٰذَا حَلٰلٌ وَّهٰذَا حَرَامٌ لِّتَفْتَرُوْا عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ اِنَّ الَّذِيْنَ يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ لَا يُفْلِحُوْنَ ۝ مَتَاعٌ قَلِيْلٌ وَّلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝ وَعَلَى الَّذِيْنَ هَادُوْا حَرَّمْنَا مَا قَصَصْنَا عَلَيْكَ مِنْ قَبْلُ وَمَا ظَلَمْنٰهُمْ وَلٰكِنْ كَانُوْا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ۝ پ ۱۴ آیت ۱۱۳ تا ۱۱۶

پ ۱۴ - آیت ۱۱۳ تا ۱۱۶

تو اللہ کی دی ہوئی روزی حلال پاکیزہ کھاؤ اور اللہ کی نعمت کا شکر کرو اگر تم اُس کی عبادت کرتے ہو تم پر تو یہی حرام کیا ہے مُردار اور خون اور سُور کا گوشت اور وہ جس کے ذبح کرتے وقت غیر خدا کا نام پکارا گیا۔ پھر جو لاچار ہو نہ خواہش کرتا اور نہ حد سے بڑھتا تو بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہے اور نہ کہو اُسے جو تمہاری زبانیں جھوٹ بیان کرتی ہیں یہ حلال ہے یہ حرام ہے کہ اللہ پر جھوٹ باندھو بیشک جو اللہ پر جھوٹ باندھتے ہیں ان کا بھلا نہ ہوگا۔ تھوڑا برتنا ہے اور اُن کے لئے دردناک عذاب اور خاص یہودیوں پر ہم نے حرام فرمائیں وہ چیزیں جو پہلے تمہیں ہم نے سنائیں اور ہم نے اُن پر ظلم نہ کیا۔ ہاں وہی اپنی جانوں پر ظلم کرتے ہیں۔

★

منکرین کی عقلوں کا جنازہ

یہاں لفظ مَا کو اعم العام کا صیغہ قرار دے کر مَآ اُهِلَّ بِهٖ کا اطلاق ہر چیز پر کرنے والوں کی عقل کا اگر جنازہ نہ نکل گیا ہوتا اور ایمان و صداقت اور دیانت داری کا دامن ہاتھ سے نہ چھوٹ گیا ہوتا تو وہ کبھی ایسی بلیدا کا نہ جرأت کا اظہار ،

کرکے قرآن مجید میں خیانت کرنے کے جرم کے مرتکب نہ ہوتے۔

سورہ بقرہ کی آیات کا سیاق و سباق آفتاب کی طرح روشن ہے کہ یہاں مَا سے مراد ہر چیز نہیں بلکہ خاص طور پر جانوروں ہی کا ذکر ہے۔ یعنی مرا ہوا جانور، جانور کا خون، سور کا گوشت اور پھر وہ جانور جسے غیر اللہ کے نام سے ذبح کیا جائے۔

سورۃ المائدہ کا شریف کی آیت میں اور بھی وضاحت سے فرمایا گیا ہے کہ تم پر حرام کیا گیا مُردار اور خون اور سور کا گوشت اور وہ جانور جو غیر اللہ کا نام لے کر ذبح کیا جائے۔ اور وہ جانور جو گلا گھٹ کر مر جائے اور وہ جانور جو بغیر دھار کے چیز سے مارا جائے اور وہ جانور جو گر کر مر جائے اور وہ جانور جسے کسی جانور نے سینگ سے مارا اور وہ جانور جسے کوئی درندہ کھا گیا۔

مگر "مَا ذَكَّيْتُمْ" یعنی جسے تم پاک کر لو۔ لیکن یہاں مَا ذَكَّيْتُمْ کا معنی ہے جسے تم ذبح کر لو۔ جس طرح اُهِلَّ سے پہلے مَا ہے اسی طرح ذَكَّيْتُمْ سے پہلے بھی مَا ہے۔ مگر مَا کو اعم العام کا صیغہ قرار دینے والے تمام وہابی دیوبندی یہاں یہی ترجمہ کرتے ہیں جسے تم ذبح کر لو۔ حالانکہ ذَكَّيْتُمْ کے لغوی معنے پاک کرنے کے ہیں اور مَا کے معنے ہر چیز کے ہیں۔ ایسی حالات اگر جانوروں کی قید کو چھوڑ دیا جائے اور اس تخصیص کو توڑ دیا جائے جو درندے کی کھائی ہوئی ہے تو بقول ان کے ہر چیز کس طرح پاک کی جائے گی۔

اور اگر فی الواقع مَا ہر چیز کے لئے ہے تو انہوں نے مَا ذَكَّيْتُمْ کا ترجمہ جس کو تم ذبح کر لو کیوں کر لیا۔ اس کا جواب یہ لوگ قیامت تک نہیں دے سکتے اور سب سے زیادہ حیرت اور استعجاب تو اس بات پہ ہے کہ حرمت میں داخل ہونے والا جانور تو مسلمانوں کے ذبح کر لینے سے حلال اور پاک ہو جاتا ہے اور شرعی جواز کے ساتھ کسی سے منسوب کیا ہوا جانور اللہ تعالیٰ کا نام لیکر ذبح کرنے سے بھی حرام اور مثل مردار اور خنزیر کے ہو جائے۔

بہر حال آیت مذکورہ کا باقی مضمون یہ ہے کہ وہ جانور جسے اُس جگہ پر ذبح کیا

جاتے جہاں بت گڑے ہوتے ہیں۔ لفظِ نصب بتوں کے گڑنے کی ہی جگہ ہو سکتی ہے
مزارات پر اس کا اطلاق کر دینا محض حماقت اور تحریفِ قرآن کے مترادف ہے۔ آیت
کا آخری ٹکڑا ہے جوا کھیل کر یعنی پانسہ پھینک کر تقسیم کئے ہوئے جانور بھی حرام ہیں جنہیں
کفار و مشرکین اس طریقہ سے تقسیم کیا کرتے تھے۔

اور پھر سورہ انعام اور سورہ النحل کی وَمَا اُهِلَّ کے ساتھ ہونے والی
آیات نے تو ان لوگوں کا جنازہ ہی نکال دیا ہے۔ جو اللہ تعالیٰ کی حلال کی ہوئی چیزوں
کو اپنے طور پر حرام کر لیتے ہیں۔

ان آیات میں یہودیوں کو یہ سزا دی گئی ہے کہ ان کے لئے پاک اور حلال
چیزیں اس لئے حرام کر دیں کہ ان چیزوں کو انہوں نے اپنے آپ ہی اپنے اوپر
حرام سمجھ لیا تھا۔

ہم نہیں چاہتے کہ مسلمان ہونے کے دعویدار سنتِ یہود کو اپنا کر انہیں
کی طرح پاک اور حرام چیزوں کو اپنے اوپر حرام کر لیں۔ لیکن اس کا کیا جائے کہ یہ لوگ
یہی کچھ کرنے پر پوری قوت سے مُصر ہیں۔ بہرحال ان دونوں صورتوں میں آنے
والی ان آیات میں بھی محض جانوروں ہی کا تذکرہ ہے۔

سورۃ بقرہ اور سورۃ مائدہ میں آنے والی ان آیات کے مفہوم سے
سورۃ انعام اور سورۃ نحل میں یہ زیادہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یہود پر ہم نے حرام کیا ہر
ناخن والا جانور اور گائے اور بکری کی چربی ان پر حرام کی گئی۔ سوائے اس چربی کے جو ان کی پشت پر ہو یا
آنت اور ہڈی سے ملی ہو۔ اور یہ ہم نے ان کی سرکشی کا بدلہ دیا ہے۔ ان آیات کی
تفسیر کرنے کیلئے ہمارے سامنے تفاسیر کے انبار لگے ہوئے ہیں۔ لیکن ایک تو یہ کہ
مسئلہ متنازعہ نہیں۔ اور دوسرے یہ ہے کہ ہم اختصار میں مزید اختصار کرنا چاہتے ہیں
لہذا صرف انہیں لوگوں کی تفسیروں سے صرف دو حوالے پیش کئے جاتے ہیں۔ جو
وَمَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ کا ترجمہ و تفسیر کرتے وقت محض یہی بات پیش نظر
رکھتے ہیں کہ کسی طرح گیارہویں شریف اور دیگر مروجہ ختم شریف بزرگانِ دین کے

پاکیزہ حلال اور طیب و طاہر کھانوں کو حرام، مردار اور خنزیر بنا کہ
مسلمانوں کو حرام خور، کافر و مشرک، بدعتی اور بے ایمان بنایا جائے۔

ان کافر گروں کی صرف ان دونوں تفسیروں کی عبارت سے ہی عامۃ المسلمین
پر ظاہر ہو جائے گا کہ یہ لوگ ایک آیت کا ترجمہ و تفسیر کرتے وقت دوسری
آیات متعددہ کو کس طرح نظر انداز کر دیتے ہیں۔ اور یہ بالکل ہی بھول جاتے
ہیں کہ ایک جگہ پر کی گئی غلط سلط اور من گھڑت تاویلات کا خمیازہ کسی دوسری
جگہ پر بھگتنا پڑے گا۔ چونکہ سورۃ الانعام شریف اور سورۃ النحل
شریف میں آنے والی ان آیات کا مضمون تقریباً ایک ہی مفہوم پر مبنی ہے۔
اس لئے سورۃ النحل شریف کے صرف دو حوالے تفسیر ماجدی مؤلف
عبدالماجد دریابادی اور تفسیر ترجمان القرآن مؤلف مولوی آزاد
سے پیش خدمت ہیں۔

تفسیر ماجدی

لو آپ اپنے دام میں صیاد آ گئے

وَعَلَى الَّذِينَ هَادُوا حَرَّمْنَا مَا قَصَصْنَا عَلَيْكَ مِنْ قَبْلُ ۖ وَمَا ظَلَمْنَاهُمْ وَلَٰكِنْ كَانُوا أَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُونَ ۝

س۔ النحل۔ پ ۱۴۔ آیت ۱۱۸

ترجمہ ماجدی۔ اور جو لوگ دین یہود اختیار کئے ہوئے ہیں ان پر ہم نے وہ چیزیں حرام کر دیں جن کا بیان ہم آپ سے اس سے قبل کر چکے ہیں۔ ہم نے ان پر کوئی زیادتی نہیں کی بلکہ وہ خود اپنے اوپر زیادتی کرتے رہے

★

تفسیر۔ یعنی یہ اگر خدا پرست تھے اور توحید کے قائل ہو تو

مُشرکوں کی طرح اپنے دل سے فلاں فلاں چیز کو ناجائز اور حرام مت ٹھہراؤ۔ بلکہ جو چیزیں اللہ کی شریعت نے حلال کی ہیں انہیں جائز ہی سمجھتے رہو۔

اللہ تعالیٰ کی نعمتیں سمجھ کر انہیں برتو اور حق تعالیٰ کا شکر زبان اور عمل سے ادا کرتے رہو۔ الخ

تفسیر ماجدی جلد اوّل صفحہ ۴۷۵ (عبدالماجد دریا آبادی)

تفسیر ترجمان القرآن
(آزاد)

زیر آیت سُورہ انعام میں گذر چکا ہے کہ مشرکین عرب نے اَپنے اوہام سے طرح طرح کی چیزیں حرام ٹھہرا دی تھیں یہودیوں نے بھی کھانے پینے میں طرح طرح کی رُکاوٹیں اختیار کر لی تھیں اور سمجھتے تھے شریعت کا حکم ہے۔ آیت ۱۱۶ میں فرمایا کہ اپنی زبانوں کو کذب سرائی کیلئے بے لگام نہ چھوڑ دو کہ جس چیز کو چاہا اپنی رائے اور قیاس سے حرام ٹھہرا دیا جس کو چاہا حلال کہہ دیا۔ حلال و حرام ٹھہرانے کا حق تو صرف وحیِ الٰہی کو ہے اور تمہارے پاس اپنے اوہام و آراء کے سوا وحی کی روشنی نہیں ہے جو قرآن کے خلاف پیش کر سکو۔

یہ آیت اُن لوگوں کے خلاف حُجّت قاطع ہے جو محض اپنے گھڑے ہوئے قیاسوں کی بنا پر جس چیز کو چاہتے ہیں حرام ٹھہرا دیتے ہیں۔ اگرچہ کوئی نصِ قطعی موجود نہ ہو۔ اصل قرآنی اس بارے

میں یہ ہے۔ جیسا کہ سُورہ اعراف کی آیت ۳۲ میں تصریح گذر چکی ہے۔

کہ خدا کی پیدا کی ہوئی تمام چیزیں انسان کے برتنے کیلئے ہیں اِلّا وہ جو مضر ہیں اور وحی الٰہی نے اُن سے روک دیا ہے۔

پس معلوم ہوا کہ ہر چیز مباح ہے۔ جب تک کہ اُسے شریعت حرام نہ ٹھہرا دے اور شریعت کے معنی قرآن و سنّت کی نصوص قطعیہ یقینی۔ نہ کہ کسی فرد یا گروہ یا مجرّد رائے اور قیاس۔

ترجمان القرآن جلد دوم صفحہ ۳۴۱ مطبوعہ مکتبہ مصطفائی لاہور
مؤلّف مولوی آزاد

لہو پکارے گا آستین کا

وَمَا اُهِلَّ بِهٖ کا غلط ترجمہ کرنیوالوں کی دو تفسیروں کے حوالے آپ ملاحظہ فرما چکے اور یقیناً جان گئے ہوں گے کہ:۔

انہیں کالی گھٹا کو بھی نہیں پہچاننا آیا
نشیمن سے دھواں اُٹھتا ہے یہ کہتے ہیں ساون ہے

ان دونوں تفسیروں میں ان لوگوں کا یہ اعتراف کہ اللہ تعالیٰ کی حلال کی ہوئی چیزوں کو اپنی رائے اور قیاس سے حرام کر لینا یہودیوں کا طریقہ ہے۔ اور مسلمانوں کو زیب نہیں دیتا کہ وہ سُنّتِ یہود پر عمل پیرا ہو کر اس قسم کی حرکات کریں۔

ایک طرف ان لوگوں کا یہ کہنا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ کی حلال کی ہوئی

چیزوں کو اپنی رائے اور قیاس سے حرام قرار دے لینا یہودیوں کا طریقہ ہے۔ اور دوسری طرف خود یہودیوں کی تقلید میں خدائے بزرگ و برتر کی حلال کی ہوئی چیزوں کو اپنے اوپر حرام کر لینا ان کی بدبختی کا واضح ثبوت ہے آپ اچھی طرح جان چکے ہیں کہ آیت مقدسہ وَمَا أُهِلَّ بِهِ لِغَيْرِ اللَّهِ کا اطلاق کسی بھی صورت ان اشیاء پر نہیں ہوتا جنہیں یہ لوگ اپنے قیاس اور ذاتی رائے سے حرام قرار دیتے ہیں۔

ہمیں اُن گالیوں کا افسوس نہیں جو ہمیں کافر، مشرک، بدعتی، بے ایمان اور حرام خور وغیرہ کہہ کر دی گئی ہیں۔ کیونکہ اس کا حساب کتاب ہم ان کے ساتھ قیامت کے دن کریں گے —— اس دن جبکہ ان کے گستاخ قلم سر قلم ہو چکے ہوں گے اور جس دن ان کی بے لگام زبانوں پر تالے پڑ چکے ہیں —— اس عدل و انصاف کے روز ہم پر باندھے گئے بہتانوں کا طومار اور تہمتوں کی بھرمار کا پورا پورا حساب لیا جائے گا اور ہماری بے گناہی کی شہادت خود ان کی آستینوں کا خون دے گا

اس بات کا تو انہیں اُس روز جواب دینا ہوگا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ کے مقدس اور شکوک و شبہات سے مبرا کلام قرآنِ مجید میں تحریفات کیوں کی گئیں۔ خدائے وحدہٗ لاشریک کے برگزیدہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مقدس کلام میں دانستہ طور پر کیوں کتر بیونت کی گئی اور صادق و امین رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عظیم درسگاہ کے فارغ التحصیل صحابہ کرام کے اقوالِ مقدسہ پر طعن و تشنیع کے تیر کیوں برسائے گئے اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے براہِ راست علمِ دین حاصل کرنے والے تابعین، آئمہ مجتہدین اور مفسرین کے اُس اجتہاد کو جو کہ عینِ قرآن و سنت اور اقوالِ صحابہ کے مطابق کیا جاتا رہا کو کیوں

اپنے ذاتی قیاس سے مسترد کر دیا۔ اور اس مقدس گروہ کے نقشِ قدم پر چلنے والے سلف صالحین، اولیائے امت، صوفیائے عظام، مفسرین و مجتہدین اور محدثین کرام کی تحقیقِ انیق کا مذاق کیوں اڑایا گیا۔ اور خدا کے برگزیدہ ولیوں کے افعال کو شرک سے کیوں تعبیر کیا گیا۔ ان سب زیادتیوں اور کذب بیانیوں کی سزا انہیں اُس روز یقیناً بھگتنا پڑے گی جس روز زمین تپ کر تانبے کی طرح سرخ ہو جائے گی، سورج آگ برسا رہا ہوگا۔ اور دماغ کھول رہے ہوں گے۔

دیکھنا تو یہ ہے کہ انہیں اس شر انگیزی اور فتنہ پردازی کی دنیا میں کیا سزا مل رہی ہے اور وہ روزِ روشن کی طرح ظاہر اور عیاں ہے کہ یہ لوگ سنتِ یہود کو اپنا کر جن پاک اور حلال چیزوں کو حرام قرار دے چکے ہیں فی الواقع ان پر حرام کر دی گئیں اور انہیں اُن تمام نعمتوں سے محروم کر دیا گیا جو ختم شریف، گیارہویں شریف، نذر، نیاز، گیارہویں شریف وغیرہ کے اہتمام میں اہلسنت و جماعت کے گھروں میں تیار ہوتی ہیں یا تیار شدہ بازار سے خرید کر لائی جاتی ہیں۔ اُس میں حلوہ بھی ہے اور کھیر بھی۔ بکرے اور مرغے وغیرہ کا گوشت بھی ہے اور قسم قسم کے لذیذ پھل بھی۔ بریانی بھی ہے اور زردہ بھی۔ علیٰ ہذا القیاس مختلف انواع کی ان بیشمار نعمتوں سے خود کو خود ہی محروم کر لینے سے بڑھ کر بدنصیبی کی اور کیا دلیل ہو سکتی ہے۔

یہ الگ بات ہے کہ بعض یہود کی طرح ان میں سے بعض لوگ اس فتوے کا بھی اعلان کرتے ہیں کہ یہ سب کچھ حرام ہے لیکن درونِ خانہ بالکل یہودیوں کی طرح جیسا کہ وہ خود ہی جانور کے بعض حصوں کی چربی کو حرام بھی سمجھتے اور خود ہی تاویلیں گھڑ کر پگھلا کر استعمال بھی کر لیتے تھے کہ یہ تو پگھلی ہوئی ہے

یہ بھی مختلف تاویلوں سے بزعمِ خویش حرام قرار دیئے ہوئے کھانوں کو لوٹوں کہہ کر بغیر ڈکار لئے ہضم کر جاتے ہیں کہ یہ ختم وغیرہ ہم نے تو نہیں دلایا، پھر کھیر پکا کر ہم نے تو ارتکاب جرم نہیں کیا لہٰذا کھانے میں کیا قباحت ہے۔

عجیب قسم کا گورکھ دھندا ہیں یہ لوگ۔ بقول شاعر۔ ؎

صاف چھپتے بھی نہیں سامنے آتے بھی نہیں

بہرحال ان تمام گذارشات سے صرف یہ بتانا مقصود تھا کہ یہ لوگ اپنے قیاسی اجتہادوں اور ناتمام عقلوں کو رہبر بنا کر دنیا و آخرت میں ذلت و خواری کا شکار ہو کر رہ گئے ہیں۔

کاش! یہ لوگ اپنی بنائی ہوئی مختلف قسم کی پگڈنڈیوں سے منہ موڑ کر اسلام کی اس عظیم اور مقدس راہ پر گامزن ہو جائیں جس پر صحابہ کرام تابعی، تبع تابعین، آئمہ مجتہدین اور سلف صالحین رضوان اللہ علیہم اجمعین تمام زندگی گامزن رہے کاش ایسا ہو جائے اور لادینیت اور دہریت کا سر اٹھاتا ہوا طوفان اتحاد و یگانگتِ اسلامی کی ناقابلِ شکست چٹان سے ٹکرا ٹکرا کر خود ہی اپنی تند و تیز لہروں میں دب کر فنا ہو جائے اور وہ پر بہار سماں عود کر آئے جس کی عکاسی ترجمان اہلسنت حضرت اقبال علیہ الرحمتہ اس طرح فرماتے ہیں کہ۔۔۔ ؏

ایک ہوں مسلم حرم کی پاسبانی کے لئے
نیل کے ساحل سے لیکر تا بخاکِ کاشغر

خداوندِ قدوس و برتر کی بارگاہ میں دعا ہے کہ وہ اپنے پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صدقہ سے وہ دن جلد لائے جس کے انتظار میں روحِ اقبال اب بھی بے قرار رہتی ہے۔

اس مضمون کو یہیں پر ختم ہوتے پروردگارِ عالم جل شانہٗ کے حضور میں

سر بسجود ہو کر اس احسانِ عظیم کا شکریہ ادا کرنا ضروری معلوم ہوتا ہے۔ جو اس ذات بابرکات نے اپنی خاص الخاص تائید و استعانت سے امداد فرما کر مسئلہ متنازعہ کی حقانیت بیان کرنے کے سلسلہ میں فرمایا۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہ

ثُمَّ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ کہ مجھ جیسے بے بضاعت انسان پر اللہ تعالیٰ کا یہ انعام و اکرام کہ اتنا بڑا کام کرنے کی سعادت عطا فرمائی جس کو اس انداز سے پایۂ تکمیل تک پہنچانے کا میں تصور بھی نہیں کر سکتا تھا۔ بہرحال یہ تائید الٰہی اور اللہ تعالیٰ کے پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خاص نظرِ التفات ہی کا صدقہ ہے کہ حق پوری طرح واضح ہو گیا اور سوادِ اعظم اہلسنت و جماعت اور جمہور مسلمانوں کے مسلک کی حقانیت کہکشاں سے بھی زیادہ تاباں و منور ہو کر سامنے آگئی ہے۔

وَمَا اُھِلَّ بِہٖ لِغَیْرِ اللّٰہ کی آڑ میں کی گئی ہر قسم کی دھاندلیوں کا قلابہ الٹ دیا گیا ہے۔ بدعات کو جنم دینے والے علماء کی فریب کاریوں کا پردہ چاک کر دیا گیا ہے۔ ہر قسم کے ختم بزرگان دین نذر، نیاز، گیارہویں شریف، ذبیحہ اور بزرگان دین کے عرس پر بیجائے گئے ان جانوروں کی جنہیں صرف اللہ کی رضا کے لئے ذبح کیا جاتا ہے حلت ثابت ہو چکی ہے۔ غرضیکہ وَمَا اُھِلَّ بِہٖ لِغَیْرِ اللّٰہ سے جس قدر بھی غلط سلط مطالب اخذ کر کے مختلف قسم کے شکوک و شبہات اب تک پیدا کئے گئے تھے سب کا کما حقہٗ ازالہ ہو چکا ہے اور اب اس مسئلہ کی مزید وضاحت کی کوئی گنجائش باقی نہیں جس پر قلم اٹھایا جائے۔ کیونکہ مخالفوں کے پاس پورے قرآن مجید اور احادیثِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تمام ذخیرے سوائے اس آیت کے ایک جملہ بھی ایسا نہیں جس کو آڑ بنا کر یہ لوگ حلال اور پاکیزہ چیزوں کو حرام قرار دینے کی جسارت کرتے۔ اور اگر

ان کے پاس کوئی اور جواز ہوتا تو یہ وہ ضرور پیش کرتے۔ لیکن حق کی طرف سے حق کے مقابلہ میں اور باطل کی تائید میں کسی بھی قسم کا جواز مل کیسے سکتا تھا۔ لے دے کے صرف اور صرف یہی ایک آیت پاک ایسی انہیں مل سکی جس کے مطالب معانی میں تحریف کر کے مختلف قسم کے جواز ان لوگوں نے پیدا کر لئے۔ جن کی پوری تفصیل آپ پڑھ چکے ہیں۔ اور یہ بھی ملاحظہ فرما چکے ہیں۔ کہ یہ آیت مقدسہ بھی باطل کی مختلف چالاکیوں کے باوجود بھی باطل کا ساتھ نہ دے سکی اس لیے کہ حق کبھی باطل کا ساتھ نہیں دے سکتا اور پھر وہ حق جو حق کی طرف سے حق پر نازل ہوا ہو۔ اللہ اکبر! یہ کیسے ممکن ہے کہ روشنی اندھیرے میں خلط ملط ہو جائے اور حق باطل کے ساتھ رل جائے۔ ایسا ہونا ناممکن اور قطعی ناممکن ہے۔ بلکہ ایسا فرض کر لینا بھی ناممکن اور محال ہے۔ ماسوائے کہ حق کے آنے پر تو باطل بستر ہی گول کر لیتا ہے۔ "جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ" بہر حال حق پہلے بھی حق تھا اب بھی حق ہے اور ہمیشہ ہمیشہ کیلئے حق رہے گا۔ باطل لاکھ فریب کاریاں بھی کرے حق کو حق ہونے سے نہیں بدل سکتا اور نہ ہی کبھی حق پر غالب آسکتا ہے۔

آیت پاک **وَمَا أُهِلَّ بِهِ لِغَيْرِ اللَّهِ** کی حقیقت اور ٹھیک ٹھیک مطالب و معانی سامنے آنے کے بعد اب وہابیہ اور دیابنہ کے پاس ایسی کوئی دلیل نہیں۔ جس سے وہ ہماری عقیدت کو مجروح کر سکیں اور سلف صالحین اور اولیاء کبار رحمہم اللہ تعالیٰ کی تقلید میں ختم شریف وغیرہ دینے دلانے والوں کو مشرک، بدعتی اور بے ایمان وغیرہ کہہ سکیں۔ اس لئے اب اس امر کی ضرورت بھی ختم ہو چکی ہے کہ ہم ختم بزرگان دین، نذر و نیاز اور گیارہویں شریف کے جواز میں مزید حوالہ جات پیش کریں۔ کیونکہ جس دلیل سے وہ ان معمولات کو ناجائز قرار دیتے تھے وہ دلیل ہی محض غلط اور باطل ثابت ہو چکی ہے۔ اب جبکہ ان پاک اشیاء کو حرام قرار دینے کیلئے ان

کے پاس کسی بھی قسم کی ادنیٰ سے ادنیٰ دلیل بھی موجود نہیں تو ان کے جائز، مباح پاکیزہ اور طیب و طاہر ہونے میں کیا شک باقی رہ جاتا ہے۔

اس کے باوجود بھی کہ اب مزید کسی قسم کی تشریح کی ضرورت نہیں ہے۔ ہم حق و صداقت کے حق ہونے اور ان معمولات اولیاء اللہ کے فیوض و برکات سے بہرہ اندوز ہونے کیلئے عامۃ المسلمین کے سامنے بے شمار مفید اور مضبوط دلائل پیش کرتے ہیں۔ تاکہ اس قسم کے نیک کاموں میں حصہ لیکر دنیا و دین کی فلاح حاصل کریں۔ اس نئے مضمون میں جو کہ فی الواقع گذشتہ سے پیوستہ بھی ہے پہلے کی طرح وہابیہ کے چند مفروضوں کا ذکر کریں گے اور پھر انشاء اللہ العزیز بطفیل پنجتن پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام آپ دیکھیں گے کہ پہلے ہی کی طرح قرآن و حدیث اور اقوال صحابہ و بزرگان دین سے ان مفروضوں کی دھجیاں کس طرح فضائے بسیط میں اڑتی ہوئی نظر آتی ہیں۔ اور آپ اپنے ذہن کے ہر ہر گوشے میں اس حقیقت کو محسوس کریں گے کہ عوام الناس کو کس قدر احسن اور متبرک کام سے روکنے کیلئے باطل نے بھرپور کوشش کی ہے۔ مفروضے ملاحظہ ہوں:۔

پہلا مفروضہ

مجلس میلاد اور عرسوں کیلئے دن مقرر کرنا ناجائز و حرام اور فسق و فجور ہے۔ ایسا کرنے والے بدعتی اور بے ایمان ہیں۔ تیجا، ساتواں، دسواں، چالیسواں، گیارہویں شریف، عاشورہ، محرم، عید الفطر، شب برات وغیرہ کا دن مقرر کر کے ایصال ثواب کرنا بدعت اور ناجائز ہے۔ اس قسم کے ختم دینے دلانے والے بدعتی اور بے ایمان ہیں۔ وہ کھانا جو اس قسم کے ایام میں بغرض

ایصالِ ثواب پکایا جاتا ہے اُس کا کھانا حرام ہے۔

فتاویٰ رشیدیہ

سوال:۔ یہ تعینات جیسے ربیع الاوّل میں کونڈا اور عشرہ محرّم میں کھچڑا اور صحنک حضرت (سیّدہ) فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی اور گیارہویں شریف اور توشہ اور سہ منی بوعلی قلندر اور خضر علیہ السلام کے نام کا چاہ پر لے جانا مذکورہ بالا میں طعام کی تخصیص اور ایام کا تعیّن کہ اس کے خلاف ہرگز نہ ہوں بدعت اور حرام ہیں یا نہیں

جواب:۔ یہ تعینات بدعتِ ضلالہ ہیں اور طعام میں اگر نیت ایصالِ ثواب کی ہے تو طعام مباح اور صدقہ ہے۔ اور جو بنام ان اکابر کے ہے تو داخل "وَمَا اُھِلَّ بِہٖ لِغَیْرِ اللّٰہِ" ہے[1] اور حرام ہے۔ اور ایسے عقائد فاسدہ موجب کفر کے ہیں الخ

(فتاویٰ رشیدیہ ص۴۳۳ مطبوعہ کراچی)۔

"ایصالِ ثواب بلا قید طعام و ایام کے مندوب ہے اور قید و تخصیص یوم کی اور تخصیص طعام کی بدعت ہے۔" (فتاویٰ رشیدیہ ص۴۳۳)

"تقسیم صدقات تخصیص ان ایام کے کرنا اگر یہ جانتا ہے کہ آج ہی زیادہ ثواب ہے تو بدعتِ ضلالہ ہے۔ علیٰ ہذا تخصیص کسی طعام کی کسی یوم کے ساتھ کرنا لغو ہے۔

سوال:۔ گیارھویں پیرانِ پیر کی کرنا درست ہے یا نہیں! جواب، ایصالِ ثواب بروحِ حضرت قدّس سرہٗ درست ہے۔ اور تعیّن تاریخ کر پس و پیش نہ کرے بدعت ہے۔ (فتاویٰ رشیدیہ ص۴۳۵)

[1] یہ مسئلہ واضح کیا جا چکا ہے کہ بزرگوں کے نام کی کوئی چیز داخلِ وَمَا اُھِلَّ بِہٖ لِغَیْرِ اللّٰہِ نہیں۔ (مصنف)

محرّم میں (عشرہ وغیرہ کے روز) شہادت حسین علیہما السلام کرنا اگرچہ بروایت صحیحہ ہو یا سبیل لگانا، شربت پلانا، چندہ سبیل اور شربت میں دینا یا دودھ پلانا سب نادرست اور تشبّہ روافض کی وجہ سے حرام ہے۔ (فتاویٰ رشیدیہ ص۴۳۵)

سوال:۔ انعقاد مجلس میلاد بدون قیام بروایت صحیح درست ہے یا نہیں۔

جواب:۔ انعقاد مجلس مولود ہر حال ناجائز ہے۔

سوال:۔ سوئم و چہلم کی مجلس بتخصیص دن کے منع ہے یا بالکل ہی نہ کرنا چاہیے۔ اور اس مجلس میں جانا چاہیئے یا نہ۔

جواب:۔ مجالس مروّجہ زمانہ ہذا میلاد و عُرس و سوئم چہلم بالکل ہی ترک کرنا چاہیئے کہ اکثر معاصی اور بدعت سے خالی نہیں۔ (فتاویٰ رشیدیہ ص۴۳۳) مطبوعہ کراچی

مفروضے ہی مفروضے

براہینِ قاطعہ

- ہرگاہ کہ یہ فاتحہ خوانی سرے سے بدعت ہے۔
- طعام و شراب کا سامنے رکھ کر مروّجہ قرأت مکروہ و بدعت ہے۔
- طعام آگے رکھ کر جس کی بحث ہے نجاست معنوی بدعت کی جگہ پڑھنے کو بے ادبی فرماتے ہیں اور بے ادبی قرآن کی حرام ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ بدعت کے محل پر قرآن پڑھنا حرام ہے۔ یہاں فاتحہ مروّجہ میں بھی بدعت موجود ہے کہ تقیید مطلق نص کا یہاں موجود ہے۔

طعام سامنے رکھ کر فاتحہ پڑھنا کہ بدعت ہے اور نجاست معنوی ہے۔ علیٰ ھذا التعیین قرأۃ الفاتحہ لایصال الثواب مکروہ ہے۔

اور وجہ اس کی یہ ہے کہ ● یہ ایک دلیل بدعت ہونے فاتحہ مروجہ اور سوئم و چہلم وغیرہ کی ہے ● طعام سامنے رکھ کر تو دُعا لئے ایصال لغو ہے ● فاتحہ بہ نیت قرآن ایصالِ ثواب کے واسطے پڑھتے ہیں تو قرآن کو ہاتھ اُٹھا کر پڑھنا کہیں شرع میں وارد ہے۔ رکوع و سجود میں قرآن کو پڑھنا مکروہ لکھا ہے ● اگر فاتحہ بہ نیت دُعا پڑھی جاتی ہے تو قرآن نہیں اور فاتحہ میں جو دُعا ہے وہ پڑھنے والے کے حق میں ہے نہ میّت کے حق میں سبحان اللہ دُعا تو میّت کے واسطے کرنا ہے ● اس محل میں رفع یدین کا نہ ہونا ثابت ہوگیا اور اطلاقِ ایصال کو اس قید سے مقید کرنا بدعت ضالہ ہوا اور تشبہ ہنود کا بھی متقرر ہے۔ کیونکہ تمام ہنود میں رسم ہے اور اُن کا یہ شعار ہے کہ طعام پر بید پڑھولتے ہیں جس کا دل چاہے تحقیق کر لیوے۔

مولوی عبد اللہ اپنے تحفۃ الھنود میں لکھتے ہیں کہ ہر سال جس تاریخ میں کوئی مرا اُس ہی تاریخ کو ثواب پہنچاتے ہیں اور اُس کو ضرور جانتے ہیں اور پنڈت اس کھانے پر بید پڑھتا ہے۔ پس اب بدعت ہونا اور مکروہ ہونا اس فاتحہ مروجہ کا ثابت بنصوص ہوگیا۔ پس مقتدیانِ دین اگر اس کو مخترع ناپسندیدہ شرعیہ کہیں یا رسم ہنود کہیں بہت بجا اور حق ہے کہ اصولِ نصوص سے اس کی مذمت ثابت ہو چکی ہے۔

(براہینِ قاطعہ ص۷۹ مطبوعہ کتبخانہ امدادیہ دیوبند۔ انڈیا)۔

● قال صاحب المجمع لا تجعلوا قبری عیداً ای زیارۃ قبری عیداً او قبری مظہر عید ای لا تجعلوا الزیارۃ مجتمعکم للعید فانہ یوم لھو وسرور وحال الزیارۃ بخلاف کان داب اھل الکتاب فاورثھم القسوۃ ومن ھجیری عیدہ او لا ثان حتی بعد و الاموات انتھی "۔ اب دیکھو کہ عرس کو حدیث صحیحین نے بالکل حرام

قرار دیا"۔

● پس اصلیّت عرس کی ہرگز ثابت نہیں۔ ● پس قرآن خوانی طعام رکھکر خود ممنوع ہوگئی اور صدقہ کا فرق محض دعویٰ مرفوعہ ہے ● طعام کا رکھنا حالتِ قرآن پڑھنے میں بسبب مشغولی قلب کے مکروہ ہے۔ علیٰ ہذا قرآن پڑھنا طعام رکھی حالت میں مکروہ ہے۔ ● لیلۃ الجمعہ (جمعرات) میں استحباب ایصالِ ثواب کا کسی روایت معتبرہ میں وارد نہیں۔ اور بعد ان سب امور کے یہ سنو کہ یہ اعتقادیات میں داخل ہے کہ ارواح کا شب جمعہ کو گھر آنا اعتقاد کرے اور اعتقادیات میں قطعیّات کا اعتبار ہوتا ہے نہ ظنّیات صحاح کا چہ جائیکہ ضعاف اور موضوعات کا پس سب قصّہ طے ہوگیا ● اب سنو کہ جیسا ارواح کفار اور فسّاق گرفتارِ عذاب کا یہاں آنا ممنوع ہے اور ملائکہ کے ہاتھ سے چھوٹ جانا محال ہے ایسا ہی ارواحِ انبیاء و صدّیقین و شُہداء و اولیاء کا آنا بھی خلاف ہے کہ ایسی حالتِ ذلّت کو اختیار فرمادیں۔ اب عائشہ مومنین باقی رہ گئی سو اب تخصیص ہُوا کہ اگر صحیح بھی ہوں اور کوئی حدیث صحیح معارض بھی نہ ہو فرضاً تاہم قیاس اس کا مخصص ہو سکتا ہے۔ یہاں تک کہ ایک دو فرد اس میں رہ جاوے۔

● امام ربّانی نے یہ فرمایا کہ مطلقاً جب صدقہ کرو تو فخر دو عالم کو فرو ریاد رکھو کہ آپ کا حق اقدم ہے اور "یہ حکم عمدہ اور ایمان کی بات ہے"۔ اس میں کوئی عذر نہیں مگر اس میں نہ عید نہ شبرات نہ محرّم، اور پھر اس کے یہ مسئلہ عقائد ہے۔ اس میں مشہور متواتر صحاح کی حاجت ہے۔ اعتقادیات میں روایات ضعاف معتبر نہیں۔ بندہ کہتا ہے کہ احاد صحاح بھی معتبر نہیں۔ لیلۃ الجمعہ (جمعرات) اور شب برات و عیدین کے صدقہ میں کونسی فضیلت و ثواب عظیم مذکور ہے جس پر عمل کرنا جائز ہو۔ (براہین قاطعہ مطبوعہ دیوبند صفحہ ۸۷-۱۰۰)

- اس میں تشبہ ہنود کا بھی حاصل ہوتا ہے کہ اُن کے یہاں بھی دستور جمع ہونے برادری کا روز سوئم ہے۔ سو یہ تین وجہ بدعت، کراہت سوئم کی اور تخصیص و تقسیم نخود کی واضح ہیں کہ کوئی عاقل اس کا انکار نہیں کر سکتا۔
- بہر حال سوئم کا پڑھنا قرآن اور ختم کا تو سب کے نزدیک بدعت ہو گیا۔
- علیٰ ہذا القائدہ سوئم وغیرہ رسوم سب بدعت ضلالہ ہوئی۔
- اجتماع قوم میت کے واسطے اور تخصیص روز سوئم کی ان دو میں تشبہ ہنود کے ساتھ ہے۔ سراو گی تیسرے روز جمع ہو کر سوگ کھلواتے ہیں اور شیعی بھی۔ بہر حال ہنود میں روز سوئم جمع ہونا ہے اور یہ شعار اُن کا ہے تو جزء میں تشبہ ہوا۔ پس مجموعہ سوئم کا بدعت ہو گیا اور تشبہ ہنود کا ثابت ہو گیا۔

(دیکھئے براہین قاطعہ مطبوعہ دیوبند۔ مؤلف خلیل احمد انبیٹھوی)

مسائل اربعین

- اجتماع صلحاء و قراء برائے ختم قرآن یا بدلئے ختم یک سورۃ از آں مکروہ است۔
- مقرر ساختن روز "سوم و دہم" وغیرہ پختن طعام و اتخاذ دعوت و طعام لقرآن خواناں دریں روز ہا مکروہ است۔
- ختم نمودن قرآن بآواز بلند باجتماع و نام آں شدہ است در فارسی سیپارہ خواندن مکروہ است۔
- مکروہ است تیار کردن طعام در روز "اوّل" و "سوم" و بعد ہفت و بُردن طعام بسوئے قبر و موسمہا یعنی قبر و موسمہا۔ یعنی عُرس وغیرہ کردن و دعوت

کردن و قرآن خواندن و جمیع نمودن صلحاء و قراء برائے ختم سورۃ انعام یا سورۃ اخلاص و مکروہ است۔

- اجابت کردن طعامیکہ از بہر مُردہ ساختہ باشند مکروہ است۔ سہ روز و ہفتہ و ماہیانہ و سالیانہ و آں طعام مر علماء و فضلاء مکروہ است۔

(مسائل اربعین۔ مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلی۔ صفحہ ۳۸ تصنیف محمد اسحاق سبط شاہ عبدالعزیز)۔

یہ مفروضے

اور اس قسم کے لاتعداد مفروضے ان لوگوں نے پیدا کر رکھے ہیں۔ جن کا مقصد محض یہ ہے کہ مسلمانوں کو کافر، مشرک، بدعتی بنانے کی مشینیں چلتی ہی رہیں۔ بس اس کے سوا اور کوئی مقصد نہیں۔ خیر اس قسم کی وضاحتیں پہلے بھی کئی بار ہو چکی ہیں۔ اب ہم مزید اس موضوع کو چھیڑے بغیر مطلب کی طرف آتے ہیں۔ یعنی ان مفروضوں کے مدلل اور مستند جواب پیش کئے جاتے ہیں۔

پہلا مفروضہ: اگرچہ بظاہر کئی عنوانوں پر مشتمل نظر آتا ہے لیکن اس میں خاص الخاص صرف یہ ایک موضوع پوشیدہ ہے کہ اور کوئی چیز بدعت ہو یا نہ ہو تعیّنِ یوم لازمی طور پر بدعت ہے اور ایسی بدعت ہے کہ جس پر عمل کرنے سے مسلمان بدعتی تو ہوتا ہی ہے مشرک بھی ہو جاتا ہے اور بالآخر کفر تک پہنچ جاتا ہے۔ جیسا کہ بتایا جا چکا ہے کہ اس مفروضے میں تعیّنِ یوم کے علاوہ بھی کئی مفروضے پنہاں ہیں۔ لیکن اُن مفروضوں کا ذکر چونکہ آگے چل کر آئے گا۔ اس لئے یہاں صرف تعیّنِ یوم کے متعلق قرآن مجید اور احادیث مبارکہ سے بیشمار حوالہ جات کے علاوہ چند دلچسپ لطیفے بھی پیش خدمت ہیں۔ پیشتر اسکے

کہ قرآن و حدیث اور اقوالِ بزرگانِ دین سے بیشمار مضبوط ترین دلائل پیش کئے جائیں

چند لطیفے ملاحظہ فرماویں

اس لئے کہ ایک تو اس طرح مسئلہ آسانی سے ذہن میں آجائے گا۔ اور دوسرے وہ لوگ جو اس مفروضے کے بانی ہیں وہ شاید اپنی مختلف قسم کی خرافات سے رجوع کرلیں۔ ان میں سے ایک

لطیفہ

یہ ہے کہ اگر تعیّنِ یوم فی الواقع بدعتِ ضالہ اور موجبِ کفر و شرک ہے تو پھر اس قسم کا دعویٰ کرنے والے خود کو اس فتویٰ کی زد سے صرف اس طریقہ سے بچا سکتے ہیں کہ علامہ صاحب جلسہ کروانا چاہتے ہیں۔ اس میں مختلف علماءِ کرام کی شرکت بھی ضروری ہے اور عوام کو اس جلسہ مبارکہ کی اطلاع بھی ضروری ہے۔ اور جلسہ کا موضوع بتانا بھی لازمی ہے۔

اِشتہار جلسہ یا کانفرنس

جلسہ

کسی سال کے کسی مہینہ کی کسی تاریخ اور کسی دن کے کسی وقت کسی نہ کسی موضوع پر کسی قسم کا کوئی جلسہ منعقد کیا جائے گا۔ جس میں کوئی علامہ صاحب کسی نہ کسی موضوع پر کسی قسم کی کوئی تقریر کریں گے۔ جلسہ کی صدارت کے فرائض کوئی نہ کوئی صاحب ضرور ادا کریں گے۔ کوئی صاحب آکر جلسہ کی رونق کو دوبالا کریں۔

المشتہر:۔ کوئی نجدی وہابی یا کوئی دیوبندی وہابی

چونکہ نہ تو کسی کے نام سے کوئی چیز منسوب کی جاسکتی ہے اور نہ ہی تاریخ وغیرہ کا تعیّن جائز ہے۔ شادی کے خطوط کا یہ مضمون نہایت کارآمد ثابت ہوگا۔

خط لڑکے کی شادی کا

نوید مسرت! مکرمی جناب ...... کوئی صاحب۔ السلام علیکم

بصد ادب و احترام گذارش ہے کہ ہم میں سے کسی صاحب ولد کوئی صاحب کے کسی فرزند ارجمند کی شادی خانہ آبادی کسی سال کے کسی مہینہ کی کسی تاریخ کو کسی دن کسی ملک کے کسی شہر کے کسی محلہ کی کسی گلی کے کسی مکان پر ہونا قرار پائی ہے۔ جگہ کیلئے کسی وقت بارات کی روانگی ہوگی۔ ہماری ان خوشیوں میں کسی صاحب کی شرکت باعثِ صد افتخار و انبساط ہوگی۔ منجانب ...... رشید

ج۔ س۔ م۔ ف اسمٰعیل و اشرف

اب اسی طرح ایک اور مضمون ملاحظہ فرماویں۔

خط لڑکی کی شادی کا

عروسی:۔ محترم جناب کوئی ولد کوئی صاحب۔ سلام مسرت

ملتمس ہوں کہ ہم میں سے کسی صاحب ولد کوئی صاحب کی کسی دختر نیک اختر کی شادی کسی صاحب کے کسی نیک سیرت لڑکے سے ہونا قرار پائی ہے۔ کسی ملک کے کسی شہر کے کسی محلہ کی کسی گلی کے کسی مکان پر کسی ملک کے کسی شہر کے کسی مقام سے کوئی بارات کسی سال کے کسی مہینہ کی کسی تاریخ کو کسی دن کے کسی وقت تشریف لائیگی اور کوئی دولہا کسی دلہن کو بیاہ کر لے جائیگا۔ پروگرام حسبِ ذیل ہے:۔

استقبالِ بارات:۔ کسی سال کے کسی مہینہ کی کسی تاریخ کو کسی دن کا کوئی وقت

محفلِ نکاح:۔ " " " " " " " " " "

روانگی بارات:۔ " " " " " " " " " "

آپ کی شرکت کے متمنی ... منجانب مسٹر فلاں خاں

ان تینوں نمونہ جات کے مطابق آپ ہر تقریب مثلاً سالگرہ، برسی، عقیقہ، منگنی، کانفرنس، نو تیہنگی وغیرہ کے مضامین مرتب فرما سکتے ہیں۔ کسی کے فوت ہو جانے پر اظہارِ افسوس کیلئے آپ اس طرح کا خط لکھ سکتے ہیں۔

خط کسی کے مرنے پر

مکرمی جناب کوئی صاحب السلام علیکم۔ پورے طور پر تعین تو نہیں کیا جا سکتا تاہم یقینی ہے کہ آپ میں سے کسی صاحب ولد کوئی صاحب کے والدِ گرامی کسی نہ کسی مرض میں کچھ نہ کچھ عرصہ مبتلا رہ کر کسی سال کے کسی مہینے کی کسی تاریخ کو کسی دن کے کسی وقت کسی جگہ سے کسی جگہ کی طرف کوچ کر گئے ہیں جن کیلئے کسی نہ کسی کو ضرور صدمہ ہوا ہوگا۔ ہم میں سے بھی کوئی نہ کوئی ضرور اس صدمے کی لپیٹ میں آیا ہوگا یا آجائے گا۔ اللہ تعالیٰ کسی مرنے والے کو کوئی نہ کوئی جگہ عطا فرما دے۔

شریکِ غم
کوئی شخص

بہر حال اس لطیفے سے ہمارا مقصد آپ کو ہنسی مذاق کی طرف لے جانا ہرگز نہیں۔ بلکہ اس طنز و مزاح سے آپ کے شعور کو یہ دعوت دی گئی ہے کہ آپ پوری توجہ اور نہایت دیانتداری سے اصل حقائق کی تہہ تک پہنچنے کی کوشش فرمائیں اور خود تجزیہ کریں کہ کیا تعینات ایام کا بہانہ حقیقت پر مبنی ہے یا کہ ایک کھلے فراڈ کی حیثیت رکھتا ہے۔ جبکہ قرآن و سنت کی روشنی میں ان تعینات کی کہیں بھی نفی موجود نہیں۔

سارا قرآن دیکھ لیجئے

آپکو پورے قرآن مجید میں ایک آیت تو کیا ایک لفظ بھی ایسا نہیں ملے گا جس میں تعینات ایام کو حرام اور ناجائز کہا گیا ہو۔

تمام احادیث دیکھ لیجئے

احادیث مبارکہ کے تمام تر ذخیرے سے آپ کو ایک حدیث یا حدیث کا ایک جملہ بھی ایسا نہیں مل سکتا جس میں تعیناتِ ایام کو اشارہ کنایہ سے بھی حرام اور بدعت وغیرہ کہا گیا۔

اقوالِ صحابہؓ ملاحظہ فرما لیجئے

تمام تر اقوال صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے آپ کو ایک قول بھی ایسا نہیں مل سکے گا جس میں تعینات ایام کی تردید کی گئی ہو۔

اور اگر ہمارا مندرجہ بالا دعویٰ درست ہے اور مخالفین ہمارے اس دعوے کو قرآن کے دلائل سے منتشر کر دینے کی ہمت نہیں رکھتے تو پھر آپ کو ضرور کہنا پڑے گا کہ لَعْنَتَ اللّٰهِ عَلَى الْكَاذِبِيْن۔

اب اگر ان کاذبین کے کذب وافترا پر بعض لوگ محض عقیدت کی وجہ سے چپ بیٹھے ہیں تو قصور کس کا ہے۔ جبکہ سادہ لوح لوگ اس لئے تمام تر خرافات کو مبنی بر حق و صداقت سمجھ لیتے ہیں کہ ان کے حضرت صاحب نے ایسا فرما رکھا ہے۔ اور ان کے حضرت صاحب اتنے بڑے عالم فاضل، ولی، غوث، قطب ابدال ہیں کہ نہ تو دنیا میں ان سے بڑا عالم ہے نہ فاضل، نہ ولی ہے نہ غوث اور نہ قطب ہے نہ ابدال۔ بادی النظر میں یہ ایسا ہی معلوم ہوتا ہے کہ قصور صرف ان حضرت صاحب کا ہے جس نے اس قسم کے مفروضات قائم کئے اور اس کے ماننے والے معتقدین بیچارے تو لکیر کے فقیر ہیں۔ ان کی عقیدت انہیں اس سے زیادہ سوچنے ہی نہیں دیتی۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ حضرت صاحب سے کہیں زیادہ یہ لکیر کے فقیر قابلِ گرفت ہیں۔ جو باوجود اس کے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں شعور کی دولت سے نوازا ہے عقل کا سرمایہ تفویض کیا ہے، اچھے برے کی تمیز

کا شعور بجستا ہے کسی بات کی تہہ تک پہنچنا گوارا ہی نہیں کرتے ۔ جبکہ انہیں حق بات بتانے والے موجود ہیں ۔ لیکن وہ تعصب کی وجہ سے حق بات سننا گوارا ہی نہیں کرتے بلکہ علمائے حقہ اور پیرانِ عظام کا مذاق اڑاتے ہیں اور اس سے سلف صالحین کے نقشِ قدم پہ چلنے والے کی "حلوے کھانے" "کھیر کھانے" وغیرہ کہہ کر تذلیل کی جاتی ہے ۔

ایسا کیوں ہے ؟ اس لئے کہ جب عصبیت انسان کے دل و دماغ میں اپنی جڑیں مضبوط کرے تو عقل و ہوش مندی اپنا بستر گول کر لیتی ہے ۔ اور جب عقل و خرد انسان کا ساتھ چھوڑ دے تو پھر نتیجہ لا محالہ یہی ہوگا جو ان لوگوں کے فرسودہ اذہان سے برآمد ہو رہا ہے ۔ ورنہ یہ سوچ لینا تو اتنا مشکل نہیں کہ جب تعینات ایام و اوقات کے بغیر پورے کا پورا نظامِ حیات معطل ہو کر رہ جاتا ہے تو پھر :-

یہ تعینات

جو عرس اور ایصالِ ثواب جیسے نیک امور کیلئے کئے جاتے ہیں کفر، شرک، بدعت، حرام اور ناجائز کیوں ہو جاتے ہیں ۔ کیا کوئی شخص دین و دنیا کا کوئی کام بغیر دن اور وقت کا تعین کئے سرانجام دے سکتا ہے ۔

اپنی پیدائش سے لیکر مرتے دم تک انسان ایام و اوقات کا پابند ہوتا ہے یا پابند کر دیا جاتا ہے ۔ ہم یہاں مثالیں نہیں بیان کریں گے بلکہ ہر ذی شعور سے درخواست کریں گے کہ خدارا سوچئے اور خوب سوچئے کہ کیا دن اور وقت کا تعین کر نافی الواقع موجب کفر و شرک ہے یا بھٹکے ہوئے ذہنوں کی اختراع اور بہکے ہوئے دماغوں کی یاوہ گوئی اور بیہودگی کی منہ بولتی تصویر ہے ۔

ہماری اس درخواست پہ جو لوگ غور فرمائیں گے ان کی نوازش ہے اور جن کے ذہن اب بھی ان کے حضرت صاحبان کے فراہم تعصب آفرین میں الجھے ہوتے ہیں ۔ وہ اب ضرور دیکھیں کہ تعینات ایام کے متعلق :-

قرآن کیا کہتا ہے

ایامِ تشریق کیلئے ارشادِ الٰہی ہے :-

وَاذْكُرُوا اللّٰهَ فِيْ اَيَّامٍ مَّعْدُوْدٰتٍ ۔ س ۔ البقرہ ۔ آیت ۲۰۳

ترجمہ :- ذکر کرو اللہ کا گنتی کے دنوں میں ۔

کائنات ارضی و سماوی کی تخلیق کے متعلق اللہ تبارک و تعالیٰ کا ارشاد ہے

اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ۔ س ۔ یونس آیت ۳ ۔ السجدہ آیت ۴ ۔ ھود آیت ۷ ۔ الفرقان آیت ۵۹ ۔ الحدید آیت ۴ ۔

ترجمہ :- اور وہی ہے اللہ جس نے آسمانوں اور زمین کو چھ دن میں تخلیق فرمایا ۔

وَلَقَدْ خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ۔ س ۔ ق ۔ آیت ۳۸

اور بیشک ہم نے آسمانوں اور زمین کو اور جو کچھ ان کے درمیان ہے چھ دنوں میں بنایا ۔

پھر قربانی خداوندی ہوتا ہے :-

وَيَذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ فِيْ اَيَّامٍ مَّعْلُوْمٰتٍ ۔ س ۔ الحج ۔ آیت ۲۸

اور اللہ تعالیٰ کا نام لیں جانے ہوئے دنوں میں ۔

ذرا اس ارشادِ ربانی پہ بھی غور فرمائیں :-

وَقَدَّرَ فِيْهَا اَقْوَاتَهَا فِيْ اَرْبَعَةِ اَيَّامٍ ۔ السجدہ ۔ ۱۰

اور اس کے بسنے والوں کی روزیاں مقرر کیں یہ سب ملا کر چار دن ہیں ۔

اور ملاحظہ فرمائیے :-

فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيْحًا صَرْصَرًا فِيْ اَيَّامٍ نَّحِسَاتٍ ۔ س ۔ السجدہ ۔ آیت ۱۶

تو ہم نے ان پر ایک آندھی بھیجی سخت گرج کی ان کی شامت کے دنوں میں ۔

قومِ عاد کی ہلاکت کے بارے میں اللہ ربُّ العزت کا فرمانِ عالیشان ہے۔

فَاَمَّا عَادٌ فَاُهْلِكُوْا بِرِيْحٍ صَرْصَرٍ عَاتِيَةٍ ۝ سَخَّرَهَا عَلَيْهِمْ سَبْعَ لَيَالٍ وَّثَمٰنِيَةَ اَيَّامٍ ۔
س ۔ الحاقۃ ۔ آیت ۷

اور رہے عاد وہ ہلاک کیے گئے نہایت سخت آندھی سے ۔ وہ اُن پر قوت سے لگا دی سات راتیں اور آٹھ دن ۔

روزوں کے بارے میں خداوندِ قدوس کا فرمان ہے اَيَّامًا مَّعْدُوْدٰتٍ یعنی گنتی کے دن ہیں ۔ س بقرہ ۔ آیت ۱۸۴

اسی طرح قرآن مجید میں آتا ہے اَيَّامِ الَّذِيْنَ ۔ س ۔ یونس یعنی دن اُن لوگوں کے

پھر ارشاد ہوتا ہے :۔

لَا يَرْجُوْنَ اَيَّامَ اللّٰهِ لِيَجْزِيَ قَوْمًا بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ۔ الجاثیۃ ۱۴

جو اللہ کے دنوں کی اُمید نہیں رکھتے تاکہ اللہ ایک قوم کو اُسکی کمائی کا بدلہ دے

پھر قرآن مجید میں اس قسم کی آیات تو بیشمار موجود ہیں ۔

يَوْمَ الْحَجِّ ۔ يَوْمَ الْجُمُعَةِ ۔ يَوْمَ الْحَجِّ الْاَكْبَرِ ۔ يَوْمَ الْحِسَابِ ۔ يَوْمُ الْخُرُوْجِ ۔ يَوْمَ الْخُلُوْدِ ۔ يَوْمَ الْحَسْرَةِ ۔ يَوْمَ الدِّيْنِ يَوْمَ الْاَحْزَابِ ۔ يَوْمَ الْاٰزِفَةِ ۔ يَوْمَ التَّغَابُنِ ۔ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعٰنِ ۔ يَوْمَ التَّلَاقِ ۔ يَوْمَ التَّنَادِ ۔ يَوْمَ الْفَتْحِ ۔ يَوْمِ الزِّيْنَةِ ۔ يَوْمِ الظُّلَّةِ ۔ يَوْمَ الْفُرْقَانِ ۔ يَوْمَ الْفَصْلِ اور يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وغیرہ ۔

حضرت صالح علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اُونٹنی جسے قرآن مجید میں نَاقَةُ اللّٰهِ کہا گیا ہے کے متعلق قرآن مجید میں اس طرح آتا ہے کہ :۔

قَالَ هٰذِهٖ نَاقَةٌ لَّهَا شِرْبٌ وَّلَكُمْ شِرْبُ يَوْمٍ مَّعْلُوْمٍ
س ۔ الشعراء ۔ آیت ۱۵۵

فرمایا یہ ناقہ ہے ۔ ایک دن اس کے پینے کی باری اور ایک معیّن دن تمہاری باری ۔

پھر ارشاد ہوتا ہے کہ :۔

يَوْمَ ظَعْنِكُمْ وَيَوْمَ اِقَامَتِكُمْ ۔
س ۔ النحل ۔ آیت ۸۰

تمہارے سفر کے دن اور منزلوں پر ٹھہرنے کے دن ۔

بنی اسرائیل کے لئے مچھلیاں نہ پکڑنے کے لئے مخصوص دن کا تعیّن کرنے کے متعلق ارشادِ ربانی ہے :۔

اِذْ تَاْتِيْهِمْ حِيْتَانُهُمْ يَوْمَ سَبْتِهِمْ شُرَّعًا وَّيَوْمَ لَا يَسْبِتُوْنَ ۙ لَا تَاْتِيْهِمْ ۔
الاعراف ۔ آیت ۱۶۳

جب ہفتے کے دن اُن کی مچھلیاں تیرتی اُن کے سامنے آتیں اور جو دن ہفتے کا نہ ہوتا ، نہ آتیں ۔

ان متعدد آیاتِ بیّنات کی موجودگی میں یہ نتیجہ اخذ کر لینا قطعی طور پر مشکل نہیں کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنی مخلوق کے لیے تعیناتِ ایام فرمایا ہے ۔ اور ان میں سے بعض معیّن شدہ دنوں میں مختلف عبادات کے احکام بھی صادر فرمائے ہیں ۔ اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم کو تو ایک خاص دن مقرر کر کے مچھلیوں کا شکار نہ کرنے کی تاکید بھی فرمائی ہے ۔ اور اس ارشادِ ربانی میں صاف تاکید ہے کہ معیّن شدہ دن میں شکار کرنے والے بعض بنی اسرائیل کی وجہ سے اُس قوم پر عذاب نازل کر دیا گیا ۔

علیٰ ہذا القیاس اللہ تبارک و تعالیٰ کے فرامینِ مقدسہ کی روشنی میں تعیناتِ ایام کے بے شمار شواہد موجود ہیں ۔ اس کے برعکس تعیناتِ ایام کو کفر و شرک وغیرہ سے موسوم کرنے والوں کے پاس قرآن و حدیث کی ایک بھی ایسی دلیل موجود نہیں جس سے ثابت ہو سکے کہ دنوں کا تعیّن کر لینا کفر و بدعت ہے ۔ جب دنیاوی کاموں میں کوئی کام بھی بغیر تعیّنِ یوم کے پایۂ تکمیل تک نہیں پہنچتا ۔ اور اسی طرح دینی کاموں مثلاً مذہبی جلسوں اور دینی درس گاہوں میں درس و تدریس وغیرہ کا نظام بغیر نظام الاوقات کے نہیں چل سکتا تو کیا وجہ

ہے کہ صرف ختم بزرگانِ دین اور عرائس وغیرہ کے ایام کا تعین کرنا کفر و شرک کا موجب ہوجاتا ہے۔

تعینِ یوم پر ابھی بحث باقی ہے لیکن اب ہم اس موضوع کو ایک اور مفروضہ میں شامل کرکے پیش کرتے ہیں۔ تاکہ بیک وقت دونوں مسئلے سمجھ میں آجائیں اور حل بھی ہوجائیں۔ وہ مفروضہ ہے کہ لَیْلَۃُ الْجُمُعَۃ یعنی جمعرات کے دن میں کوئی فضیلت نہیں۔ مفروضے کی عبارت آپ سابقہ اوراق میں بھی پڑھ چکے ہیں۔ تاہم اب دوبارہ پھر پیشِ خدمت کی جاتی ہے۔

لیلۃ الجمعۃ، جمعرات اور شب برات وعیدین کے صدقہ میں کونسا ثوابِ عظیم مذکور ہے جس پر عمل کرنا جائز ہے۔ (البراہین القاطعہ صفحہ ۹۶)

مذکورہ بالا مفروضہ کے جواب کے ساتھ ساتھ تعیناتِ ایام کا جواب دینا بھی ضروری ہے۔ اس لئے "جمعہ کے دن"، جمعہ کی رات، شب برات اور عیدین کے متعلق ایک تو یہ نقطہ ذہن نشین رکھنا ضروری ہے کہ یہ دن اور راتیں بجائے خود تعین شدہ ہیں۔ اور دوسری بات یہ آپ کے سامنے آئے گی کہ متعین شدہ یہ دن راتیں اور اسی طرح کئی دیگر دن راتیں عام دنوں سے افضل ہیں۔ اور ان افضلیت والے دنوں اور راتوں میں نہ صرف یہ کہ صدقہ بلکہ ہر قسم کی عبادات کا ثواب عام دنوں سے زیادہ اور عظیم مذکور ہے۔ بلکہ نصوصِ صریحہ اور قطعیہ سے ثابت ہے۔ پہلے جمعہ کے دن کے فضائل اور پھر جمعرات، شب برات، عیدین و دیگر ایام و لیالی کی فضیلت کی تفصیل ملاحظہ فرمادیں۔

جمعۃ المبارک کے دن کی فضیلت

عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم خیر یوم طلعت علیہ الشمس یوم الجمعۃ فیہ خلق آدم و فیہ ادخل الجنۃ و فیہ اخرج منھا ولا تقوم الساعۃ الا فی یوم الجمعۃ۔

حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ بہترین دن جمعہ کا ہے۔ جب آفتاب نکلے اس دن حضرت آدم خلق ہوئے۔ اسی دن جنت میں داخل کئے گئے اور اسی دن وہاں سے نکالے گئے۔ نیز قیامت جمعہ کے دن آئے گی۔

مشکوٰۃ شریف مترجم جلد اول ص ۲۶۱

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک دوسری روایت میں ہے:

قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم ان فی الجمعۃ لساعۃ لا یوافقھا عبد مسلم یسال اللہ فیھا خیرا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ دراصل جمعہ کے دن ایک ایسی ساعت آتی ہے کہ اگر کسی مسلمان کو معلوم ہوجائے اور اس میں دعا کرے تو قبول ہوتی ہے۔

مشکوٰۃ شریف جلد اول صفحہ ۳۱۱

مشکوٰۃ شریف ہی کی ایک اور حدیث کا ترجمہ ہے کہ افضل ترین دن جب آفتاب طلوع ہو جمعہ کا روز ہے۔ اس میں آدم کو خلق کیا گیا۔ اسی روز جنت میں اتارا گیا۔ اسی دن اس کی توبہ قبول کی گئی اور اسی روز وفات پائی۔ اور جمعہ ہی کو قیامت ہوگی۔ ہر جاندار صبح سے شام تک ماسوا جنات اور بنی آدم کے جمعہ کے دن قیامت کا کھٹکا رکھتا ہے۔ مشکوٰۃ شریف صفحہ ۱۳۱

ایک اور روایت میں حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے ارشاد کا متن ہے:

عن اوس بن اوس رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللّٰہ صلّی اللّٰہ علیہ و آلہٖ وسلم، انّ من افضل ایّامکم یوم الجمعۃ فیہ خلق آدم وفیہ قبض وفیہ نفخۃ وفیہ الصعقۃ فاکثروا علیّ من الصلوٰۃ فیہ فانّ صلوٰتکم معی وضۃ علیّ۔
ابوداؤد شریف ص۳۹۹ مشکوٰۃ شریف مترجم ص۲۱۲ ابن ماجہ شریف مترجم ص۴۵۶

حضرت اوس بن اوس رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللّٰہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ دنوں میں افضل ترین جمعہ کا دن ہے اُس دن آدم کو پیدا کیا گیا۔ اُسی روز اُن کی رُوح قبض کی گئی۔ اُسی روز صُور پھونکا جائے گا۔ اور اُسی دن سب کو مرنا ہوگا۔ لہٰذا اُس دن مجھ پر کثرت کے ساتھ درود بھیجا کرو۔

عن ابی ھریرۃ رضی اللّٰہ تعالیٰ قال قال رسول اللّٰہ صلّی اللّٰہ علیہ وآلہٖ وسلم، خیر یوم طلعت فیہ الشمس یوم الجمعۃ۔
ابوداؤد شریف ص۳۹۷

ابوہریرہ رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللّٰہ صلّی اللّٰہ علیہ وآلہٖ وسلم نے جتنے دنوں میں آفتاب نکلا ہے سب میں بہتر جمعہ کا دن ہے۔

عن ابی لبابۃ بن عبد المنذر رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہما قال قال النبی صلّی اللّٰہ علیہ وآلہٖ وسلم ان یوم الجمعۃ سیّد الایّام واعظمھا وھو اعظم عند اللّٰہ من یوم الاضحیٰ ویوم الفطر فیہ خمس خلال خلق اللّٰہ فیہ آدم واھبط اللّٰہ فیہ آدم الی الارض وفیہ

ابولبابہ بن عبد المنذر رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ آنحضرت صلّی اللّٰہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا جمعہ کا دن سردار ہے دنوں کا اور سب سے بڑا دن ہے اللّٰہ کے نزدیک اور وہ بڑا ہے اللّٰہ کے نزدیک عید الضحیٰ اور عید الفطر کے دن سے اس میں پانچ فضیلتیں ہیں۔

ساعۃ لا یسال ھو امًا وفیہ تقوم الساعۃ ما من ملَک مقرّب ولا سماء ولا ارض ولا ریاح ولا جبال ولا بحر، الّا ھنّ یشفقن من یوم الجمعۃ
ابن ماجہ شریف مترجم جلد اوّل ص۴۵۵
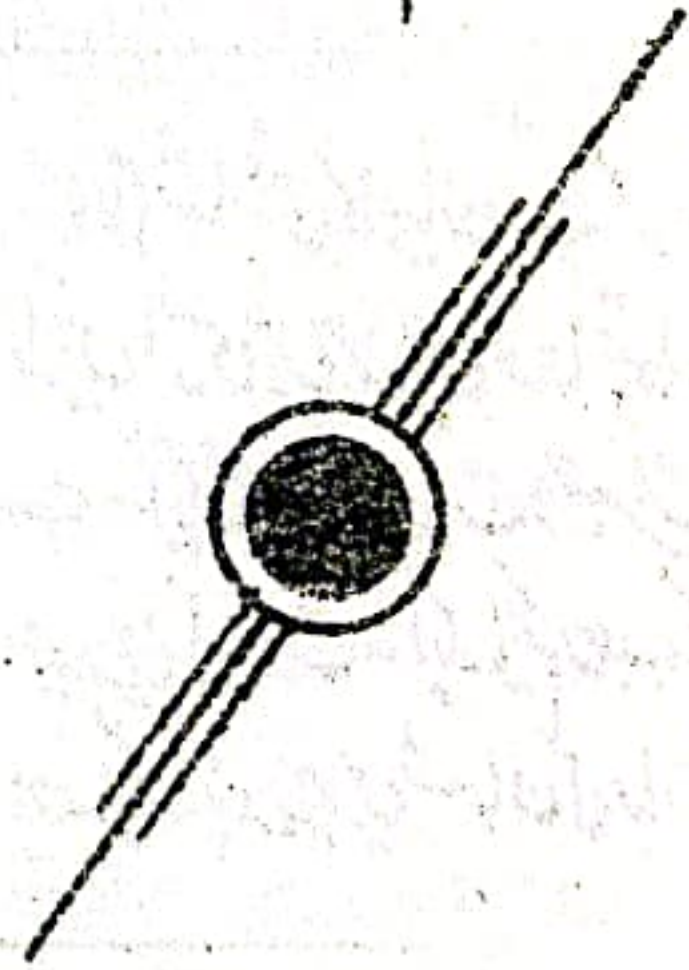
ایک تو یہ کہ اللّٰہ تعالیٰ نے اُس دن آدم علیہ السّلام کو پیدا کیا۔ دوسرے یہ کہ اس دن اللّٰہ تعالیٰ نے آدم کو زمین کی طرف اُتارا۔ تیسرے یہ کہ اس دن اللّٰہ تعالیٰ نے آدم کو دنیا سے اُٹھا لیا (یعنی وفات ہوئی) چوتھے یہ کہ اس دن میں ایک ساعت ایسی ہے کہ بندہ اس ساعت میں جو اللّٰہ سے مانگے اللّٰہ اس کو دے گا۔ جب تک حرام کا سوال نہ کرے۔ پانچویں یہ کہ اس دن قیامت ہوگی اور کوئی فرشتہ مقرب ایسا نہیں ہے اور نہ آسمان، زمین، ہوا، پہاڑ جو جمعہ کے دن سے نہ ڈرتا ہو۔

جمعے کے دن کا تعیّن جمعہ کے دن کے فضائل اور جمعے کے دن حاصل ہونے والی برکتوں کے متعلق آپ نے نہایت شرح و بسط کے ساتھ فرامین سرکارِ دو عالم صلّی اللّٰہ علیہ وآلہٖ وسلّم ملاحظہ فرمالیجئے۔ اب آپ لیلۃ الجمعۃ یعنی جمعرات کا تعیّن جمعرات کی فضیلت اور جمعرات کو حاصل ہونے والی برکتوں اور زیادتی ثواب کے متعلق چند احادیث مقدسہ ملاحظہ فرمادیں:۔

لیلۃ الجمعۃ جمعرات کی فضیلت

شیخ المحقّقین سرتاج المفسّرین حضرت شاہ عبد الحق محدث دہلوی کی تصنیف لطیف ماثبت بالسنۃ سے معتبر روایات کے ساتھ جمعرات کی فضیلت میں چند

احادیث ملاحظہ فرماویں۔

ونا د ابن عساکر و کان و کان اذا کانت لیلۃ الجمعۃ" قال ھذہٖ غراء واذا کان یوم الجمعۃ قال ھذا یوم ازھر وفی تنزیل الشی لیقتی۔ ثابتہ بالسنۃ ص۲۸۹

اور اس کے علاوہ ابن عساکر نے مزید لکھا ہے کہ شبِ جمعہ "جمعرات" میں آپ فرماتے تھے یہ درخشاں رات ہے اور جمعہ کے دن کی بابت ارشاد فرماتے ہیں یہ روشن دن ہے۔

قال شافعی ان الدعا یستجاب فی خمسۃ لیال" لیلۃ الجمعۃ" والعیدین" واوّل لیلۃ من رجب ونصف شعبان۔ ثابت بالسنۃ ص۲۸۹

امام شافعی کا بیان ہے کہ پانچ راتیں ایسی ہیں جن میں دعا قبول ہوتی ہے۔ ایک جمعہ کی رات (جمعرات) ایک عیدین کی رات۔ ایک یکم رجب کی رات اور ایک پندرہویں شعبان کی رات۔

ومما ثبت من فعلہ صلّی اللّٰہ علیہ وآلہٖ وسلّم انہٗ اتی المقبرۃ لیلۃ النّصف شعبان لیستغفر للمؤمنین والمؤمنات والشھداء ثابت بالسنّۃ صفحہ ۲۸۹

رسول اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کا یہ عمل ثابت ہے کہ شعبان کی پندرہویں تاریخ کو آپ مسلمان مرد و زن اور شہداء کی مغفرت کیلئے قبرستان میں تشریف لے گئے۔

حدیث کی معتبر کتاب شمائل ترمذی شریف میں ہے کہ :۔

عن عائشۃ قالت کان النبی صلّی اللّٰہ علیہ وآلہٖ وسلّم یتحری صوم الاثنین والخمیس۔ شمائل ترمذی مترجم صفحہ ۲۵۸

امّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ارشاد فرماتی ہیں کہ حضور اقدس صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم پیر اور جمعرات کے روزے کا اکثر اہتمام فرماتے۔

ایک حدیث میں وارد ہے کہ پیر کے دن اور جمعرات کے دن حق تعالیٰ جلّ شانہٗ ہر مسلمان کی مغفرت فرما دیتے ہیں۔ مگر جن دو شخصوں نے آپس میں لڑائی جھگڑا اختیار کر لی ہو ان کے متعلق ارشاد ہوتا ہے کہ جب تک یہ آپس میں صلح نہ کر لیں۔
(شرح شمائل ترمذی صفحہ ۲۵۸)

عن ابی ھریرۃ انّ النبی صلّی اللّٰہ علیہ وآلہٖ وسلّم قال تعرض الاعمال یوم الاثنین والخمیس فاحبّ ان یعرض عملی وانا صائم۔ شمائل ترمذی شریف ص۲۵۸

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے ارشاد فرمایا کہ اعمال پیر اور جمعہ کے دن حق تعالیٰ جلّ شانہٗ کی عالی بارگاہ میں پیش ہوتے ہیں۔ میرا دل چاہتا ہے کہ میرے اعمال روزہ کی حالت میں پیش ہوں

لیلۃ الجمعۃ جمعرات کی فضیلت میں نزہۃ المجالس کی چند مستند روایات ملاحظہ فرمائیں

عن ابن عباس رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہما عن النبی صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم یغفر اللّٰہ" لیلۃ الجمعۃ" لاھل الاسلام اجمعین وعن الشیخ عبدالقادر الجیلانی رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ فی الغنیۃ رجح جماعۃ من العلماء تفضیل" لیلۃ الجمعۃ" علی لیلۃ القدر۔

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ سرکارِ دوعالم حضور پرنور صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ بخشش فرماتا ہے جمعرات کو تمام اہلِ اسلام کی۔ اور فرمایا حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے غنیۃ الطالبین شریف میں۔ علما کی جماعت نے فضیلت دی

عن الامام احمد وقال النبی صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم الا ابشرکم ثلاث
لبشارات بشرنی بہن جبریل قالو
البشرنا قال بشرنی لسبعین الفا
یعتقھم اللہ من النار فی کل
"لیلۃ الجمعۃ" الخ۔ نزہۃ المجالس ۱۳۶

حضرت امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ
عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ کہ
بیشک تم کو خوشخبری دی جاتی ہے۔ تین
بشارتوں کی بشارت دی مجھے ان کی جبریل
نے۔ کہا بشارت دو۔ کہا بشارت ہو کہ
ستر ہزار کو اللہ تعالیٰ رہائی دیتا ہے جہنم
سے ہر جمعرات کو۔

قال علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ
عنہ کان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم یقول اذا کانت لیلۃ
الجمعۃ۔ مرحبا بلیلۃ العتق
والمغفرۃ طوبی عن عمل
فیک خیرا وویل لمن عمل فیک
شرا ان اللہ تعالیٰ یعتق فی کل
"لیلۃ الجمعۃ" مائۃ الف
عتیق من النار کلھم استوجب
العذاب۔
نزہۃ المجالس جلد اوّل صفحہ ۱۲۷

روایت کی حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ
وجہہ الکریم نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم جب جمعرات آتی ہے تو آپ فرماتے
مرحبا رہائی ومغفرت کی رات ۔۔
خوشخبری اس کے لئے جو عمل کرے
تم میں سے نیکی کا اور خرابی اس کے
لئے جو تم میں سے برا عمل کرے۔
تحقیق اللہ تبارک وتعالیٰ ہر جمعرات کو
ایک لاکھ ایسے لوگوں کو جو مستحق
عذاب ہو چکے تھے۔ آگ سے
رہائی عطا فرماتا ہے۔

رواہ الطبرانی وقال جابر
بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ
عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
من مات یوم الجمعۃ اولیلۃ
الجمعۃ اجیر من عذاب اللہ
یوم القیامۃ ۔
نزہۃ المجالس ص ۱۲۷

روایت کیا طبرانی نے کہا جابر بن
عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے
فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے فوت ہوا جو جمعہ کے دن یا جمعرات
کو محفوظ ہوا وہ قیامت کے دن اللہ
تعالیٰ کے عذاب سے۔

ومن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
اذا کانت "لیلۃ الجمعۃ" امر
اللہ تعالیٰ الملائکۃ بفتح ابواب
السماء فیشرف علی عبادہ فیری
فیھم القائم والنائم فیقول
سبحان القوام علی قیامھم
والنوام علی قدر نومھم فاذا
کان آخر اللیل اشرف المرۃ
الثانیۃ فیراھم کذالک فیقول
سبحانہ وتعالیٰ ما البخل من
شانی اشھدو کم یا ملائکتی
انی وھبت المذنبین القائمین
و تفقد من نظیرہ عن
ابی یزید البسطامی فی قیام
اللیل۔ نزہۃ المجالس صفحہ ۱۳۰

حضور نبی پاک صاحب لولاک علیہ الصلوٰۃ
والسلام نے فرمایا جب جمعہ کی
رات ہو تو اللہ کریم جل جلالہٗ فرشتوں کو
آسمان کے دروازے کھولنے کا حکم
فرماتا ہے۔ پھر اپنے بندوں پہ تجلی
فرماتا ہے۔ پس دیکھتا ہے کچھ کھڑے
کچھ سونے والے۔ پھر فرماتا ہے۔
عنقریب میں بدلہ دوں گا کھڑے ہونے
والوں کو ان کے قیام کے مطابق اور
سونے والوں کو ان کے سونے کے
مطابق۔ اور جب رات کا آخری حصہ
ہوتا ہے تو اللہ کریم دوبارہ جلوہ فرماتا
ہے۔ پس دیکھتا ہے ان کو اسی طرح۔
پھر فرماتا ہے بخل میری شان نہیں۔ اے
فرشتو گواہ ہو جاؤ کہ بخش دیا میں نے

جمعرات کی فضیلت

قرآن مجید سے

قَالَ سَوْفَ اَسْتَغْفِرُ لَكُمْ رَبِّيْ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ۝

ترجمہ:- کہا اب بخشش طلب کرونگا تمہارے لئے رب اپنے سے تحقیق وہ بخشنے والا مہربان ہے۔

مندرجہ بالا آیتِ مقدسہ میں وہ الفاظ ہیں جو حضرت یعقوب علی ونبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے صاحبزادگان کو اُس وقت فرمائے جب اُنہوں نے اپنی غلطی کا اعتراف کرتے ہوئے باپ کی خدمت میں گذارش کی کہ ہمارے لئے خداوند کریم سے بخشش و مغفرت طلب فرمائیے۔

اس آیت مقدسہ کی تفسیر مبارک صاحب قرآن، مہبطِ وحی رحمان شہنشاہِ زمین و آسمان پیغمبر برحق، مخبر صادق حضرت محمد ﷺ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ وسلم کی زبان فیض ترجمان سے سنئیے۔

تفسیرِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم

ترمذی شریف • المستدرک للحاکم

عن ابن عباس انه بینما هو جالس عند رسول الله صلی الله علیه و آله وسلم، اذ جاء علی ابن ابی طالب! فقال: بابی انت و امی! یا رسول الله تفلّت هذا القرآن من صدری فی احدنی اقدر علیه فقال له! رسول الله صلی الله علیه و آله وسلم

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت بیان کرتے ہیں کہ میں اُس وقت سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی خدمت میں بیٹھا ہوا تھا کہ آپکی خدمت میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم حاضر ہوئے اور کہا میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں یہ قرآن میرے سینے میں نہیں ٹھہرتا اور میں اپنے وجود میں اس پر قدرت کی قوت نہیں رکھتا

○ سونے والوں کو جاگنے والوں کے صدقہ سے

ابن ماجہ شریف

حدیث کی مشہور کتاب ابن ماجہ شریف میں ہے کہ:-

عن ربیعة ابن الغاز انه سال عائشة عن صیام رسول الله صلی الله علیه و آله وسلم فقالت کان یتحری صیام الاثنین والخمیس۔

ابن ماجہ مترجم - جلد اوّل صفحہ ۵۰۱

ربیع بن الغاز نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روزوں کے بارے میں دریافت کیا۔ اُنہوں نے فرمایا کہ آپ پیر اور جمعرات کا روزہ رکھتے تھے۔

ابن ماجہ ہی میں ایک دوسری روایت اس طرح ہے کہ:-

عن ابی هریرة رضی الله تعالی عنه ان النبی صلی الله علیه و آله وسلم کان یصوم الاثنین والخمیس۔ فقیل یا رسول الله صلی الله علیه و آله وسلم، فقال ان یوم الخمیس یغفر الله فیهما لکل مسلم الا متهاجرین یقول دعهما حتی یصطلحا۔

ابن ماجہ شریف مترجم جلد اوّل۔ صفحہ ۵۰۲

ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پیر اور جمعرات کا روزہ رکھتے آپ سے عرض کیا گیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم۔ آپ (پیر اور جمعرات کا روزہ رکھتے ہیں)۔ آپ نے فرمایا پیر اور جمعرات کے روز اللہ تعالیٰ مسلمانوں کی مغفرت فرماتا ہے سوائے باہم لڑنے والوں کے۔ تا وقتیکہ دونوں صلح نہ کر لیں۔

يا ابا الحسن افلا اعلمك كلمات ينفعك الله بهن بنفع بهن من علمته ويثبت ما علمته فى صدرك قال اجل يارسول الله فعلمنى قال - اذا كانت" ليلة الجمعة" فان استطعت ان تقوم فى ثلث الليل الآخر فانها ساعة مشهودة والدعا فيها مستجاب وهى قول "اخى يعقوب" لبنيه "سوف استغفر لكم ربى" ليلة الجمعة -

ترمذی شریف مطبوعہ لکھنؤ۔ جلد دوم صفحہ ۵۳۱
مستدرک حاکم مطبوعہ حیدرآباد دکن جلد اوّل صفحہ ۳۱۶

پس اُن کو رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے ارشاد فرمایا۔ اے ابا الحسن! کیا مَیں تجھ کو وہ کلمے نہ سکھاؤں کہ جن کے ساتھ اللہ تعالیٰ نفع عطا فرمائے اور نفع دیں وہ کلمے اُس کو جس کو تُو سکھلائے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے عرض کیا ہاں! یارسُول اللہ صلّی اللہ علیک وسلّم مجھے آپ سکھلایئے۔ آپ نے فرمایا جب لیلۃ الجمعۃ "جمعرات" ہو۔ اور تجھے آخر رات کی تہائی میں کھڑے ہونے کی طاقت ہو! کیونکہ وہ ساعت ایسی ہے کہ اُس میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں اور دُعا اُس وقت میں قبول ہوتی ہے اور "بھائی یعقوب علیہ السّلام" نے کہا تھا کہ مَیں تمہارے لئے بخشش مانگوں گا۔ کہ جب "جمعرات" آئے گی۔

مسند امام اعظم رح

عن ابوحنيفه، عن قيس بن طارق، عن ابن مسعود رضى الله عنه - قال - قال: رسول الله صلى الله عليه و آله وسلم - مامن "ليلة الجمعة" الا وينظر الله عز وجل الى خلقه ثلاث مرات يغفر الله لمن لايشرك به شيئا

مسند امام اعظم ابوحنیفہ رحمتہ اللہ علیہ مطبوعہ کراچی باب فضیلت لیلۃ الجمعۃ صفحہ ۱۶۵

حضرت امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ کہا قیس بن طارق نے اُن سے ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہ فرمایا رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے کہ کوئی جمعہ کی رات "جمعرات" ایسی نہیں جس میں اللہ عزّوجل اپنی مخلوق کو (بنظر رحمت) تین مرتبہ نہ دیکھتا ہو۔ مغفرت فرماتا ہے اُس کی جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک نہیں کرتا۔

★

جامع الصّغیر للسیوطی

①

فقال الاعمال تعرض كل اثنين وخميس فيغفر لكل مسلم الا المتهاجرين -

حديث حسن (مسند احمد)
جامع الصغیر مطبوعہ مصر صفحہ ۱۱۱

پس فرمایا پیش کئے جاتے ہیں اعمال ہر "سوموار" اور "جمعرات" کو۔ پس بخشش فرما دی جاتی ہے مسلمانوں کی سوائے انقطاع کرنے والوں کے۔

②

مامن مسلم يوم الجمعة او ليلة الجمعة الا وقاه الله تعالى فتنة قبر -

جامع الصغیر مطبوعہ مصر صفحہ ۱۵۳

جو شخص مسلمانوں میں سے جمعہ کے دن اور جمعہ کی رات کو فوت ہو جائے تو اللہ تعالیٰ اُس کی قبر کے فتنوں سے حفاظت فرماتا ہے۔

مرقاۃ شرح مشکوٰۃ مُلّا علی قاری

مامن مسلم يموت يوم الجمعة او ليلة الجمعة الا وقاه الله فتنة قبر -

مسلمانوں سے جو شخص جمعہ کے دن اور لیلۃ الجمعہ کو فوت ہو جائے اللہ تبارک و تعالیٰ اُس کو قبر کے فتنوں سے محفوظ رکھتا ہے۔

نسائی شریف

ان ابن عمر - ان رسول الله صلى الله عليه و آله وسلم - كان يصوم ثلثة ايام من كل شهر يوم الاثنين

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضور صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم ہر مہینے میں تین روزے رکھتے۔ ایک پہلے پیر کو،

من اوّل الشهر والخميس الذی يليه ثم الخميس الذی يليه عن هنيدة الخزاعی قال دخلت علی ام المومنين حفصة تقول كان رسول الله صلی الله عليه وآله وسلم يصوم من كل شهر ثلاثة ايام اوّل اثنين من الشهر ثم الخميس الذی يليه ثم الخميس الذی يليه۔

نسائی شریف ۔ جلد دوم ۔ صفحہ ۷۹

دوسرے اس کے بعد کی جمعرات کو تیسرے اس کے بعد کی جمعرات کو۔ حضرت ہنیدہ خزاعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں اُمّ المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا۔ وہ فرماتی تھیں ؟ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہر مہینے میں تین روزے رکھتے تھے۔ ایک پہلے پیر کو ، دوسرا دوسری جمعرات کو اور تیسرا تیسری جمعرات کو۔

بخاری شریف

عن كعب بن مالك ان النبی صلی الله عليه وآله وسلم۔ خرج يوم الخميس فی غزوة تبوك وكان يحب ان يخرج يوم الخميس

بخاری شریف کتاب الجہاد ۔ جلد صفحہ
مشکوٰۃ شریف ۔ جلد صفحہ

کعب ابن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جمعرات کے دن غزوہ تبوک میں تشریف لے گئے اور آپ جمعرات کے دن نکلنا پسند فرماتے تھے۔

عَمَلَ الْيَوْمِ وَاللَّيْلَةِ

وافضل الاوقات القراءة بعد صلوٰة الصبح، وبعد المغرب والعشاء، ومن الايام الجمعة والاثنين والخميس والعرفة الخ ويختار الابتداء به ليلة الجمعة، ويختمه ليلة الخميس

اور قرأۃ کیلئے افضل اوقات بعد نماز صبح اور بعد مغرب اور عشاء ہیں اور دنوں میں سے جمعۃ المبارک ، پیر اور جمعرات اور عرفہ ہیں۔ اور اختیار کرے شروع کرنا قرآن مجید کا جمعہ کی رات سے اور ختم کو جمعرات کی

(عمل اليوم والليلة ۔ مطبوعہ مصر ۔ صفحہ ۳۵ مؤلفہ علامہ جلال الدین سیوطی)

رات کو۔

اَلْاَذْكَار ۔ نووی

فقد كان عثمان رضی الله عنه يبتدی ليلة الجمعة ويختم يوم الخميس ۔ (كتاب الاذكار ۔ ص ۹۶)

پس تحقیق حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ ابتدا فرماتے تھے جمعہ کی رات سے اور ختم فرماتے جمعرات کے دن۔

كنز العمال

كان يحب ان يخرج اذا غزا يوم الخميس عن كعب بن مالك كان يستحب أن يسافر يوم الخميس۔

(كنز العمال ۔ حاشیہ مسند احمد مطبوعہ بیروت جلد سوم ۔ صفحہ ۴۷)

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جمعرات کو غزوات پر تشریف لے جاتے حضرت کعب بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جمعرات کو سفر کرنا مستحب ہے۔

قول الجميل (شاہ ولی اللہ)

فاذا اراد الشيخ ان يلقن تلميذه امره ان يصوم يوما فان كان يوم الخميس فهو اولی

شفاء العلیل ترجمہ قول الجمیل ۔ شاہ ولی اللہ صفحہ ۶۹

پھر جب مرشد ارادہ کرے اپنے مرید کی تلقین کرنے کا تو اس کو امر کرے روزہ رکھنے کا ۔ سو اگر جمعرات کا دن ہو بہتر ہے۔

اخبار الاخیار

شیخ المحققین سرتاج المحدثین حضور سیدنا شاہ **عبدالحق** محدث دہلوی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ فخر الاولیاء حضرت جناب **ملک زین الدین** رحمتہ اللہ علیہ کے اعمال صالحہ میں سے ایک کا ذکر اس طرح فرماتے ہیں کہ:۔

وے را شبِ جمعہ بروحِ مطہر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مقدار رحیندیں برنج قبضے می پختند کہ سہ مرات "قُلْ ھُوَ اللہُ اَحَدٌ" خواندہ می دمیدند۔

اخبار الاخیار مطبوعہ دہلی ص ٢٢٧

وہ جمعرات کو روح مطہرہ سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے زردہ پلاؤ وغیرہ پکا کر اس پر تین مرتبہ "قُلْ ھُوَ اللہُ اَحَدٌ" پڑھتے۔

بستان العارفین

شیخ فقیہہ الدین نجم علیسے کُردی کی وفات ٦٥٦ ہجری میں ہوئی۔ وہ دمشق کے مدرسہ رواحیہ میں فقیہہ تھے۔ میں نے اُن کی وفات کے چند روز بعد **جمعرات** کو انہیں خواب میں دیکھا۔ اور میں نے پہچان لیا کہ یہ مرچکے ہیں۔ میں نے سلام کیا اور کہا اے نجم الدین آپ زندہ ہو گئے تب ہی آئے ہیں؟ میں نے ان سے پوچھا کہ امام غزالی نے اپنی کتاب احیاء العلوم الدین میں کہا ہے کہ موت ایک مشکل معاملہ ہے اور کوئی مرنے کے بعد واپس نہیں آیا جو ہمیں موت کی حقیقت سے باخبر کرتا اور اسکی حقیقت وہی شخص پہچانتا ہے جو اس کا ذائقہ چکھ لے۔ میں نے کہا موت کی بھی بتلایئے؟ انہوں نے فرمایا موت اگرچہ دشوار ہے لیکن مختصر سا وقت جو گذر جاتا ہے۔ میں نے کہا آپ کی کیا حالت ہے۔ فرمایا یہاں یعنی اللہ کے نزدیک بڑی خیر ہے۔ گویا کہ آپ نے بتایا حالت اچھی ہے اسی سال فقیہہ شمس الدین نووی کا انتقال ہوا۔ میں نے اُن کیلئے **ختم پڑھا** اور اُن کو بھی خواب میں دیکھا اور پہچان لیا کہ یہ مرچکے ہیں۔

(بستان العارفین صفحہ ١٣٩ مؤلفہ محی الدین شرف نووی متوفی ٦٧٦ھ ہجری)

فخر الواعظین

قال ابن عباس اذا کان یوم عاشورا او یوم الجمعۃ او لیلۃ الجمعۃ" من مشہر رجب او لیلۃ النصف من شعبان یخرج الاموات من قبورھم فیقفون علی ابواب بیوتھم۔

ذکر الروح بعد الخروج فخر الواعظین صفحہ ١١٤ مطبوعہ ١٨٧٠ء

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب عاشورہ اور جمعۃ المبارک اور **جمعہ کی رات** رجب کے مہینے میں اور پندرہویں شعبان کی رات آتی ہے تو فوت شدگان اپنی قبروں میں سے نکل کر اپنے گھروں کے دروازوں پر آتے ہیں۔

وہابیہ کے مفروضوں کا جنازہ

لیلۃ الجمعہ جمعرات کی فضیلت اور خاص طور پر جمعرات سے روحوں کے تعلق کے بارے میں جس قدر روشن ترین دلائل ہم نے پیش کئے ہیں اس سے کئی گنا زیادہ حوالہ جات ہمارے سامنے موجود ہیں جنہیں محض طوالت کی وجہ سے قلم انداز کیا جارہا ہے۔ تاہم ان متعدد حوالہ جات کی موجودگی میں قارئین کو یہ فیصلہ ہرگز دشوار نہیں کہ حق کس طرف ہے۔ نیز یہ کہ وہابیہ کا یہ کہنا کہ **لیلۃ الجمعہ** میں کونسی خصوصیت ہے جس کی بنا پر اس دن کو مقرر کیا جائے۔ کس قدر بیہودگی اور کج فہمی پر مبنی ہے۔ اہل دانش حضرات سمجھ گئے ہونگے کہ وہابیہ کے بے تکے اور لایعنی مفروضوں کا جنازہ نکل گیا ہے اور عوام الناس کو گمراہ کرنے کی حسرت ان کے تصورات میں ہی دم توڑ چکی ہے۔

بہرحال ہم جمعرات کی بحث کو ختم کرتے ہوئے اب دوسرے مسائل کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ جمعرات شریف کے متعلق کئی ایک نئے حوالے آپ کو اس کتاب میں متعدد جگہ پر اور بھی ملیں گے۔

"ذہن نشین رکھنے والی خاص بات یہ ہے کہ جن مخصوص ایام کے مقرر کرنے کو بدعت ضالہ سے موسوم کیا جاتا ہے وہ دن اور راتیں فی الواقع اپنی شان وعظمت اور خصوصیات و انفرادیت کی وجہ سے پہلے ہی مقرر شدہ ہیں۔ اُنہیں ہم نے مقرر نہیں کیا بلکہ خالق کائنات عزوجل اور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مقرر فرما رکھا ہے۔

اور ان مقررہ ایام کو شرک و بدعت سے موسوم کرنا خیانت فی الدین جہالت وگمراہی اور اسلام کے ساتھ مناقشت و مخالفت کی منہ بولتی تصویر ہے۔

علاوہ ازیں سب سے بڑی بات یہ ہے کہ اگر کوئی شخص کسی خاص کام کیلئے کسی خاص دن کو مقرر کرلے نفلی عبادات کیلئے دن اور رات کے کسی حصہ کو مخصوص کرلے اور اس پر عمل پیرا رہے تو قرآن و حدیث کی کوئی ایسی نص ہرگز ہرگز موجود نہیں جس کی رُو سے ان ایام ولیال اور اوقات کو بدعت وغیرہ کہا جاسکے۔

تعیّن ایام کو جو لوگ بدعت کہتے ہیں وہ خود بدعتی ہیں۔ اُن کے پاس قرآن و حدیث کی کوئی دلیل موجود نہیں۔ اور یہ سب محض اور محض دین سے تعصب و عناد کی پیداوار ہے۔

طریقہ محمدیہ

عن جابر ان رسول اللّٰہ صلّی اللہ علیہ و آلہ وسلّم۔ قال تعرض الاعمال یوم الاثنین والخمیس فمن مستغفر فیغفر لہ ومن تائب فیتاب علیہ و یرد اھل الضغائن لضغائنھم حتّٰی یتوبوا منھا۔

طریقہ محمدیہ جلد دوم ص ۲۹۶ مطبوعہ لاہور
مؤلف سیدی محمد الرومی البرکلی آفندی

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ تحقیق حضور صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تبارک وتعالےٰ کے حضور میں بندوں کے اعمال سوموار اور جمعرات کو پیش کئے جاتے ہیں۔ پس جو شخص مغفرت کا طالب ہو خدا اُس کی مغفرت فرماتا ہے اور جو توبہ کرے اُس کی توبہ قبول کی جاتی ہے سوائے اُن کے کہ جو کینہ توز ہیں۔ جب تک کہ وہ کینے سے توبہ نہ کریں۔

جمعرات کو ارواح کا اپنے گھروں میں آنا اور صدقات وغیرہ کا ثواب طلب کرنا

اگرچہ جمعرات کے فضائل میں بیشمار روایات آپ گذشتہ صفحات میں پڑھ چکے ہیں جن کی روشنی میں آپ نے اندازہ کر لیا ہوگا کہ کسی کو مذاق کے طور پر جمعراتیہ کہنا اہانتِ کلامِ مصطفےٰ کے مترادف ہے۔ اور یہ بھی آپ جان چکے ہیں کہ لیلۃ الجمعہ (جمعرات) میں کونسی فضیلت ہے، کہنے والوں کی خرافات محض خرافات تک ہی محدود نہیں ہے اور یہ کہ یہ لوگ بالکل جاہل اور دین کے علم میں قطعی کورے ہیں۔ بجائے اس کے کہ کسی معاملہ میں تحقیق کریں جو جی میں آئے کہتے چلے جاتے ہیں اب جبکہ اس کی وضاحت کی جاچکی ہے کہ جمعرات کے فضائل کیا ہیں اور یہ بھی بتایا جاچکا ہے کہ رُوحیں آتی بھی ہیں اور فیضیاب بھی کرتی ہیں۔ صرف یہ بتانا باقی ہے کہ رُوحیں خاص طور پر جمعرات کو اپنے اپنے گھروں میں آکر اپنے لواحقین سے قرآن خوانی اور صدقات و خیرات کا ثواب طلب کرتی ہیں۔ لہٰذا ایفائے وعدہ کرتے ہوئے چند حوالہ جات پیشِ خدمت ہیں۔

اشعۃ اللّمعات شرح مشکوٰۃ

(شاہ عبدالحق محدّث دہلوی)

میت کا ساتا (ساتواں) اور جمعرات کو رُوحوں کا آنا

مستحب است کہ تصدق کردہ شود از میّت بعد از رفتنِ او از عالم تا ہفت روز تصدق از میّت نفع می کند او را بے خلاف میانِ اہلِ علم وارد شدہ است در آں احادیثِ صحیحہ خصوصاً آب و بعضے از علماء گفتہ اند کہ نمی رسد میّت را مگر صدقہ و دعا د

مستحب ہے کہ صدقہ کیا جائے میّت کے اس دُنیا سے چلے جانے کے سات روز بعد تک۔ صدقہ میّت کو نفع دیتا ہے اور اس میں علماء کا اختلاف نہیں۔ صحیح احادیث مبارکہ میں خاص طور پر پانی کے متعلق آیا ہے اور بعضے علماء کہتے ہیں کہ نہیں پہنچتا میّت کو مگر

در بعض روایات آمده است کہ روحِ میّت می آید خانۂ خود را شبِ جمعہ پس نظر می کند کہ تصدق میکند از وے یا نہ۔

اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ مطبوعہ لکھنؤ جلد اوّل صفحہ ۷۱۴

صدقہ اور دعا۔ بعض روایات میں آیا ہے کہ میّت کی روح جمعرات کو اپنے گھر میں آتی ہے اور دیکھتی ہے کہ اس کیلئے کوئی صدقہ کرتا ہے یا نہیں۔

حاشیہ نسائی شریف

ویستحب ان یتصدق عن المیت بنفقہ بلا خلاف بین اھل العلم و فیہ ورد الاحادیث الصحیحۃ خصوصًا فی الماء وقد جاء فی بعض الروایات ان روح المیت تاتی دارہ لیلۃ الجمعۃ فینظر ھل یتصدق لاجلہ واللہ اعلم من المرقات واللمعات۔

حاشیہ نسائی شریف مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلی جلد اوّل صفحہ ۲۸۵

اور مستحب ہے صدقہ دینا میّت کی طرف سے۔ اور نہیں اختلاف درمیان اہلِ علم کے اور یہ احادیث صحیحہ میں آیا ہے خصوصی طور پر پانی اور تحقیق بعض روایات میں آیا ہے کہ آتی ہے روح جمعرات کو اپنے گھر میں۔ اور انتظار کرتی ہے کہ کوئی اس کی طرف سے صدقہ دے۔ واللہ اعلم۔ ہے یہ مرقاۃ اور لمعات میں۔

★

کشف الغطاء

اعلیحضرت شاہ احمد رضا خاں فاضل بریلوی مجدد مائۃ حاضرہ اپنی تصنیف لطیف "اتیان الارواح" میں جمعرات کو روحوں کے آنے کے متعلق معتبر کتب کشف الغطا، خزینۃ الروایات وغیرہ کی عبارات نقل فرماتے ہیں جو من و عن پیشِ خدمت ہیں:۔

شیخ الاسلام کشف الغطاء عما لزم للموتی علی الاحیاء فصل ہشتم میں فرماتے ہیں:۔

در غرایب و خزانہ نقل کردہ کہ ارواح مومنین می آیند خانہائے خود را ہر شب جمعہ، و روزِ عید، و روزِ عاشورہ و شبِ براءت پس ایستادہ می شوند بیرون خانہائے خود و ندا می کند ہر یکے بآواز بلند و اندوہگین۔ اے اہل و اولادِ من و نزدیکانِ من مہربانی کنید بہ ما صدقہ۔

کشف الغطاء فصل ہشتم بحوالہ اتیان الارواح صفحہ ۳

غرائب اور خزانۃ الروایات میں نقل ہے کہ مومنین کی روحیں جمعرات کو اپنے گھروں میں آتی ہیں۔ اور عید کے دن اور عاشورے کے دن اور شب برات کو آتی ہیں اور اپنے گھروں کے دروازوں کے باہر کھڑی ہو جاتی ہیں اور غمناک آواز سے کہتی ہیں کہ اے ہماری اولاد اور ہمارے قریبیو ہم پر مہربانی کرو ہمارے لئے صدقہ کرنے سے۔

○

خزینۃ الروایات؟

عن بعض العلماء المحققین ان الارواح تتخلص لیلۃ الجمعۃ و تنتشر فجاء وا الی مقابرھم ثم جاء وا فی بیوتھم۔

خزینۃ الروایات بحوالہ اتیان الارواح ص ۱۷

بعض علمائے محققین سے روایت ہے کہ روحیں جمعرات کو آزاد ہوتی ہیں اور پھیلتی ہیں پہلے وہ اپنی قبروں پر آتی ہیں پھر اپنے گھروں میں آتی ہیں۔

○

دستور القضاۃ؟

فتاوی امام نسفی علیہ الرحمۃ

ان ارواح المومنین یاتون فی کل لیلۃ الجمعۃ و یوم الجمعۃ فیقومون بفناء بیوتھم ثم ینادی کل واحد منھم بصوت حزین یا

یعنی بیشک مومنوں کی روحیں ہر شب جمعہ اور جمعہ کے دن اپنے گھروں میں آتی ہیں اور دردناک آواز سے دروازوں کے پاس کھڑی ہو کر پکارتی ہیں کہ اے میرے

اھلی ویا اولادی ویا اقربائی
اعطفوا علینا بالصدقۃ واذکرونا
ولاتنسونا وارحمونا فی غربتنا۔
دستور القفاۃ فتاویٰ امام النسفی بحوالہ ایقان الارواح
ص ۹

گھروالو، اے میرے بچو، اے میرے عزیزو ہم پر صدقہ سے مہربانی کرو۔ ہمیں یاد کرو اور ہمیں بھول نہ جاؤ۔ ہماری غربت میں ہم پر ترس کرو اور رحم کھاؤ۔

احوال الآخرت

(حافظ محمدؐ لکھوکی وہابی)

رات جمعے دی مغرب پچھے اِک روایت آئی
آدن رُوح گھر اپنے خویشاں یا جتھہ ہے آشنائی

باہر گھروں کھلیے تے وکیھن کم جو دُنیا کردے — آکھن کدی نے اسیں دی آہے وخت ایویں ای بھردے
ہُن اسیں ہوئے محتاج کما کو چھوڑ وڑے وِچ قبراں — کُجھ دیوو اساں اللہ کارن لیوو غریباں خبراں
مِنتاں عاجزیاں کر منگن رووَن کر کر زاری — یا کوئی پَٹّ ھکے بخشے یا کوئی دیوے چیز پیاری
کرن دُعائیں راضی ہووَن خوشیاں کر دے جاون — تے جے کوئی کُجھ ناں بخشے سوندیاں تیک نکاون

نا اُمید عشاؤں پچھے ہو کر آکھن بار خدایا!
رحمت بھیں اوہناں خالی رکھیں جیوں اِنہاں سانوں بھلایا

★

یہ سب کچھ تحریر کرنے کے بعد رُوحِ وہابیت بھڑک اُٹھتی ہے کہ یہ روایت ضعیف ہے حالانکہ نہ تو اسے شیخ المحدثین شاہ عبدالحق محدث دہلوی نے ضعیف فرمایا اور نہ ہی کسی دوسرے نے۔ بہرحال آگے لکھتا ہے :۔
ص ۵

ہر چند ضعیف روایت ہے پر رَوا جے عمل کچیوے
صدقہ، خیر، تلاوت لفظوں رات جمعہ بخشیوے
پر شرط ایہی جو واجب وانگ ناں لازم کریئے
کرن والے نوں منع ناں کریئے تارک عَیب ناں دھریئے

(احوال الآخرت مطبوعہ لاہور ص ۱۸)

بہرحال اتنا تو پھر مان لیا کہ جمعرات کو صدقہ وخیرات اور تلاوتِ قرآن کا ایصالِ ثواب کرنے والوں کو منع نہیں کرنا چاہیئے اور خود بھی بغیر فرض واجب مانے ہوئے عمل کر لیا جائے تو ٹھیک ہے۔

جمعرات کو ارواح کی مُلاقات

اَحیاء العلوم الدّین (غزالی)

اور ایک شخص عاصم مجدّدی کی اولاد میں سے کہتا ہے کہ مَیں نے عاصم کو مرنے کے دو سال بعد خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ تم مر گئے تھے۔ اُنھوں نے کہا کہ ہاں۔ مَیں نے پوچھا کہ تم کہاں رہتے ہو اُنھوں نے فرمایا کہ ہم جنّت کے باغوں میں سے ایک باغ میں رہتے ہیں اور چند ہمارے جمعہ کی رات (جمعرات) کو اور اُس کی صبح کو ابکر بن عبداللہ مزنی کے پاس اکٹھے ہوتے ہیں اور تم لوگوں کی خبریں سُنتے ہیں۔ مَیں نے پُوچھا تمہارے جسم ملتے ہیں یا رُوحیں۔ اُنھوں نے فرمایا جسم تو پڑے سوتے ہیں اُن کا ملنا کہاں مگر رُوحوں میں ملاقات ہوتی ہے۔ مَیں نے پُوچھا تم ہماری زیارت سے مطلع ہوتے ہو؟ اُنھوں نے کہا ہاں! جمعرات کو اور تمام روز جمعہ کو اور ہفتے کے دن آفتاب نکلنے تک تمہاری زیارت کی خبر ہوتی ہے۔ مَیں نے کہا اور دنوں میں کیوں نہیں ہوتی۔ فرمایا جمعہ کی بزرگی اور فضل کے باعث اس میں اطلاع ہوتی ہے۔

(احیاء العلوم۔ جلد چہارم ص ۶۳۳ مطبوعہ لاہور (مصنّفہ امام غزالی علیہ الرحمۃ)

جمعرات کو ختم شریف پڑھ کر

ایصالِ ثواب کرنیکی برکت

جمعرات کو رُوحوں کا گھروں میں آنا اور صدقات وخیرات، تلاوتِ قرآن مجید کے ثواب کے حصُول کیلئے اپنے گھروں کے دروازوں پر انتظار کرنے کے متعلق کئی ایک روایات ملاحظہ فرمانے کے بعد اَب آپ قبرستانوں میں مُردوں کا جمعرات کو ختم شریف کے ثواب سے فیضیاب ہونے اور صدقات وخیرات اور ختم شریف کے منتظر رہنے کے متعلق دو دلچسپ اور رُوح پرور واقعات ملاحظہ فرمادیں۔

شرح الصدور

(امام جلال الدین سیوطی رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

واخرج ابن النجار فی تاریخہ۔ عن
مالک ابن دینار۔ قال دخلت المقبرۃ
"لیلۃ الجمعۃ" فاذا بنور مشرق
فیھا۔ فقلت! لا الٰہ الا اللّٰہ۔ نعری
ان اللّٰہ عزوجل قد غفر لاھل المقابر
فاذا أنا بھاتف! تھیف من البعد
وھو یقول۔ : یا مالک بن دینار
ھذہ ھدیۃ المومنین الی
اخوانھم من اھل المقابر
قلت بالذی انطقک الا اخبرتنی
ما ھو قال رجل من المومنین قام
فی ھذہ لیلۃ فاسبغ الوضوء۔ وصلی
رکعتین، وقرأ فیھما فاتحۃ الکتاب
"وقل یا ایھا الکافرون"۔ وقل
ھو اللّٰہ احد۔ وقال اللّٰھم
انی قد وھبت ثوابھا لاھل
المقابر من المومنین فادخل
اللّٰہ علینا الضیاء، والنور، والفسحۃ
والسرور، فی المشرق والمغرب،
قال! مالک فلم ازل أقرؤھما فی
کل لیلۃ الجمعۃ فرأیت النبی

ابن نجار نے اپنی تاریخ میں حضرت
مالک بن دینار رضی اللہ تعالٰی عنہ سے
روایت کیا، وہ کہتے ہیں کہ میں **جمعرات**
کو ایک قبرستان میں داخل ہوا تو دیکھا کہ
ایک نور چمک رہا ہے تو میں نے کہا لا الٰہ
الا اللہ۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ رب تعالٰی
نے قبرستان والوں کی مغفرت فرمادی ہے۔
تو غیب سے آواز آئی کہ اے مالک بن دینار
یہ مومنوں کا اپنے بھائیوں کیلئے تحفہ ہے
میں نے ہاتف کو خدا کا واسطہ دیکر پوچھا کہ
یہ ثواب کس نے بھیجا ہے؟ تو ندا آئی کہ ایک
مومن بندہ اس قبرستان میں آیا اور اس نے
اسی رات یہاں قیام کیا اور اچھی طرح وضو
کرکے دو رکعت نماز ادا کی اور پھر سورۃ
فاتحہ اور "قل یا ایھا الکافرون"
اور "قل ھو اللہ احد" پڑھا اور دعا
کی یا اللہ اس کا ثواب ان قبروں والے
مومنین کو عطا فرما۔ تو اللہ تعالٰی نے
اس ثواب کی وجہ سے ہم کو یہ روشنی اور
نور و سرور مشرق و مغرب تک عطا فرمادیا
مالک رضی اللہ تعالٰی عنہ کہتے ہیں کہ پھر میں

صلی اللّٰہ علیہ وآلہ وسلم فی المنام
یقول لی مالک بن دینار۔ قد غفر اللّٰہ
لک بعدد النور الذی اھدیتہ الی
امتی ولک ثواب ذالک ثم قال لی و
بنی اللّٰہ لک بیتا فی الجنۃ فی قصر
یقال لہ المنیف! قلت! وما المنیف!
قال المطل علی اھل الجنۃ؛

شرح الصدور فی شرح حال الموتی والقبور مطبوعہ مصر ص ۱۲۸

ہر **جمعرات** کو ثواب ھدیہ کرنے لگا
تو خواب میں حضور سرکار دو عالم صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوا۔
آپ فرما رہے تھے مالک جتنے نور تو نے
ھدیہ کئے ان کے بدلہ میں اللہ تبارک وتعالٰی
نے تیری مغفرت فرمادی اور تیرے لئے
جنت میں قصر منیف بنادیا۔ میں نے عرض کیا
منیف کیا ہے۔ فرمایا اہل جنت کیلئے مخصوص ہے

فتاویٰ عالمگیریہ

وھو قول محمد رحمۃ اللّٰہ
علیہ کذا فی المضمرات وافضل
الایام زیارت اربعۃ یوم الاثنین
والخمیس والجمعۃ، والسبت
والزیارۃ یوم الجمعۃ بعد
الصلوٰۃ حسن ویوم السبت
الی طلوع الشمس ویوم الخمیس
فی اول النھار وقیل فی آخر
النھار۔

فتاویٰ عالمگیریہ مطبوعہ افغانستان ص

اور مضمرات میں محمد رحمۃ اللہ علیہ
میں ہے کہ زیارت کے لئے افضل دن
چار ہیں۔ سوموار، **جمعرات**
اور جمعۃ المبارک وھفتہ اور
زیارت جمعہ کے دن اور ہفتے کو سورج
نکلتے وقت اور جمعرات کو دن کے پہلے پہر
یا چوتھے پہر شام کے وقت۔

تعینات وکمالاتِ عزیزی

جمعرات کا روزہ

سوال کوئی درُود شریف اور استغفار ہمیشہ وظیفہ کیلئے ارشاد ہو۔

اگر ہوسکے تو ہر شب ورنہ شب جمعہ میں ہمیشہ سو مرتبہ درُود شریف پڑھنا چاہیئے۔

اَللّٰھُمّ صلّی علی سیّدنا محمّدن النّبی اُمّیّ وآلہٖ وبارك وسلّم اور

بہترین استغفار سیّد الاستغفار ہے۔ (کمالات عزیزی ص۴۳)

یومِ عاشُورہ کے وظائف کا تعیّن

نماز عاشورہ کی ترکیب کتُب مشائخ میں پائی گئی ہے کہ عاشُورہ کے دن جب آفتاب بلند ہو تو دو رکعت نفل نماز پڑھے۔ پہلی رکعت میں الحمد کے بعد آیتہ الکرسی ایک مرتبہ پڑھے اور دوسری رکعت میں الحمد کے بعد سُورہ حشر کا آخر پڑھے اور سلام کے بعد جسقدر چاہے درُود شریف پڑھے۔ اور مشائخ کی بعض روایات میں یہ ترکیب ہے کہ چھ رکعت پڑھے اور پہلی رکعت میں سُورہ والشّمس اور دُوسری میں اِنّا اَنزلنا اور تیسری میں اذا زلزلت الارض اور چوتھی میں قل ھو اللہ اور پانچویں میں قل اعوذ بربّ الفلق اور چھٹی میں قل اعوذ بربّ النّاس پڑھے اور جب نماز سے فارغ ہو جاوے تو سجدہ کرے اور اپنی حاجت کے لئے دُعا کرے۔ (کمالاتِ عزیزی ص۴۷)

مندرجہ بالا اَوراد و وظائف کی تعداد وغیرہ کا تعیّن قرآن و حدیث سے ہرگز ثابت نہیں۔ کیا شاہ عبد العزیز صاحب کے حواریّن ان بدعات پر تعزیرِ جرم لگا کر حق توحیدیّت ادا کرنے کی زحمت گوارا کریں گے۔ (مصنّف)

جمعۃ المبارک کے دن اور لیلۃ الجمعہ (جمعرات مبارکہ) کے فضائل میں آنے والی تمام تر روایات کو اگر ایک جگہ اکٹھا کر دیا جائے تو یقیناً ایک ضخیم کتاب مرتب ہو سکتی ہے۔ حقائق پر ایمان لے آنے والوں کیلئے اب تک کی پیش کی گئی احادیث مبارکہ بھی کیا کم ہیں۔ جمعرات کے بعد شب برات کے فضائل ملاحظہ فرمادیں۔ اسکے بعد عیدین و دیگر ایّام مبارکہ کی عام دنوں سے افضلیّت ثابت کی جائے گی۔

شب برات کے متعلق سرکار دو عالم صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ارشادات مقدسہ ملاحظہ ہوں۔ مَا ثَبَتَ بِالسُّنَّۃِ میں امام المحدثین شاہ عبد الحق محدّث دہلوی قدّس سرّہ العزیز شبِ براءت کی فضیلت کے جو احادیث نقل فرماتے ہیں انُکا ترجمہ یہ ہے

شبِ براءت

اُمّ المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ارشاد فرماتی ہیں کہ حضور صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جن لوگوں کی رُوحیں قبض کرنا ہیں ان کے نام کی فہرست اسی ماہ شعبان میں ملک الموت کو دی جاتی ہے۔ دوسری روایت میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ارشاد فرماتی ہیں کہ مرنے والوں کے ناموں کی فہرست پندرہویں شعبان کی رات کو تیار کی جاتی ہے۔

عطاء بن یسار کا بیان ہے۔ شعبان کی پندرہویں شب میں ملک الموت کو ایک فہرست دے کر اللہ تعالیٰ حکم فرماتا ہے کہ جن لوگوں کے نام اس میں لکھے ہیں ان کی ارواح اس سال وقت مقررہ پر قبض کرنا اور شعبان کی پندرہویں شب کے وقت لوگوں کے حالات متفرق ہوتے ہیں۔ الخ

احادیث میں خصوصیّت کے ساتھ پندرہویں شعبان کی فضیلت حکمِ الٰہی "فِیْھَا یُفْرَقُ کُلُّ اَمْرٍ حَکِیْمٍ" یعنی اس شب میں ہر حکمت والے کام کا فیصلہ دیا جاتا ہے کی تفسیر کرتے ہوئے حضرت عکرمہ بیان فرماتے ہیں کہ پندرہویں شعبان کی رات میں سال بھر کے تمام کاموں کا فیصلہ کیا جاتا ہے۔ الخ

قاسم بن محمد بن ابی بکر اپنے والد و چچا کی زبانی اپنے دادا حضرت ابوبکر

رضی اللہ عنہما کی زبانی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم ارشاد فرماتے تھے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ پندرھویں شعبان کی شب میں آسمان دنیا کی طرف نزول فرماتا ہے۔ اس میں سوائے مشرک اور کینہ پرور کے ہر گنہگار کی بخشش ہو جاتی ہے۔

ابن ماجہ میں موسیٰ کی زبانی مرقوم ہے کہ کوئی شب شب قدر کے بعد پندرھویں شعبان کی شب سے زیادہ افضل نہیں۔ اس شب میں اللہ تعالیٰ آسمانِ دنیا پر نزول فرماتا ہے اور اپنے تمام بندوں کی مغفرت فرماتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے ارشاد فرمایا کہ جبریل نے میرے پاس آکر کہا یہ شعبان کی پندرھویں شب ہے اس میں اللہ تعالیٰ اپنے گنہگار بندوں کو جن کی تعداد قبیلہ کلب کی بکریوں کے بالوں کے برابر ہو تب بھی مغفرت فرما دیتا ہے۔

بیہقی نے عثمان بن عاص کے ذریعہ حضرت صدیقہؓ کی زبانی لکھا ہے کہ شعبان کی پندرھویں شب میں ندا آتی ہے، ہے کوئی طالبِ مغفرت! تاکہ اس کی مغفرت کر دوں، ہے کوئی طالبِ مغفرت تاکہ اس کی مغفرت کر دوں، ہے کوئی سائل تاکہ اس کا دامن گوہرِ مراد سے بھر دوں اور اللہ تعالیٰ سائل کی دعا قبول کرتا ہے۔ اور زانیہ عورت اور مشرک کی دعا کی طرف التفات ہی نہیں فرماتا۔

کعبؓ کی روایت ہے کہ شعبان کی پندرھویں شب اللہ تعالیٰ جبریل کو جنت میں بھیج کر کہلواتا ہے کہ پوری جنت سجا دی جائے۔ کیونکہ آج کی رات آسمانی تاروں، دنیا کے شب و روز، درختوں کے پتوں، پہاڑوں کے وزن، اور ریت کے ذروں کی تعداد کے برابر اپنے بندوں کی مغفرت کروں گا۔

مَا ثَبَتَ بِالسُّنَّۃِ۔ صفحہ ۱۶۵/۱۶۷

صحاح کی معروف کتاب ابن ماجہ شریف میں شبِ برات کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے ارشاداتِ طیبات اس طرح ہیں:-

ابنِ ماجہ شریف

عن علی بن ابی طالب قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم، اذا کانت لیلۃ النصف من شعبان فقوموا لیلھا وصوموا نھارھا۔ فان اللہ ینزل فیھا لغروب الشمس الی السماء الدنیا فیقول الا من مستغفر لی فاغفر لہ الا مسترزق فارزقہ الا مبتلیٰ فاعافیہ الا کذا الا کذا حتی یطلع الفجر۔

ابن ماجہ شریف، جلد اول صفحہ ۱۰۲

حضرت علی ابن طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے ارشاد فرمایا جب شعبان کی پندرھویں رات ہو تو رات کو قیام کرو۔ دن میں روزہ رکھو۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ اس رات میں غروبِ شمس کے ساتھ ہی آسمانِ دنیا کی طرف نزول فرما ہو جاتے ہیں اور فرماتے ہیں۔ کون مجھ سے مغفرت طلب کرتا ہے کہ میں اسے بخش دوں۔ کون مبتلا ہے کہ میں اُسے عافیت دوں، اسی طرح صبح تک ہوتا رہتا ہے۔

شبِ برات کی فضیلت میں آنے والی تمام اکثر روایات تمام کتبِ احادیث سے نقل کی جائیں تو مضمون بے حد طویل ہو جائے گا۔ اس لئے انہیں چند روایات پر اکتفا کیا جاتا ہے۔ تاہم چند روایاتِ معتبرہ شبِ برات کی فضیلت میں آگے چل کر کسی دوسرے عنوان کے تحت پیش کی جائیں گی۔ دیگر فضیلت والے دنوں اور راتوں کے متعلق بھی اختصار سے چند حوالہ جات پیش خدمت کئے جاتے ہیں تاکہ براہینِ قاطعہ کے مصنف اور اُس کے دیگر حواریوں کے اس مزعومہ وتحریر مفروضہ کی تردید ہو سکے کہ تعینِ ایام بدعت ہے اور اس قسم کے تعینات کرنے والے مشرک و بدعتی ہیں۔ نیز یہ کہ جمعرات، شبِ برات اور عیدین میں امور خیر انجام دینے میں کونسا عظیم ثواب موجود ہے۔ اگرچہ ان لوگوں کے ان مزعومہ عقائد کی دھجیاں اُڑتی ہوئی آپ سابقہ اوراق میں ملاحظہ فرما چکے ہیں۔ تاہم اسی طرح اب دیگر چند ایام

لہ اور کون ہے جو کہ ... رزق طلب کرے

کے فضائل بھی ملاحظہ فرمادیں۔

لَیْلَۃُ الْقَدْر

چونکہ ابھی ابھی آپ شبِ براءت کے متعلق چند حوالہ جات پڑھ رہے تھے۔ اس لئے بہتر معلوم ہوتا ہے کہ عیدین سے پہلے جمعرات اور شبِ براءت ہی کی طرح ایک اور فضیلت والی رات "لیلۃ القدر" شریف کے متعلق بھی چند حوالہ جات پیش کر دیئے جائیں۔ یہ مقدس رات اس قدر فضیلت اور برکت والی ہے کہ اس کا ذکر اللہ تبارک و تعالیٰ جل مجدہٗ الکریم نے قرآن مجید میں بڑے پیارے اور نرالے انداز میں فرمایا ہے۔ ارشادِ خداوندی ہے:۔

إِنَّا أَنزَلْنَاهُ فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ ۝ وَمَا أَدْرَاكَ مَا لَيْلَةُ الْقَدْرِ ۝ لَيْلَةُ الْقَدْرِ خَيْرٌ مِّنْ أَلْفِ شَهْرٍ ۝ تَنَزَّلُ الْمَلَائِكَةُ وَالرُّوحُ فِيهَا بِإِذْنِ رَبِّهِم مِّن كُلِّ أَمْرٍ ۝ سَلَامٌ هِيَ حَتَّىٰ مَطْلَعِ الْفَجْرِ ۝

بیشک ہم نے اسے اتارا رات قدر والی میں اور تم نے کیا جانا رات قدر والی، رات قدر والی بہتر ہے ہزار ماہ سے۔ اس میں روح اور فرشتے اُترتے ہیں اپنے رب کے حکم سے۔ ہر کام کیلئے وہ سلامتی ہے صبح کے طلوع تک۔

اب اس آیت مقدسہ کی تفسیر میں سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی احادیث مبارکہ ملاحظہ فرمادیں۔

عن عائشۃ قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تحروا لیلۃ القدر فی الوتر من العشر الاواخر من رمضان
رواہ البخاری، مشکوٰۃ شریف مترجم جلد اول صفحہ ۴۶۸

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ارشاد فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ قدر کی رات کو رمضان کے آخری عشرہ میں تلاش کرو۔

عن عائشۃ قالت کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اذا دخل یجتہد فی العشر الاواخر ما لا یجتہد فی غیرہ
رواہ المسلم، مشکوٰۃ شریف ۴۷۶

اُم المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا روایت کرتی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رمضان کے آخری عشرہ میں جتنی عبادت فرمایا کرتے تھے کبھی نہ کرتے۔

اب ایک اور حدیث ملاحظہ فرمائیں جس میں لیلۃ القدر اور عید الفطر کے دن اللہ تبارک و تعالیٰ کا اپنے بندوں پہ انعام فرمانے کا تذکرہ ہے:۔

عن انس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اذا کان لیلۃ القدر نزل جبرائیل علیہ السلام فی کبکبۃ من الملٰئکۃ یصلون علی کل عبد قائم او قاعد یذکر اللہ عزوجل فاذا کان یوم عیدھم یعنی یوم فطرھم باھی بھم ملٰئکتہ فقال یا ملٰئکتی ما جزاء اجیر وفی عملہ قالوا ربنا جزاؤہ ان یوفی اجرہ قال ملٰئکتی عبیدی وامائی قضوا فریضتی علیھم ثم خرجوا یعجون الی الدعاء وعزتی وجلالی وکرمی وعلوی وارتفاع مکانی لاجیبنھم

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ قدر کی رات میں جبریل معہ ملائکہ کے نازل ہو کر عبادت کرنیوالوں کیلئے خواہ بیٹھ کر عبادت کریں یا کھڑے ہو کر رحمت و بخشش کی دعا کرتے ہیں اور عید الفطر کے روز خداوند عالم ان ملائکہ پر اس سبب سے فخر کرتا ہے اور کہتا ہے کہ اے ملائکہ تم بتاؤ جو مزدور حسب دلخواہ مالک مزدوری کرتا ہے اسکو کیا مزدوری عطا ہو ملائکہ جواب دیتے ہیں اس کے کام کی پوری پوری اُجرت عطا ہونا چاہیئے اس کے بعد عیدگاہ کی طرف متوجہ ہو کر خداوند عالم فرماتا ہے اے میرے بندو تم نے فرض پورا کر دیا۔ لہٰذا اب سب مجھ

فيقول ارجعوا فقد غفرت لكم وبدلت سيئاتكم حسنات قال فيرجعون مغفورا لهم رواه البيهقي في شعب الايمان۔ مشكوٰة شريف ص۱۲۷

اپنی عزت و بزرگی اور بلندیٔ مرتبت شان ارفع واعلیٰ کی قسم ہے کہ میں تم سب کا ہر دعا قبول کروں گا۔ اور تم لوگ گھروں کو خوش و خرم واپس ہو میں نے تم کو بخشدیا اور تمہارے تمام گناہ معاف فرما دیئے

ابنِ ماجہ شریف میں ہے کہ:۔

عن انس بن مالك قال دخل رمضان فقال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم ان هذا الشهر قد حضركم وفيه ليلة خير من الف شهر من حرمها فقد حرم الخير كله ولا يحرم خيرها الا محروم۔

ابن ماجہ۔ جلد اوّل۔ صفحہ ۶۷۶

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ماہ رمضان المبارک آیا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ یہ مہینہ آگیا تمہارے اوپر۔ اس میں ایک رات ہے جو ہزار مہینے سے بہتر ہے۔ جو اس سے محروم رہا۔ وہ بالکل بھلائی سے محروم رہا اور اسکی بھلائی سے وہی محروم ہے (جو عبادتِ الٰہی چھوڑ کر فسق و فجور میں مصروف ہے)۔

★

اس سے پہلے کہ عیدین اور یوم عاشورہ کی فضیلت میں مختلف احادیث و روایات پیش کی جائیں بہتر معلوم ہوتا کہ یہ بھی بتا دیا جائے کہ بعض ایام و لیالی کو فضیلت ملنے کی وجہ کیا ہے۔ تو اس کے لئے ہم شیخ المحققین شاہ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہٗ العزیز کی تحقیق انیق سے استفادہ کرتے ہوئے اُنہی کی تصنیف مبارکہ مَا ثَبَتَ بِالسُّنَّۃ شریف کی عبارت پیش کرتے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں:۔

خاص دنوں کی فضیلت کی وجہ

وفی صحیح ابن عوانة صحیح ابن حبان عن جابر ما من ایام افضل من عشرة ذی الحجة قال العلماء لو نذر احد صیام افضل ایام السنة انصرف الی هذه الایام تذر الصوم یوم افضل من سائر الایام فالی یوم عرفة وان نذر یوم من الاسبوع فالی یوم الجمعة والمختار ان ایام هذه العشرة افضل لما فیها من عرفة ولیالی عشرة و رمضان افضل لما فیها من لیلة القدر وهذا هو القول الافضل وقد جاء فی صیام عشر ذی الحجة وفضیلته و واستحبابه ایضا احادیث ای فی تسعة ایام منه فقد روی ابو داؤد والنسائی عن بعض ازواج النبی صلی الله علیه وآله وسلم انه یصوم تسعة فی ایام ذی الحجة ویوم عاشورة

ابن عوانہ اور ابن حبان نے اپنی اپنی صحیح میں جابرؓ کی روایت سے لکھا ہے کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا عشرہ ذی الحجہ سے زیادہ کوئی افضل دن نہیں ہے علماء کہتے ہیں جس نے سال کے افضل دنوں میں روزہ رکھنے کی منّت پوری کرے اور جس نے سال کے کسی ایک افضل دن روزہ رکھنے کی منّت مانی ہو اسے عرفہ کے دن روزہ رکھ کر اپنی نذر پوری کرنا چاہیئے۔ اور جس نے ہفتہ کے کسی دن روزہ رکھنے کی نذر مانی ہو تو وہ جمعہ کے دن روزہ رکھے۔ عشرہ ذی الحجہ کے دنوں کی افضلیت اسلئے ہے کہ اس میں عرفہ دن کا واقع ہے۔ اور ماہ رمضان کے عشرہ آخر کی راتیں اسلئے افضل ہیں کہ ان میں شب قدر واقع ہے اور چونکہ ماہ ذی الحجہ میں عرفہ کا دن آتا ہے اس لئے اس دن کو سب پر فضیلت حاصل ہے۔ عشرہ ذوالحجہ کے روزے بجز عید سے شروع کے نو دن میں روزوں کی فضیلت اور ان کے مستحب

وثلاثة من كل شهر و من اول الاثنين فيه و من اول خميس فيه وفى رواية اخرى كان يصوم يوم العشر وثلثه ايام من كل شهر

ماثبت بالسنۃ۔ صفحہ ۳۰۳

ہونے کی احادیث درج ذیل ہیں۔ ابوداؤد و نسائی میں بعض ازواج مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہن سے منقول ہے کہ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بقرعید کے نو دن، دسویں محرم اور ہر ماہ تین دن کے روزے اکثر و بیشتر رکھا کرتے تھے۔ اور ہر ماہ کے پہلے تین دنوں میں سے پہلے پیر اور پہلی جمعرات کے دن روزہ دار رہتے تھے۔

فضیلتِ عاشورہ

بخاری شریف

(۱)

عن ابن عباس قال قدم النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم المدینة فرای الیهود تصوم یوم عاشوراء۔ فقال ماھذا۔ قالوا: ھذا یوم صالح ھذا یوم نجی اللہ بنی اسرائیل من عدوھم فصامہ موسیٰ قال فانا احق بموسیٰ منکم فصامہ وامر بصیامہ۔

بخاری شریف کتاب الصوم ص ۲۰۸ جلد اول مترجم

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لائے تو یہود کو دیکھا کہ عاشورہ کے دن روزہ رکھتے ہیں۔ آپ نے استفسار فرمایا یہ روزہ کیسا ہے۔ تو اُن لوگوں نے عرض کیا کہ بہتر دن ہے۔ اسی دن اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو اُن کے دشمنوں سے نجات دلائی تھی۔ اس لئے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس دن روزہ رکھا تھا۔ آپ نے فرمایا ہم تمہارے اعتبار سے موسیٰ علیہ السلام کے زیادہ حقدار ہیں۔ چنانچہ آپ نے روزہ رکھا اور لوگوں کو بھی اُس دن روزہ رکھنے کا حکم دیا

(۲)

عن ابی موسیٰ قال کان یوم عاشوراء تعدہ الیهود عیدا قال النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فصوموہ انتم۔

حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ یہودی عاشورہ کے دن کو عید سمجھتے تھے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین سے فرمایا تم بھی اس دن روزہ رکھو۔

(۳)

عن ابن عباس قال ما رأیت

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ

النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یتحرّٰی صیام یوم فضلہ علی غیرہ الا ھذا الیوم یوم عاشوراء ۵

فرماتے ہیں کہ سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کسی دن کو عاشورا کے دن سے افضل سمجھ کر روزہ نہیں رکھتے تھے۔

۲

عن سلمہ بن اکوع قال امر النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رجلا من اسلم ان اذن فی النّاس ان ما کان اکل فلیصم بقیّۃ یومہ ومن لم یکن اکل فلیصم فانّ الیوم یوم عاشوراء
بخاری شریف کتاب الصوم جلد اوّل ص۲۰۸

حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک شخص کو ارشاد فرمایا کہ لوگوں میں اعلان کردو کہ جس شخص نے کچھ کھا لیا ہے وہ باقی دن تک کچھ نہ کھائے۔ اور جس نے نہیں کھایا ہے وہ روزہ رکھے اسلئے کہ آج عاشورہ کا دن ہے

عظمت عاشورا

ماثبت بالسنّۃ

وروی ابو الشیخ فی الثواب انہٗ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان نوحًا ھبط من السفینۃ علی الجودی بیوم عاشوراء، فصام نوح والمومن معہ بصیامہ شکرًا للہ وفی یوم عاشورا تاب اللہ علی آدم، وعلی اھل المدینۃ یونس وفیہ خلق البحر لبنی اسرائیل وفیہ وُلد ابراھیم وابن مریم علیہ السلام وعن ابن مسعود

ابو الشیخ نے کتاب الثواب میں روایت بیان کی کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ حضرت نوح علیہ السلام عاشورے کے دن اپنی کشتی سے جودی پہاڑ پر اترے اور روزہ رکھا اور ساتھیوں کو اللہ تبارک وتعالیٰ کا شکر ادا کرنے کیلئے روزہ رکھنے کا حکم دیا۔ اور اسی عاشورے کے دن حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ قبول فرمائی اور حضرت یونس علیہ السلام کے شہر والوں کی اور اسی دن بنی اسرائیل

رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم من وسع علی عیالہ یوم عاشوراء لم یزل فی وسعۃ سائر سنتہ۔ (ماثبتہ بالسنۃ ص۱۹
تالیف لطیف امام المحدثین شاہ عبدالحق محدث دہلوی)

کے لئے دریا پھاڑ گیا۔ اور اسی دن حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے۔

○

غُنیۃ الطّالبین

انما سمی عاشورا، لان اللہ تعالیٰ اکرم فیہ عشرۃ من الانبیاء علیھم السّلام بعشر کرامات۔ (احدھا) انّہ عزّوجل تاب علی آدم علیہ السّلام فیہ (والثانیۃ) رفع اللہ عزّوجلّ ادریس علیہ السّلام فیہ مکانًا علیًّا (والثالثۃ) استوت سفینۃ نوح علیہ السّلام فیہ علی الجودی، (والرابعۃ) وُلد ابراھیم علیہ السّلام فیہ واتخذہ اللہ تعالیٰ خلیلا وانجاہ من نار نمرود فیہ (والخامسۃ) تاب اللہ عزّوجلّ علی داؤد علیہ السّلام فیہ وردّ الملک علی سلیمان علیہ السّلام فیہ (والسادسۃ) کشف اللہ ضرّ ایّوب علیہ السّلام فیہ (والسّابعۃ) نجّی اللہ عزّوجلّ موسیٰ علیہ السّلام

اس کا نام عاشورہ اس واسطے رکھا ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس دن دس پیغمبروں کو بزرگی عطا فرمائی دس کرامتوں کے ساتھ۔ ایک یہ ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے آدم علیہ السلام کی توبہ قبول فرمائی اس دن۔ اور دوسری یہ کہ اٹھا لیا اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضرت ادریس علیہ السلام کو مکان بلند میں اسی روز۔ اور تیسری یہ کہ حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی نے اسی دن جودی پہاڑ پر قرار پکڑا۔ اور چوتھی یہ کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اسی دن پیدا ہوئے اور بنایا حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اللہ تعالےٰ نے دوست اور نجات دی نار نمرود سے پانچویں یہ کہ اسی دن ہی اللہ تعالےٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام کی توبہ قبول فرمائی اور اسی دن حضرت سلیمان علیہ السلام کو پھر ملک

من البحر واغرق فرعون في البحر فيه۔ (والثامنة) نجى الله عزّوجل الله يونس عليه السلام من بطن الحوت (والتاسعة) رفع الله عزّوجل عيسىٰ عليه السلام الى السماء فيه

(غنیۃ الطالبین مطبوعہ دہلی صـ ۶۲۱)

واپس دیا۔ چھٹی یہ کہ اسی دن اللہ تبارک و تعالیٰ نے حضرت ایوب علیہ السلام کی مصیبت دُور فرمائی۔ اور ساتویں یہ کہ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو دریا سے نجات دی اور فرعون کو معہ قوم کے غرق کیا۔ آٹھویں یہ کہ اللہ تعالیٰ نے نجات دی یونس علیہ السلام کو مچھلی کے پیٹ سے اسی روز۔ اور نہم یہ کہ اُٹھا لیا اللہ تبارک و تعالیٰ نے حضرت عیسےٰ علیہ السلام کو طرف آسمان کی۔

انسائیکلوپیڈیا

عاشورہ عشر سے بنا ہے جس کے معنی دس کے ہیں۔ اصطلاح میں اسلامی مہینے محرم کی دسویں تاریخ۔ ہجرت مدینہ کے بعد مسلمانوں پر رمضان کے روزے فرض ہوئے۔ اس سے قبل یہ عاشورہ کا روزہ رکھتے تھے۔ یہودی بھی اسی دن روزہ رکھتے ہیں۔ کیونکہ اس دن حضرت موسیٰ علیہ السلام اور بنی اسرائیل نے فرعون اور اس کے لشکر سے نجات حاصل کی تھی۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اسی دن آدم و حوا کی تخلیق ہوئی۔ جنت، دوزخ، تقدیر، زندگی اور موت کو خدا نے پیدا کیا۔ اسی دن حضرت نوح کی کشتی کنارے پر لگی اور لوگ اسمیں بعافیت اُترے اسی دن زائرین کیلئے کعبہ کھولا گیا۔ کہا جاتا ہے کہ ابتداً یہ دن خوشی کے اظہار کیلئے مخصوص تھا۔ مگر ۱۰ محرم ۶۱ھ ۱۰ اکتوبر ۶۸۰ء کو میدان کربلا میں یزیدی فوجوں نے حضرت امام حسینؓ اور آپکے کنبہ کو شہید کر دیا۔ اس دن عاشورہ غم اور ماتم کے طور پر منایا جاتا ہے۔ اہل شیعہ ذوالجناح اور تعزیے نکالتے ہیں، ماتم کرتے ہیں۔ اہلسنّت والجماعت اس دن روزہ رکھتے ہیں اور امام موصوف کے نام کی نذر نیاز دلاتے ہیں۔

(انسائیکلوپیڈیا اردو ۹۴۸)

دسویں دن کی اور برکتیں

نزہۃ المجالس سے

لان الله اكرم فيه من جماعة من الانبياء عليهم الصلوٰة والسلام اصطفى آدم و رفع ادريس واستوت سفينة نوح على الجودي يوم عاشوراء واتخذ الله ابراهيم خليلا يوم عاشوراء واغفر الله لداؤد يوم عاشوراء ورد الله على سليمان ملكه فيه وتزوج النبي صلى الله عليه وآله وسلم خديجة وخلق الله السموات والارض والقلم وآدم وحواء كل ذالك في يوم عاشوراء۔

(از نزہۃ المجالس جلد اوّل صـ ۱۴۷ مطبوعہ مصر)

اللہ تبارک و تعالیٰ نے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی جماعت سے اکرام کیا انبیاء کا چُنا آدم کو اور اُٹھایا ادریس کو۔ اور ٹھہرایا سفینہ نوحؑ کو جُودی پہاڑ پر دن عاشورہ کے۔ اور ابراہیم خلیل اللہ کو اللہ تعالےٰ نے بچایا آگ سے دن دسویں کو۔ اور بخشش فرمائی داؤد کی دن دسویں کو اور مُلک واپس دیا سلیمان کو دن دسویں اور نکاح ہُوا حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا اُمّ المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ سے دن دسویں اور پیدا فرمایا اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین کو اور قلم کو اور آدم کو اور حوا علیہم السلام کو دن دسویں کو۔

عاشورہ اور گیارھویں شریف

ان حوالہ جات کی روشنی میں منکرین کے باطل دعوؤں کی تردید ہو جاتی ہے جو کہتے ہیں کہ عاشورا وغیرہ میں کونسا ثواب عظیم مذکور ہے۔

چونکہ عاشورہ محرم کے علاوہ دیگر اسلامی مہینوں کی دسویں تاریخ میں مختلف خصوصیتیں موجود ہیں اسلئے گیارھویں شریف کا اس سے بھی گہرا تعلق ہے۔ چونکہ اسلامی تاریخ رات سے شروع ہوتی ہے اسلئے ان حوالجات کی روشنی میں ملاحظہ فرمائیں کہ دن دسویں اور رات گیارھویں کو کیا ہوا۔

دن دسواں اور رات گیارہویں

قلم قدرت کو پیدا فرمانے کا دن	دن دسواں اور رات گیارہویں
لوحِ محفوظ پیدا فرمانے کا دن	دن دسواں اور رات گیارہویں
قلم کا لوحِ محفوظ پر تقدیرِ عالم لکھنے کا دن	دن دسواں اور رات گیارہویں
ساتوں زمینوں کو بنائے جانے کا دن	دن دسواں اور رات گیارہویں
ساتوں آسمانوں کو پیدا فرمانے کا دن	دن دسواں اور رات گیارہویں
اللہ تبارک و تعالیٰ کا عرش پر غلبہ فرمانے کا دن	دن دسواں اور رات گیارہویں
سورج کو پیدا فرما کر منوّر کرنے کا دن	دن دسواں اور رات گیارہویں
چاند کو پیدا فرما کر تابانی بخشنے کا دن!	دن دسواں اور رات گیارہویں
ستاروں کو پیدا فرما کر روشنی دینے کا دن	دن دسواں اور رات گیارہویں
آسمانوں کو چاند، ستاروں اور سورج سے زینت ملنے کا دن	دن دسواں اور رات گیارہویں
پہاڑوں کو زمین کی میخیں بنانے کا دن	دن دسواں اور رات گیارہویں
سمندروں اور دریاؤں کو پیدا کرنے کا دن	دن دسواں اور رات گیارہویں
جنت کو پیدا فرمانے کا دن	دن دسواں اور رات گیارہویں
دوزخ کو پیدا فرمانے کا دن	دن دسواں اور رات گیارہویں
حوضِ کوثر کو پیدا فرمانے کا دن	دن دسواں اور رات گیارہویں
حوریں پیدا فرمانے کا دن	دن دسواں اور رات گیارہویں
غلمان پیدا فرمانے کا دن	دن دسواں اور رات گیارہویں
فرشتے پیدا فرمانے کا دن	دن دسواں اور رات گیارہویں
رضوان پیدا فرمانے کا دن	دن دسواں اور رات گیارہویں
جنت کے محلات تعمیر فرمانے کا دن	دن دسواں اور رات گیارہویں
حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ قبول فرمانے کا دن	دن دسواں اور رات گیارہویں
حضرت ادریس علیہ السلام کو مکانِ بلند ملنے کا دن	دن دسواں اور رات گیارہویں

حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی کو کنارہ ملنے کا دن	دن دسواں اور رات گیارہویں
حضرت ابراہیم علیہ السلام کی پیدائش مبارک کا دن	دن دسواں اور رات گیارہویں
حضرت ابراہیم علیہ السلام کا خلعتِ خلیلی حاصل کرنے کا دن	دن دسواں اور رات گیارہویں
حضرت ابراہیم علیہ السلام کیلئے نار کے گلزار بننے کا دن	دن دسواں اور رات گیارہویں
حضرت داؤد علیہ السلام کی توبہ قبول ہونے کا دن	دن دسواں اور رات گیارہویں
حضرت ایوب علیہ السلام کی مصیبت دور ہونے کا دن	دن دسواں اور رات گیارہویں
حضرت موسیٰ علیہ السلام کیلئے دریا میں رستہ بننے کا دن	دن دسواں اور رات گیارہویں
حضرت موسیٰ علیہ السلام کے دشمن فرعون کے غرق ہونے کا دن	دن دسواں اور رات گیارہویں
حضرت موسیٰ علیہ السلام کے دشمن فرعونیوں کے غرق ہونے کا دن	دن دسواں اور رات گیارہویں
حضرت یونس علیہ السلام کو مچھلی کے پیٹ سے رہائی ملنے کا دن	دن دسواں اور رات گیارہویں
حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آسمانوں پر اٹھائے جانے کا دن	دن دسواں اور رات گیارہویں
حضرت یونس علیہ السلام کے شہر والوں کی توبہ قبول ہونے کا دن	دن دسواں اور رات گیارہویں
حضرت نوح علیہ السلام اور اُن کے ساتھیوں کے روزہ رکھنے کا دن	دن دسواں اور رات گیارہویں
حضرت یوسف علیہ السلام کی حضرت یعقوب علیہ السلام سے ملاقات کا دن	دن دسواں اور رات گیارہویں

کعبہ شریف کا دروازہ کھلنے کا دن۔	دِن دسواں اور رات گیارہویں !
حضرت آدم علیہ السّلام کی تخلیق کا دن	دِن دسواں اور رات گیارہویں
حضرت حوّا سلام اللہ کی پیدائش کا دن	دن دسواں اور رات گیارہویں
زندگی کو زندگی ملنے کا دن	دن دسواں اور رات گیارہویں
موت کو پیدا کرنے کا دن	دن دسواں اور رات گیارہویں
حضرت اسمٰعیل کو ذبحٌ عظیم کا لقب ملنے کا دن	دن دسواں اور رات گیارہویں
ذبیح اللہ کی کامیابی کا دن	دن دسواں اور رات گیارہویں
شیطان کی ناکامی و نامرادی کا دن	دن دسواں اور رات گیارہویں
جبریل علیہ السّلام کی تخلیق کا دن	دن دسواں اور رات گیارہویں
جبریل علیہ السّلام کو سدرۃ المنتہیٰ کا مقام ملنے کا دن	دن دسواں اور رات گیارہویں
نواسۂ رسول صلّی اللہ علیہ وسلم کی شہادت کا دن	دن دسواں اور رات گیارہویں
حسین علیہ السلام کی حقیقی کامیابی کا دن	دن دسواں اور رات گیارہویں
یزید پلید کی حقیقی موت کا دن	دن دسواں اور رات گیارہویں
خدا کی رحمتوں کے نزول کا دن	دن دسواں اور رات گیارہویں
حضور غوث اعظمؓ کی گیارہویں پکانے کا دن	دن دسواں اور رات گیارہویں
بیت اللہ کا حج قبول ہونے کا دن	دن دسواں اور رات گیارہویں
قربانی دینے کا پہلا دن	دن دسواں اور رات گیارہویں
ارکانِ حج ادا کرنے کا دن	دن دسواں اور رات گیارہویں
بارگاہِ خداوندی میں دعائیں قبول ہونے کا دن	دن دسواں اور رات گیارہویں

دسویں دن اور گیارہویں رات کی فضیلتوں اور خصوصیتوں کا اگر پوری تفصیل سے ذکر کیا جائے تو ہزاروں صفحات میں بھی نہیں سما سکتی۔ مختصر طور پر پانچ گیارہویاں یعنی پچپن خصوصیتوں کا اجمالی خاکہ پیش کر دینے پر ہی اکتفا کیا جاتا ہے۔ ثبوت کے طور پر کتب احادیث وغیرہ سے حوالہ جات بھی تحریر کر دیئے گئے ہیں جنہیں آپ عاشورہ کی فضیلت وغیرہ کے عنوان کے تحت ملاحظہ فرما چکے ہیں۔ اب ہم گیارہویں شریف کے متعلق ایک خاص نزاع کا ازالہ کرتے ہیں۔

گیارہویں شریف کیا ہے؟

منکرین کی طرف سے عام طور پر جو اہلسنّت پر بدعتی ہونے کا فتویٰ صادر ہوتا ہے اُس کا اہم جز گیارہویں شریف ہے جیسا کہ آپ سابقہ اوراق میں ملاحظہ فرما چکے ہیں۔ گیارہویں شریف کے متعلق سیدھی سی بات یہ ہے کہ حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عرس پاک ہے۔ عرس پاک کی حقیقت کیا ہے اور یہ کیوں کیا جاتا ہے اس کی وضاحت آپ آئندہ اوراق میں ملاحظہ فرمائیں گے جس میں ہم نے قرآن مجید اور متعدد کتب احادیث کی روشنی میں اس مسئلہ کو حل کیا ہے۔ بہرحال اولیاء اللہ کے عرائس ایک ٹھوس حقیقت ہیں اور قرآن و سنّت کے مطابق ہیں۔

عرسِ غوثِ اعظمؓ اور شاہ عبدالحقؒ محدث دہلوی

حضور سیدنا غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کا عرس منانے کے متعلق شیخ محقق امام المحدثین، خاتم الاولیا سیدنا شاہ عبدالحق محدث دہلوی اپنی کتب "مَاثَبَتَ بِالسُّنَّۃ" اور اخبار الاخیار میں نہایت شرح و بسط سے تحریر فرماتے ہیں۔ شاہ عبدالحق محدث دہلوی کون ہیں اور آپ کا علمی اور روحانی مقام کیا ہے یہ محتاج تعارف نہیں۔ نجدی وہابی بالعموم اور دیوبندی وہابی بالخصوص آپ کے کمالاتِ علمی کے معترف ہیں۔ مذکورہ بالا دونوں کتب کے دیباچے مفتی محمد شفیع دیوبندی نے بھی لکھے ہیں۔ اوّل الذکر کتاب ماثبت بالسنۃ کے دیباچے میں مفتی محمد شفیع دیوبندی لکھتا ہے کہ اس کتاب کی عظمت اور صحت کی اس سے بڑھ کر اور دلیل کیا ہو گی کہ اس کے مصنف شاہ عبدالحق محدث دہلوی ہیں دوسری کتاب اخبار الاخیار کے دیباچے میں یہی صاحب اس طرح رقمطراز ہوتے ہیں۔ کہ اولیاء اللہ کے حالات میں اخبار الاخیار دُنیا کی بہترین کتاب اسلئے ہے کہ اس میں ہر واقعہ کو مصنف نے حدیث کی طرح سندیں حاصل کر کے تحریر فرمایا ہے۔ بہرحال شاہ عبدالحق محدث دہلوی ایک ایسی عظیم شخصیت ہیں جنہوں نے سب سے پہلے ہندوستان کو علوم حدیث کے مطالب و معارف سے روشناس کرایا جس کے اپنے پرائے سب معترف ہیں

سب معترف ہیں۔ حتیٰ کہ وہابیوں کے امام صدیق حسن بھوپالی لکھتے ہیں کہ میں آپ کے مزار پر گیا تو وہاں رحمت کی برسات ہوتی تھی۔ مولوی اشرف علی تھانوی لکھتا ہے کہ آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دربار میں حضوری حاصل تھی (حوالے آگے آئیں گے) شاہ صاحب قدس سرہ العزیز کا یہ تعارف اس لئے کروایا گیا ہے تاکہ منکرین گیارھویں شریف تھوڑا سا غور کریں اور بریلویوں کو بدعتی کہنے کے بجائے اس بات کو سوچیں کہ شاہ عبدالحق محدث دہلوی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا مقدس زمانہ وہ زمانہ ہے کہ جس وقت "نہ بریلوی تھے اور نہ دیوبندی" نہ غیر مقلد وہابی تھے اور نہ مقلد وہابی۔ اگر اس وقت وہ لوگ جنہیں شیخ محقق علیہ الرحمتہ کامل اولیاء اللہ سے شمار کرتے ہیں۔ گیارھویں شریف کی بدعت کا ارتکاب کرتے تھے تو پھر آج بریلویوں کو نشانہ ستم کیوں بنایا جاتا ہے۔ اگر وہابیوں کے امام کو شاہ صاحب کے مزار پر رحمت کی برسات نظر آتی ہے اور دیوبندیوں کے پیشوا اشرف علی آپ کو صاحب حضوری سمجھتے ہیں تو پھر یہ تصور کسی طرح بھی نہیں کیا جا سکتا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دربار میں شرف باریابی حاصل کرنے والا شخص نہ صرف یہ کہ بدعت کی ترغیب دے بلکہ بدعات کے ارتکاب کرنے والوں کو کامل اولیاء اللہ کے روپ میں پیش کریں۔ ان تمہیدی کلمات کے بعد ہم پہلے سرتاج المحدثین شاہ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ العزیز کی مذکورہ دونوں کتابوں سے غوث الثقلین سیدنا عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عرس پاک اور گیارھویں شریف کا جواز پیش کرتے ہیں۔

عرس غوث اعظم گیارہویں شریف

ماثبت بالسنۃ

قلت فبھذہ الروایۃ یکون "عرسہ" تاسع ربیع الآخر

ہم کہتے ہیں کہ اس روایت کے موجب (حضور غوث اعظم) کا عرس مبارک ۹ ربیع الآخر

وھذا ھو الذی ادرکنا علیہ سیدنا الشیخ الامام سیدنا الشیخ عبدالوھاب القادری المتقی المکی فانہ قدس سرہ کان یحافظ یوم "عرسہ" ھذا التاریخ اما اعتمادا علی ھذہ الروایۃ او علی ما رای من شیخہ الشیخ الکبیر علی المتقی او من غیرہ من المشائخ رحمھم اللہ تعالیٰ وقد اشتھر فی دیارنا ھذا الیوم "الحادی عشر" وھو المتعارف عند مشائخنا من اھل الھند من اولادہ۔

(ماثبت بالسنۃ مترجم صفحہ ۱۴۲ سید المحدثین حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ العزیز)

کو ہونا چاہیئے۔ اور یہ وہ تاریخ ہے جس پر ہم نے پیر و مرشد امام عارف کامل شیخ عبدالوہاب قادری متقی مکی قدس سرہ العزیز کو پایا ہے۔ شیخ قدس سرہ آپ کے عرس مبارک کے دن کے لئے یہی تاریخ یاد رکھتے تھے۔ لیکن اس روایت پر اعتماد کرتے ہوئے یا اس سبب سے کہ اپنے پیر و مرشد شیخ الکبیر علی متقی قدس سرہ یا اور کسی بزرگ کو دیکھا ہو۔ بیشک ہمارے ملک میں آجکل گیارھویں شریف تاریخ مشہور ہے۔ اور یہی تاریخ آپ کی ہندی اولاد و مشائخ میں متعارف ہے۔

ماثبۃ بالسنۃ کی ایک اور روایت

وقد اشتھر فی دیارنا ھذا الیوم الحادی عشر وھو المتعارف عند مشائخنا من اھل الھند من اولادہ کذا ذکر شیخنا وسیدنا السید

اور بیشک ہمارے ملک میں حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عرس مبارک کا دن گیارہ ربیع الآخر ہی مشہور ہے اور یہی تاریخ اس ملک میں حضور غوث الثقلین

بھی الرضی الوصی ابو المحاسن سیدی الشیخ الکامل العارف المعظم المکرم ابی الفتح الشیخ حامد الحسنی الجیلانی نقلا من اورادِ القادریہ۔ تصنیف المخدوم الاعظم الاکرم الامجد فخم ولی اللہ بالاتفاق۔ ماثبت بالسنۃ صفحہ ۵۵

کی اولاد میں متعارف ہے۔ اسی طرح پیر و مرشد سیدنا سید بھی رضی الوصی ابو المحاسن سیدنا شیخ کامل، عارف، معظم و مکرم ابو الفتح شیخ حامد حسنی جیلانی اولادِ قادریہ میں ۱۱۔ ربیع الآخر شریف ہی نقل فرماتے ہیں۔

یہی امام المحدثین اخبار الاخیار شریف میں حضور سیدنا غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق فرماتے ہیں کہ امام الاولیاء شیخ امان پانی پتی جو مشہور اولیاء اللہ میں سے ہیں سرکار غوثِ اعظم کا عرس گیارھویں شریف گیارہ تاریخ کو ہمیشہ کیا کرتے تھے یاد رہے کہ شیخ امان پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ کا زمانہ آج سے ساڑھے پانچ سو سال پہلے کا ہے

گیارھویں شریف غوث پاک رضی اللہ عنہ

اخبار الاخیار

یازدہم ماہ ربیع الآخر عرس غوث الثقلین رضی اللہ عنہ کردہ۔ (اخبار الاخیار مطبوعہ دیوبند صفحہ ۲۴۲)

ربیع الآخر مہینے کی گیارھویں کو عرس غوث الثقلین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کرتے تھے۔

تفریح الخاطر

تفریح الخاطر شریف میں حضور سیدنا غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کے وصال شریف کے متعلق لکھا ہے۔

وفی لیلۃ الاثنین بعد صلوٰۃ العشاء احدی عشرۃ من ربیع الثانی سنۃ خمسمائۃ واحدی وستین (تفریح الخاطر صفحہ ۱۲۹)

اور آپ کا وصال شریف سوموار کی شب کو عشاء کی نماز کے بعد ۱۱ ربیع الثانی ۵۶۱ ہجری کو ہوا۔

حقیقت گیارھویں شریف

جیسا کہ ہم نے مختصر طور پر اس بات کی وضاحت کی ہے کہ شہنشاہِ بغداد حضور غوث الثقلین سیدنا عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے وصالِ پاک کی تاریخ گیارہ ربیع الآخر ہے۔ اور گیارھویں شریف منانے کی خصوصی وجہ یہی ہے۔ نیز اولیائے متقدمین اور جمیع اہلسنت کا اس پر صدیوں سے عمل رہا ہے کہ وہ سرکار غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کے وصالِ پاک کی تاریخ پر کھانا وغیرہ آپ کی نیاز کا پکا کر غرباء و مساکین میں تقسیم فرماتے اور قرآن مجید کی تلاوت کر کے طعام و کلام کا ثواب سیدنا غوثِ اعظم کے حضور میں پیش کرتے۔

گیارھویں شریف کے مشہور ہونے کی ایک اور وجہ

علاوہ ازیں گیارھویں شریف کے مشہور ہونے کی ایک اور وجہ یہ ہے۔ جیسے امام المحدثین امام الائمہ امام یافعی قدس سرہ العزیز اس طرح بیان فرماتے ہیں۔

قرۃ الناظرہ وخلاصۃ المفاخرہ (امام یافعی)

ذکر یازدہم کہ حضرت غوث الثقلین رضی اللہ عنہ بود۔ ارشاد شد کہ اصل یازدہم این بود کہ حضرت غوث الصمدانی بتاریخ یازدہم ربیع الآخر فاتحہ چہلم پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کردہ بودند آں نیاز آں چناں مقبول و مطبوع افتاد کہ در ہر ماہ بتاریخ یازدہم فاتحہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مقرر فرمودند و دیگر اتباع حضرت غوث پاک بتقلید وے علی نبینا یازدہم می کنند۔ (قرۃ الناظرہ وخلاصۃ المفاخرہ) مؤلف امام الائمہ امام یافعی علیہ الرحمۃ

حضور سیدنا غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کی گیارھویں شریف کا ذکر تھا۔ تو ارشاد ہوا کہ گیارھویں شریف کی اصلیت یہ تھی کہ حضرت غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور پر نور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چالیسویں کا ختم ہمیشہ گیارہ ربیع الثانی کو کیا کرتے تھے وہ نیاز اتنی مقبول و مطبوع ہوئی کہ اس کے بعد ہر مہینے سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ختم شریف مقرر کر دیا اور پھر دوسرے لوگ بھی حضرت غوث پاک کی اتباع میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی گیارھویں شریف منانے لگے۔

گیارہویں شریف کی شہرت کی وجہ

امام یافعی علیہ الرحمتہ کی تحقیق کے مطابق گیارھویں شریف کی شہرت کی اگر یہ وجہ بھی ہو تو قرین قیاس ہے۔ بہرحال یہ بات متفق علیہ ہے کہ گیارھویں شریف کا ختم حضور غوث الثقلین رضی اللہ عنہ کی نیاز ہے جسے مسلمان صدیوں سے حضور غوث اعظمؓ کے حضور میں پیش کرتے چلے آتے ہیں اور انشاء اللہ العزیز نیازمندان سرکار بغدادؓ تا قیام قیامت اپنی نیازمندی پیش کرتے رہیں گے۔

منکرین کا یہ پاگل پن ہے کہ ایک سیدھی سی بات کو چیستان بنانے کی فکر میں لگے رہتے ہیں۔ اور اولیاء اللہ سے اپنا تعلق قائم رکھنے والوں کو بدعتی ٹولہ کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔

عرس غوثِ اعظمؓ ایک ایسی ٹھوس حقیقت ہے جس کا منکرین کے باپ داداؤں کو بھی اعتراف ہے۔ چنانچہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی لکھتے ہیں:۔

کلماتِ طیبات (شاہ ولی اللہ)

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی مکتوبات مرزا مظہر جانِ جاناں سے ایک مکتوب نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:۔

"میں نے خواب میں ایک چبوترہ دیکھا جس میں بہت سے اولیاء اللہ حلقہ باندھ کر مراقبہ میں بیٹھے ہیں۔ اور ان کے درمیان حضرت خواجہ نقشبندؒ دو زانو اور حضرت جنیدؒ تکیہ لگا کر بیٹھے ہیں۔ استغنا، ماسوا اللہ اور کیفیاتِ فناہ آپس میں جلوہ نما ہیں۔"

میں نے اُن سے دریافت کیا کہ یہ معاملہ ہے تو اُن میں سے کسی نے بتایا کہ امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے استقبال کیلئے جارہے ہیں۔ آپ کے ساتھ ایک گلیم پوش سر اور پاؤں سے برہنہ ژولیدہ بال ہیں۔ حضرت علی

نے اُن کے ہاتھ کو نہایت عزت وعظمت کے ساتھ اپنے ہاتھ مبارک میں لیا ہوا تھا۔ میں نے پوچھا کہ کون ہیں تو جواب ملا کہ یہ خیرالتابعین حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ ہیں۔ پھر ایک حجرہ ظاہر ہوا جو نہایت ہی صاف تھا اور اس پر نور کی بارش ہو رہی تھی۔ یہ تمام کمال بزرگ اس میں داخل ہو گئے۔ میں نے اس کی وجہ پوچھی تو ایک شخص نے کہا:۔

"امروز عرس حضرت غوث الثقلین است بتقریب عرس بروند"
(کلمات طیبات شاہ ولی اللہ صفحہ ۷۸)

ایک واقعہ ہزار مسئلے

مندرجہ بالا حضرت مرزا مظہر جان جاناں کے ساتھ پیش آنے والا واقعہ نجدیوں کیلئے بالعموم اور دیوبندیوں کیلئے بالخصوص دعوتِ غور وفکر ہے۔ نجدیوں کا ذکر اسلئے کیا کہ یہ لوگ شاہ ولی اللہ کی علمی شخصیت کے پورے طور پر معترف ہیں اور اس واقعہ کو نقل کرنیوالے شاہ ولی اللہ ہیں۔ اور دیوبندیوں کا ذکر اسلئے کیا ہے کہ وہ حضرت مرزا مظہر جان جاناں کی عظیم المرتبت شخصیت کے نہ صرف یہ کہ مداح ہیں بلکہ اُنہیں بظاہر اپنا روحانی پیشوا مانتے ہیں۔ کیا یہ واقعہ واقعی طور پر ان لوگوں کیلئے موجب غور وفکر نہیں۔ ہم کہتے ہیں کہ اگر بغور اس عبارت کو پڑھا جائے تو ہمارے اور ان کے مابین کوئی ایک چھوٹے سے چھوٹا مسئلہ بھی باعثِ نزاع نہیں رہ سکتا۔ بہرحال ہمارے موضوع کے مطابق یہ مسئلہ سامنے آتا ہے کہ:۔

۱۔ حضور سیدنا غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کے عرس پاک میں صحابہ کرام اور اولیائے عظام کی شرکت ہوتی ہے۔

۲۔ حضور سیدنا غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کے عرس مبارک میں شمولیت کرنیوالوں کی سربراہی شیر خدا، مشکلکشا، حیدر کرار سیدنا حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سیدنا اویس قرنی رضی اللہ عنہ کو ساتھ لے کر فرماتے ہیں۔

اگرچہ عرس غوث اعظمؓ کی عظمت وفضیلت، شان وشوکت اور شکوہ وسطوت کے اظہار کیلئے یہی ایک واقعہ کافی ہے۔ تاہم چند ضروری باتیں ملاحظہ فرمادیں۔

قرآن مجید سے گیارہویں کا ثبوت

اب جبکہ پوری پوری وضاحتوں اور صراحتوں کے ساتھ اس بات کا فیصلہ ہو چکا ہے کہ نذر، نیاز، ختم بزرگانِ دین اور گیارھویں شریف وہابیوں کے وَمَا اُهِلَّ کے زد میں نہیں آتے۔ اس لئے یہ سب امور جائز اور ان تقریبات پر پکائے جانے والے ہمہ اقسام کے کھانے طیب و طاہر اور حلال و پاکیزہ ہیں تو اب منکرین کا ایک اور اعتراض ملاحظہ کریں:-

منکرین کا اعتراض

گیارھویں شریف پر منکرین کے فرسودہ ترین اعتراضات میں سے یہ اعتراض سرفہرست ہے کہ گیارھویں شریف کا ثبوت قرآن مجید سے دو۔ چونکہ یہ اعتراض بھی انتہائی عجیب ہے اس لئے اس کا جواب بھی عجیب و غریب دیا جاتا ہے۔

پہلا جواب

قرآن مجید کی سورہ یوسف میں گیارہ کا ذکر اس طرح آتا ہے:-

اِنِّیْ رَاَیْتُ اَحَدَ عَشَرَ کَوْکَبًا (سورہ یوسف آیت ۳) ترجمہ: تحقیق دیکھے میں نے گیارہ ستارے۔

چلئے جواب ختم گیارہ کے ہندسے کی بات تھی سو قرآن مجید سے ثابت ہو گیا۔ اب منکرین سٹپٹا کر یہ اعتراض کر سکتے ہیں کہ بات تو دنوں اور تاریخ کی تھی — اور یہ تو ستاروں کی بات ہے اس لئے بات بنتی نہیں۔ ہم کہتے ہیں کہ بات تو تمہاری بن ہی نہیں سکتی۔ ہم تمہیں دنوں کا تذکرہ بھی قرآن مجید سے دکھا دیتے ہیں۔

دوسرا جواب

ثَلٰثَةِ اَیَّامٍ فِی الْحَجِّ وَسَبْعَةٍ اِذَا رَجَعْتُمْ ط تِلْكَ عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ ۔ (سورہ بقرہ پ۲ آیت ۱۹۶)	تین دن حج کے اور سات دن جب تم واپس لوٹو یہ پورے دس دن ہوتے۔

چونکہ ہم دسویں دن کی رات کو گیارہویں کہتے ہیں۔ لہذا دس دنوں کا تذکرہ ثابت ہونے کے بعد دن دسواں اور رات گیارہویں ثابت ہو گئی۔

اب منکرین گھبرا کر ادھر ادھر دیکھیں گے اور بڑے غور و خوض کے بعد یہ اعتراض کریں گے کہ یہ تو حج کے دنوں کی بات ہے۔ ایسی آیت دکھاؤ جس میں مطلق دنوں کا ذکر ہو۔ چلو یہ اعتراض بھی مان لیا۔ لہذا قرآن مجید کی ایسی آیت ملاحظہ ہو جس میں مطلق دنوں کا ذکر ہے

تیسرا جواب

یَتَخَافَتُوْنَ بَیْنَهُمْ اِنْ لَّبِثْتُمْ اِلَّا عَشْرًا ۝ (سورہ طٰہٰ پ۱۶ آیت ۱۰۳)	آہستہ کہتے ہوں گے درمیان اپنے نہیں رہیں گے مگر دس دن۔

منکرین اب کیا کہیں گے۔ اب تو قرآن مجید سے مطلق دس دنوں کا تذکرہ بھی ثابت ہو گیا دس دنوں کے بعد رات یقیناً گیارھویں ہو گی۔ لہذا دن دسواں اور رات گیارہویں ثابت ہو گئی۔ اب کیا اعتراض باقی ہے۔

اب اگر کوئی اعتراض نہیں سوجھتا تو قرآن مجید ہی سے دو آیتیں اور ملاحظہ کرو۔ پہلی آیت میں دس دنوں کا تذکرہ ہے اور دوسری آیت میں تو اللہ تعالیٰ گیارھویں شریف کی قسم کھاتا ہے۔

چوتھا جواب

وَوٰعَدْنَا مُوْسٰی ثَلٰثِیْنَ لَیْلَةً وَّاَتْمَمْنٰهَا بِعَشْرٍ ۝ (سورہ اعراف آیت ۱۴۱ پ۹)	اور وعدہ دیا ہم نے موسےٰ کو تیس رات کا اور پورا کیا اس کو ساتھ دس کے۔

پانچواں جواب

وَالْفَجْرِ ۙ وَلَيَالٍ عَشْرٍ ۙ (سورۂ فجر آیت ۱-۲ پ ۳۰)	قسم ہے فجر کی اور دس راتوں کی ۔

اس آیت پاک میں اللہ تبارک وتعالیٰ جَلَّ مَجْدُہُ الْکَرِیْم نے ایک صبح اور دس راتوں کی قسم کھائی ہے جس سے گیارھویں شریف کی عظمت معلوم ہوگئی ۔

جیسے کو تیسا

اگرچہ منکرین کا قرآن مجید سے گیارھویں شریف کا ثبوت مانگنا مبنی برجہالت ہے ۔ تاہم ہم نے نہایت سنجیدگی سے قرآن مجید کی پانچ مختلف آیات سے جیسا بھی بن پڑا جواب پیش کردیا ۔ بہرحال ان جوابات کو جیسے کو تیسا کی مثال پر محمول کرنا چاہیئے ۔ اب جبکہ جیسے کو تیسا کی مثال سامنے آہی گئی ہے تو ہمیں بھی حق ہے کہ اس سے پورا پورا فائدہ حاصل کرنا چاہیئے ۔ لہٰذا ہم گیارھویں شریف کے منکرین سے مندرجہ ذیل چند سوالات کے جوابات طلب کرتے ہیں ۔ منکرین کو ہمارے ان سوالوں کا جواب اپنے فارمولے کے مطابق قرآن مجید سے ہی دینا ہوگا ۔ ہم نے تو جیسا بھی ہوسکا قرآن مجید سے گیارھویں شریف کا ثبوت دے دیا ۔ مگر منکرین قیامت تک ہمارے سوالوں کا جواب قرآن مجید سے نہیں دے سکتے ۔

تم بھی قرآن سے ثابت کرو

تم کہتے ہو گیارھویں اس لئے بدعت ہے کہ اس کا ذکر قرآن میں نہیں ۔ ہم کہتے ہیں کہ گیارھویں کا ذکر تو قرآن سے ثابت ہوگیا اب تم اپنی بیشمار بدعتیں قرآن سے ثابت کرو ۔

۱ ۔ حدیث کی کتابوں کا نام ۔ بخاری ۔ مسلم ۔ ترمذی ۔ نسائی ۔ ابوداؤد ۔ ابن ماجہ وغیرہ رکھنا

۲ ۔ ان حدیث کی چھ کتابوں کو صحاح ستّہ کے نام سے موسوم کرنا ۔

۳ ۔ ان چھ کتابوں کو سال بھر میں دورے کی صورت میں پڑھانا ۔

۴ ۔ درسگاہوں کے نام ؛ جامعہ سلفیہ ، جامعہ رشیدیہ ، جامعہ اشرفیہ وغیرہ رکھنا اور بخاری شریف کو قرآن کے بعد درجہ دینا ۔

۵ ۔ حدیث پڑھانے والے معلّموں کی تنخواہیں مقرّر کرنا ۔

۶ ۔ درسگاہوں میں وقت مقرّر کرکے پڑھنا پڑھانا ۔

۷ ۔ تقسیم اسناد اور دستار بندی کے سالانہ جلسے کرنا ۔

۸ ۔ جلسہ میں ہر قسم کی تداعی سے کام لینا ۔ شامیانے لگانا ● اسٹیج بنانا ۔ ● روشنی کا اہتمام کرنا ● کرسیاں لگانا ● سٹیج پر میز وغیرہ رکھ کر اُوپر گلدستے رکھنا ● قالینوں اور دریوں کے فرش بچھانا ● لاؤڈ سپیکر لگانا ● مولویوں کے ٹائم مقرّر کرکے تقریریں کرنا کروانا ● طالبعلموں کو سندیں وغیرہ دینا ۔

۹ ۔ جلسوں کے رنگ برنگے اشتہار چھاپنا ● لاؤڈ سپیکر پر پبلسٹی کرنا ● اشتہاروں میں مولویوں کو لمبے لمبے القاب دینا ● مولویوں کو تقریروں کا معاوضہ دینا ۔

۱۰ ۔ بخاری شریف کا وقت مقرّر کرکے ختم کرنا اور اُس کا نام ختم بخاری رکھنا ۔

۱۱ ۔ درسگاہوں کیلئے مختلف ہتھکنڈوں سے چندے وصول کرنا اور کھالیں طلب کرنا ۔

اِعلان

ہم یہاں گیارھویں والے کی نسبت سے ان گیارہ سوالوں پر ہی اکتفا کرتے ہیں ۔ آئندہ اوراق میں ان سوالات کے کچھ حصّوں کی تفصیل بھی بیان کی جائیگی ۔ یہاں ہم اپنے پیش کئے گئے ان گیارہ سوالوں کے جوابات کیلئے پوری دُنیائے وہابیت کو چیلنج کرتے ہیں کہ اگر ان لوگوں کا ان گیارہ باتوں پر فی الواقع عمل ہے تو وہ قرآن مجید سے ان باتوں کا ثبوت فراہم کردیں ۔ یہاں ہم تھوڑی سی رعایت اور بھی کردیتے ہیں کہ قرآن مجید میں ثبوت فراہم کرنے میں ناکام رہیں تو پھر اپنی مزعومہ صحاح ستّہ کی کُتب سے ہی ان باتوں کا ثبوت پیش کردیں ۔ اور اگر انہیں ہر طرف سے اپنی محرومی اور بے بسی کی تصویریں کھنچی ہوئی نظر آئیں اور ہر سمت سے ناکامی اور نامرادی کے پتھروں کی برسات ہوتی نظر آئے تو آج کے بعد یا تو ان بدعتوں سے باز آجائیں یا پھر ہر نیک کام کو بدعت کہنا چھوڑ دیں ۔

نذر و نیاز بزرگانِ دین اور ختم گیارھویں شریف کے منکرین کے اعتراضات کا آخری حربہ یہ ہے کہ چونکہ غیر اللہ کے ساتھ جو چیز منسوب کی جائے وہ حرام ہے۔ اس لئے یوں کہنا چاہیئے کہ:-

"نیاز اللہ تعالیٰ کیلئے۔ وہ گیارہویں اللہ تعالیٰ کی۔ وہ دیگیں واسطے اللہ تعالیٰ کے۔ وہ کھانا واسطے اللہ تعالیٰ کے۔ اور پھر دعا میں اس کا ثواب غوث پاک کو پہنچا دینا چاہیئے۔"

ہمارا مطالبہ

وہابیہ کی یہ دلیل ہم کسی بحث و تمحیص کے بغیر تسلیم کر لیتے ہیں۔ لیکن انہیں بھی ہمارا ایک مطالبہ تسلیم کرنا ہوگا۔ اور وہ مطالبہ یہ ہے کہ اگر تم ہر قسم کے وہابی اجتماعی طور پر اپنے اس فتویٰ کو قلبی اور ذہنی طور پر تسلیم کر لو اور اس پر عمل پیرا ہونے کا وعدہ کر لو کہ تم ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے نام کا کھانا پکا کر اُس کا ثواب غوثِ اعظم کی روحِ پُر فتوح کو پیش کیا کرو گے اور پورے کا پورا وہابی فرقہ اس پر کاربند رہے گا۔ تو ہم پورے یقین اور اعتماد کے ساتھ تم سے وعدہ کرتے ہیں کہ تمہارا کہا مان لیا جائے گا۔ لیکن تمہاری قلابازیوں کے پیشِ نظر ہمیں یقین ہے کہ تم ہمارا یہ مطالبہ کبھی منظور نہیں کرو گے۔

تم کبھی نہیں مانو گے

ہمارے دعوے کی دلیل یہ ہے کہ تم اس لئے کبھی نہیں مان سکتے کہ تم ذہنی طور پر ایصالِ ثواب کے بھی قائل نہیں۔ یہ محض لوگوں کو فریب دینے کے لئے ایک ڈھکوسلا تیار کر رکھا ہے۔ کہ جب کوئی جواب نہ بن پڑا تو یوں تیس مار خاں بن گئے۔ اور اگر تم ایصالِ ثواب

کو جائز خیال کرتے ہو اور اچھا فعل خیال کرتے ہو تو کیوں نہیں اس کارِ خیر کا آغاز کر دیتے۔ اور اگر یہ کام بھی بدعت ہے تو پھر اسے اچھا اور نیک عمل کیوں کہتے ہو۔

سوال تیرا، جواب میرا

اس بحث کو چھوڑتے ہوئے کہ تم ہمارے مطالبے کو تسلیم کرتے ہو یا نہیں ہم تمہاری غلط فہمی یا چال بازی کا مُستند جواب دیتے ہیں۔

پہلا جواب:- یہ ہے کہ ہم پیشِ ازیں بڑی وضاحت و صراحت اور بے پناہ دلائل کی روشنی میں ثابت کر چکے ہیں کہ خدا تعالےٰ کے سوا دوسروں کے نام منسوب کر دینے سے کوئی چیز حرام اور ناجائز نہیں ہوتی۔

ہم بتا چکے ہیں کہ ایک صحابی نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے نام کی بکری نامزد کر رکھی تھی۔

آپ وَمَا اُھِلَّ کی بحث میں یہ روایات بھی پڑھ چکے ہیں کہ مختلف صحابہ کرام نے حضورؐ کے لئے بکریاں ذبح کیں۔ جن کے لئے حدیث پاک میں یہ لفظ آتے ہیں کہ:- لِرَسُوْلِ اللّٰہ یعنی واسطے رسول اللہ کے۔

دوسرا جواب اِلزامی ہے اور اُس کے متعلق بھی ہم بتا چکے ہیں کہ اگر اس فارمولے کو تسلیم کر لیا جائے کہ "اللہ تعالےٰ کے سوا کسی سے منسوب کرنے سے چیز حرام اور ناجائز ہو جاتی ہے" تو دُنیا کی کوئی چیز جائز اور حلال نہیں رہ سکتی جیسے زید کی بکری، بکر کی گائے، عمر کا مکان، زاہد کی بیوی، شاہد کا بیٹا، صدیق کی لڑکی، فلاں کے کپڑے فلاں کی روٹی علیٰ ہذا القیاس اسی طرح دُنیا کی ہر چیز کسی نہ کسی سے یقیناً منسوب ہے۔

اِس مسئلہ کا حل کیا ہے؟

اگرچہ اس مسئلہ کا حل پہلے بھی بیان کیا جا چکا ہے۔ تاہم قارئین کے ذہن نشین

کرانے کیلئے دوبارہ عرضِ خدمت ہے کہ یہ مسئلہ حقیقت و مجاز کا ہے۔ جس طرح کائنات کی ہر چیز کا مالک و متصرفِ حقیقی اللہ تبارک و تعالیٰ ہے۔ اسی طرح ہر قسم کی نذر، نیاز وغیرہ حقیقی طور پر اللہ تعالیٰ ہی کیلئے ہے۔

اور جس طرح دُنیا کی ہر چیز کی ملکیت و تصرف انسان کو مجازی طور پر عطا کر دی گئی ہے۔ اسی طرح نذر، نیاز وغیرہما مجازی طور پر انسانوں سے منسوب کی جا سکتی ہے۔ جیسے فلاں کی روٹی اور فلاں کا مکان وغیرہ وغیرہ۔

اگر حقیقت و مجاز کے اس مسئلہ پر اعتقاد و یقین نہ رکھا جائے تو پھر دُنیا کی کوئی چیز کسی دوسرے سے منسوب نہیں کی جا سکتی اور نہ ہی حلال اور جائز رہ سکتی ہے۔

آخری اور تحقیقی جواب

ابوداؤد ـ نسائی

عن سعد بن عبادہ قال یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم ان اُمّ سعدٍ ماتت فایّ الصدقۃ افضل قال الماء فحفر بیئراً وقال "ھٰذہٖ لِاُمّ سعدٍ" (ابوداؤد شریف)	سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ اُنہوں نے کہا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم سعد کی ماں یعنی میری ماں مر گئی ہے۔ پس کونسا صدقہ بہتر ہے۔ آپ نے فرمایا، پانی! پس سعد نے کنوآں کھودا اور کہا یہ سعد کی ماں کے واسطے ہے

دُوسری روایت

ایک اور حدیث میں ایک صحابی کے نماز پڑھنے کے متعلق آتا ہے کہ "ھٰذہٖ لِاَبِی ھریرۃ" یعنی یہ نماز ابی ہریرہ کیلئے ہے۔ حالانکہ مقصد ان کا بھی یہی تھا کہ اس نماز کا ثواب ابی ہریرہ کیلئے ہے۔ لیکن لفظ یہ ہیں کہ یہ نماز ابی ہریرہ کیلئے ہے۔ الفاظ پر زیادہ زور نہ دیا کرو بلکہ مقصد سمجھنے کی کوشش کیا کرو۔ مسلمانوں کی نیتوں پہ حملے کرنے کے بجائے نیک گمان رکھا کرو۔

ہم کہتے ہیں گیارہویں غوث پاک کی یا گیارھویں غوث پاک کے واسطے تو یہ ایسے ہی ہے جیسے ھٰذہٖ لِاُمّ سعدؓ یا ھٰذہٖ لِاَبِی ھریرۃؓ۔

دن مقرر کرنے کا تحقیقی جواب

قارئین جان چکے ہیں کہ بغیر دن اور وقت مقرر کرنے کے دُنیا کا کوئی کام سرانجام نہیں دیا جا سکتا۔ متعدد مقامات پر قرآن و حدیث کے مختلف حوالہ جات بھی آپ ملاحظہ فرما چکے ہیں جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ دنوں کو مقرر کرنا جائز بھی ہے اور ضروری بھی۔ اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ دن ہم مقرر نہیں کرتے بلکہ دن پہلے سے مقرر شدہ ہیں۔ اور یہی وہ دن ہیں جن دنوں کا ہم افضل دن خیال کرتے ہیں۔ بدنی اور مالی عبادات کا ثواب پہلوں کو پہنچاتے ہیں۔

دن مقرر شدہ ھیں

حضور سیدنا غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی تصنیف لطیف غنیۃ الطالبین ص ۳۵۶ پر فرماتے ہیں کہ "علمائے دین اس پر متفق ہیں کہ تمام سال میں چودہ راتیں اور سترہ دن عبادت کیلئے نہایت بلند مرتبہ ہیں"

محرم کی پہلی رات، عاشورہ کی رات، رجب کی پہلی رات، رجب کی درمیانی رات، رجب کی ستائیسویں رات، شعبان کی درمیانی رات، شبِ عرفہ، ہر دو عید کی پہلی رات اور آخری عشرہ کی طاق راتیں۔ عرفہ کا دن، عاشورہ کا دن، شعبان کا درمیانی دن، جمعہ کا دن، دونوں عیدوں کا دن اور ذوالحج کے دس دن۔

فتاوٰی شامی

افضل اللیال لیلۃ مولدہٖ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم لیلۃ القدر ثم لیلۃ الاسریٰ والمعراج ثم لیلۃ العرفہ ثم لیلۃ الجمعۃ ثم لیلۃ النصف من شعبان ثم لیلۃ العید ـ وقد صح ان*	راتوں سے افضل رات حضور صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کی ولادت کی پھر لیلۃ القدر، پھر شبِ عرفہ پھر شبِ جمعہ پھر پندرہ شعبان کی رات پھر عید کی رات اور تحقیق صحیح ہے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم نے

* رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم انہ قال افضل الایّام یوم عرفہ اذا وافق یوم جمعہ وھو افضل من سبعین حجۃ (فتاوٰی شامی جلد دوم صفحہ ۲۲۴)

ترجمہ: ـ افضل الایّام یوم عرفہ اور یوم جمعہ اور یہ افضل ہے ستر حجوں سے۔

منکرین مت پڑھیں

صرف اہلِ محبّت کیلئے

گیارھویں شریف

کے

اِسرار و رموز

بارھویں شریف کا گیارھویں شریف سے

اور

گیارھویں شریف کا بارھویں شریف سے

تعلّق

سیدنا غوثِ اعظم رضی کا اسمِ گرامی اور گیارہ کا ہندسہ

سیّدنا غوث اعظم رضی کے القابات اور گیارہ کا ہندسہ

بارھویں (۱۲) والے کا گیارھویں (۱۱) والے سے تعلّق

سرکارِ دو عالم حضور پُرنور احمد مجتبیٰ مُحمّد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم
کے میلادِ مقدس کی تاریخ ۱۲

سیّدنا غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سالِ ولادت
۴۷۱ھ اب ۴۷۱ کا صغریٰ بنائیں ۱ + ۷ + ۴ = ۱۲

تاجدارِ مدینہ حضور صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے وصالِ پاک
کی تاریخ = ۱۲

سیّدنا غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال کا سال ۵۶۱ھ
اب ۵۶۱ کا صغریٰ بنائیں۔ ۱ + ۶ + ۵ = ۱۲

گیارھویں والے رضی کا بارھویں والے سے تعلّق

سیّدنا غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تاریخ وصال ۱۱

حضور صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصالِ مقدس کا سال ۱۱ھ ہجری

نوٹ: حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسمِ گرامی مُحمّد کے عدد ۹۲ کو ۲+۹ کریں تو گیارہ بن جاتے ہیں

گیارھویں والے کے گیارہ گیارہ حرفوں والے

گیارہ اسماء و القاب

۱	یارہویں والا	ی ا ر ہ و ی ں و ا ل ا	۱۱
۲	سیدی غوث اعظم	س ی د ی غ و ث ا ع ظ م	۱۱
۳	یا پیر دستگیر	ی ا پ ی ر د س ت گ ی ر	۱۱
۴	شیئاً للہ یا غوث	ش ی ا ل ل ہ ی ا غ و ث	۱۱
۵	تاجدار بغداد	ت ا ج د ا ر ب غ د ا د	۱۱
۶	شہنشاہِ جیلان	ش ہ ن ش ا ہ ج ی ل ا ن	۱۱
۷	محبوب سبحانی	م ح ب و ب س ب ح ا ن ی	۱۱
۸	میراں محی الدین	م ی ر ا ں م ح ی د ی ن	۱۱
۹	سرکار جیلانی	س ر ک ا ر ج ی ل ا ن ی	۱۱
۱۰	تاجدارِ ولایت	ت ا ج د ا ر و ل ا ء ت	۱۱
۱۱	سلطان الاولیاء	س ل ط ا ن ا ل و ل ی ا	۱۱

گیارہویں شریف کے گیارہ حرفوں والے گیارہ نام

ختم گیارہویں	خ ت م گ ی ا ر ہ و ی ں	۱۱
یارہویں شریف	ی ا ر ہ و ی ں ش ر ی ف	۱۱
نیاز غوث اعظم	ن ی ا ز غ و ث ا ع ظ م	۱۱
نذر پیرانِ پیر	ن ز ر پ ی ر ا ن پ ی ر	۱۱
یادِ غوث ثقلین	ی ا د غ و ث ث ق ل ی ن	۱۱
ہدیۂ غوث اعظم	ہ د ی ہ غ و ث ا ع ظ م	۱۱
نذرانۂ میراں	ن ز ر ا ن ہ م ی ر ا ں	۱۱
فاتحہ غوثِ پاک	ف ا ت ح ہ غ و ث پ ا ک	۱۱
عرس شاہِ بغداد	ع ر س ش ا ہ ب غ د ا د	۱۱
محفلِ غوثِ زماں	م ح ف ل غ و ث ز م ا ں	۱۱
جشن شاہِ جیلاں	ج ش ن ش ا ہ ج ی ل ا ں	۱۱

نذر و نیاز کی حقیقت

نذر، نیاز کے متعلق قارئین وہابیوں دیوبندیوں کے متعدد اعتراضات مختلف مقامات پر ملاحظہ فرما چکے ہیں۔ دراصل بات یہ ہے کہ دیگر مسائل کی طرح اس مسئلہ میں بھی ان لوگوں نے حقیقت و مجاز کی شرط کو پس پشت ڈالتے ہوئے محض حقیقی معنوں کا سہارا لیکر حقائق کو مسخ کرنے کی کوشش کی ہے۔ حالانکہ یہ قطعی طور پر کھلی اور واضح حقیقت ہے۔ کہ ان دونوں الفاظ کا اطلاق حقیقی معنوں پر بھی ہوتا ہے اور مجازی معنوں پر بھی۔ چنانچہ سب سے پہلے آپ چند معتبر کتب سے اس کے دونوں حقیقی، مجازی اور دیگر کئی اصطلاحی معنے ملاحظہ فرماویں۔ اس کے بعد ان الفاظ کے مجازاً مستعمل ہونے کے متعلق چند حوالے پیش کئے جائیں گے۔

فیروز اللغات

- **نذر کے حقیقی معنے:**۔ (۱) منّت، صدقہ، قربانی، بھینٹ۔
- **نذر کے مجازی معنے:**۔ (۲) نیاز، تحفہ، فاتحہ
- **نذر کے لغوی معنے:**۔ (۳) اپنے اُوپر کوئی چیز واجب کر لینا۔
- **نذر پکڑنا:**۔ ہدیتاً دینا، تحفتہً دینا پیشکش کرنا۔
- **نذر دینا:**۔ (۱) کسی بڑے کے سامنے کوئی چیز یا نقدی بطور تحفہ پیش کرنا۔ (۲) رشوت دینا۔ (۳) فاتحہ کرنا۔
- **نذر کرنا:**۔ (۱) بھینٹ چڑھانا (۲) پیش کرنا (۳) رشوت دینا (۴) پوجنا (۵) حوالہ کرنا، سپرد کرنا۔
- **نذر ماننا:**۔ کسی بات یا عہد کو اپنے اوپر واجب کر لینا۔
- **نذر ہے:**۔ حاضر ہے، موجود ہے۔
- **نذریں گذرنا:**۔ حاکم کے سامنے تحفے اور نقدی پیش کرنا۔
- **نذرانہ:**۔ (۱) پیشکش (۲) تحفہ، ہدیہ

(فیروز اللغات صفحہ ۱۱۷۷)

- **نیاز:**۔ (۱) حاجت (۲) احتیاج (۳) آرزو (۴) تمنّا (۵) میل خواہش، (۶) اظہارِ محبّت (۷) انکسار (۸) عاجزی (۹) مسکینی (۱۰) تبرّک (۱۱) تحفہ درویشاں (۱۲) نذر (۱۳) بھینٹ (۱۴) چڑھاوا (۱۵) منّت (۱۶) التجا (۱۷) مُلاقات (۱۸) واقفیّت (۱۹) رُوشناسی (۲۰) جان پہچان۔

(فیروز اللغات مطبوعہ فیروز سنز لاہور ص۱۲۰۸)

- **نیاز دلوانا:**۔ (۱) فاتحہ دلوانا (۲) درُود و فاتحہ دلوانا۔
- **نیاز کرنا:**۔ (۱) نیاز دلانا (۲) فاتحہ دلانا (۳) کسی بزرگ کے نام کا کھانا کرنا (۴) نذر کرنا (۵) بھینٹ کرنا (۶) نذر چڑھانا (۷) نذر پکڑنا۔ (۸) صدقہ کرنا (۹) نثار کرنا (۱۰) دینا (۱۱) حوالہ کرنا۔

لُغاتِ سعیدی

- **نذر:**۔ (۱) منّت (۲) عہد (۳) پیمان (۴) اپنے اوپر کوئی چیز واجب کر لینا
- **نیاز:**۔ (۱) عاجزی (۲) حاجت (۳) ضرورت (۴) اظہارِ محبّت۔
- **نیاز کردن:**۔ التماس کرنا۔
- **نیاز مند:**۔ (۱) محتاج (۲) حاجت مند (۳) احقر (۴) کمترین۔

جامعُ اللّغات

نذر:۔ ۔ اپنے اوپر کوئی چیز واجب کرنا ۔ عہد ۔ اقرار ۔ خدا کے نام پر کوئی چیز دینا جیسے صدقہ، قربانی، بھینٹ ۔ منّت ۔ چڑھاوا ۔ نیاز ۔ فاتحہ ۔ چراغی ۔ تحفہ ۔ پیشکش جو بڑے لوگوں یا بادشاہوں کی خدمت میں پیش کیا جائے

نذر ۔ عہد کرنا ۔ نذر آئمہ۔ اماموں کے گذارے کیلئے جاگیر نذرانہ کرنا ۔ وہ چیز جو بطور پیشکش نذر دی جائے ۔ تحفہ ۔ ہدیہ ۔ بھینٹ۔

نذر پکڑنا ۔ تحفہ یا ہدیہ دینا ۔ پیشکش کرنا ۔ نذر چڑھانا

۔ قبر یا تعزیے پر کوئی چیز بطور منت کے چڑھانا ۔ **نذر دکھانا یا نذر دکھلانا** ۔ ہاتھ پر نقدی یا رومال رکھ کر کسی رئیس کے پیش کرنا اور وہ ہاتھ لگا کر چھوڑ دیتے ہیں ۔ **نذر دینا** :۔ تحفہ دینا خصوصاً بڑے کو پیشکش پیش کرنا ۔ فاتحہ کرنا ۔ کنایتہً رشوت دینا ۔ سپرد کرنا ۔ حوالے کرنا ۔

نذر نیاز :۔ فاتحہ و درود ، شیرینی ، پھل جو کسی بزرگ کے نام پر دی جائے ۔

نیاز :۔ حاجت ، احتیاج ، درخواست ، گذارش ، خواہش ، آرزو ، منت عاجزی ، التجا ، ملاقات ، واقفیت ، روشناسی ، فاتحہ ، درود ، نذر چڑھاوا ، چڑھاوے کی شیرینی ، تبرک ۔

نیاز دلانا :۔ ختم دینا ، فاتحہ دلانا ، نیاز رسول پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام کا فاتحہ نیاز کرنا ، فاتحہ دلوانا ۔ (جامع اللغات مطبوعہ لکھنؤ جلد سوم ص ۵۳۷)

○

انسائیکلوپیڈیا

نذر ، پیشکش :۔ (۱) وہ چیز جو خدا کی راہ میں پیش کی جائے (۲) بزرگوں کی روح کو ثواب پہنچانے کے واسطے (۳) بادشاہوں کو تحفہ کے طور پر دی جائے ۔ الخ

لغات کشوری

نذر :۔ عہد ، پیمان جو اپنے اوپر واجب کریں ۔ (۱) اور جو خدا کے واسطے مثلاً روزہ یا صدقہ وغیرہ مقرر کریں (۲) کھانا ، فاتحہ روح بزرگوں کا (۳) وہ نقد اور جنس جو امیروں اور بادشاہوں کے سامنے بروقت ملاقات رکھیں ۔

نیاز :۔ حاجت ، احتیاج ، خواہش ، آرزو ، اظہار محبت ۔
لغات کشوری ص ۵۶

○

نذر نیاز کا ثبوت

قارئین جان چکے ہیں کہ ہر نذر حقیقی طور پر اللہ تعالیٰ کیلئے ہے اور ان سب الفاظ کا اطلاق مجازاً دوسروں پر بھی ہوتا ہے ۔ طوالت سے بچنے کیلئے صرف اُن دو حضرات کے دو واقعات پیش کئے جاتے ہیں جن کی نذر ، نیاز پر منکرین بہت زور دیا کرتے ہیں یعنی گیارہویں غوث اعظم کی اور سہ منی بو علی قلندر ربانی کی ۔

غوث اعظم کی نذر

بہجۃ الاسرار مطبوعہ مصر جس کے مصنف امام المحدثین ہیں کے صفحہ ۔۔۔ پر طویل واقعہ درج جس کا خلاصہ یہ ہے کہ ایک جماعت سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور کافی مال اسباب نذر کیا ۔ آپ نے اُسکی وجہ پوچھی تو اُنہوں نے کہا کہ فلاں مقام پہ ہمارا جہاز غرق ہونے کو تھا تو ہم نے آپ کی یہ نذر مان لی ۔ چنانچہ ہم امن و امان کے ساتھ واپس آ گئے ہیں اور آپ کی نذر آپکی خدمت میں نذر کر دی ہے ۔

بو علی قلندر کی نذر اور سہ منی

پہلا واقعہ اخبار نوائے وقت نور بصیرت کے کالم اداراشاعت ۵/۳/۲۶ کا ہے ۔
کالم نویس لکھتا ہے ۔ آپکے جلال کا یہ عالم تھا کہ بادشاہ وقت بھی آپ سے دبتا تھا ۔ چنانچہ مشہور واقعہ ہے کہ علاؤ الدین خلجی نے آپ کی خدمت میں نذر پیش کرنی چاہی تو امیر خسرو نے پہلے اجازت چاہی ۔ دوسرا حوالہ ملاحظہ کیجئے ۔

مفتاح الغیب شرح دیوان بو علی قلندر

حضرت بو علی قلندر رحمتہ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ کسی کو کوئی مشکل یا حاجت درپیش ہو تو وہ **خدا کی نذر اور اس فقیر کی نیاز** اس طرح پکائے ایک من میدہ یا آٹا کی چپاتیاں ایک من دہی اور ایک من گوشت پکا کر تقسیم کرے ۔ انشاء اللہ اُس کی مشکل خداوند کریم حل کر دے گا ۔ اور اُس کی دینی اور دنیاوی مرادیں بر لائے گا ۔
(مفتاح الغیب صفحہ ۹۷ (باقی حوالے ۵۷۷ سے ۶۰۴ تک ملاحظہ فرمائیں)

کھانا ارواح کے لیئے

ختم پنجتن پاک و اُمّہات المومنین رضی اللہ عنہم

پیش ازیں بچند سال داب فقیر آن بُودہ کہ اگر طعام می پُخت مخصوص رُوحانیّت مطہرہ آلِ عبا می ساخت" و بآں سرور" "حضرت امیرؓ" و "حضرت فاطمہؓ" و حضرات امامین راضیہم میکرد علیہم الصّلوٰۃ والتّسلیمات - شبے در خواب می بیند کہ آں سرور حاضر است علیہ و آلہ الصّلوٰۃ والسّلام فقیر بر ایشاں سلام میکند - متوجّہ فقیر نمیشوند و در بجانب دیگر دارند - دریں اثناء بفقیر فرمودند کہ من طعام در خانہ عائشہؓ می خورم ہر کہ مرا طعام فرستد بخانہ عائشہؓ فرستد ایں زماں فقیر دریافت کہ سبب عدم توجّہ شریف ایشاں آں بُودہ کہ فقیر حضرت صدیقہؓ را در آں طعام شریک نمی ساخت بعد ازاں حضرت صدیقہؓ را بلکہ سائر ازواج مطہرات را کہ ہمہ اہلبیت اند شریف می ساخت و بجمیع اہلبیت توسّل می نمود -

(مکتوبات شریف حصہ ششم دفتر دوم مکتوب ۳۶ صفحہ ۸۵

اس سے چند سال پہلے فقیر کی عادت تھی کہ کھانا پکاتا تھا تو آلِ عبا کی روحانیتِ مطہرہ کیلئے مخصوص کرتا تھا اور (ایصالِ ثواب میں) حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کے ساتھ حضرت امیر علی کرم اللہ وجہہ الکریم حضرت فاطمۃ الزہرا اور حضرات حسنین امامین کریمین رضی اللہ عنہم کو ملاتا تھا -

ایک رات یہ فقیر خواب میں کیا دیکھتا ہے کہ حضور صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم تشریف فرما ہیں - فقیر آپ کو سلام عرض کرتا ہے - آپ فقیر کی طرف توجّہ نہیں فرماتے اور رُخِ انور بجائے فقیر کے دوسری جانب رکھتے ہیں - اسی دوران میں فقیر سے فرمایا کہ ہم کھانا عائشہؓ کے گھر سے کھاتے ہیں - جو شخص ہمیں کھانا بھیجے عائشہؓ کے گھر بھیجے - اُسوقت فقیر کو معلوم ہو گیا - کہ توجّہ شریف نہ مبذول فرمانے کی وجہ یہ تھی کہ فقیر اس کھانے میں حضرت عائشہ صدیقہ کو شریک نہیں کرتا تھا - اس کے بعد حضرت صدیقہؓ بلکہ حضور صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی باقی ازواجِ مطہرات کو تمام اہل بیت کے ساتھ شریک کرتا اور تمام اہل بیت سے توسّل کرتا -

ختم شریف کیا ہے؟

وہابیوں دیو بندیوں وغیرہ کی طرف سے نہایت تحقیر و تذلیل آمیز انداز سے جن خطابات سے ہمیں نوازا جاتا ہے اُن میں سے چند یہ ہیں۔ "جمعراتیے" "ختمیے" "قل اعوذیئے" "ٹکر بوچ" "سیرے چٹ" وغیرہ -

جمعرات شریف کے فضائل آپ گذشتہ صفحات میں پڑھ چکے ہیں اور آپ نے اچھی طرح جان لیا ہوگا کہ لیلۃ الجمعۃ کی مقدس ساعتوں میں کون کونسی برکات حاصل ہوتی ہیں اور اس کی قدر و منزلت کے اظہار کے لئے یہ ہی کیا کم ہے کہ اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ پیغمبروں نے دربارِ الٰہی میں دُعا کرنے کے لئے اسی مبارک رات کا انتخاب فرمایا اور دُعا کے لئے جمعرات کے آنے کا انتظار کیا۔ اب اس کا فیصلہ ناظرین پر چھوڑا جاتا ہے کہ کیا پیغمبروں کی سنّت اور سرکارِ دو عالم صلّے اللہ علیہ وسلم کے ارشاداتِ عالیہ کا مذاق اڑانے کی شریعتِ مطہرہ اجازت دیتی ہے - کیا حضرت یعقوب علیٰ نبیّنا علیہ الصّلوٰۃ والسلام کو اسی توہین آمیز انداز سے "جمعراتیہ" کہا جائے گا - کیا حضور فخرِ موجودات صلّے اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ کو اسی قسم کا "جمعراتیہ" بنانا چاہا تھا ؛ اور حضرت علی المرتضیٰؓ نے دوسروں کو اسی قسم کے جمعراتیے بنانے کے لئے جمعرات کو دُعا کا طریقہ سکھایا تھا ؟ جیسا کہ آپ سابقہ اوراق میں پڑھ چکے ہیں۔

خدارا سوچیئے اور فیصلہ کیجیئے کہ تعصّب نے ان لوگوں کو دین سے کس قدر دُور کر دیا ہے جن کے ہوتے ہوئے دہانوں سے سوائے خرافات کے کسی اچھی بات کی توقع ہی فضول ہے۔

اب آپ ملاحظہ فرماویں کہ

ختم شریف کیا ہے

ختم شریف کی دو صورتیں ہیں - ایک تو یہ کہ مقررّہ مدّت میں قرآن مجید ختم کرنا جیسا کہ تیجا ، ساتویں ، دسویں اور چالیسویں پر کیا جاتا ہے - اس کے متعلق آئندہ صفحات میں آپ بے شمار احادیث مبارکہ ملاحظہ فرمائیں گے کہ قرآن مجید تین دن، سات یوم اور چالیس یوم وغیرہ میں ختم کرنا چاہیئے - یہ الگ بات ہے کہ بعض بے لگام لوگ یوں مذاق کرتے ہیں کہ جب ختم ہی ہوگیا تو باقی کیا رہا۔

ختم شریف کی دوسری صورت جس کی حد سے زیادہ تضحیک کی جاتی ہے یہ ہے کہ اولیائے کرام اور

دیگر لواحقین کو ایصال ثواب کرنے کے لئے جو چند سورتیں قرآن مجید کی تلاوت کی جاتی ہیں۔ جیسا کہ چاروں قل شریف، سورۃ فاتحہ، سورۃ بقر کی پہلی اور آخری آیات، درود شریف وغیرہ یہ ہے ہمارا سب سے عظیم اور ناقابل معافی جرم جس کی پاداش میں "ختمیے" "قل اعوذ یے" اور بدعتی وغیرہ خطابات سے نوازا جاتا ہے۔ یہاں ہم پہلے تو جو کچھ ختم شریف میں پڑھا جاتا ہے مع پڑھنے کے طریقے تحریر کریں گے تاکہ عامۃ المسلمین استفادہ کر سکیں اور پھر یہ جو تلاوت کیا جاتا ہے۔ ان کلمات کی برکات اور فضیلتیں سرکار دوعالم صلے اللہ علیہ وسلم کی احادیث مبارکہ سے پیش کریں گے اور بتائیں گے ختم شریف اور "قل اعوذ" کی شان کیا ہے۔ اس کے بعد دو مزید خطابات "بیرے چٹ" اور "ٹکر بوچ" کا جواب نہایت متانت سے پیش کیا جائے گا۔ متانت سے اس لئے کہا ہے کہ ان الزام لگانے والے لوگوں کی تصویریں ان کی اپنی تحریروں کے آئینے میں دکھائی جائیں گی۔ یہ الگ بات ہے کہ ان تصویروں کو فلماتے وقت ہمیں ان کے دروں خانہ بھی جھانکنا پڑے گا اور کئی نقاب پوش جغادریوں کی نقاب کشائی کی رسم بھی ادا کرنے پڑے گی اور ہو سکتا ہے ان حضرات کا یہ عالم ہو جائے کہ ع

شیشہ کیا جب سامنے چیخیں نکل گئیں

بہر حال ختم شریف پڑھنے کا طریقہ و تفصیل ملاحظہ فرمائیں۔

طریقہ ختم شریف

اگر قرأ حضرات اور حفاظ کرام ختم شریف کی محفل میں موجود ہوں تو حسب استطاعت الحمد شریف سے والناس تک جو کچھ بھی کسی کو یاد ہو کوئی ایک سورت یا ایک دو رکوع یا چند آیات تلاوت کرتے ہیں جن میں خاص طور پر قاری حضرات مندرجہ ذیل آیات تلاوت کرتے ہیں۔

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ۝ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

بعد ازاں :۔

لِلّٰہِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ ؕ وَاِنْ تُبْدُوْا مَا فِیْۤ اَنْفُسِکُمْ اَوْ تُخْفُوْہُ یُحَاسِبْکُمْ بِہِ اللّٰہُ ؕ فَیَغْفِرُ لِمَنْ یَّشَآءُ وَیُعَذِّبُ مَنْ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰہُ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ۝ اٰمَنَ ... بِاللّٰہِ وَمَلٰٓئِکَتِہٖ وَکُتُبِہٖ وَرُسُلِہٖ ۟ لَا نُفَرِّقُ بَیْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِہٖ ۟ وَقَالُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا غُفْرَانَکَ رَبَّنَا وَاِلَیْکَ الْمَصِیْرُ ۝ لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَہَا ؕ لَہَا مَا کَسَبَتْ وَعَلَیْہَا مَا اکْتَسَبَتْ ؕ

رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَاۤ اِنْ نَّسِیْنَاۤ اَوْ اَخْطَاْنَا ۚ رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَیْنَاۤ اِصْرًا کَمَا حَمَلْتَہٗ عَلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِنَا ۚ رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَۃَ لَنَا بِہٖ ۚ وَاعْفُ عَنَّا ۟ وَاغْفِرْ لَنَا ۟ وَارْحَمْنَا ۟ اَنْتَ مَوْلٰىنَا فَانْصُرْنَا عَلَی الْقَوْمِ الْکٰفِرِیْنَ ۝

سورۃ حشر کی آخری آیات

سورۃ بقرۃ کی ان آخری آیات مبارکہ کے بعد سورۃ حشر کی مندرجہ ذیل آخری آیات تلاوت کی جاتی ہیں۔

یٰۤاَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ ۚ وَاتَّقُوا اللّٰہَ ؕ اِنَّ اللّٰہَ خَبِیْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ۝ وَلَا تَکُوْنُوْا کَالَّذِیْنَ نَسُوا اللّٰہَ فَاَنْسٰہُمْ اَنْفُسَہُمْ ؕ اُولٰٓئِکَ ہُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۝ لَا یَسْتَوِیْۤ اَصْحٰبُ النَّارِ وَاَصْحٰبُ الْجَنَّۃِ ؕ اَصْحٰبُ الْجَنَّۃِ ہُمُ الْفَآئِزُوْنَ ۝ لَوْ اَنْزَلْنَا ہٰذَا الْقُرْاٰنَ عَلٰی جَبَلٍ لَّرَاَیْتَہٗ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْیَۃِ اللّٰہِ ؕ وَتِلْکَ الْاَمْثَالُ نَضْرِبُہَا لِلنَّاسِ لَعَلَّہُمْ یَتَفَکَّرُوْنَ ۝ ہُوَ اللّٰہُ الَّذِیْ لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا ہُوَ ۚ عٰلِمُ الْغَیْبِ وَالشَّہَادَۃِ ۚ ہُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ ۝ ہُوَ اللّٰہُ الَّذِیْ لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا ہُوَ ۚ اَلْمَلِکُ الْقُدُّوْسُ السَّلٰمُ الْمُؤْمِنُ الْمُہَیْمِنُ الْعَزِیْزُ الْجَبَّارُ الْمُتَکَبِّرُ ؕ سُبْحٰنَ اللّٰہِ عَمَّا یُشْرِکُوْنَ ۝ ہُوَ اللّٰہُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ لَہُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰی ؕ یُسَبِّحُ لَہٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ وَہُوَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ ۝

سورۃ حشر کی ان آیات مبارکہ کے بعد سورۃ قُلْ یٰۤاَیُّہَا الْکٰفِرُوْنَ کی تلاوت کی جاتی ہے۔ اس سورۃ مبارکہ کی آیات یہ ہیں۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ؕ

قُلْ یٰۤاَیُّہَا الْکٰفِرُوْنَ ۝ لَاۤ اَعْبُدُ مَا تَعْبُدُوْنَ ۝ وَلَاۤ اَنْتُمْ عٰبِدُوْنَ مَاۤ اَعْبُدُ ۝ وَلَاۤ اَنَا عَابِدٌ مَّا عَبَدْتُّمْ ۝ وَلَاۤ اَنْتُمْ عٰبِدُوْنَ مَاۤ اَعْبُدُ ۝ لَکُمْ دِیْنُکُمْ وَلِیَ دِیْنِ ۝ پھر ختم شریف پڑھنے والا الحال المرتحل کرتا ہے۔

سورۃ اخلاص (تین بار)

قُلْ ہُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ ۝ اَللّٰہُ الصَّمَدُ ۝ لَمْ یَلِدْ ۙ وَلَمْ یُوْلَدْ ۝ وَلَمْ یَکُنْ

لَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ۝ اس کے بعد معوذتین یعنی سورۂ فلق اور سورۃ والناس ایک ایک مرتبہ پڑھی جاتی ہے۔

سورۂ فلق (ایک بار)

قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ ۝ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ ۝ وَمِنْ شَرِّ غَاسِقٍ اِذَا وَقَبَ ۝ وَمِنْ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ فِي الْعُقَدِ ۝ وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ ۝

سورۃ والناس (ایک بار)

قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ ۝ مَلِكِ النَّاسِ ۝ اِلٰهِ النَّاسِ ۝ مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ الْخَنَّاسِ ۝ الَّذِيْ يُوَسْوِسُ فِيْ صُدُوْرِ النَّاسِ ۝ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ ۝ سورۂ فاتحہ کے بعد سورۃ البقرۃ کی ان چند ابتدائی آیات کی تلاوت کی جاتی ہے

سورۃ البقرۃ کی پہلی آیات[1]

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

الٓمّٓ ۝ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْهِ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ ۝ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ وَبِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ ۝ اُولٰٓئِكَ عَلٰى هُدًى مِّنْ رَّبِّهِمْ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝

بعد ازاں قرآن مجید کی جن چند متفرق آیات کی تلاوت کی جاتی ہے وہ یہ ہیں۔

اِنَّ رَحْمَتَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِيْنَ ۝ دَعْوٰىهُمْ فِيْهَا سُبْحٰنَكَ اللّٰهُمَّ وَتَحِيَّتُهُمْ فِيْهَا سَلٰمٌ وَاٰخِرُ دَعْوٰىهُمْ اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ۝ مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا ۝ اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ۝ اس کے بعد تمام حاضرین مجلس نہایت ذوق وشوق محبت والفت اور احترام وادب کے ساتھ باآواز بلند سرکار دوعالم، نور مجسم، فخر آدم وبنی آدم

[1] اعمال الرسل کی تشریح آگے صفحہ پر ہے (مصنف)

احمد مجتبیٰ، محبوب کبریا حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی ذات ستودہ صفات پر جھوم جھوم کر درود پاک نچھاور کرتے ہیں۔

درود شریف

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى سَيِّدِنَا اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ

اور ساتھ ہی ذوق ووجدان کی کیفیتوں میں ڈوب کر محبان مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم پڑھتے ہیں۔ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ وَسَلَّمَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَسَلَّمَ عَلَيْكَ يَا حَبِيْبَ اللّٰهِ ۝ صلوٰۃ وسلام کی ان سرور آفرینیوں کے جلو میں ختم شریف پڑھنے والا اگر وقت ہو تو درود تاج پڑھتا ہے۔ درود تاج یہ ہے۔

درود تاج شریف

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا وَمَوْلٰنَا مُحَمَّدٍ صَاحِبِ التَّاجِ وَالْمِعْرَاجِ وَالْبُرَاقِ وَالْعَلَمِ ۝ دَافِعِ الْبَلَاءِ وَالْوَبَاءِ وَالْقَحْطِ وَالْمَرَضِ وَالْاَلَمِ ۝ اِسْمُهٗ مَكْتُوْبٌ مَّرْفُوْعٌ مَّشْفُوْعٌ مَّنْقُوْشٌ فِي اللَّوْحِ وَالْقَلَمِ ۝ سَيِّدِ الْعَرَبِ وَالْعَجَمِ ۝ جِسْمُهٗ مُقَدَّسٌ مُّعَطَّرٌ مُّطَهَّرٌ مُّنَوَّرٌ فِي الْبَيْتِ وَالْحَرَمِ ۝ شَمْسِ الضُّحٰى بَدْرِ الدُّجٰى صَدْرِ الْعُلٰى نُوْرِ الْهُدٰى كَهْفِ الْوَرٰى مِصْبَاحِ الظُّلَمِ ۝ جَمِيْلِ الشِّيَمِ ۝ شَفِيْعِ الْاُمَمِ ۝ صَاحِبِ الْجُوْدِ وَالْكَرَمِ ۝ وَاللّٰهُ عَاصِمُهٗ وَجِبْرِيْلُ خَادِمُهٗ وَالْبُرَاقُ مَرْكَبُهٗ وَالْمِعْرَاجُ سَفَرُهٗ وَسِدْرَةُ الْمُنْتَهٰى مَقَامُهٗ وَقَابَ قَوْسَيْنِ مَطْلُوْبُهٗ وَالْمَطْلُوْبُ مَقْصُوْدُهٗ وَالْمَقْصُوْدُ مَوْجُوْدُهٗ سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ خَاتِمِ النَّبِيِّيْنَ شَفِيْعِ الْمُذْنِبِيْنَ اَنِيْسِ الْغَرِيْبِيْنَ رَحْمَةٍ

لِلْعٰلَمِيْنَ رَاحَةِ الْعَاشِقِيْنَ مُرَادِ الْمُشْتَاقِيْنَ شَمْسِ الْعَارِفِيْنَ سِرَاجِ السَّالِكِيْنَ مِصْبَاحِ الْمُقَرَّبِيْنَ مُحِبِّ الْفُقَرَآءِ وَالْمَسَاكِيْنَ سَيِّدِ الثَّقَلَيْنِ نَبِيِّ الْحَرَمَيْنِ اِمَامِ الْقِبْلَتَيْنِ وَسِيْلَتِنَا فِي الدَّارَيْنِ صَاحِبِ قَابَ قَوْسَيْنِ مَحْبُوْبِ رَبِّ الْمَشْرِقَيْنِ وَرَبِّ الْمَغْرِبَيْنِ جَدِّ الْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ مَوْلٰنَا وَمَوْلَى الثَّقَلَيْنِ اَبِي الْقَاسِمِ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ نُوْرٍ مِّنْ نُوْرِ اللّٰهِ يَآيُّهَا الْمُشْتَاقُوْنَ بِنُوْرِ جَمَالِهٖ صَلُّوْا عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ۝

درُودِ تاج شریف کے بعد ہاتھ اٹھا کر ایک شخص یہ دُعا مانگتا ہے اور باقی آمین کہتے ہیں۔

مغفرت اور ایصالِ ثواب کی دُعا مع ترجمہ

اَللّٰهُمَّ اَوْصِلْ ثَوَابَ مَا قَرَأْتُ مِنَ الْقُرْاٰنِ وَمَا حَصَلَ لِيْ مِنْ هٰذَا الْمَجْلِسِ اَوْ قَبْلَهٗ وَمَا تَصَدَّقْتُ لَكَ الْاٰنَ مِنَ الْاَطْعِمَةِ وَالْاَشْرِبَةِ اِلٰى حَبِيْبِكَ سَيِّدِ الْاِنْسِ وَالْجِنِّ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ وَاِلٰى اَرْوَاحِ اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَاَبْنَآئِهٖ وَاَزْوَاجِهٖ وَذُرِّيَّاتِهٖ وَاَهْلِ بَيْتِهٖ وَمُحِبِّيْهِ كَامِلِ الْاِيْمَانِ وَالْاِيْقَانِ ثُمَّ اِلٰى اَرْوَاحِ الْاَنْبِيَآءِ وَالْاَوْلِيَآءِ وَالْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ وَالْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ خَاصَّةً اِلٰى رُوْحِ فُلَانٍ وَاٰبَآئِهٖ[1] وَاَجْدَادِهٖ وَاُمَّهَاتِهٖ وَجَدَّاتِهٖ وَاَقْرِبَآئِهٖ وَعَشِيْرَتِهٖ وَمَنْ لَّهٗ عَلَيْهِ حَقٌّ مِّنَ الْاِخْوَةِ وَالْاَخَوَاتِ ۝ بِرَحْمَتِكَ يَا رَحْمٰنُ ۝	الٰہی ثواب پہنچا، جو کچھ پڑھا میں نے قرآن مجید سے اور جو کچھ ملا مجھ کو مجلس والوں سے (یعنی جو کچھ میری ملک کیا گیا) یا پہلے اس کے اور جو کچھ اب صدقہ کیا گیا واسطے تیرے۔ کھانے سے اور پانی سے، طرف اپنے پیارے محبوب صلے اللہ علیہ وسلم کے، جو سردار ہیں انسانوں اور جنّوں کے، درود و سلام ہو آپ پر اور طرف آپ کی آلِ پاک اور صحابہ کرام اور ماں باپ اور ازواج مطہرات اور اولادِ پاک اور اہلبیت اطہار اور آپ کے کامل الایمان و یقین محبان کے ارواح کو پھر طرف انبیاء کرام اور اولیائے عظام اور مسلمان مردوں، مسلمان عورتوں اور مومن مردوں اور مومن عورتوں کے ارواح کے۔ بالخصوص طرف رُوح فلاں (یعنی اس کا نام لیں جس کو طعام و کلام کا ثواب بخشنا ہے) اور طرف اس کے باپ اور اس کے دادا اور مائیں اور دادیاں اور خویش و اقارب اور جس کا کہ ہو اوپر اس کے حق بہنوں اور بھائیوں سے۔ ساتھ رحمت اپنی کے اے بخشش فرمانے والے۔

[1] اگر عورت ہو تو آبائِہٖ کے بجائے آبائِہَا پڑھا جاتا ہے۔

یہ تھا ختم شریف ×

ختم شریف کا یہ عنوان کہ "یہ تھا ختم شریف" اس لئے رکھا گیا ہے کہ مخالفین و منکرین ختم شریف عامۃ المسلمین کو ہوّا بنا کر پیش کرتے ہیں اور طرح طرح کے تمسخرات کا نشانہ بناتے ہیں اور اسے وَمَآ اُهِلَّ میں شامل کر کے بدعت اور رسُوم قبیحہ کا نام دیتے ہیں اور اس ختم شریف کا اہتمام کرنے والوں کو بدعتی، مشرک اور بے ایمان کہتے ہیں اور ختم شریف کے کھانوں کو حرام، مُردار اور سوّر سے بدتر قرار دیتے ہیں۔ جیسا کہ آپ سابقہ اوراق میں ان لوگوں کے مفروضوں کے عنوان سے پڑھ چکے ہیں۔ ہم پچھلے صفحات میں بتا چکے ہیں کہ یہ ختم شریف کی دُوسری صوُرت ہے اور پہلی صوُرت ہے اس کی قرآن مجید ختم کرنا، جو کہ بدنی عبادت ہے اور دُوسری صوُرت یہ ہے جو بدنی اور مالی عبادات کا مجموعہ ہے اور حقیقت تو یہ ہے کہ اس ختم شریف کا اہتمام ایصالِ ثواب قرآن مجید کے ختم شریف کے بعد ہی کیا جاتا ہے جس کا مطلب صاف طور پر یہ ہوا کہ پہلے قرآن مجید بفحوائے حدیث مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم مقررہ ایام میں ختم کیا جائے اور پھر سرکارِ دوعالم صلے اللہ علیہ وسلم کے حکم کے مطابق ہی صدقہ و خیرات دیا جاتا ہے۔ قرآن مجید کتنے دنوں میں ختم کرنا چاہیئے۔ اس کی وضاحت آگے چل کر آئے گی۔ یہاں ہم قرآن مجید کی ان آیاتِ مبارکہ اور مقدس سوُرتوں کی فضیلت بیان کریں گے جن کی تفصیل آپ "ختم شریف کیا ہے؟" کے عنوان میں پڑھ چکے ہیں۔ اور جن کی تلاوت سے مخالفین کے فتووں کے مطابق ہم گمراہ، بدعتی، بے ایمان اور مشرک ہو جاتے ہیں اور جس کھانے پر وہ پڑھی جاتی ہیں وہ حرام، سوّر اور مثل مُردار کے ہو جاتا ہے۔ معاذ اللہ، فضیلتیں ترتیب وار ملاحظہ فرمائیں۔

"اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم" کی فضیلت

فی الکلام علی الاستعاذہ و لفظها المختار۔ اعوذ باللّٰه من الشیطان الرجیم۔ عند مالك وابی حنیفه والشافعی لقوله تعالیٰ فاذا قرأت القرآن فاستعذ باللّٰه من الشیطان الرجیم وقال احمد الاولیٰ ان یقول اعوذ باللّٰه السمیع العلیم وقال الثوری والأوزاعی الاولیٰ ان یقول اعوذ باللّٰه من الشیطان الرجیم ان اللّٰه هو السمیع۔ فتفق الجمهور علی انه لیستحب القاری القرآن خارج الصلوٰۃ ان یتعوذ وحکاء عن عطاء وجوبها وقال ابن سیرین ان تعوذ الرجل فی عمره مرة واحدة کفی فی الاسقاط الوجوب ووقت الاستعاذہ قبل قرأۃ عند الجمهور۔

صاوی علی الجلالین
مطبوعہ مصر
صہ ۵

استعاذہ کا مختار لفظ۔ اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم ہے۔ یہ امام مالک، امام ابوحنیفہ امام شافعی رضی اللہ عنہم کے نزدیک ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ "اعوذ باللہ السمیع من الشیطان الرجیم" تاکہ اس آیت اور "فاستعذ باللہ انہ السمیع العلیم" میں اتفاق ہو جائے ثوریؒ اور اوزاعی نے کہا بہتر یہ ہے کہ اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم ان اللہ ھو السمیع العلیم جمہور نے اس پر اتفاق کیا ہے کہ قرآن مجید کے قاری کے لئے نماز کے باہر مستحب ہے کہ تعوذ کرے (یعنی اعوذ باللہ پڑھے) عطاء سے روایت مذکور ہے کہ یہ واجب ہے۔ ابن سیرین نے کہا اگر ساری عمر میں ایک دفعہ پڑھ لے تو اسقاط وجوب کے لئے کافی ہے اور اعوذ کا وقت جمہور کے نزدیک قرأت سے پہلے ہے۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ کی فضیلت

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ کے لامحدود فضائل کو چند صفحات یا چند سطور میں لے آنا ناممکنات میں سے ہے۔ یہاں صرف چند روایات صرف کھانے پر بِسۡمِ اللّٰہ پڑھنے کے متعلق بیان کی جاتی ہیں تاکہ پتہ چل جائے کہ بغیر قرآن مجید پڑھے کھانا درست ہی نہیں رہتا۔ اس لئے کہ بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ بھی قرآن مجید کا ہی ایک جزو ہے۔ ملاحظہ ہو۔

ترمذی شریف

عن عمر بن ابی سلمه انه دخل علیٰ رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وآله وسلم۔ عنده طعام۔ قال! اُدنُ یا بنی بسم اللّٰه وکل بیمینك وکل مما یلیك۔ ترمذی شریف جلد دوم صفحہ ۳۱

حضرت عمر بن ابی سلمہ ایک بار حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں مشغول تھے۔ چنانچہ فرمایا! بیٹے آؤ اور بسم اللہ کہہ کر دائیں ہاتھ سے اپنی طرف سے کھانا شروع کرو۔

عن عائشه! قالت! قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وآله وسلم اذا اکل احدکم طعاما فلیقل بسم اللّٰه! فان نسی فی اوله فلیقل بسم اللّٰه فی اوله وآخره (ترمذی شریف جلد دوم صفحہ ۳۲)

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب تم میں سے کوئی کھانا کھائے پس کہے بسم اللہ پھر اگر بھول جائے کوئی پہلے پس کہے بسم اللہ اول وآخر کیلئے۔

مشکوٰۃ شریف

عن امیه بن مخشی قال کان رجل یاکل فلم یسم حتی لم یبق من طعامه الا لقمة فلما رفعها الی فیه قال بسم اللّٰه اوله وآخره فضحك النبی صلی اللّٰه علیه وسلم۔ ثم قال۔ مازال الشیطان یاکل معه فلما ذکر اسم اللّٰه استقاء ما فی بطنه (مشکوٰۃ شریف ۱۸۳/۲)

حضرت امیہ بن مخشی سے روایت ہے کہ ایک شخص کھانا کھاتا اور کہتا بسم اللہ۔ جب ایک لقمہ باقی رہ جاتا اور اسکو منہ میں رکھنے لگتا تو کہتا بسم اللہ اولہ وآخرہ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسکرائے پھر فرمایا شیطان برابر اسکے ساتھ کھاتا رہا جب اس نے بسم اللہ کہا تو اس نے اپنے پیٹ کا سارا کھانا نکال ڈالا۔

مصنف ابن ابی شیبہ

بسم اللہ" فقال انما یقال ھٰذا علی الطعام

(مصنف ابی بکر ابن شیبہ صفحہ ۲۰ مطبوعہ ملتان)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پس کہا سوائے اس کے نہیں۔ یہ کہ کھانے پر پڑھی جائے۔

سورۂ بقر کی آخری آیات کی فضیلت

بخاری شریف

عن ابن مسعود قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عن قرأ بالآتین من آخر سورۂ بقر فی لیلۃ کفتاہ

بخاری شریف مترجم ۵۰/۳

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے۔ کہا۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ سورۂ بقر کی آخری آیات رات کو پڑھ لے تو اس کے لئے کافی ہیں۔

نسائی شریف، مشکوٰہ شریف

عن ابن عباس قال بینما رسول اللہ صلی اللہ وآلہ وسلم وعندہ جبریل اذ سمع نقیضًا فوقہ فرفع جبرائیل علیہ السلام۔ بصرہٗ الی السّماء۔ فقال ھٰذا باب قد فتح من السمآءِ ما فتح قط۔ قال فنزل ملک فاتی النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ فقال! ابشر بنورین أوتیتھما نبی قبلک فاتحۃ الکتاب، وخواتیم سورۃ البقر لم تقرأ حرفًا منھما الا اعطیتہ

نسائی شریف مترجم جلد اول صفحہ ۲۳۶۔ بخاری شریف ۵۱/۳
مشکوٰۃ شریف جلد اول مترجم ص ۴۷

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف فرما تھے اور جبریل آپکے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ اتنے میں جبریل علیہ السلام نے آسمان کے اوپر دروازہ کھلنے کی آواز سنی۔ تو انہوں نے اپنی آنکھوں کو اُوپر اُٹھا کر دیکھا۔ پھر کہا وہ دروازہ ہے آسمان کا جو کبھی نہیں کھلا تھا۔ پھر اس میں ایک فرشتہ اُترا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہا مبارک ہو آپکو جو دو نور آپکو دیئے گئے اور آپ سے پہلے کسی نبی کو نہیں دیئے گئے ایک تو "سورہ فاتحہ" اور ایک "سورہ بقرہ کی آخری آیات" اگر ان میں سے ایک حرف بھی پڑھو گے تو ثواب ہوگا۔

سُورہ قُل یا اَیُّھَا الکافِرُون

ترمذی شریف

عَنْ ابنِ عبّاس رضی اللہ تعالےٰ عَنْھُما قَالَ قَالَ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اذا زُلزِلَتْ تَعْدِل ھُوَ نصفُ القُرآن، وَقُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ تعدل ثلث القرآن وَقُلْ یا اَیُّھَا الکافِرُوْنَ تعدل رُبع القُرآن

ترمذی شریف مترجم جلد دوم صفحہ ۳۸۴

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہا۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے "اِذَا زُلْزِلَتِ الْاَرْضُ" آدھے قرآن مجید کا ثواب رکھتی ہے۔ اور "قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ" تہائی قرآن کے برابر ہوتی ہے اور "قُلْ یَا اَیُّھَا الْکَافِرُوْنَ" برابر ہوتی ہے قرآن کے چوتھے حصّے کے۔

دارمی شریف

فردہ بن نوفل اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا کہ (معلوم ہوتا ہے) تم بڑی ضرورت سے آئے ہو۔ کہا میں اس واسطے آیا ہوں کہ آپ مجھے کوئی چیز سکھاویں جو میں سونے کے وقت پڑھ لیا کروں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب تم لیٹو تو "قُل یَا اَیُّھَا الکافِرُوْن" پڑھ کر سو رہو اس سے شرک سے بریت ہوتی ہے۔ (دارمی شریف مترجم مطبوعہ دہلی صفحہ ۵۳۴)

شعبہ بیان کرتے ہیں کہ ابوالحسن مہاجر نے کہا کہ زیاد کی حکومت کے زمانہ میں ایک شخص آیا۔ تو میں نے اس سے سُنا کہ وُہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک سفر میں تھا اور کہا کہ میرا زانو آپ کے زانو سے ملا ہُوا تھا۔ تو آپ نے ایک شخص کو سُنا کہ "قُلْ یَا اَیُّھَا الکَافِرُوْنَ" پڑھ رہا ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ شرک سے بری ہو گیا۔ دارمی شریف صفحہ ۵۳۴

سورۂ حشر کی آخری آیات کی فضیلت

عن معقل بن یسار عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال من قال حین یصبح ثلاث مرات۔ اعوذ باللہ السمیع العلیم مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْم وقراء ثلاث آیات مِنْ آخر سُورہ حشر" وکل اللہ بہ

حضرت معقل بن یسار رضی اللہ تعالےٰ عنہ روائت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو شخص صبح کے وقت اَعُوْذُ بِاللّٰہِ السَّمِیْعُ الْعَلِیْم مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّاجِیْم یعنی میں پناہ مانگتا ہوں اس خدا تعالیٰ سے جو سننے والا جاننے والا ہے

سبعين الف ملك يصلون عليه حتّٰى يمسى وان مات فى ذالك اليوم مات شهيد ومن قالها حين يمسى كان تبلك المنزلة

(ترمذی شریف مترجم جلد دوم صفحہ ۳۹۲

شیطان مردود سے۔ اس کے بعد "سورہ حشر کی آخری تین آیات" پڑھے۔ خداوند عالم اُس شخص پر ستر ہزار ملائکہ مقرر فرما دیتا ہے جو اُس پر ہر وقت رحمت کی دعا کرتے رہتے ہیں اور وہ اُس دن جبکہ اسکی تلاوت کرچکا ہے مرجائے تو اسکو شہادت کا مرتبہ ملے گا۔ اور اگر بجائے صبح کے شام کے وقت پڑھے جب بھی اسکو یہی مراتب ملیں گے۔

سُورۂ اخلاص کی فضیلت

مُسلم شریف

عن ابی درداءؓ عن النبی صلی اللّٰه علیه وآله وسلم قَالَ ایعجز احدکم ان یقرا فی لیلة ثلث القرآن قالوا وکیف یقرأ ثُلُث القُرآن قَالَ قُلْ هُوَاللّٰهُ اَحَدٌ تعدل ثلث القرآن ؛

مُسلم شریف مترجم جلد اول صفحہ ۵۱۰

ابو درداء رضی اللہ تعالےٰ عنہ روائت فرماتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے کیا تم میں سے کوئی شخص تہائی قرآن نہیں پڑھ سکتا ہم نے عرض کیا (یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وآلہٖ وسلم) تہائی قرآن کیونکر پڑھ سکتا ہے۔ آپ نے فرمایا "قُلْ هُوَاللّٰهُ اَحَدٌ" (پوری سورۃ) تہائی قرآن کے برابر ہے۔

ترمذی شریف

عن انس بن مالك عن النبی صلی اللّٰه علیه وآله وسلم۔ قال اُیقرأ کل یوم مائتی مرة "قُلْ هُوَاللّٰهُ اَحَدٌ" محی عنه ذنوب خمسین سنة اِلَّا ان یکون علیه دین۔ ترمذی شریف مترجم جلد دوم صفحہ ۳۸۴

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روائت ہے کہ فرمایا رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے جو شخص دن میں دو سو بار قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ کی تلاوت کرتا ہے۔ اس کے پچاس سال کے تمام گناہ سوائے قرض کے بخش دیئے جاتے ہیں۔

ابوداؤد شریف

عن ابی سعید الخدری ان رجلا یقرأ

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالےٰ عنہ روائت

"قُلْ هُوَ اللّٰهُ احدٌ" یرددها فلما اصبح جاء اِلٰی رَسُوْل اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم۔ فذکر ذٰلك له وکان الرجل یتقالها۔ فقال النبی صلی اللّٰه علیه وآله وسلم! والذی بیدہٖ انها لتعدل ثلث القرآن

ابوداؤد شریف مترجم۔ جلد اول صفحہ ۵۴۶

کرتے ہیں کہ ایک شخص نے سنا ایک شخص کو "قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ" بار بار پڑھتے ہوئے جب وہ صبح کے وقت رسُول اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ سے بیان کیا وُہ کم سمجھتا تھا اس سورت کو فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے، وہ برابر ہے تہائی قرآن کے۔

نسائی شریف

عن ابی هریرة رضی اللّٰه تعالےٰ عنه یقول اقبلت مع رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وآله وسلم" فسمع رجلا یقرأ "قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۝ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ۝ لَمْ یَلِدْ ۝ وَلَمْ یُوْلَدْ ۝ وَلَمْ یَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ۝ فقال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وآله وسلم! وَجَبَت فسالته' ما ذا یا رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وآله وسلم ؟ قال الجنة۔ (نسائی شریف مترجم جلد اول صفحہ ۲۵۳)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روائت ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ آیا آپ نے ایک شخص کو قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ۔ اَللّٰهُ الصَّمَدُ لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ وَلَمْ یَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ پڑھتے ہوئے سُنا تو آپ نے فرمایا۔ ضرور ہوگئی میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کیا چیز ضرور ہوگی۔ تو آپؐ نے فرمایا۔ جنّت (اس کے لئے)

سُورۂ اخلاص کا درجہ احادیث مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے مطابق تہائی قرآنِ پاک کے برابر ہے اس لئے اس سُورۃ پاک کو تین مرتبہ پڑھا جاتا ہے۔ سُورہ اخلاص شریف کے فضائل آسمان کے ستاروں سے بھی زیادہ ہیں۔ جو کما حقّہٗ لکھے ہی نہیں جا سکتے۔ اس لئے انہی چند احادیثِ مبارکہ پر اکتفا کیا جاتا ہے۔ تاہم مزید بھی کئی مقامات پر مُردوں کو ایصال ثواب کرنے کیلئے اس سُورہ پاک کی تلاوت کی مثالیں آئیں گی۔ اب آپ چند احادیث معوّذتین مع سورۂ اخلاص کی فضیلت میں یعنی "تینوں قُل شریف" پڑھنے کے فضائل ملاحظہ فرمادیں۔

مُعَوَّذَتَین یعنی سُورۂ فلق اور سُورۂ والنّاس

بخاری شریف مِشکوٰۃ شریف

عن عائشة رضی اللّٰه تعالےٰ عنها۔ ان

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روائت ہے کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم كان اذا اوى الى فراشه كل ليلة جمع كفيه ثم نفث فيهما فقرأ فيهما "قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَد" وَقُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ، وَقُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ، ثم يمسح بهما ما استطاع من جسده يبدأ بهما على راسه ووجهه وما اقبل من جسده يفعل ذالك ثلث مرّات

بخاری شریف مترجم جلد سوم صفحہ ۵۲

مشکوٰۃ شریف مترجم جلد اول صفحہ ۴۷۸

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب اپنے بستر پر آرام فرماتے تو روزانہ رات کو اپنے دونوں ہاتھوں کو ملا کر ان پر قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَد قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ اور قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ پڑھ کر دم کرتے۔ اور اپنے دونوں مقدس ہاتھ اپنے تمام بدن مبارک پر پھیر لیتے۔ پہلے آپ سر اور چہرے مبارک پر پھیرتے۔ اس کے بعد اپنے تمام جسم اطہر کے اوپر پھیر لیتے۔ جہاں تک کہ آپ کا ہاتھ مبارک پہنچتا۔ اور یہ کام آپ تین مرتبہ کرتے۔

ابوداؤد شریف

عن عقبة بن عامر قال كنت اقود برسول الله صلى الله عليه وآله وسلم ناقته في السفر۔ فقال لي عقبة الا اعلمك خير سورتين قرئتا فعلمني۔ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ" وَقُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ۔ (ابوداؤد شریف جلد اول صفحہ ۵۴۶)

عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روائت ہے کہ میں سفر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اونٹ کو چلاتا تھا۔ آپ نے فرمایا اے عقبہ کیا میں تجھ کو دو بہتر سورتیں نہ سکھاؤں۔ پھر آپ نے مجھے قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ اور قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ سکھایا۔

(انہیں عقبہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے دوسری روائت یہ ہے)

عن عقبة بن عامر قال بينا انا اسير مع رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم "بين الجحفة والابوا" اذ غشيتنا ريح وظلمة شديدة۔ فجعل رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم يتعوذ بِاَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ وَ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ ويقول يا عقبة تعوذ بهما فما تعوذ مُتَعَوِّذ

عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روائت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ (مقام) جحفہ اور ابواء کے درمیان سیر کر رہا تھا کہ اچانک ہمیں تاریکی نے ڈھانپ لیا اور تیز آندھی چلنے لگی حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم "قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ" اور "قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ پڑھنے لگے اور فرماتے تھے! اے عقبہ پناہ مانگا کرو ان دو سورتوں کیساتھ کسی پناہ مانگنے والے

بمثلها قال وسعة يومنا بهما في الصلوٰة =

نے ایسی پناہ مانگی ہیں نے سُنا آپ ان سورتوں کو نمازیں پڑھا کرتے تھے۔ امامت میں؟

مشکوٰۃ شریف۔ مسلم شریف

عن عقبة بن عامر قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم الم تر آيات انزلت الليلة لم ير مثلهن قط" قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ، وَقُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ۔

(مشکوٰۃ شریف جلد اول صفحہ ۴۷۸)

(مسلم شریف مترجم جلد اول صفحہ ۵۱۱)

عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالٰی عنہ روائت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ آج کی رات عجیب با برکت سورتیں نازل ہوئی ہیں جن سے بہتر اور نہیں تھیں اور وُہ سورتیں مُعوّذتین۔ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ اور قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ" ہیں۔

سورۃ فاتحہ شریف کی فضیلت

ابوداؤد شریف

عن ابی هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ اُمّ القرآن ام الكتاب والسبع المثانی

ابوداؤد شریف مترجم جلد اول صفحہ ۵۴۴

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روائت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔ قرآن کی (اُمّ) اصل ہے۔ کتاب کی اصل ہے۔ اور سبع مثانی (دہرائی جانے والی سات آیات) ہیں۔

بخاری شریف مشکوٰۃ شریف

عن ابی سعید بن المعلی قال كنت اُصَلّی فدعا النبی صلی الله علیه وآله وسلم فلم اجبه۔ قلت! یارسول الله انی كنت اُصَلّی! قال = الم یقل استجیبوا الله

حضرت ابوسعید ابن المُعلّی رضی اللہ تعالٰی عنہ روائت کرتے ہیں کہ میں نماز پڑھ رہا تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے بلایا۔ میں نے کوئی جواب نہ دیا۔ فارغ ہو کر میں نے عرض کیا۔ یارسول اللہ

والرسول اذا دعاکم؟ ثم قال الا اعلمك
اعظم سورة فی القرآن قبل ان تخرج
من المسجد فاخذ بیدی فلما اردنا ان
تخرج من المسجد فاخذ بیدی فلما
اردنا ان تخرج!! قلت:- یا رسول اللہ
انك! قلت لاعلمك اعظم سورة من
القران؟ قال:- اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ
ھیٔ السبع المثانی والقرآن العظیم
الذی اوتیتہ۔

بخاری شریف مترجم جلد سوم صفحہ ۴۹
مشکوٰۃ شریف جلد اول صفحہ ۵۷۔۴

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں نماز پڑھ رہا تھا۔ تو حضور
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ کیا اللہ
نے یہ نہیں فرمایا کہ جب بھی اللہ و رسول تم کو پکاریں
تو جلد جواب دو؟ فرمایا ہم تمہیں مسجد سے نکلنے
سے پہلے ایک سورۃ بتلائیں گے جو قرآن مجید کی
تمام سورتوں سے افضل ہے پھر حضور نے
میرا ہاتھ پکڑ لیا۔ جب ہم مسجد سے باہر نکلنے لگے
تو میں نے درخواست کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم آپ نے فرمایا تھا کہ ہم تمہیں قرآن کی سب سے
افضل سورۃ بتلائیں گے۔ آپ نے فرمایا وہ سورۃ الحمد
للہ رب العلمین ہے۔ اور سبع مثانی ہے اور
قرآن عظیم ہے۔ جو مجھے دی گئی ہے۔

ترمذی شریف نسائی شریف

عن ابی ھریرۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم خرج علی ابی بن کعب فقال رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یا ابی! وھو
یصلی فالتفت ابی! فلم یجبہ وصلی ابی فخفف
ثم انصرف الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم۔ فقال السلام علیك۔ یا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ فقال رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وعلیك السلام
ما منعك یا ابی ان تجیبنی دعوتك۔ فقال!
یا رسول اللہ صلی اللہ علیك وسلم انی کنت
فی الصلوٰۃ۔ قال افلم تجد فیما اوحی اللہ الی
ان یستجیبو اللہ والرسول اذا دعاکم لما
یحییکم قال بلی ولا اعود ان شاء اللہ قال

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے
کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ابی بن کعب کے
پاس تشریف لے گئے اور ارشاد فرمایا اے ابی!
اس وقت وہ نماز میں مشغول تھے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم کی آواز پر وہ متوجہ ہوئے لیکن جواب نہ دیا اور
اپنی نماز جاری رکھی۔ مگر جلدی سے ختم کر کے حضور
کی طرف متوجہ ہوگئے اور عرض کیا السلام علیکم
یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وآلہ وسلم۔ آپ نے جواب
دیا وعلیکم السلام میرے ابی! تمہیں ہمارا جواب دینے
سے کس چیز نے روکا جبکہ ہم نے تم کو بلایا تھا۔ ابی
نے عرض کیا حضور! میں نماز میں مشغول تھا۔ آپ
نے فرمایا کیا تم کو وہ احکامات نہیں معلوم جو مجھ پر
وحی کئے گئے کہ جب تمہارا خدا اور رسول تم کو بلائیں

اتحب ان اعلمك سورة لم ینزل فی التوراة
ولا فی الانجیل ولا فی الزبور ولا فی القرآن
مثلھا۔ قال۔ نعم؟ یا رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم کیف تقراء فی الصلوٰۃ۔
قال فقراء ام القرآن۔ فقال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ والذی نفسی
بیدہ ما انزلت فی التوراۃ ولا فی الانجیل
ولا فی الزبور ولا فی القران
مثلھا وانھا مثانی والقرآن العظیم
الذی اعطیتہ۔

ترمذی شریف مترجم جلد دوم صفحہ ۳۷۷
نسائی شریف جلد اول صفحہ ۲۳۷

تو فوراً حکم کی تعمیل کرو۔ ابی نے عرض کیا یا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ نے سچ فرمایا۔ اب آئندہ
ایسا عمل نہیں کروں گا۔ تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ تم
چاہتے ہو کہ میں تم کو وہ سورت سکھلاؤں جس کے
مثل کوئی سورت۔ توریت، زبور، انجیل اور قرآن میں
نازل نہیں ہوئی۔ ابی نے عرض کیا کیوں نہیں یا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم تو حضور نے ارشاد فرمایا۔ نماز میں سورۃ
ام القرآن کس طرح پڑھتے ہو۔ انہوں نے سورۃ فاتحہ
پڑھ کر سنائی۔ حضور نے ارشاد فرمایا قسم ہے اس
ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ اس سے
بہتر کوئی سورۃ توریت، زبور، انجیل اور قرآن میں نازل
نہیں ہوئی۔ یہ سبع مثانی اور قرآن ہے۔ جو مجھے عطا
ہوا۔

سورۂ بقرہ کی پہلی پانچ آیات

سورۂ فاتحہ شریف کے فضائل مبارکہ اور برکات عالیہ کے متعلق مفسرین کرام نے لاکھوں صفحات
مرتب کر رکھے ہیں۔ ہم نے تو اختصار میں بھی اختصار کرتے ہوئے ختم شریف میں تلاوت کی جانے والی دیگر
سورۂ و آیات مبارکہ کی طرح محض برکت حاصل کرنے کیلئے چند احادیث پاک نقل کر دی ہیں۔ ورنہ
لطائف و معانی کے اس بحر ناپیدا کنار کی وسعتوں اور گہرائیوں، پہنائیوں تک کون پہنچ سکتا ہے
سورہ فاتحہ شریف کے بعد سورہ بقرہ شریف کی پہلی پانچ آیات مبارکہ بھی جو کہ ختم شریف میں پڑھی
جاتی ہیں لاتعداد فضائل و برکات کی حامل ہیں۔ تاہم ان پانچ آیات مبارکہ کی فضیلت و اہمیت
کے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جب قرآن مجید ختم کرو
تو ساتھ ہی شروع کرتے وقت سورہ فاتحہ کے ساتھ سورۂ بقرہ کی ان پانچوں آیات کی تلاوت کرو
اور اس کا نام سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے "الحال مرتحل" رکھا۔ یہاں ہم قارئین کرام
کو بتائیں گے۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس ارشاد مبارکہ کو ختم شریف کو کسقدر خاص مناسبت
ہے۔ اور اس کے بعد ختم شریف میں پڑھے جانے والے درود شریف اور دعا کی فضیلت
بیان کریں گے۔

الحال المرتحل اور ختم شریف

یہاں ہم پہلے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی ایک حدیث مبارکہ پیش کریں گے اور اس کے بعد شارحین حدیث کی کتب سے وضاحت کی جائے گی۔ وَمَا تَوْفِيْقِيْ اِلَّا بِاللّٰهِ

ترمذی شریف

عن قتادہ، عن زرارہ بن اوفیٰ عن ابن عباس قال۔ قال رجل یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ای عمل احب للہ قالَ :- الحال، مرتحل =

ترمذی شریف جلد دوم صفحہ ۲۰۲

حضرتؒ قتادہ نے زرارہ بن اوفیٰ سے انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے روائت بیان فرمائی کہ ایک شخص نے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا۔ کہ اللہ تبارکُ تعالےٰ کے نزدیک پسندیدہ عمل کونسا ہے تو آپ نے فرمایا۔ "حال مرتحل"

اب آپ اس حدیث مبارکہ کی شرح میں چند حوالہ جات ملاحظہ فرمادیں۔ جن سے ظاہر ہو سکے کہ حال مرتحل کیا ہے۔

تحفۃ الاحوذی شرح ترمذی

قولہٗ الحال مرتحلؒ: قال الجوذی فی النہایۃ ہو الذی یختم القران بتلاوتہ من اول شبہہ بالمسافر یبلغ المنزل فیحل فیہ ثم یفتتح سیرۃ ای یبتدئہ وکذالک قراء مکۃ اذا ختموا لقرآن ابتداء اُو قراء "الفاتحہ وخمس آیات من ول البقرۃ" الیٰ اولئک ھُمُ الْمُفْلِحُوْن"، ثم یقطعون القراۃ ویسمون فاعل ذالک "الحال المرتحل" ای ختم القرآن۔ وابتدأ باولہٖ

"الحال مرتحل" کہا نہایہ میں جوذی نے! وہ شخص جو قرآن مجید ختم کرتا ہے تلاوت کے ساتھ شروع سے اسکی مشابہت اُس مسافر سے ہے۔ جو اپنی منزل کو پہنچتا ہے (پھر حال ہوتا ہے اسمیں) یعنی پھر شروع کرتا ہے سیر اپنی کو۔ اس لئے پڑھا اہل مکہ نے جب ختم کرتے قرآن کو پھر پڑھنا شروع کرتے سورہ فاتحہ اور سورہ بقرہ کی پہلی پانچ آیات اُولٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْن تک۔ اور تمام کرتے یہاں تک پڑھنا۔ اور نام اس کا یہ ہے الحال المرتحل یعنی ختم القرآن۔ اور ابتداء شروع سے اور نہ فاصلہ ہو درمیان اس کے زمانہ کا

ولم یفصل بینہما بزمان وقیل اراد بالحال المرتحل" وقال ابن القیمؒ فی الاعلام بعد ذکر ہذا الحدیث ما لفظہ فہم من ہذ العضہم انہ اذ فرغ من ختم القرآن قُراء" فاتحۃ الکتاب، وثلاث آیات من سورۃ بقرہ" لانہ حل بالفراغ وارتحل بالشروع وہذا لم یفعلہ بعض القُرأ۔ فلیس مراد الحدیث قطعا وباللہ توفیق وقد جاء تفسیر الحدیث مُتصلا بہ ان یضرب من اول القرآن الی آخرہ کلما "حل ارتحل" وہذا لہ معنیان احدہما انہ کلما حل من سورۃ أو جزء ارتحل فی غیرہٖ والثانی فی غیرہٖ والثانی انہ کلما حل من ختمتہ ارتحل فی اُخریٰ انتہی۔ قلت:- قد وقع فی بعض نسخ الترمذی التفسیر الذی اشار الیہ ابن قیمؒ متصلا بہٰذ الحدیث بلفظ قال = وما الحال المرتحل؟ قال الذی یضرب من اول القرآن الی آخرہٖ کلما "حل ارتحل" وحدیث ابن عباس ہذا رواہ محمد بن نصر فی قیام اللیل بلفظ قام رجل النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔ فقال! یا رسول اللہ" ای عمل افضل" اوقال:- ای العمل احب الی اللہ قال! فتح القرآن وختمتہ من اولہٖ الی آخرہٖ ومن آخرہٖ الی اولہٖ کلما "حل ارتحل" قال

یعنی بغیر کسی وقفہ کے اور کہا اسکو" الحال مرتحل" اور کہا ابن قیمؒ نے اعلام میں اس حدیث کے تذکرہ کے بعد ان لفظوں کیساتھ کہ قاری جب فارغ ہو ختم قرآن سے۔ پڑھے سُورہ فاتحہ اور تین آیات سُورۂ بقرہ سے۔ اس لئے بیشک شروع کیا فراغت کیساتھ اور ختم کرے شروع کیساتھ کے اور یہ جو نہ کیا بعض قراء نے پس نہیں حدیث کی مراد قطعی طور۔ اور ہے توفیق الہٰی کے ساتھ اور تحقیق آئی ہے حدیث کی تفصیل متصل اسکے ساتھ یہ کہ ابتدا کرے قرآن کے اول سے اس کے آخر تک اور پھر شروع کرے اُسکے اول سے۔ اسکے لئے دو معنی ہیں، ایک یہ کہ جب ختم کرے سورۃ کو یا کسی ایک جُز کو شروع ہو علاوہ اسکے۔ اور اور دوسرا بیشک جب پہنچے (قرآن کے) ختم کو شروع کرے اُسکے علاوہ۔ میں کہتا ہوں تحقیق ترمذی کے بعض نسخوں میں وُاقع ہے جس کا اشارہ کیا ابن قیمؒ نے متصل اس حدیث کیساتھ۔ اور کہا گیا ہے حال مرتحل! کہا جو شخص پڑھتا ہے قرآن کو شروع سے آخر تک ہے جب ختم کرے پھر لوٹے اور حدیث ابن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی روائت کیا اس کو محمدؒ بن نصر نے قیام اللیل میں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک شخص نے کھڑے ہو کر عرض کیا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم افضل عمل کونسا ہے اور خدا تعالےٰ کے نزدیک پسندیدہ کام کیا ہے۔ تو حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا " الحال مرتحل"۔ عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

بعض العُلماء! المقصود بالحديث السرد انما لا يفتركم لیشعر به کلمة من اوله الیٰ آخره ومن آخره الی اوله فقاری خمس آیات نحوها عند الختم لم یحصل تلك الفضیلة۔ الخ

تحفۃ الاحوذی شرح ترمذی مطبوعہ جید پریس دہلی جلد دوم صفحہ ۲۴

کیا ہے "الحال مرتحل" تو حضور نے فرمایا کہ قرآن مجید شروع کر کے ختم کرنا اول سے آخر تک اور آخر سے اول تک ہے "یہ حل ارتحل"

کہا بعض علماء نے مقصود حدیث کیساتھ۔ ایک کلمہ اُس کے شروع سے آخر تک اور اُس کے آخر سے شروع تک پس پڑھے پانچ آیات اس جیسی ختم کرنیکے وقت نہ حاصل ہوگی یہ فضیلت اور طرح پڑھنے سے۔

مخالفین ختم شریف کی ایک حماقت

اس سے پیشتر کہ قرآن مجید ختم کرنے کے ساتھ ہی شروع کرنے یعنی "الحال مرتحل" کے متعلق مزید حوالہ جات پیش کئے جائیں۔ مخالفین کی ایک حماقت کا ذکر ضروری معلوم ہوتا ہے اور وہ حماقت یہ ہے کہ کہ ان لوگوں میں جہلا کا ایک کثیر طبقہ ختم شریف کو نہایت ہی گھٹیا انداز میں یوں مذاق کرتا ہے کہ "جو شئے ختم ہی ہوگئی تو باقی کیا رہا" "یہ ختمئے ہیں، یہ سب کچھ ختم کر دیتے ہیں" "ختم بھی کوئی چیز ہے"، "ختم مسلمانوں نے گھر سے نکال لیا ہے۔ ختم کچھ نہیں یہ کھیر ختم کرنے کا بہانہ ہے۔ مولوی لوگوں کا مال ختم کرتے ہیں، ختم کا کوئی ثبوت نہیں، ختم کا کوئی وجود نہیں، ختم کوئی چیز نہیں، ختم بدعت ہے ختم شرک ہے۔ ختم کفر ہے۔ ختم وتم کچھ نہیں یہ مولویوں کا روٹیاں اکٹھی کرنے کا بہانہ ہے وغیرہ وغیرہ۔ ان لوگوں کی یہ واہی تباہی سُن کر بے اختیار زبان پر آجاتا ہے۔ ؎

یوں دین میں بھی فسانے تلاش کرتے ہیں
یہ فتنہ گر تو بہانے تلاش کرتے ہیں

لیکن اِس دریدہ دہن طائفہ کو جب ہم سادہ لوح لوگوں کی جیبوں پر ڈاکہ ڈالتے دیکھتے ہیں تو کہنا پڑتا ہے کہ

؎ ہر قدم پر نت نئے سانچے میں ڈھل جاتے ہیں لوگ
دیکھتے ہی دیکھتے کتنے بدل جاتے ہیں لوگ

ہم نہیں چاہتے تھے کہ ہماری تحریر میں تلخی کا ہلکا سا پہلو بھی ہوتا مگر ان لوگوں کے شورہ پشتوں جیسے بھونڈے اور کریہہ مذاق نے ماحول کو مکدر کر دیا ہے کہ ہمیں ہلکی پھلکی تنقید کا سہارا لینا پڑا اِس لئے کہ

ع "زہر بھی کرتا ہے کبھی کام تریاق" اور حقیقت تو یہ ہے کہ

؎ حق ایسی چیز کو ٹھکرا دیا نخوت پسندوں نے
بہت مجبور ہو کر ہم نے آئینِ وفا بدلا

ہاں تو ہم عرض یہ کر رہے تھے کہ ختم شریف پر طعن وتشنیع کرنے والے دینِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ اِس شدت وحدت سے متحارب ومتصادم ہیں کہ ان کے لئے حق وباطل کی تمیز کرنا مشکل ہو گیا ہے یہ کہتے ہیں کہ جس چیز کو ختم ہی کر دیا گیا تو باقی کیا بچا۔ ہم کہتے ہیں کہ تمہیں یہ کہنے کی جرأت کیسے ہوئی۔ کیا تمہیں آج تک یہ کسی نے نہیں بتایا کہ قرآن مجید ختم کیا جاتا ہے اور احادیث مبارکہ میں قرآن مجید کو ختم کرنے کا تذکرہ اتنی کثرت سے آیا ہے کہ اس کے لئے مزید کسی دلیل کی ضرورت ہی محسوس نہیں ہوتی۔ اور نہ صرف یہ کہ ختم قرآن کا تذکرہ ہی آیا ہے بلکہ ختم کرنے کا طریقہ، مقررہ ایام میں ختم کرنا۔ ختم کے بعد دعا کا اہتمام کرنا ختم کے بعد اہل وعیال کو اکٹھے کرنا وغیرہ وغیرہ مرفوع وموقوف احادیث مبارکہ سے ثابت ہے۔ اور ختم کرنے کے بعد از سرِ نو شروع کرنا جیسا کہ ختم شریف کی محافل میں ہوتا ہے اور جسے الحال مُرتحل کہا جاتا ہے۔ کیا ہم یہ سوال پوچھ سکتے ہیں کہ جب قرآن پاک ختم ہی ہو گیا تو باقی کیا رہا۔ مُعاذَ اللہ ثُمّ مُعاذ اللہ۔ شرعی اصطلاحات کو مذاق کرنا نہ صرف یہ کہ گناہ کبیرہ ہے۔ بلکہ کفر کی حدود تک پہنچ جاتا ہے۔ یہ تمہاری حماقت مآبیاں ہی ہیں جن سے تنگ آکر لوگ دین سے ہی برگشتہ ہو رہے ہیں۔ ؎

وفا کا نام کوئی بھول کر نہیں لیتا
ترے سلوک نے چونکا دیا زمانے کو

اب آپ قرآن مجید کو ختم کرنے کے وقت اہل وعیال کو اکٹھا کرنا ختم کر کے پھر سُورہ فاتحہ سے شروع کرنا اور ختم شریف کے بعد اللہ تعالےٰ سے دعا مانگنا اور اس وقت رحمت الٰہیہ کے نزول کے متعلق متعدد حوالہ جات ملاحظہ فرما دیں اور اندازہ کریں کہ ختم شریف کو مذاق کرنے والوں کے ذہن کس قدر پراگندہ ہیں۔

کتاب الاذکار (النووی)

وروی ابن ابی داؤد باسنادین صحیحین عن قتادہ التابعی الجلیل الامام صاحب انس رضی اللہ تعالیٰ عنه؟ قال! کان انس بن مالك رضی اللہ تعالےٰ عنه اذا ختم القرآن جمع اھله ودُعا۔

اور روائت کیا ابوداؤد نے صحیح اسناد کیساتھ جلیل القدر امام اور تابعی حضرت قتادہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ صحابیٔ انس رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے کہا حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالےٰ عنہ جب قرآن مجید ختم کرتے تو اہل وعیال کو اکٹھا کر لیتے اور دعا کرتے۔

وروی باسنانید صحیحۃ عن الحکم بن
عتیبۃ (الخ) التابعی الجلیل الامام قال!
ارسل الی مجاھد، عبدۃ بن ابی لبابہ!
فقال:- انا ارسلنا الیك لانا اردنا ان نختم
القرآن والدعا یستجاب عند ختم القرآن
وفی بعض روایاتہ الصحیحۃ وانہ کان
یقال ان الرحمۃ تنزل عند خاتمۃ القرآن
وروی باسناد الصحیح عن مجاھد قال کانوا
یجتمعون عند ختم القرآن یقولون تنزل الرحمۃ
(فصل) ویستجب الدعا عند الختم استحبا
با متاکدا شدیدا، لما قدمناہ۔ وروینا
فی مسند دارمی عن حمید الاعرج رحمۃ اللہ
علیہ قال من قرء القرآن ثم دعا امن علی
دعائہ اربعۃ آلاف ملك وینبغی ان یلح
فی الدعا! وان یدعوا بالامور والکلمات
الجامعۃ وان یکون معظم ذالك او
کلہ فی امور الآخرۃ وامور المسلمین الخ
وذکرت فیہ دعوات وجیز من ارادھا
نقلھا منہ واذا فرغ من الختمۃ
فالمستحب ان یشرع فی اخری متصلا
بالختم فقد استحبہ السلف واجتمعوا
فیہ بحدیث انس رضی اللہ تعالےٰ عنہ
ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم قال۔ خیر الاعمال" الحل
والرحلۃ" قیل وما ھما؟ قال!
افتتاح القرآن وختمہ

کتاب الاذکار مطبوعہ مصر صفحہ ۴۹

اور روائت ہے صحیح اسناد کیساتھ جلیل القدر تابعی الامام
حکم بن عتیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ مجھے مجاھد اور
عبدہ بن ابی لبابہ کی خدمت میں بھیجا پس فرمایا کہ بیشک
ہم نے بھیجا تمہاری طرف ارادہ رکھتے ہیں ختم قرآن کا اور
دعا ختم القرآن کے وقت مستجاب ہوتی ہے۔
اور انکی بعض صحیح روائتوں میں آیا ہے اور بیشک آپ
فرماتے تھے کہ تحقیق ختم القرآن کے وقت رحمت کا نزول ہوتا ہے
اور حضرت مجاھد رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روائت ہے کہا کہ
جمع ہوتے تھے ختم قرآن کے وقت اور کہتے تھے کہ رحمتوں کا نزول ہوتا ہے
اور ختم قرآن کے وقت دعا مستحب ہے سخت تاکید سے
بوجہ اسکے کہ مقدم کیا اس کو ہم نے۔ اور روائت کیا
مسند دارمی میں حمید اعرج رحمۃ اللہ علیہ سے۔ فرمایا جس
شخص نے پڑھا قرآن پھر دعا کی، آمین کہتے ہیں،
چار ہزار فرشتے اُسکی دعا پر۔ اور مناسب یہ ہے
کہ بار بار دعا کرے اور یہ کہ دعا کرے مشکلات و
مہمات میں جامع کلمات کیساتھ۔ اور یہ کہ جو مشکلات
ہیں یا تمام کے تمام آخرت اور مسلمانوں کے امور ہیں۔
اور اس میں دعاؤں کا ذکر کیا گیا اور جائز کیا گیا
ہے جو شخص اُس کا ارادہ کرے اور نقل کیا گیا ہے۔
کرے (اسکو) اُس وقت جب فارغ ہو قرآن پاک
کے ختم سے مستحب یہ ہے کہ شروع کرے دوسری بار متصل
ختم کیساتھ۔ مستحب جانا اسکو سلف نے اور اجماع
کیا اس میں حضرت انس رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی حدیث
کیساتھ۔ بیشک حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
فرمایا بہترین عمل" حل اور رحلۃ" ہے عرض کیا گیا یا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ کیا ہے؟
فرمایا کہ قرآن مجید کو ختم کرنا اور شروع کرنا۔

العشر فی قراءۃ العشر

عن عبد اللہ ابن عباس عن
ابی ابن کعب عن النبی صلی اللہ علیہ و
آلہ وسلم وقرأ ابی عن النبی
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انہ کان
اذا قرأ قل اعوذ برب الناس
افتتح من الحمد ثم قرأ الی اولٰئك
ھم المفلحون۔ ثم دعا بدعاء
الختمۃ ثم قام۔

عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم افضل الاعمال "الحال المرتحل"
عن قتادۃ عن زرارۃ بن اوفی عن ابن
عباس قال، قال رجل یا رسول اللہ
(صلی اللہ علیہ وسلم) ای العمل احب
الی اللہ ؟ قال" الحال المرتحل"۔
وزادہ فیہ:- یا رسول اللہ
وما الحال المرتحل"؟ قال فتح القرآن
وختمہ صاحب القرآن یضرب من
اولہ الی آخرہ ومن آخرہ الی اولہ
کلما حال ارتحل۔

عن ابن عباس رضی اللہ عنھما
ان رجلا قال للنبی صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم۔ ای الاعمال افضل۔ قال
علیك" بالحال المرتحل" قالوا

حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ
تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ روایت بیان
کی ابی ابن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اور پڑھا حضور صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے ابی پر اور ابی نے حضور صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم پر، تھے وہ کہتے کہ جب پڑھتے
قل اعوذ برب الناس۔ شروع
فرماتے الحمد للہ رب العلمین سے
اور پڑھتے اولٰئك ھم المفلحون
تک پھر دعا فرماتے دعا ختم کی اور پھر کھڑے
ہو جاتے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا
افضل الاعمال "حال مرتحل" ہے۔ حضرت قتادہ
حضرت زرارہ بن اوفی سے وہ حضرت عبد اللہ
ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت فرماتے
ہیں کہ ایک شخص نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کی خدمت میں عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم وہ کونسا عمل ہے جسے اللہ تبارک وتعالیٰ
جل مجدہ الکریم محبوب رکھتے ہیں۔ تو حضور صلی اللہ
علیک وآلہ وسلم نے فرمایا۔ "حال مرتحل" اور اس میں
زیادہ یہ ہے کہ عرض کیا گیا یا رسول اللہ علیہ وآلہ وسلم
حال مرتحل کیا ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے ارشاد فرمایا۔ قرآن کا شروع کرنا اور ختم

یا رسول اللہ وما الحال المرتحل ؟ قال صاحب القرآن یضرب فی اولہ حتیٰ یبلغ آخرہ ویضرب فی حتیٰ یبلغ اولہ کلما حل ارتحل۔"

(النشر فی قرأۃ العشر مطبوعہ دمشق جلد دوم صفحہ ۴۲۲/۴۴۴)

کرنا اور قرآن پڑھنے والا اول سے آخر تک جائے اور آخر سے اول پر آئے سب حال مرتحل ہے۔

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ تحقیق ایک شخص نے حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا۔ افضل الاعمال کیا ہے تو اس کو آپ نے فرمایا "حال مرتحل"۔ اس نے عرض کیا "حال مرتحل" کیا ہے یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) فرمایا قرآن پڑھنے والا اول سے آخر تک پہنچے اور آخر سے پھر اول پر پہنچے سب حال مرتحل ہے۔

دارمی شریف

حدثنا اسحق بن عیسیٰ عن صالح المری عن قتادۃ عن زرارۃ بن اوفی ان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سئل ای العمل افضل قال الحال والمرتحل۔ قیل؟ وما الحال مرتحل۔ قال: صاحب القرآن یضرب من اول القرآن الی آخرہ ومن آخرہ الی اولہ کلما حل ارتحل۔

روایت کیا، اسحق بن عیسیٰ نے صالح المری سے۔ انہوں نے قتادہ سے انہوں نے زرارہ بن اوفی سے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا گیا، کہ افضل عمل کیا ہے۔ تو آپ نے فرمایا کہ "الحال مرتحل" عرض کیا گیا کہ حال مرتحل کیا ہے فرمایا کہ قرآن مجید پڑھنے والا اول سے آخر تک قرآن پڑھے اور پھر آخر سے اول کی ابتدا کرے یہ ہے حال ارتحل۔

قیام اللیل (المروزی)

حدثنا ابو زرعۃ ثنا ابراھیم بن الفضل بن ابو سوید الذارع ثنا صالح المری۔ عن قتادۃ عن زرارۃ بن اوفی عن ابن عباس! قام رجل النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ای العمل افضل" او قال ای العمل احب الی اللہ" قال! "الحال مرتحل" قال یا رسول اللہ! وما الحال مرتحل؟ قال فتح القرآن وختمہ من اولہ و آخرہ الی اولہ کلما حل ارتحل۔"

روایت بیان کی ابو زرعہ نے ابراہیم بن فضل بن ابو سعید زارع سے۔ انہوں نے صالح مری سے انہوں نے قتادہ سے انہوں نے زرارہ بن اوفی سے انہوں نے ابن عباس رض سے کہ ایک شخص نے حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی خدمت میں کھڑے ہو کر عرض کیا۔ کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم" افضل عمل کونسا ہے" اور "خدا کے نزدیک پسندیدہ عمل کونسا ہے"۔ تو حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا "الحال مرتحل"۔ اس شخص نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم حال مرتحل کیا ہے۔ تو آپ نے فرمایا شروع کرنا قرآن کا اور ختم کرنا شروع سے آخر تک اور پھر شروع کرنا۔

لسان العرب

الحال مرتحل وکذالک قراء اھل مکۃ! اذا ختموا القرآن التلاوتہ ابتدأ و اوقرؤ "الفاتحۃ وخمس آیات من اول سورۃ البقرۃ الی قولہ و أولئک ھم المفلحون" ثم یقطعون

اور الحال مرتحل یہ ہے کہ قراء اہل مکہ جب ختم کرنے قرآن مجید کو ساتھ تلاوت کے شروع سے آخر تک اور پڑھنے سورۃ فاتحہ اور سورۃ بقرہ کی پہلی پانچ آیات و اولئک ھم المفلحون تک۔ نیز یہ کہ ختم کرنا قراٴت کو

القرأة ويسمعون ذالك "الحال مُرتحل" اى انه ختم القرآن وابتدا باوّله ولم يفصل بينهما بزمان۔

(لغات لسان العرب جلد ۱۳۔ صفحہ ۱۸۲)

اور شروع کرنا یہ ہے حال مرتحل۔ یعنی ختم کرنا قرآن اور ابتدا کرنا شروع سے اور نہ ہو فاصلہ وقت کا درمیان اس کے۔

○

فضائلِ القرآن ابن کثیر

قال الطبرانی ثنا معاذ بن المثنیٰ ثنا ابراهيم بن ابی سويد الذارع قال ثنا صالح المرى عن قتادة عن زرارة بن أوفى عن ابن عباس رضى الله عنهما قال سال رجل رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم فقال اى الاعمال احبّ الى الله۔ فقال! "الحال المرتحل"۔ قال يا رسول الله۔ ما الحال المرتحل؟ قال: صاحب القرآن يضرب فى اوّله حتّٰى يبلغ آخره وفى آخره حتّٰى يبلغ اوّله۔

(فضائل القرآن لابنِ کثیر مطبوعہ صنہ ۹۰)

کہا طبرانی نے اُنہوں نے معاذ بن مثنّٰی سے انہوں نے ابراہیم بن سوید سے کہا بیان کیا صالح مرکی نے حضرت قتادہ سے انہوں نے زرارۃ بن اُوفی سے کہا حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ، نے فرمایا کہ ایک شخص نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا۔ کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک زیادہ محبوب عمل کونسا ہے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا "الحال مرتحل"۔ عرض کیا یارسول اللہ حال مرتحل کیا ہے۔ فرمایا کہ قرآن پڑھنے والا ابتدا کرے اوّل سے، یہاں تک کہ پہنچے اُس کے آخر تک اور آخر سے پہنچے اُس کی ابتدا کو۔

○

حلبی کبیری

لانّ النبى صلى الله عليه وآله وسلم قال خير النّاس "الحال المرتحل" اى الخاتم المفتتح۔

(حلبی کبیری مطبوعہ سندھ ص ۴۹۶)

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کا ارشاد ہے۔ فرمایا، لوگوں میں سے بہتر وہ ہے۔ جو الحال مرتحل کرے۔ یعنی ختم شریف کر کے شروع کرنے والا۔

النہایہ ابنِ اثیر

قوله (الحال مرتحل) هو الّذى يختم القرآن بتلاوته ثم يفتتح التلاوته من اوّل شبهه بالمسافر يبلغ المنزل فيحل فيه ثم يفتتح سيرًا اى يبتدءه وكذالك قرأمكة اذ اختموا القرآن ابتداء اَو قرأ "والفاتحه وخمس آيات من اوّل البقرة" الى هم اولٰئك هم المفلحون"۔

ثم يقطعون القرأة ويسمعون فاعل ذالك "الحال مرتحل" اى ختم القرآن وابتدأ باوّله ولم يفصل بزمان

(النہایہ ابنِ اثیر مطبوعہ مصر جلد اوّل ص ۲۸۸)

قولہ الحال مُرتحل: وہ شخص جو ختم کرے قرآن کو اور پھر شروع کرے تلاوت کو اس کی مشابہت اس مسافر سے ہے۔ جو اپنی منزل پر پہنچ کر پھر اپنے سفر کی ابتدا کرے اور یہ ہے کہ جب مکّہ کے قاری ختم کرتے قرآن مجید کو پھر پڑھتے ابتداء سے سُورہ فاتحہ اور سُورہ بقرہ کی پہلی پانچ آیات "وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ تک۔

پھر ختم کرتے قرأۃ کو اور سُنتے اسے کرنے والے کو الحال مُرتحل یعنی ختم کرنا قرآن مجید کو اور ابتدا کرنا شروع سے اور نہ ہو فاصلہ درمیان اس کے وقت کا۔

مجمع البحار

الحال مرتحل :- ھو الذی یختم القرآن (الخ) وکذالک مکۃ اذا ختموا القرآن ابتداء أو قرا۔ "والفاتحۃ وخمس آیات من اول البقرۃ الی ھم أولئک ھم المفلحون (الخ)
(مجمع البحار مطبوعہ لکھنو۔ صـ ۲۹۴ مؤلف محمد بن طاہرؒ)

"حال مرتحل"۔ وہ شخص جو ختم کرے قرآن اور یہ کہ جب ختم کرتے مکۃ معظمہ کے قاری قرآن مجید کو۔ ابتدا کرتے اور پڑھتے سورہ فاتحہ اور پانچ پہلی آیات سورہ بقرہ کی أُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ تک۔

○

کنزالاعمال

احب العمل الی اللہ تعالیٰ :- "الحال مرتحل الذی یضرب من اول القرآن الی آخرہ ومن آخرہ الی اولہ کلما حل ارتحل" عن ابن عباس عن زرارۃ بن أوفی مرسلا وقال ھذا اصح۔ اقرؤ القرآن وسلوا اللہ تعالیٰ بہ قبل ان یاتی قوم یقرؤن القرآن فیسألون بہ الناس۔
(کنزالاعمال حاشیہ مسند احمد مطبوعہ بیروت۔ صفحہ ۳۸۷)

اللہ تعالیٰ کے نزدیک پسندیدہ عمل "حال مرتحل" ہے جو شخص قرآن مجید کو اول سے آخر تک اور آخر سے اول تک پڑھے سب حال مرتحل ہے۔ حضرت زرارہ بن أوفی کی روایت سے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے۔ اور کہا یہ ٹھیک ہے پڑھو قرآن کو اور اس کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے سوال کرو۔ قوم کے آنے سے پہلے قرآن پڑھتے۔

ختم شریف

اللہ تعالیٰ کا پسندیدہ عمل ہے

سرکارِ دوعالم، تاجدارِ مدینہ، سرورِ کائنات، فخرِ موجودات احمدِ مجتبےٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمانِ عالیشان کے مطابق ختم شریف نہ صرف یہ کہ بہتر اور افضل عمل ہے بلکہ خدا تعالےٰ کے نزدیک پسندیدہ عمل ہے۔ جیسا کہ آپ "حال مرتحل" کی بحث میں کئی احادیث مبارکہ ملاحظہ فرما چکے ہیں۔ ختم شریف میں قرآن مجید پڑھا جاتا ہے۔ پھر حال مرتحل ہوتا ہے۔ یعنی ختم کرنے کے بعد پھر سورہ فاتحہ اور سورہ بقرہ شریف کی پہلی پانچ مبارک آیات أُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ تک تلاوت کی جاتی ہیں۔ اور سورہ اخلاص تین مرتبہ پڑھی جاتی ہے۔ جس کا ثواب سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان کے مطابق تہائی قرآن مجید کی تلاوت کا ہے۔ سورہ ہائے معوذتین پڑھی جاتی ہیں جن کی فضیلت آپ سابقہ اوراق میں پڑھ آئے ہیں۔ درود شریف پڑھا جاتا ہے۔ جس کی تفصیل انشاء اللہ آگے آنے والی ہے۔ اور ختم شریف کے وقت دعا کی جاتی ہے۔ اور دعا کے وقت اہل وعیال، قراء صلحا، اہلِ علم، پڑوسیوں اور برادری کا اکٹھ ہوتا ہے جو کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ کرام، تابعین و تبع تابعین رضوان اللہ علیہم اجمعین کا طریقہ ہے۔

ختم شریف کے وقت

اہل وعیال اور برادری کا اکٹھ کرنا

ختم شریف کے وقت اہل وعیال کو جمع کرنا ، برادری کا اجتماع اور اکٹھ کرنا ، قراء وصلحاء کا جمع ہونا ، صحابہ کرام اور تابعین و تبع تابعین کا پسندیدہ طریقہ ہے۔ اسکے لئے ہمارے پاس بیشمار معتبر کتب کے دلائل موجود ہیں۔ لیکن دانستہ طور پر ان سب سے اعراض کرتے ہوئے اختصار کے ساتھ چند کتابوں سے چند عبارات پیش کی جاتی ہیں۔ ان میں سے دو ایسی کتب کا انتخاب بھی کیا گیا ہے جو وہابیہ کے نزدیک زبردست اور ثقہ مصنّفین کی ہیں۔ اور ان مصنّفین کو جھٹلانا ان کے بس کا روگ نہیں۔ ان میں سے ایک کتاب کا نام قیام اللّیل ہے جسے وہابیوں نے سانگلہ ہل میں خود طبع کرایا ہے۔ اس کے مصنّف کا نام "محمّد بن نصر المروزی" ہے۔ دوسری کتاب کا نام جلاء الافہام ہے۔ جس کا مصنّف وہابیہ کا پیشوائے اعظم ابن قیّم ہے۔ پہلے ان ہر دو کتب کی عبارات من وعن ہدیۂ قارئین کی جاتی ہیں۔ اس کے بعد دیگر کتب کی عبارات پیش کی جائیں گی۔

قیام اللّیل (المروزی)

حدثنا یحیی اخبرنا صالح المری عن ایوب عن ابی قلابہ فی حدیث کان یرفعہ من شہد فاتحۃ القرآن حین یستفتح القرآن کان کمن شہد فتحا فی سبیل اللہ ومن شہد

روایت بیان کی یحییٰ نے کہ خبر دی صالح مری نے اُن کو ایّوب نے ابی قلابہ کی حدیث میں کہ تھا بلند کرتا کہ جو کوئی حاضر ہوا فاتحۃ القرآن میں وقت شروع کرنے قرآن مجید کے ایسے ہے جیسے کوئی حاضر ہوا

خاتمتہ حین یختم کان کمن شہد الغنائم۔ حین قسمت وکان انس اذا ختم القرآن جمع ولدہ واھل بیتہ فدعا لھم وکان رجل یقراء القرآن من اوّلہ الی آخرہ فی مسجد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ (قیام اللّیل ص۱۸۸ مؤلفہ شیخ الاسلام ابی عبداللہ محمد بن نصر المروزی متوفی سنہ ۲۹۴ھ)

فتح سبیل اللہ میں۔ اور جو شخص حاضر ہوا ختم میں جس وقت ختم ہو ایسے ہے جیسے کوئی حاضر ہوا غنیمت میں وقت تقسیم کے۔ اور تھے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب ختم قرآن کرتے۔ جمع کرتے اپنی اولاد کو اور اہلبیت کو پس دعا فرماتے واسطے اُن کے۔ اور تھا ایک شخص قرآن ختم کرتا اوّل سے آخر تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مسجد میں۔

دارمی شریف

حدثنا سلیمان بن حرب ثنا صالح المری عن ایوب عن ابی قلابہ رفعہ قال من شہد القرآن حین یفتتح فکانّما شہد فتحاً فی سبیل اللہ ومن شہد ختمہ حین یختم فکانّما شہد الغنائم حین تقسم (المسند الدارمی مطبوعہ کانپور ص۴۴)

حدیث بیان کی سلیمان بن حرب نے صالح مری سے اُنہوں نے ایوب سے ، انہوں نے ابی قلابہ سے۔ فرمایا حاضر ہونا قرآن شروع ہونے کے وقت ایسا ہے جیسے حاضر ہونا فتح فی سبیل اللہ میں اور حاضر ہونا ختم شریف میں ایسا ہے جیسے حاضر ہونا (مال) غنیمت کے تقسیم کے وقت۔

عن قتادہ قال کان رجل یقرأ فی مسجد المدینۃ۔ وکان ابن عباس قد وضع علیہ الرصد فاذا کان یوم ختم قام فتحول الیہ (دارمی شریف ص۴۴)

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ تھا مدینہ منوّرہ کی مسجد میں ایک شخص قرآن پڑھتا اور تحقیق تھے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ مقرر فرماتے اوپر اسکے خبر گیر پس تھا جب ختم کا دن ہوتا کھڑے ہوتے وہاں جانے کیلئے۔

★

قال كان انس بن مالك اذا اشفى
على ختم القرآن بالليل لقبى منه شيئاً حتى
يصبح فيجمع اهله فيختمه معهم۔
(دارمی شریف ص۴۴۲)

فرمایا تھے جب انس بن مالک اوپر ختم قرآن کے
ساتھ رات کے وقت جو کچھ باقی رہتا صبح تک
پس جمع فرماتے اہل و عیال کو پس فرماتے ختم
ساتھ اُن کے۔

حدثنا عفان ثنا جعفر بن سلیمان
ثنا ثابت قال كان انس اذا ختم القرآن
جمع ولده واهل بيته "فدعا لهم"
(دارمی شریف)

حدیث بیان کی عفان نے جعفر بن سلیمان سے
انہوں نے ثابت سے فرمایا جب حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ
عنہ قرآن مجید ختم کرتے اپنی اولاد اور اہل بیت کو
جمع فرماتے پس ان کیلئے دعا فرماتے۔

حدثنا ابو المغيرة ثنا الاوزاعى
عن عبدة قال اذا ختم الرجل القرآن
بنهار صلت عليه الملائكة حتى يمسى
وان فرغ منه ليلا صلت عليه الملائكة
حتى يصبح۔ (دارمی شریف ص۴۴۱)

روایت بیان کی ابو مغیرہ نے اوزاعی سے
انہوں نے عبدہ سے فرمایا جب کوئی شخص ختم
کرتا ہے قرآن صبح کو رحمت بھیجتے ہیں فرشتے اُس پر
شام تک اور جو فارغ ہوتا ہے ختم قرآن سے رات
کو رحمت بھیجتے ہیں اُوپر اُسکے ملائکہ صبح تک۔

مجمع الزوائد (ابن حجر مکی)

عن العرباض بن سارية قال
قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم
من صلى صلاة فريضة فله دعوة
مستجابة ومن "ختم القرآن" فله
دعوة مستجابة۔

عرباض بن ساریہ سے روایت ہے فرمایا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو
شخص فرض نماز پڑھتا ہے پس اُسکی دعا مستجاب
ہوتی ہے اور جو کوئی ختم کرتا ہے قرآن مجید
پس اُس کی دعا مقبول ہوتی ہے۔

وعن ثابت ان انس بن مالك
كان اذا "ختم القرآن" جمع اهله
ولده فدعا لهم رواه الطبرانى
ورجاله ثقات۔
(مجمع الزوائد مطبوعہ مصر جلد ہفتم ص۱۷۲)

اور حضرت ثابت رضی سے روایت ہے کہ
حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب قرآن مجید
ختم فرماتے۔ اپنے اہل و عیال اور اولاد کو
جمع فرماتے اور ان کیلئے دعا فرماتے۔ روایت
کیا اس کو طبرانی نے اور راوی اسکے ثقہ ہیں۔

نتیجہ

دارمی شریف، مجمع الزوائد شریف اور قیام اللیل المزوری کی عبارات
سے جو نتیجہ نکلتا ہے وہ یہ ہے کہ:۔

- ختم شریف کی محفل میں صحابہ کرام رضی اور تابعین رضی عظام شرکت کرتے تھے۔
- ختم شریف شروع ہونے کے وقت حاضر ہونا ایسے ہے جیسے فتح فی سبیل اللہ میں حاضر ہونا۔
- ختم شریف کے اختتام پر حاضر ہونا ایسے ہے جیسے مالِ غنیمت کے تقسیم ہونے کے وقت حاضر ہونا۔
- ختم شریف کے وقت حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی اہل بیت اور اولاد کو اکٹھا کر کے اُن کیلئے دعا کرتے تھے۔

اور مُلاحظہ فرمائیں

پیشِ ازیں کے پیشوائے وہابیاں حافظ "ابنِ قیم" کی کتاب سے چند اقتباسات پیش
کئے جائیں۔ یہ بتا دینا ضروری ہے کہ جیسا کہ آپ گذشتہ صفحات میں پڑھ چکے ہیں کہ ختم
شریف کے وقت قرآن مجید ختم کرنے کے علاوہ الحالّ المرتحل پر عمل کرتے وقت
جو سُورہ فاتحہ اور سورہ بقر کی پہلی پانچ آیات مبارکہ پڑھی جاتی ہیں ان کے

فضائل معوذتین، سورہ اخلاص اور سورہ حشر کی آخری آیات کی فضیلت احادیث مبارکہ کی روشنی میں بیان کی گئی ہے۔ اب ختم شریف کے اہم جزء درود شریف اور دعا کے متعلق کچھ عرض کرنا باقی ہے۔ درود شریف کی عظمت و فضیلت کے بارے میں اللہ تبارک و تعالیٰ کا یہ فرمان ہی کیا کم ہے کہ:۔

اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ۔ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا٥

قرآن مجید کی اس نص مبارکہ کے علاوہ درود شریف کی فضیلت میں احادیث مبارکہ کی مستند کتب میں اسقدر ذخیرہ موجود ہے کہ فضائل درود شریف پر ایک ضخیم کتاب لکھی جا سکتی ہے۔ لیکن یہاں محض برکت حاصل کرنے کیلئے نہایت اختصار کے ساتھ چند احادیث نقل کی جائیں گی۔ اس کیلئے بھی ہم اختصار میں مزید اختصار کرتے ہوئے پیشوائے وہابیہ حافظ ابن قیم کی کتاب جلاء الافہام سے کچھ ایسی روایات پیش کریں گے جن میں درود شریف اور دعا کا تعلق واضح ہو سکے۔ ملاحظہ ہو:۔

جلاءُ الافہام

ختم ● درود ● دعا ● اکٹھ برادری

ترجمہ

عربی متن اگلے صفحہ پر

باب درود شریف بعد دعا ختم القرآن

سترہواں موقع درود شریف پڑھنے کا بعد ختم القرآن ہے۔ اسلئے کہ یہ موقع محل دعا ہے ابو الحارث کی روایت کے مطابق امام احمد بن حنبل رحمتہ اللہ علیہ سے ختم قرآن کے بعد دعا کرنا اس بنا پر منصوص ہے کہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ قرآن پاک کے ختم کے وقت اپنے اہل و عیال کو دعا کیلئے جمع فرما لیا کرتے تھے۔ امام احمد رحمتہ اللہ علیہ سے سوال کیا گیا کہ ایک شخص ختم قرآن کے وقت برادری کو جمع کرتا ہے۔ اس کیلئے کیا حکم ہے۔ آپ نے فرمایا:۔ ہاں! میں نے معمرؒ کو ایسا کرتے دیکھا ہے۔ حرب کہتے ہیں کہ وقت ختم قرآن کے لوگوں کو جمع کرنا امام موصوفؒ مستحب سمجھتے تھے۔ ابن ابی داؤد کی روایت حکم سے فضائل قرآن

کے بارے میں ہے کہ مجاہدؓ نے مجھے بلایا۔ ان کے پاس ابی لبابہؓ بھی موجود تھے اور کہا کہ آج ہم ختم قرآن کرنا چاہتے ہیں اسلئے تمہیں بلایا ہے۔ وہ کہتے تھے کہ ختم قرآن کے وقت دعا قبول ہوتی ہے، اور دعائیں مانگتے تھے۔ دوسری روایت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ ہے کہ جو شخص قرآن مجید ختم کر کے دعا مانگے اس کی دعا قبول ہوتی ہے۔ پھر مجاہدؒ کا یہ قول نقل کیا ہے کہ ختم قرآن کے وقت رحمت الٰہی کا نزول ہوتا ہے ابو عبیدؒ کا فضائل القرآن میں قتادہؓ سے نقل کرتے ہیں کہ مدینہ طیبہ میں ایک شخص اپنے ساتھیوں کو پورا قرآن مجید سنایا کرتا تھا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما چند آدمیوں کو وہاں اس غرض سے متعین کر دیتے تھے کہ:۔

جب ختم کا دن ہو تو وہ ان کو اطلاع کر دیں اور آپ ختم میں شرکت کریں۔

جلاء الافہام کا عربی متن

سابع عشر، صلوٰۃ عقیب ختم القرآن

وهذا لان المحل محل دعا! وقد نص الامام احمد رحمة الله تعالى على الدعا عقيب الختمة۔ فقال! فى رواية ابى الحارث۔ كان انسؓ اذا ختم القرآن جمع اهله وولده وقال فى رواية يوسف بن موسى وقد سئل عن الرجل! يختم القرآن فيجتمع اليه قوم! قال! نعم؛ رأيت معمر يفعله اذا ختم۔

وقال فى رواية حرب:۔ استحب اذا ختم الرجل القرآن ان يجمع اهله ويدعو وروى ابن ابى داؤد فى فضائل القرآن عن الحكم:۔ قال!! أرسل الى مجاهد وعنده ابن ابى لبابه۔ أرسلنا اليك انا نريد أن نختم القرآن وكان ان يقول الدعاء يستجاب عند ختم القرآن ثم يدعو بدعوات۔ وروى ايضاً فى كتابه عن ابن مسعود انه۔ قال! "من ختم القرآن فله دعوة مستجابة" وعن مجاهد قال تنزل الرحمة عند ختم القرآن ــــ وروى ابو عبيدؒ فى فضائل القرآن عن قتادة:۔ قال! كان بالمدينة رجل يقرأ القرآن من اوله الى آخره على اصحاب له۔ فكان ابن عباس رضى الله عنهما يضع عليه الرقباء فاذا كان عند الختم۔ جاء ابن عباس رضى الله تعالى عنهما فشهده۔ (جلاء الافهام مطبوعہ دمشق صفحہ ۲۷۸/۲۷۹ مصنفہ ابن قیم)

کتاب الاذکار

امام نووی رح شارح مسلم شریف

المروزی اور ابن قیم کی ان بالصراحت عبارات کے بعد ختم شریف کے جواز میں اگرچہ مزید کسی حوالہ کی ضرورت نہیں ۔ پھر بھی ہم چند مستند اور معتبر حوالے اور بھی پیش خدمت کرتے ہیں ۔

ملاحظہ ہو کتاب الاذکار "نووی رح" کی عبارت

ترجمہ

مسند رومی میں ہے کہ :-

● حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما انتظار فرماتے تھے اس آدمی کا جو قرآن پڑھتا تھا ۔ پس جب وہ ختم کا ارادہ کرتا آپ (ابن عباس رضی اللہ عنہ) کو پتہ چل جاتا ۔ تو آپ اس محفل میں شرکت فرماتے ۔

● ابن ابی داؤد سے صحیح دو سندوں کے ساتھ روایت ہے کہ تابعی جلیل صحابی انس رضی اللہ عنہ ، حضرت قتادہ فرماتے ہیں کہ جب حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ، قرآن شریف ختم کرتے تو اپنے اہل و عیال کو اکٹھا کرتے اور دعا مانگتے ۔

● تابعی جلیل امام حکم بن عتیبہ سے صحیح سند سے مروی ہے کہ بھیجا میری طرف عبادہ اور ابی لبابہ کو پس کہا ! بیشک ہم نے بھیجا تمہاری طرف اس لئے کہ تحقیق ہم قرآن پاک کے ختم کا ارادہ رکھتے ہیں ۔ اور دعا قبول ہوتی ہے ختم کے وقت ۔ اور بعض روایتوں میں آیا ہے کہ ختم قرآن کے وقت رحمتوں کا نزول ہوتا ہے ۔

● اور صحیح سندوں کے ساتھ حضرت مجاہد سے روایت ہے کہ وہ ختم شریف کے وقت اجتماع فرماتے تھے اور کہتے تھے کہ ختم شریف کے وقت رحمت کا نزول ہوتا ہے اور ختم کے وقت دعا مستحب ہے ۔

متن

● و روینا فی مسند دارمی عن ابن عباس رضی اللہ عنہما انہ کان یجعل یراقب رجلا یقراء القرآن ۔ فاذا اراد ان یختم اعلم ابن عباس رضی اللہ عنہما فیشہد ذالک ۔

● و روی ابن ابی داؤد باسنادین صحیحین عن قتادہ التابعی الجلیل صاحب انس رضی اللہ عنہ ۔ قال ! انس بن مالک رضی اللہ عنہ اذا ختم القرآن جمع اہلہ و دعا لہٗ ۔

● و روی باسناد صحیحہ عن الحکم بن عتیبہ ۔ التابعی الجلیل الامام ۔ قال ! ارسل ابی مجاہد و عبادہ بن ابی لبابہ فقال ! انا ارسلنا الیک لانا اردنا ان نختم القرآن ۔ والدعاء یستجاب عند ختم القرآن و فی بعض روایاتہ ۔ الصحیحۃ ۔ و انہ کان یقال ان الرحمۃ تنزل عند خاتمۃ القرآن ۔

● و روی باسناد الصحیح عن مجاہد ۔ قال ! کانوا یجتمعون عند ختم القرآن یقولون تنزل الرحمۃ و یستحب الدعاء عند ختم القرآن ۔

(کتاب الاذکار المنتخبہ فی سید الابرار مطبوعہ مصر صفحہ ۹۷)

مَتن

ویستحب الدعاء عند الختم استحبابا متاکدا شدیدا قد مناه وروینا فی مسند دارمی عن حمید الاعرج رحمۃ اللہ قال! من قرأ القرآن ثم دعا امن علی دعائہ اربعۃ آلاف ملک۔

وینبغی ان یلح فی الدعاء وان یدعو بالامور المہمۃ والکلمات الجامعۃ ۔ وان یکون معظم ذالک أو کلہ فی امور الآخرۃ، وامور المسلمین، وصلاح سلطانہم وسائرہ ولاۃ امورھم۔ وفی توفیقہم للطاعات، وعصمتہم من المخالفات، وتعاونہم علی البر والتقوی، وقیامہم بالحق اجتماعہم علیہ وظہورھم علی أعداء الذین وسائر المخالفین۔

اذا فرغ من الختمۃ فالمستحب أن یشرع أخریٰ متصلا بالختم فقد استحبہ السلف واحتجوا فیہ حدیث۔

انس رضی اللہ عنہ أن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ قال "خیر الاعمال" الحل والرحلۃ، قیل وما ھما؟ قال افتتاح القرآن وختمہ۔

(کتاب الاذکار۔ مطبوعہ مصر صفحہ ۹۸)

اَلاَذْکَارْ کی باقی عبارت؟

ترجمہ

حضرت حمید اعرج سے مسند دارمی میں روایت ہے کہ فرمایا جو کوئی پڑھے قرآن پھر دعا کرے اُس دعا پر چار ہزار فرشتے آمین کہتے ہیں ۔ اور مناسب یہ ہے کہ اصرار کرے دعا میں اور یہ کہ دعا مانگے امورات مہم اور کلماتِ جامعہ کے ساتھ ۔ اور اس کے بہت بڑے آخرت کے کاموں میں، مسلمانوں کے امور میں اور سلطان کی صلاح اور اُن کی ولایت کے تمام اُمور میں اور اُن کی عبادتوں میں توفیق کے لئے اور اُن کی مخالفت سے بچانے میں۔ اور اُن کی نیکی اور تقویٰ پر معاونت میں اور اُن کے حق کے ساتھ قائم ہونے میں اور اُن کے حق پر جمع ہونے پر۔ اور اُن کے دین کے دشمنوں اور تمام مخالفوں پر غالب ہونے میں ۔

اَوَرجَبْ

ختم سے فارغ ہو پس مستحب یہ ہے کہ شروع ہو دوسرے میں متصل ختم کے ساتھ۔ پس سلف نے اس کو مستحب جانا ہے اور حجت کیا اس میں اُنہوں نے حضرت انسؓ کی حدیث کو۔ کہ بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا بہترین اعمال "الحل والرحلۃ" ہے۔ عرض کیا وہ کیا ہیں۔ فرمایا قرآن کا شروع کرنا اور اس کا ختم ۔

عمل الیوم واللیلۃ

امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمتہ

ترجمہ

اور ختم کے دن روزہ سنت ہے۔

اور حاضر ہونا اہل و عیال کا اور احباب کا۔ تحقیق ختم کے وقت رحمت کا نزول ہوتا ہے۔ اور دعا کرنا ہر ختم کے ساتھ مقبول ہوتی ہے دعا اور

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب ختم شریف فرماتے تھے۔ پس پڑھتے تھے "قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ ۵" اور شروع فرماتے تھے۔ "اَلْحَمْدُ شریف" اور پھر پڑھتے تھے سورہ بقرہ شریف "اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۵" تک۔ پھر دعا فرماتے تھے دعا ختم کی۔

متن

" ویسن صوم یوم الختم" وان یحضر اهله واحد قاده، لان الرحمة تنزل عنده۔

والدعاء! فمع کل ختمته دعوة مستجابة

وکان النبی صلی اللہ علیه وآله وسلم اذا ختم فقراء "قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ ۵ افتتح من" اَلْحَمْدُ" ثم قرأ من البقرة الی" اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۵ ثم دعا بدعا الختمة۔

(عمل الیوم واللیلۃ مطبوعہ مصر صفحہ ۳۵ مؤلفہ امام جلال الدین سیوطی)

اَلنَّشر فی قرأت العشر

امام ابن جزری

ویقول عنده "کل ختم" دعوة مستجابة، عن ابن مسعود من "ختم" القرآن فله دعوة مستجابة، عن مجاهد تنزل الرحمة عند ختم القرآن و عنه ایضاً ان الدعاء مستجاب عند "ختم" القرآن عن قتادہ۔ قال کان بالمدینة رجل یقرأ القرآن من اوله الی آخره علی اصحاب له فکان ابن عباس رضی یضع علیه الرقباء فاذا کان "عند الختم" جاء ابن عباس فشهده قال الامام النووی یستحب الدعاء بعد قراءة القرآن استحباباً متأکداً تاکیداً شدیداً فینبغی ان یلح فی الدعاء والنص الامام احمد علی استحباب الدعاء "عند الختم" وکذا جماعت من السلف وکان بعد شیوخنا یختار ان القاری علیه اذا "ختم" هو الذی یدعو بظاهر هذا الحدیث وهذا اسهل اذ الداعی والمومن واحد قال اللہ تعالیٰ "قَدْ اُجِیْبَتْ دَّعْوَتُکُمَا" قالو ابو العالیه وابو صالح و عکرمة ومحمد بن کعب القرظی والربیع بن انس رض دعا موسیٰ ع وآمن هارون ع فالداعی والمومن واحد، وکان انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنه یجمع اهله وجیرانه "عند الختم" رجاء برکته دعاء "الختم" وحضوره

"وروینا عنه فی حدیث مرفوع ولفظه" ان النبی صلی اللہ علیه وآله وسلم کان اذا ختم القرآن جمع اهله"

قال البیهقی رفعه وا لصحیح عن انس رضی اللہ عنه موقوفاً وکانو یستحبون جمع اهل الصلاح و اهل العلم۔ فقد روینا عن شعبة عن الحکم قال ارسل ابی مجاهد وعنده به بن ابی لبابة قال۔ انما ارسلنا الیک انا نرید ان نختم القرآن وکان۔ یقال۔ ان الدعاء مستجاب عند ختم القرآن فلما فرغوا من ختم القرآن دعا بدعوات وکان کثیر من السلف یستحب الختم یوم الاثنین ولیلة الجمعة۔

(النشر فی قراءة العشر مطبوعہ دمشق جلد دوم صفحہ ۴۳۶/۴۳۷ مؤلفہ امام ابن جزری متوفی ۸۳۳ھ)

ترجمہ

"اور کہتے ہیں ہر ختم کے وقت دُعا قبول ہوتی ہے"۔ ابن مسعود رضی اللہ عنہٗ سے روایت ہے کہ ختم قرآن سے دعائیں مستجاب ہوتی ہیں۔ مجاہد کہتے ہیں کہ ختم قرآن کے وقت نزولِ رحمت ہوتا ہے۔ اور ایسے ہی ختم کے وقت دعائیں مقبول ہوتی ہیں۔ حضرت قتادہ سے روایت ہے کہ ایک شخص مدینہ منورہ میں اوّل سے آخر تک اپنے ساتھیوں میں قرآن پڑھتا تھا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ اُس کا پتہ رکھتے تھے۔ جب وہ ختم کے قریب ہوتا تو آپ اُس محفل میں شرکت فرماتے۔

امام نووی فرماتے ہیں کہ بعد قرأۃ قرآن کے دعا مستحب ہے۔ پس مناسب ہے کہ دُعا میں کوشش کرے۔

اور امام احمد سے مستحب ہونا دعا کا بعد ختم شریف کے منصوص سے ہے اور اسی طرح سلف کی ایک جماعت اور بعض مشائخ نے یہی اختیار فرمایا کہ جب پڑھنے والا ختم کرے وہ دعا مانگے اس حدیث کے ظاہر کیلئے۔ الخ

یہ سہل ہے اس لئے کہ الداعی اور مومن ایک ہی ہیں۔ تحقیق میں نے تم دونوں کی دعا کو قبول فرمایا۔

ابو عالیہ اور ابو صالح اور عکرمہ و محمد بن کعب القرظی اور ربیع بن انس نے کہا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دعا فرمائی اور حضرت ہارون علیہ السلام نے آمین کہی۔ پس دعا کرنے والا اور آمین کہنے والا برابر ہے۔

اور انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ اپنے اہل و عیال اور پڑوسیوں کو ختم کے وقت جمع فرماتے اور ختم کی دُعا کی برکت اور حضوری کی اُمید کرتے۔

اور ہم نے "مرفوع حدیث سے روایت کیا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم **جب قرآن پاک ختم کرتے تو اہل و عیال کو جمع فرما لیتے"۔**

اور بیہقی نے اس کو مرفوع کہا اور صحیح اور انس رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے موقوفاً اور تھے مستحب فرماتے اہلِ علم اور دوستوں کو جمع کرنا۔ پس روایت کیا ہم نے شعبہ سے انہوں نے حکم سے فرمایا بھیجا مجاہد کی طرف تھے اُن کے پاس ابی لبابہ۔ بیشک ہم نے بھیجا تمہاری طرف تحقیق ہم،

قرآن پاک کے ختم کا ارادہ رکھتے ہیں۔ اور تھا کہا جاتا کہ دعا ختم قرآن کے وقت قبول ہوتی ہے۔ پس جب ختم سے فارغ ہوتے اور مانگتے کئی دُعائیں۔ اور سلف بہت زیادہ مستحب فرماتے سوموار اور جمعرات کو۔

دُعا اَوْر دَرُوْد (ترمذی شریف)

عن عبد اللہ قال کنت۔ اصلی والنبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وابو بکر و عمر معہ فلما جلست بدأت بالثناء علی اللہ ثم بالصلوٰۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ ثم دعوۃ لنفسی۔ فقال النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ سل تعطہ۔ (ترمذی شریف)

حضرت عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مع حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما تشریف فرما تھے اور میں نماز پڑھتا تھا۔ جب میں بیٹھا تو اللہ تبارک و تعالیٰ کی تعریف شروع کر کے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود پڑھا پھر اپنے لئے دعا مانگی تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ سوال کر عطا کیا جائیگا۔

جلاء الافہام (ابنِ قیّم)

(۱)

عن ابن مسعود قال اذا اراد احدکم ان یسال اللہ فلیبدا بحمدہ والثناء علیہ بما ھو اھلہ ثم یصلی علی النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ ثم یسال بعد فانہ اجدر ان ینجح او یصیب۔

حضرت عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہٗ سے روایت ہے۔ فرمایا کہ جب کبھی انسان دعا مانگنے کا ارادہ کرے تو چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ کی ایسی حمد و ثنا کرے جو اسکی شان کے لائق ہے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود شریف پڑھے اسکے بعد دعا مانگے تو وہ کامیابی اور مطلب پر فائز ہونیکا حقدار ہے۔

★

(۲)

حدثنا عمرو بن عمرو قال سمعت

روایت بیان کی عمر بن عمر نے کہا میں نے

عبد اللہ بن بشر یقول! قال ؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم الدعاء کلہ محجوب حتی یکون اولہ ثناء علی اللہ عزوجل وصلواۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ثم یدعو یستجاب لدعائہ ۔

عبد اللہ بن بشر کو یہ کہتے سنا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ ہر دعا محجوب ہوتی ہے (یعنی باب اجابت تک نہیں پہنچتی) جب تک اس سے پیشتر خدا کی ثنا نہ ہو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود نہ پڑھا جائے ۔ اگر تو ایسا کرے تو جو دعا کی جائیگی قبول ہوگی ۔

۳

سمعت سلیمان الدارانی یقول من اراد ان یسال اللہ حاجتہ فلیبدء بالصلواۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فان صلواۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مقبولۃ واللہ اکرم ان یرد ما بینھما ۔ (جلاء الافہام ۔ مطبوعہ دمشق ۱۹۵ مؤلفہ ابن قیم)

ابو سلیمان دارانی کو یہ کہتے سنا ہے کہ جو شخص اللہ تعالیٰ سے کوئی دعا مانگنا چاہے اسے چاہیئے کہ پہلے درود شریف پڑھے پھر دعا مانگے پھر بعد ختم درود شریف سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر پڑھنا مقبول ہوا کرتا ہے اور خدا تعالیٰ کی شانِ کرم سے بعید ہے کہ جو دعا درودوں کے مابین ہو اسے قبول نہ فرمائے ۔

کتاب الاذکار (نووی)

۱

روینا فی سنن ابو داؤد والترمذی والنسائی عن فضالۃ بن عبید رضی اللہ عنہ ۔ قال ۔ سمع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ۔ رجلا یدعو فی صلاتہ ۔ لم یحمد اللہ تعالیٰ ولم یصل علی النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ھذا ثم دعاہ فقال لہ او لغیرہ ۔ اذا صلی احدکم فلیبدء بتحمید ربہ

سنن ابو داؤد، ترمذی و نسائی میں فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ سے روایت کی ۔ فرمایا ۔ سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک آدمی کو اپنی نماز میں دعا کرتے ہوئے (اس نے اللہ تعالیٰ کی ثنا بیان کی اور نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود پڑھا ۔ پھر آپ نے بلایا اس کو اور فرمایا اس کیلئے اور دوسروں کیلئے کہ جب تم میں سے کوئی نماز پڑھے پس چاہیئے کہ رب

سبحانہ والثناء علیہ ثم یصلی علی النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ثم یدعو ۔

کی حمد و ثنا بیان کرے پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود پڑھے اور دعا مانگے ۔

۲

ورویناہ فی کتاب الترمذی من عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال ۔ ان الدعاء موقوف بین السماء والارض لا یصعد منہ شئی حتی یصلی علی نبیک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ۔ قلت اجمع العلماء علی استحباب ابتداء الدعاء بالحمد للہ تعالیٰ والثناء علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وکذالک یختم الدعاء بھما ۔ والاثار فی ھذا الباب کثیرۃ معروفۃ ۔ (کتاب الاذکار صفحہ ۱۰۸)

کتاب ترمذی میں عمر ابن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ۔ فرمایا بیشک دعا موقوف ہوتی ہے درمیان زمین و آسمان کے نہیں چڑھتی یہاں تک کہ حضور پر نور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود پڑھا جائے ۔ میں کہتا ہوں کہ علمائے کرام کا اس پر اجماع ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ کی حمد و ثنا سے شروع کرنا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود پڑھنا مستحب ہے اور اسی طرح ان دونوں کے ساتھ دعا ختم کرے ۔ اس باب میں کثرت سے آثار معروف ہیں ۔

یہ تھا ختم شریف

جیسے متعصب اور غالی مصنفین نے ایک تماشا بنا رکھا ہے اور مداریوں کی طرح شعبدہ بازی کے کرتب دکھا دکھا کر سادہ لوح عوام کو الجھنوں کا شکار کر رکھا ہے ۔ اور بازاری لوگوں کی طرح ٹھٹھے بازی، تمسخر بازی، شرارت بازی، مذاق بازی اور جہالت بازی کا بازار گرم کر رکھا ہے ۔ حماقت مآبیوں اور جفا کاریوں کا اسقدر زور ہے کہ خدا کی پناہ "خود گم کردہ منزل ہیں، لیکن ذوقِ راہنمائی ہے ۔ دین کے ٹھیکیدار ہیں لیکن دین سے ناآشنائی ہے ۔ شیدائی حسنِ قرأت ہیں لیکن قرآن کے مطالب سے بے اعتنائی ہے ۔ اہلِ حدیث کہلواتے ہیں لیکن حدیث سے بے وفائی ہے ۔

یوں تو ہزاروں نقش ہیں صفحۂ نجدیات پر
اس کا پتہ نہیں مگر نقشِ وفا کو کیا ہُوا

ان کے روحانی باپ محمد بن عبدالوہاب نجدی کے روحانی پردادا حافظ ابنِ قیّم کی تحریر کردہ عبارتیں جنہیں ہم نے مِن وعن گذشتہ صفحات میں پیش کیا ہے اُن کے نتائج قارئین سے پوشیدہ نہیں ہیں پیش کردہ یہ احادیث مرفوعہ اور آثارِ موقوفہ سے یہی نتیجہ نکلتا ہے کہ ختم شریف ایک مضبوط اور ٹھوس حقیقت ہے۔ اسے بدعت کہنا بذاتِ خود ایک بدعتِ ضالہ ہے۔ اس لئے کہ :۔

- حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب قرآن مجید ختم کرتے تو اہل وعیال اور اولاد کو اکٹھا کر لیتے ہیں
- حضرت معمر رضؓ ختم شریف کے وقت اہل وعیال کے علاوہ برادری کا اکٹھ کر کے دعا کرتے ہیں۔
- حضرت مجاہدؒ ختم شریف کرتے ہیں تو دیگر صُلحا کو اس لئے بُلا لیتے ہیں کہ ختم کے وقت دعائیں مستجاب ہوتی ہیں۔
- حضرت عبداللہ ابنِ مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فتویٰ دیتے ہیں ختم کے وقت دعا مقبول ہوتی ہے
- حضرت عبداللہ ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما محفلِ ختم شریف میں شرکت کرنے کیلئے منتظر رہتے ہیں اور چند لوگوں کی ڈیوٹی لگاتے ہیں کہ جب ختم شریف ہو تو ہمیں اطلاع دی جائے
- حضرت مجاہدؒ کہتے ہیں کہ ختم شریف کے وقت رحمتوں کا نزول ہوتا ہے۔

اور سب سے بڑی بات

یہ کہ خود سرکارِ دوعالم صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ختم شریف کے وقت اہل وعیال کو جمع فرماتے جیسا کہ مرفوع حدیث سے ثابت ہے۔

نیز یہ کہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ اہل وعیال کے ساتھ اَہلِ عِلم اور ہمسایوں کو جمع کر لیتے وقت ختم کے۔

لیکن دَورِ حاضرہ کے سرپھرے کہتے ہیں کہ جب ختم ہی ہو گیا تو باقی کیا رہا۔ اَلعیاذُ باللہ۔ کیا یہ کسی مسلمان کو زیبا ہے کہ وہ قرآن مجید کے ختم کا یُوں مذاق اُڑائے۔ اب جیسا کہ آپ تفصیلاً پڑھ چکے ہیں کہ ختم شریف کے وقت صلحاء اور اہلِ علم واہل وعیال کا اجتماع کرنا کرانا اور دعائیں مانگنا اور ان بابرکت مجلسوں میں شرکت کرنا۔ سُنّتِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم، سُنّتِ صحابہ کرام، تابعین وتبع تابعین رضوان اللہ علیہم اجمعین ہے۔ تو اب آپ ختم شریف کی دیگر

وضاحتوں سے قبل :۔

پہلے اِس کی سُنئیے

یہ شخص مولوی بھی ہے اور پیر بھی، سُنّی بھی ہے اور وہابی بھی، مقلّد بھی ہے اور غیر مقلّد بھی یہ شخص مجموعہ اضداد اور اجتماع الضدّین ہے، یہ بڑا رنگ رنگیلا اور البیلا سجیلا فتوے باز ہے۔ اس کے کئی فتوے آپ اس کتاب میں پہلے بھی پڑھ چکے ہیں اور کئی ایک دیگر مقامات پہ آگے بھی پڑھیں گے یہاں ایک عجیب وغریب فتویٰ ملاحظہ فرمائیں۔ فرماتے ہیں :۔

"قرأتِ قرآن کیلئے دعوت دینا اور ختم کیلئے صُلحاء و فقراء کو جمع کرنا اور سورۂ انعام و اخلاص کا پڑھنا مکروہ ہے"۔ (فتاویٰ رشیدیہ صفحہ ۲۵۰)

اللہ رے تمہاری کراہت؟ غلاظت خور کوّا مع نوکِ منقار ہضم ہے نہ مکروہ نہ حرام بلکہ موجبِ ثواب۔ اور اگر کہیں کراہت ہے تو قرآن مجید پڑھنے اور سُننے میں۔ صُلحاء اور فقراء کے اکٹھ میں، سُورۂ انعام اور اخلاص کے پڑھنے میں، قرآن شریف کے ختم میں، امام حسین علیہ السّلام کے نام کی سبیل میں اور شبرات کے حلوے میں۔

لیکن ہندو کے ہاتھوں کی پکائی ہوئی کچوریاں اور حلوا پُوری وہ تو کوثر و زمزم سے بھی زیادہ طیّب وطاہر اور پاکیزہ ہیں۔ واہ رے مولوی! صحابہ کرام ختم قرآن کے وقت صُلحاء کا اکٹھ کرتے ہیں، ختم کی مجلسوں میں شرکت کیلئے جاتے ہیں بلکہ انعقادِ مجلس کا انتظار کرتے ہیں، تابعین اور تبع تابعین اہل وعیال اور برادری کو جمع کرتے ہیں اور تم کہتے ہو کہ ختم قرآن کے وقت صُلحاء اور فقراء کو جمع کرنا مکروہ ہے اور دوسری طرف فتویٰ یہ ہے :۔

دُوسرا فتویٰ

تقلید کے جواز میں مولوی رشید احمد لکھتا ہے کہ :۔

اصحابي کا النجوم۔ بایهم اقتدیتم فاسئلوا اهل الذکر ان کنتم لا تعلمون ۔ خیر القرون قرنی ثم الذین یلونهم ثم الذین یلونهم۔

اللہ تبارک وتعالیٰ اور اس کے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے فرامین کے بعد لکھا ہے

کہ سبحان اللہ۔ صحابی جو عربی دان تھے اور فصاحت و نکات اپنے کلام کے جانتے تھے۔ قرآن و حدیث کے معنی کو حضرت ﷺ سے اور باہم تحقیق کرتے تھے اور مقصد و معانی کے سیکھنے کی ضرورت جانتے تھے۔ کہ مشہور ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دس برس میں سورہ بقرہ کو سیکھا۔ یہ معانی پڑھتے تھے۔ الفاظ کو پڑھنے کی ان کو کیا ضرورت تھی۔ تفسیر پڑھی تھی اور علیٰ ھذا تابعین و تبع تابعین کو تقلید کی ضرورت ہوئی۔ مگر جہلا چند کو کچھ حاجت نہ رہی۔ جیسا کہ صحابہ نے حضرت ﷺ سے لیا ویسا ہی تابعین نے صحابہ سے لیا۔ فتاویٰ رشیدیہ صفحہ ۵۱۲

(نوٹ:۔ محال ہے پورے فتوے میں حضور کے ساتھ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یا صحابہ کے ساتھ رضی اللہ عنہ لکھا ہو)۔

ببیں تفاوتِ راہ از کجا تا بکجاست

اس کا مطلب تو یہ ہوا کہ جیسے حالات دیکھے ویسا فتویٰ جڑ دیا۔ اور:۔

ع رند کے رند رہے ہاتھ سے جنت بھی نہ گئی

شعارِ صحابہ و تابعین کو مکروہ کہنا بذاتِ خود مکروہ اور دین میں غلو کے مترادف ہے بدعتِ ضالہ گمراہی کا راستہ اور لوگوں کے عقائد و ایمان پر ڈاکہ ڈالنا ہے۔ اسکے پس پردہ ایمان کو برباد کرنے والی ایسی سازش کا سراغ ملتا ہے جو:۔ ـــــ ع ـــ "خود تو ڈوبے ہیں صنم تجھ کو بھی لے ڈوبیں گے" کی غمازی کرتی ہے۔

ختم شریف بدعت نہیں

ختم شریف میں الحال مرتحل اللہ تبارک و تعالیٰ کا پسندیدہ فعل اور افضل عمل ہے۔

یہ فرمانِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔ اس فرمانِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اگر صحابہ کرام، تابعین، اولیائے کرام، صوفیائے عظام اور جمہور اہلسنت کا عمل رہا ہے اور ہے تو بدعتِ ضالہ کس طرح بن گئی۔

ختم شریف کو مذاق کر کے تمسخر اڑانے والو، سوچو اور اپنے گریبانوں میں جھانکو اور خوب غور کرو کہ تم کس طرف جا رہے ہو۔ شریعتِ مطہرہ کے لالہ زاروں کو خارزار سمجھ کر دامن

بچانے والو؟ خدارا ہوش میں آؤ اور اپنی اب تک کی محرومیوں کا جائزہ لو۔

تم تو ختم شریف کا نام سن کر ہی گھبرا جاتے ہو اور اسقدر منہ زور ہو جاتے ہو کہ تمہیں خود پر قابو رکھنا بھی دشوار ہو جاتا ہے۔ ورنہ ختم شریف کی مجالس تو اللہ تعالیٰ کی رحمتوں کے نزول ہونے کا مقام ہے۔

ختم شریف سعادتوں اور برکتوں کا نام ہے۔ ختم شریف کی پُرنور اور فرحت خیز ساعتیں اور پُرسرور و رنگین گھڑیاں دعاؤں کے مستجاب ہونے کے لمحات ہیں۔ ختم شریف میں **الحال مرتحل** اللہ تعالیٰ کے نزدیک افضل عمل اور پسندیدہ کام ہے۔ ختم شریف تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان کی تکمیل ہے اس سے بدکتے کیوں ہو؟

ختم شریف کسی سر پھرے کی ایجاد تو نہیں! یہ تو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا مبارک معمول ہے۔

ختم شریف کی محفلوں میں قرآن مجید ختم کرنے کے بعد صحابہ کرام اور تابعین رضوان اللہ علیہم اجمعین کی پیروی کرتے ہوئے اہل و عیال اور برادری کو جمع کیا جاتا ہے، صلحاء اور فقراء کو بلایا جاتا ہے پھر **الحال مرتحل** ہوتا ہے۔ یعنی قرآن مجید کی آخری سورتیں پڑھنے کے بعد سورہ فاتحہ اور سورہ بقرہ کی پہلی پانچ آیاتِ مبارکہ پڑھی جاتی ہیں۔

سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں درود شریف کا ہدیہ پیش کیا جاتا ہے اور پھر پڑھا ہوا قرآن مجید کسی صالح شخص کی ملک کر دیا جاتا ہے۔ وہ دعا کرتا ہے اور حاضرین آمین کہتے ہیں۔ اور اگر قرآن مجید و دیگر جو کچھ پڑھا جاتا ہے اُس کا ایصالِ ثواب کسی بزرگ یا قریبی کی روح کو کرنا ہوتا ہے تو کر دیا جاتا ہے جو ہر طرح مستحسن ہے۔ علاوہ ازیں کچھ ماحضر بھی ہوتا ہے جو حاضرین کے علاوہ غربا و مساکین میں تقسیم کر دیا جاتا ہے۔

قرآن مجید ختم کر کے بخشنا

اب جبکہ قرآن مجید ختم کرکے ختم شریف کی محفل منعقد کرنے، اہل و عیال اور برادری کا اجتماع کرنے، ختم شریف میں معوذتین پڑھنے اور الحال مرتحل کرنے، درود شریف پڑھنے اور دعا کرنے کے متعلق بالوضاحت عرض کیا جا چکا ہے۔ تو ضروری معلوم ہوتا ہے کہ ختم شریف

کی محفل میں قرآن کا ثواب بخش دینے کے متعلق بھی کچھ وضاحت کر دی۔ بلکہ نہ صرف یہ کہ قرآن مجید کے ثواب کے متعلق ہی بتایا جائے۔ یہ بھی ضروری ہے کہ طعام کی صورت میں فقراء اور غرباء کو صدقہ دینے، ضیافت کرنے اور طعام سامنے رکھ کر اُس پر چند آیات کے تلاوت کرنے کے متعلق بھی وضاحت کی جائے۔ اس سلسلہ میں سب سے پہلے قرآن مجید پڑھ کر بخشنے کے متعلق یہاں صرف ایک حوالہ پیش کیا جاتا ہے۔ کیونکہ یہ مسئلہ ایصال ثواب کے باب میں آگے چل کر بڑی وضاحت سے پیش کیا جائے گا۔ وہ حوالہ یہ ہے:-

مکتوبات شریف مجدد الف ثانی رحؒ

وایضاً پرسیدہ بودند کہ ختم کلام اللہ کردن و نماز نفل گزاردن و تسبیح و تہلیل کردن و ثواب آں را بوالدین یا باُستاد یا باخوان دادن بہتر است یا بکسے ندادن بہتر نداند کہ دادن بہتر ست۔ کہ ہم نفع بغیر ست و ہم نفع بخود و در نادادن نفع مخصوص بخود ست و نیز شاید بطفیل دیگران کہ ہم نفع آں عمل را قبول فرمایند۔ والسلام۔

مکتوبات شریف حصہ ہفتم دفتر دوئم مکتوب صفحہ ۷۷/۷۸

آپ نے پوچھا تھا کہ قرآن مجید ختم کرنا اور نفل نماز پڑھنا اور تسبیح و تحلیل کرنا اور اس کا ثواب والدین کو یا اُستاد کو یا بھائیوں کو بخش دینا، یہ بہتر ہے یا کسی کو نہ بخشنا بہتر ہے؟ جان لینا چاہیئے کہ ثواب بخش دینا بہتر ہے۔ اس لئے کہ اس میں دوسروں کا بھی نفع ہے اور اپنا بھی فائدہ ہے اور نہ بخشنے میں صرف اپنا فائدہ ہے۔ اور یہ بھی ہے کہ شاید دوسرے کی طفیل اس کا عمل بھی قبول ہو جائے۔ (والسلام)

قطب ربانی حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے مندرجہ بالا ارشاد کی روشنی میں صاف ظاہر ہوتا ہے کہ قرآن مجید ختم کر کے بخش دینا نہ صرف یہ کہ جائز ہے بلکہ نہ بخشنے سے بہتر اور افضل ہے۔ اس کے متعلق باقی کئی ایک دلائل آگے چل کر پیش کئے جائیں گے۔ اب ہم چند ایسی روایات پیش کریں گے۔ جن میں اس امر کی وضاحت ہے کہ کھانا سامنے رکھ کر دعا مانگنا سُنّتِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہے۔ بدعت اور تشبہ ہنود نہیں۔

کھانے پر قرآن پڑھنا اور دعا کرنا

ختم شریف کے منکرین کا آخری اعتراض یہ ہے کہ "ختم شریف اس لئے بدعت ہے کہ اس میں طعام سامنے رکھا جاتا ہے۔" اور وہ کھانا اس لئے حرام، مکروہ، مُردار اور مثل خنزیر کے ہے کہ اُس پر قرآن مجید کی تلاوت کی جاتی ہے۔"

معترضین کا یہ فرسودہ اعتراض سُن کر بے ساختہ زبان پر آجاتا ہے۔

تیرے فتووں سے روحیں کانپ جاتی ہیں حقائق کی
عجب اے واعظ کافرنما اسلام ہے تیرا
لبالب ہے تمہارے ذہن کا کاسہ عداوت سے
مگر خالی محبت سے سراسر جام ہے تیرا

○

جواب لاجواب

اس سے پہلے کہ اس اعتراض کا تحقیقی جواب احادیث مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی روشنی میں نہایت شرح و بسط کے ساتھ پیش کیا جائے۔ ہم ان گم کردہ راہ لوگوں کے الزامی جواب دیں گے اور ان کے اس اعتراض پر یہ اعتراض وارد کریں گے کہ کیا تمہارے پاس اُس کھانے کو جس پر قرآن پڑھا جائے حرام کہنے کا شرعی جواز موجود ہے۔

کیا قرآن مجید کی کوئی ایک آیت یا کوئی ضعیف حدیث یا کسی صحابی کا کوئی قول پیش کر سکتے ہو جس سے یہ ثابت ہو سکے کہ:

"جس کھانے پر قرآن مجید پڑھ لیا جاتا ہے وہ کھانا حرام ہو جاتا ہے۔"

ہمارا دعویٰ ہے کہ ان تینوں صورتوں میں سے کوئی ایک صورت بھی تم قیامت تک پیش نہیں کر سکتے

مبلغ ایک ہزار روپے نقد انعام

دینے کا اعلان کرتے ہیں کہ تم قرآن مجید کی کوئی ایک آیت رسُولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا کوئی فرمان، کسی صحابیؓ، تابعیؒ یا تبع تابعیؒ کا کوئی ایک قول ایسا پیش کرو جس کے ماتحت وہ کھانا حرام ہوجاتا ہو جس پر قرآن مجید پڑھا جاتا ہو۔

یہاں ہم اُن نوگرفتارانِ بلا کو انتباہ کریں گے جن کے مولوی اُنہیں شرک و بدعت کے سوا کچھ سکھاتے ہی نہیں۔ کہ وہ اپنے جغادریوں سے مطالبہ کریں کہ وہ اس عظیم انعام کو حاصل کریں۔ اور اگر اُن کے راہنما ٹال مٹول سے کام لیں تو حق کی طرف آجائیں۔ اندھی عقیدت اور بہری تقلید کا دامن چاک کردیں۔ ایمان کا تقاضا اور انصاف کا راستہ یہی ہے۔

علاوہ ازیں ہم ان کے جغادری مُلّاؤں سے یہ بھی پوچھیں گے کہ اگر قرآن مجید کا کھانے پر پڑھنا کھانے کو حرام کردیتا ہے تو تمہیں بتانا ہوگا کہ "بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ" قرآن مجید کا جزو ہے یا کسی گرنتھ یا وید کا کوئی حصّہ۔ جبکہ ہم سابقہ اوراق میں بتا چکے ہیں کہ سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا یہ ارشاد ہے کہ اگر کھانا بِسْمِ اللّٰہ پڑھ کر نہ شروع کیا جائے تو کھاتے وقت شیطان بھی ساتھ شامل ہوجاتا ہے۔ اور پھر حیران کُن بات تو یہ ہے کہ ایک مسلمان کیلئے یہ تصوّر رکھنا کہ قرآن پاک پڑھنے سے کھانا حرام ہوجاتا ہے کسقدر ہولناک اور تباہ کُن ہے۔

خدارا سوچئے اور ایمان و انصاف کی صداقت سے اپنے پراگندہ ذہنوں کی ادور ہالنگ کیجئے، تعصب و شدائد کا زنگ اُتار دیئے اور خوب غور کیجئے کہ اپنی طرف سے مسائل گھڑ لینا اسلام کے ساتھ کس قدر سنگین مذاق ہے۔ اور اس سے بڑھ کر اور بدعت کیا ہوگی کہ اپنی مرضی سے شعائر اسلام میں سے جس کو چاہا بدعت کہہ دیا اور جن طیب و طاہر کھانوں کو چاہا اپنی مرضی سے حرام قرار دے لیا۔ غور کیجئے اور سمجھئے کہ قرآن مجید کی ہر آیت قرآن مجید ہے۔

قرآن مجید کا ہر جملہ قرآن مجید ہے، قرآن مجید کا ہر لفظ قرآن مجید ہے، قرآن مجید کا ہر حرف قرآن مجید ہے اور قرآن مجید کا ہر جزو قرآن مجید کی حیثیت رکھتا ہے۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ قرآن مجید کا جزو ہے قرآن مجید کا دِل ہے اور بلاشُبہ قرآن ہے۔ اب جبکہ بسم اللہ قرآن ہے

اور بسم اللہ پڑھے بغیر کھانا جائز نہیں ہوتا تو بتائیے کہ قرآن کے ایک جزو کی تلاوت کے بغیر کھانا درُست نہیں ہوتا تو دوسرے اجزاء کی تلاوت کھانے کو کیوں حرام کردیتی ہے۔ حالانکہ قرآن مجید کی یہ نص بھی موجود ہے:۔

فَكُلُوْا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ اِنْ كُنْتُمْ بِاٰيٰتِهٖ مُؤْمِنِيْنَ ○ وَمَا لَكُمْ اَلَّا تَاْكُلُوْا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ۔ (پ۸ سورۃ انعام ۔ آیت ۱۱۸، ۱۱۹)	پس کھاؤ اُس چیز سے کہ جس چیز پر اللہ تعالیٰ کا نام ذکر کیا گیا۔ اگر ہو تم اُس کی آیات پر ایمان لانے والے۔ اور کیا سبب ہے کہ تم نہ کھاؤ اُس سے جس پر نام لیا گیا اللہ کا۔

اس آیت کریمہ سے صاف طور پر یہ معلوم ہوتا ہے کہ کھاؤ جس پر اللہ کا نام لیا جائے۔ اگر تم آیات پر ایمان رکھتے ہو۔ اور کیا وجہ ہے کہ تم اُس کے کھانے سے انکار کرتے ہو جس پر اللہ کا نام لیا جائے۔ اگرچہ یہ آیت کریمہ ذبح کے لئے ہے لیکن الزامی طور پر تمہارے اُعم العام کے صیغہ کی رُو سے اسے مطلق ہر کھانے کے لئے بھی استعمال کیا جاسکتا ہے۔ اور ذبح کی تخصیص توڑنے کی ذمہ داری تم پر ہے۔

یہ ایک الگ مسئلہ ہے اس بحث کو چھوڑتے ہوئے اب ہم کھانا سامنے رکھ کر قرآن مجید تلاوت کرنے کا تحقیقی جواب پیش کرتے ہیں اور ان نصُوصِ احادیث کے بعد قطعی اور آخری فیصلہ ان کافر گر فتوے بازوں کے باپ داداؤں کی تحریروں کی روشنی میں کیا جائے گا اور ثابت کیا جائے گا کہ کھانا سامنے رکھ کر تلاوت کرنا کھانے کو مکرُوہ نہیں کرتا بلکہ بابرکت اور طیّب و طاہر بنا دیتا ہے۔ اَب آپ کھانے پر تلاوتِ قرآن اور دعائے برکت کے چند معتبر اور مستند حوالہ جات ملاحظہ فرمانے سے پہلے چند شعر ملاحظہ فرمادیں:۔

○

نجدی بھی بے لگام ہیں فتوے بھی بے لگام
قرآن جس پہ پڑھ دیا کھانا ہے وہ حرام
بسم اللہ الرحمٰن بھی کھانے پہ مت پڑھو!
یہ بھی ہے جُزو "قرآن کا خالق کا ہے کلام

کھانا سامنے رکھ کر تلاوت کرنا

اور کر

دُعا مانگنا

○

دلائل ہی دلائل

○

سابقہ اوراق میں ہم بتا چکے ہیں کہ کھانا سامنے رکھ کر اس واسطے قرآن مجید کی تلاوت کی جاتی اور دُعا مانگی جاتی ہے کہ کھانے میں برکت ہو جائے۔ اور اس حقیقت سے کسی طرح بھی انکار نہیں کیا جا سکتا کہ قرآن مجید کا کھانے پر پڑھنا کھانے کو واقعی بابرکت بنا دیتا ہے۔ یہاں ہم بیان کئے گئے استدلالات کا دوبارہ اعادہ کر کے خواہ مخواہ مضمون کو طویل نہیں کریں گے۔ بلکہ نہایت اختصار سے چند ایسی احادیث مبارکہ پیش کرتے ہیں جس سے ثابت ہو جائے کہ کھانا سامنے رکھ کر برکت کیلئے تلاوت کرنا اور دُعا کرنا سُنّتِ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم ہے اور ایسا کرنے سے کھانا فی الواقع بابرکت ہو جاتا ہے۔

○

پہلا حوالہ

کھانے پر تلاوت اور دُعا

حدیث کا متن

فقال ابو طلحة ! یا اُمّ سلیمؑ : قد جاء رسُول اللّٰہ صلّی اللّٰہ علیه و آلہ وسلّم ۔ بالناس و لیس عندنا ما نطعمھم ؟ فقالت اُمّ سلیم ! اللّٰہ و رسُولہ اعلم ۔ قال : فانطلق ابو طلحة حتّٰی رسُول اللّٰہ صلّی اللّٰہ علیه وآلہ وسلّم و ابو طلحة معه حتّٰی دخلا ۔ فقال: رسُول اللّٰہ صلّی اللّٰہ علیه وآلہ وسلّم ! ففت وعصرت اُمّ سلیم ؟ لعكة لها فادمته ۔ ثمّ قال فیه رسُول اللّٰہ صلّی اللّٰہ علیه و آلہ وسلّم ۔

مَاشَاءَ اللّٰهُ اَنْ يَّقُوْلُ ؕ

ثُمَّ قَالَ أَئْذَنْ لِعَشَرَةٍ فَاَذِنَ فَاَكَلُوْا حَتّٰى شَبِعُوْا ثُمَّ خَرَجُوْا ثُمَّ قَالَ أئْذن لِعَشَرَةٍ فَاَذِنَ فَاَكَلُوْا حَتّٰى شَبِعُوْا ثُمَّ خَرَجُوْا فَاَكَلَ الْقَوْمُ كلهم وشبعوا والقوم سبعون أ و ثمانون رجلا ۔

بخاری شریف جلد اوّل صفحہ ۵۰۵ مطبوعہ پاکستان
ترمذی شریف مترجم جلد دوم صفحہ ۶۴۱ مطبوعہ پاکستان
دلائل النبوّۃ (ابو نعیم) صفحہ ۱۴۸ مطبوعہ مصر
مجمع الزوائد (ابنِ حجر مکّی) جلد ۸ صفحہ ۳۰۷ مطبوعہ مصر
مشکواۃ شریف جلد دوم صفحہ ۵۳۷ مطبوعہ پاکستان
مسلم شریف جلد دوم صفحہ ۱۷۹ مطبوعہ پاکستان

○

کھانے پر تلاوت اور دُعا

حدیث کا ترجمہ

پس کہا ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے ۔ اے اُمّ سلیم رضی اللہ عنہا رسُول پاک صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم لوگوں کے ساتھ تشریف لائے ہیں ۔ اور ہمارے پاس کچھ نہیں جو اُن کو کھلائیں ۔ تو اُمّ سلیم رضی اللہ عنہا نے کہا کہ اللہ اور اُس کا رسُول صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم بہتر جانتے ہیں ۔ کہا پس چلا ابو طلحہ رضی اللہ عنہ حتیّٰ کہ رسُول اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے ساتھ جا ملا ۔ حتیّٰ کہ دونوں داخل ہوئے پس فرمایا رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے ۔ اے اُمِّ سلیم! جو تیرے پاس ہے لے آ ۔ تو وہ جو روٹی اُن کے پاس تھی لے آئیں ۔ پس اَمر کیا اُس کے ساتھ نبی علیہ السّلام نے ۔ پھر ٹکڑے کئے گئے اُس کے ۔ اور نچوڑا گھی کا ڈبّہ اور سالن بنایا ۔ پھر رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے ۔

اس پر پڑھا جو اَللہ نے چاہا

پھر فرمایا دس آدمیوں کو اجازت دو ۔ پس اُن کو اجازت دی ۔ پس اُنہوں نے کھایا حتیّٰ کہ سیر ہو گئے پھر چلے گئے ۔ پھر فرمایا دس کو اجازت دو ۔ پس اُن کو اجازت دی وہ سیر ہو گئے اور چلے گئے ۔ پس ساری قوم نے کھایا اور سیر ہو گئے اور قوم ستّر یا اَسّی مرد تھے ۔

○

مذکورہ بالا حدیث پاک منکرین کے خیالی قلعے مسمار کرنے کیلئے ایک ایسی ضرب شدید ہے جس کے سامنے ان کی قیاسی تاویلوں کا حصار ریت کی دیواروں سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتا اگرچہ مولوی اشرف علی تھانوی اور اُس کے ہمنوا اس میں اپنی خیالی تاویلات اور ذہنی تلبیسات کو ایک ناقابلِ تسخیر پہاڑ سمجھے بیٹھے ہیں ۔

چنانچہ جب اشرف علی تھانوی سے کسی دیوبندی نے سوال کیا کہ "مجوّزین فاتحہ مرّوجہ منجملہ اپنے دلائل کے یہ حدیث بھی جواز پر بیان کرتے ہیں ۔ اس قسم کی حدیث کا مانعین کیا جواب دیں گے ۔"

فتاوٰی امدادیہ المعروف فتاوٰی اشرفیہ

اِس سوال کا اشرف علی کی طرف سے جواب ملاحظہ ہو :-

"محض لغو استدلال ہے اِن حدیثوں میں ۔ مَاشَاءَ کے تکلّم و تلفظ سے مقصود ایصالِ برکت فی الطعام تھی جس کے لئے تلبس کی حاجت تھی اور فاتحہ میں تلاوت سے مقصود ایصالِ ثواب طعام الی المیّت ہے ۔ جس کے لئے تلبس کی حاجت نہیں ہے ۔ اور ہیئتِ متعارفہ سے شبہ حاجت تلبس کا عوام کو ہوتا ہے ۔ پس فسادِ اعتقاد سے ممنوع ہے ۔ اور یہ فرق نہایت واضح ہے ۔

(فتاوٰی اشرفیہ جلد چہارم ۔ کتاب البدعات صـ۸۱)

لرزتی دیواریں

مولوی اشرف علی کا جواب قارئین نے ملاحظہ فرمایا ۔ آپ اس جواب کو کئی بار پڑھیں اور غور پر غور کرتے چلے جائیں اور غور و فکر کی اتھاہ گہرائیوں اور پہنائیوں میں ڈوب کر پھر سر اُبھاریں اور خود فیصلہ فرمائیں کہ اس جواب میں کینہ توزی اور حقائق سوزی کے سوا بھی کچھ نظر آتا ہے ۔ مولوی صاحب کہتے ہیں "یہ استدلال

لغو ہے"۔ ہم پوچھتے ہیں کہ اس استدلال کو لغو قرار دینے کیلئے تم نے قرآن وحدیث کی کس نص سے استدلال کیا ہے۔ تمہارے پاس قرآن وحدیث یا اقوالِ صحابہ وتابعین وغیرہ سے کونسی دلیل ہے جس کے پیشِ نظر تمہیں یہ فتویٰ دینے کا حق حاصل ہوگیا کہ جو چیز عام طور پر طعام کی برکت کیلئے جائز ہے وہ میّت کو ایصالِ ثواب کرنے والے طعام کیلئے ناجائز و بدعت ہوجاتی ہے۔ تم کہتے ہو کہ "ہیئتِ متعارفہ سے شبہ حاجتِ تلبس کا عوام کو ہوتا ہے پس فسادِ اعتقاد سے ممنوع ہے"۔

ہم پوچھتے ہیں کہ تمہارے ذہنوں پر تلبیسات و شبہات ہی کیوں ہر وقت اسوار رہتے ہیں۔ تمہارے یقین کی دولت کو کیا ہوا۔ تمہارے ایمان والیقان کا جنازہ کیوں نکل گیا۔ کیا تمہارے پراگندہ ذہن میں جنم لینے والے شبہات قرآن کی آیات ہیں جن کو سچ مان لینا ضروری ہے۔ کیا یہ ہونا غیر ممکن تو نہیں کہ جسے تم دوسروں کے اعتقاد کا فساد سمجھ کر ممنوع قرار دیتے ہو۔ خود تمہارے ہی اعتقاد کا فساد ہو، اور جان لو کہ یہ ممکن ہونا تو درکنار بلکہ ایک ٹھوس حقیقت ہے کہ تمہارے اس اعتقاد میں فساد انیت کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی ہے۔ اس لئے کہ تمہارے پیرو مرشد جن کے نام سے تمہارا یہ فتاویٰ بھی منسوب ہے یعنی حاجی امداد اللہ مہاجر مکّی رحمۃ اللہ علیہ اور تمہارے روحانی باپ دادا شاہ عبدالعزیز اور شاہ ولی اللہ اور شاہ عبدالرحیم رحمہم اللہ اس ہیئتِ متعارفہ کو جائز سمجھتے ہیں اور اس پر عمل کرتے ہیں جن کے حوالے آگے آرہے ہیں۔ اور ان ٹھوس حقائق کے سامنے تمہارے شبہات سے بھرے ہوئے ذہن کی لرزتی ہوئی دیواریں نہ صرف یہ کہ زمین بوس ہوجائیں گی بلکہ ہمیشہ ہمیشہ کیلئے ملیامیٹ ہوجائیں گی۔ تمہیں چاہیئے تھا کہ منع کا قیاس کرتے وقت قرآن وحدیث سے ہی کوئی دلیل سامنے رکھتے اجماعِ امّت پیش کرتے۔ اور نہیں تو کسی مجتہد کا ہی کوئی قول پیش کرتے۔ مگر ایسا ہونا ممکن ہی نہیں تھا۔ کیونکہ مناہی کا کوئی ایسا حکم شریعتِ مطہرہ میں ہے ہی نہیں۔ یہ سب کچھ تو تمہارے بدعت کدہ کی ایجاد ہے۔ اس لئے جان لو کہ:۔

یہ استدلال لغو نہیں ہے

کیونکہ قرآن وحدیث اور اقوالِ صحابہ میں کہیں ایک لفظ ایسا موجود نہیں جس سے ثابت

ہوسکے کہ فلاں موقعہ پر برکت کیلئے کھانے پر تلاوت اور دعا جائز ہے اور فلاں موقعہ پر ناجائز اور ممنوع ہے۔ بلکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا کھانے پر برکت کیلئے پڑھنا اور دعا کرنا طمانچہ پر رخسارِ مانعینِ فاتحہ کی حیثیت رکھتا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے کھانے پر کیا پڑھا

حدیث پاک میں آنے والے الفاظ کے صاف صاف معانی یہ ہیں کہ "اللہ تبارک و تعالیٰ نے چاہا آپ نے پڑھا"۔ اس میں زیادہ مضطرب ہونے کی ضرورت نہیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے گیتا یا گرنتھ نہیں پڑھا ہوگا بلکہ قرآن کی آیات ہی پڑھی ہونگی اس لئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی دعائیں بھی قرآنی آیات ہی کا مجموعہ ہوا کرتی تھیں۔ نیز یہ کہ بخاری شریف کے شارحین اس حدیث کی شرح میں ایسی روایتیں بھی لاتے ہیں کہ آپ نے کھانے پر برکت کی دعا مانگی تھی۔

چنانچہ امام بدرالدین عینی حنفی اور امام قسطلانی وغیرہ رضی اللہ عنہم بخاری شریف کی شروح میں بیان کرتے ہیں:۔

عمدۃ القاری شرح بخاری
(المعروف عینی رح)

وفی روایۃ سعد بن ابی سعید ثم اخذ مابقی فجمعہ ثم دعا فیہ بالبرکۃ۔

عمدۃ القاری شرح بخاری جلد ۶ صفحہ ۱۲۲۔ مطبوعہ بیروت۔ مؤلف امام بدرالدین محمود بن احمد عینی متوفی ۸۵۵ھ

اور سعد ابن سعید رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ پھر جو کچھ باقی بچا تھا اس کو جمع فرمایا پھر اس میں برکت کیلئے دعا فرمائی۔

فتح الباری شرح بخاری (عسقلانی)

وفی روایۃ سعد بن سعید فمسّھا رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم "ودعا" فیھا بالبرکۃ۔ وفی روایۃ النظر بن انس (الخ) ثمّ قال بسم اللہ اللّٰھمّ فیھا البرکۃ وعرف بھذا المراد بقولہٖ وقال فیھا "ما شاء اللہ ان یقول فی روایۃ لہ من ھذا الوجہ ثمّ اخذ ما بقی فجمعہ ثمّ دعا فی البرکۃ۔

(فتح الباری شرح بخاری جلد ۴ صفحہ ۴۲۹ مطبوعہ دہلی مؤلف امام ابن حجر عسقلانیؒ)

اور سعد بن سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں ہے کہ پس مسّ فرمایا رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم اور دعا فرمائی ساتھ برکت کے۔ اور نظر بن انس کی روایت میں ہے۔ پھر فرمایا "بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰھُمَّ فِیْھَا الْبَرَکَۃَ"۔ اور عرف میں یہ مراد ہے اس قول سے۔ اور فرمایا اس میں مَاشَاءَ اللّٰہُ اَنْ یَّقُوْلُ۔ اور یہ روایت ہے اس وجہ سے پھر جمع فرمایا بقایا کو پھر دعا فرمائی ساتھ برکت کے۔

اِرْشَادُ السَّارِیْ شرح بخاری (قسطلانیؒ)

قال رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم فیہ "ماشاء اللہ ان یقول" وفی روایت مبارک بن فضالۃ عند احمد فقال بسم اللہ وفی روایۃ سعد بن سعید عند مسلم فمسّھا ودعا فیھا بالبرکۃ۔ (ارشاد الساری شرح بخاری جلد ششم صفحہ ۴۲ مطبوعہ بیروت لبنان) مؤلف ابو العباس شہاب الدین احمد بن محمد قسطلانیؒ)

فرمایا رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے اُس کیلئے ماشاء اللہ ان یقول اور مبارک بن فضالہ کی روایت میں ہے نزدیک امام احمد کے پس فرمایا بسم اللہ اور سعد بن سعید کی روایت میں ہے نزدیک مُسلم کے پس آپ نے مسّ فرمایا اور دُعا فرمائی اُس کیلئے ساتھ برکت کے۔

کھانا سامنے رکھ کر دُعا مانگنا

دوسرا حوالہ (حدیث)

عن ابی ھریرۃ۔ قال لما کانت غزوۃ تبوک اصاب النّاس مجاعۃ فقالو! یا رسول اللہ لو انت لنا فنحرنا نوا ضحنا۔ فأکلنا وا دھنا؟ فقال افعلوا فجاء عمر۔ فقال! یا رسول اللہ۔ ان فعلوا قل الظھر، ولکن ادعھم بفضل ازوادھم ثمّ ادع لھم علیھا بالبرکت۔ فامر رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم بنطع، فبسط، و دعا بفضل ازوادھم۔ قال فجعل الرّجل یجئ بکف التمر وآلاخر بالکسرۃ حتّٰی اجتمع علی النطع شئ من ذالک یسیر فدعا علیھم البرکۃ "ثمّ قال خذوا فی أوعیتکم"۔ فاخذوا فی أوعیتھم۔ حتّٰی ما ترکوا فی العسکر وعاء۔ الاملاہ واکلوا حتّٰی شبعوا وفضلت فضلۃ۔ فقال رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم۔ "اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاِنِّیْ رَسُوْلَ اللّٰہِ"۔ لا یلقی اللہ بھا عبد شاک فتحجب عنہ الجنۃ۔

البدایہ والنہایہ، جلد ششم صفحہ ۱۱۴ مطبوعہ مصر (مؤلفہ ابن کثیرؒ) (بخاری شریف، مسلم شریف، ترمذی)
مسند احمد جلد سوم صفحہ ۱۱ مطبوعہ مصر۔ (امام احمدؒ بن حنبل)
دلائل النبوّۃ جلد دوم صفحہ ۱۴۹ مطبوعہ مصر (ابو نعیمؒ)
مجمع الزوائد جلد ہشتم صفحہ ۳۰۳ مطبوعہ مصر (ابن حجرؒ مکی)
خصائص کبریٰ جلد اوّل صفحہ ۲۷۴ مطبوعہ حیدر آباد دکن (جلال الدینؒ سیوطی)
سیرت حلبیہ انسان العیون جلد سوم صفحہ ۱۱۶ مطبوعہ مصر (علی بن برہانؒ حلبی)

ترجمہ

سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے روایت ہے کہ جب غزوۂ تبوک ہُوا۔ لوگوں پر بھوک کا غلبہ ہُوا تو اُنہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم اگر آپ ہمیں اجازت فرمائیں تو ہم اپنے اُونٹوں کو ذبح کر کے کھالیں۔ پس آپ نے اجازت فرمادی۔ پھر سیّدنا

فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم اگر انہوں ایسا کیا تو سواریاں کم رہ جائیں گی۔ ولیکن آپ اُن کے بچے ہوئے زادِ راہ کو منگوا کر اُن کیلئے کھانے پر برکت کی دُعا فرمائیں۔ یقیناً اللہ تبارک و تعالیٰ اس میں برکت عطا فرمائے گا۔ پس سرکارِ دو عالم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے دسترخوان منگوا کر بچھایا اور اُن کے بچے کھچے طعام پر دُعا فرمائی۔ کہا راوی نے۔ پھر شروع ہوا ایک مرد ایک مٹھی کھجور کی لاتا اور دوسرا روٹی کے ٹکڑے۔ حتّٰی کہ دسترخوان پہ ہر قلیل چیز جمع ہو گئی۔ پھر آپ نے اُس پر برکت کی دُعا فرمائی۔ پھر ارشاد فرمایا کہ اس کو اپنے برتنوں میں بھر لو۔ حتّٰی کہ انہوں نے لشکر میں کوئی برتن نہ چھوڑا جس کو اُنہوں نے نہ بھرا ہو۔ اور اُنہوں نے کھایا حتّٰی کہ سیر ہو گئے اور کچھ بچ گیا۔ پس فرمایا رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے :۔

"میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ میں اللہ کا رسول ہوں اور اس کے ساتھ شک کرنے والا بندہ اللہ تعالیٰ سے نہیں ملے گا اور اُس سے جنّت چھپالی جائیگی"۔

کھانے پر دُعا کی برکت

تیسرا حوالہ (حدیث)

فقال رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم ومن کان معہ فضل طعام فلیجئ بہ فجعل الرجل یجئ "بالمد و الصاع"۔ واقل و اکثر۔ فکان جمیع ما الجیش بضعا وعشرین صاعا "فجلس النبی صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم الی جنبہ "فدعا بالبرکۃ"۔

مسند ابو یعلیٰ مطبوعہ مصر جلد — ص —
البدایہ والنہایہ (ابنِ کثیر) مطبوعہ مصر جلد ۶ ص ۱۱۵

پس رسولِ اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس کے پاس بچا ہوا کھانا ہو وہ لے آئے۔ پس ایک شخص شروع ہوا۔ وہ صاع اور مُد (جنس ناپنے کے پیمانے) لاتا اور زیادہ اور تھوڑا پس جو جمع کیا گیا وہ چند اوپر بیس صاع تھے۔ پھر رسولِ پاک صاحبِ لولاک صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم اُس کے پاس بیٹھے اور برکت کی دُعا فرمائی۔

روٹی کے ٹکڑوں پر برکت کی دُعا

چوتھا حوالہ (حدیث)

عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ قال۔ ضاف النبی صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم۔ اعرابی۔ قال۔ فطلب لہ شیئا فلم یجد الا کسرۃ فی کوۃ۔ قال! فجزاھا رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم اجزاھا، ودعا الیھا قال: کل! قال فأکل فأفعل، قال فقال! یا محمّد (صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم) انّک لرجل الصالح۔ فقال لہ النبّی صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ اسلم، فقال انّک لرجل الصّالح۔

دلائل النبوّۃ بیہقی

البدایہ والنہایہ مطبوعہ مصر جلد چہارم ص ۱۲۰

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسولِ پاک صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے ایک اعرابی (بدّو) کی مہمانی کی۔ کہا کہ آپ نے اُس کیلئے کوئی چیز طلب کی۔ مگر کچھ نہ ملا سوا اس کے کہ ایک ٹکڑا روشن دان میں پڑا ہوا ملا۔ آپ نے اُس کے ٹکڑے فرمائے اور اُس پر دُعا فرمائی اور اُس اعرابی کو فرمایا کہ کھاؤ۔

حضرت ابو ہریرہ کہتے ہیں کہ اُس نے کھایا اور کھانا بچ گیا۔ اعرابی نے کہا کہ اے محمّد صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم آپ ایک صالح مرد ہیں حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام نے فرمایا اسلام لے آ پس پھر اُس نے کہا بیشک آپ نیک مرد ہیں۔

حضور صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے کھانے پینے کے آداب

پانچواں حوالہ (الحدیث)

کھانے پر قُل شریف پڑھنا

اذا اقرب الیہ الاکل قال۔ اللّٰھم بارک لنا فیما رزقتنا وقنا عذاب

جب حضور صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے قریب کھانا کیا جاتا تو آپ فرماتے۔ اَللّٰھُمّ

النار۔ فاذا شرع فی الاکل یسمی، فاذا
نسی - قال - بسم اللہ اوّلہ و آخرہ
فان لم یبتد کرحتّٰی فرغ قرأ سورۃ
اخلاص۔

فاذا فرغ - قال: الحمد للہ
حمداً کثیراً، طیبا، مبارکا فیہ غیر
مکفی ولا مکفوت ولا مودع، ولا
مستغنی عنہ ربّنا - الحمد للہ الذی
اطعمنا، واسقانا وجعلنا من
المسلمین۔

عمل الیوم واللیلۃ مطبوعہ مصر ص ۳۸
تالیف حضرت امام جلال الدین سیوطی

بارک لنا فیما رزقتنا وعذاب النار۔
پس جب کھانے میں شروع ہوتے بسم اللہ
شریف پڑھتے - پس جب بھول جاتے تو
فرماتے بسم اللہ فی اوّلہ و آخرہ اور فارغ
ہونے تک اگر یاد نہ آتی تو پڑھتے قُل ھُوَ
اللّٰہُ اَحَدٌ اَللّٰہُ الصَّمَدُ لَمْ یَلِدْ وَلَمْ
یُوْلَدْ وَلَمْ یَکُنْ لَّہٗ کُفُوًا اَحَدٌ۔

پس جب فارغ ہوتے تو فرماتے
اَلحمد للہ حمداً کثیراً طیّباً، مبارکا فیہ
غیر مکفی ولا مکفوت ولا مودع
ولا مستغنی عنہ ربّنا الحمد للہ الذی
اطعمنا واسقانا وجعلنا من المسلمین

سحری کے کھانے اور ثرید[۱] پر برکت کی دُعا

الحدیث

عن ابی ھریرۃ قال دعا
رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم
بالبرکۃ فی السحور والثرید۔
مسند احمد مطبوعہ بیروت
جلد سوم - ص ۱۵۵

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ
عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم نے سحری کے طعام اور ثرید
پر برکت کی دُعا فرمائی۔

۱ ثرید گوشت کے شوربے میں بھگوئے ہوئے روٹی کے ٹکڑوں کو
کہتے ہیں۔

کھانے پر دُعا کی برکت

ساتواں حوالہ

عن جابر قال انا یوم الخندق
نحفر فعرضت کدیۃ شدیدۃ فجاؤ
النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فقالوا
ھذا کدیۃ عرضت فی الخندق فقال
انا نازل ثم قام وبطنہ بحجر ولبثنا
ثلثۃ ایام لا نذوق ذواقا - فاخذ النبی
صلّی اللہ علیہ وسلّم المعول فضرب
فعاد کثیبا اھیل فانکفات الی
امرأتی فقلت ھل عندک شئی فانی
رأیت بالنبی صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم
خمصا شدیدا فاخرجت جرابا
فیہ صاع من شعیر ولنا بھیمۃ
داجن فذبحتھا وطحنت الشعیر
حتّی جعلنا اللحم فی البرمۃ ثم جئت
النبی صلی اللہ علیہ وسلّم فساررتہ فقلت
یا رسول اللہ ذبحنا بھیمۃ لنا و
طحنت صاعا من شعیر فتعال انت و
نفر معک فصاح النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم
لا تنزلن برمتکم ولا تخبزن عجینکم
حتّی اجیٔ وجاء فاخرجت لہ عجینا
فبصق فیہ وبارک ثم عمد الی برمتنا

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے
روایت ہے کہ جنگِ خندق سے ہم خندق
کھود رہے تھے کہ ایک سخت پتھر نکل آیا تو
صحابہ نے بارگاہِ رسالت میں حاضر ہو کر عرض
کیا کہ ایک بڑا پتھر نکل آیا ہے - تو آپ نے
فرمایا کہ میں خود دیکھوں گا - یہ فرما کر آپ
کھڑے ہو گئے - اُس وقت بھوک کی
شدّت سے پیٹ پر پتھر باندھا تھا اور
تین دن سے یہی حالت تھی کہ کوئی چیز چکھی
تک نہ تھی - حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
کدال پتھر پر مارا کہ وہ پتھر ریت کی مثل ہو گیا
پھر جب میں گھر واپس ہوا اور اپنی بیوی کے
پاس پہنچ کر کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
بہت بھوکے ہیں کچھ کھانے کو ہے تو بتاؤ
اُس نے ایک تھیلا دیا جس میں ایک صاع
(سوا دو سیر) جو تھے - نیز گھر کا پلا ہوا
بھیڑ کا بچہ ذبح کیا - جابر کہتے ہیں کہ میری
بیوی نے آٹا پیسا - میں نے ہنڈیا میں
گوشت ڈال کر چولہے پر چڑھا دیا اور
حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں
حاضر ہو کر آہستہ سے عرض کیا کہ میں نے بھیڑ

فبصق و"بارك" ثم قال ادعو
خابزة ملتخبز معك واقدحي من
برمتكم ولا تنزلوها وهم الف فاقسم
بالله لأكلوا حتى تركوه وانحرفوا وان
برمتنا لتغط كما هي وان عجيننا
ليخبز كما هو۔ متفق عليه۔
مشکواۃ شریف جلد دوم صفحہ ۵۳۲۔
مسلم شریف جلد دوم صفحہ ۱۷۹

کا ایک بچہ ذبح کیا ہے اور ایک صاع جو
پیسے ہیں چند اصحاب کے ساتھ تشریف لے
چلیے۔ مگر آپ نے بلند آواز سے پکار کر فرمایا
خندق والو چلو جابرؓ نے کھانا پکایا ہے پس
جلدی چلو اور مجھ سے فرمایا کہ ہنڈیا کو
چولھے سے نہ اتارنا اور نہ آٹا پکانا جب تک
ہم نہ آئیں۔ چنانچہ آپ تشریف لائے اور
میں نے وہ آٹا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے
سامنے رکھ دیا۔ آپ نے آٹے اور ہنڈیا
میں لعاب دہن ڈالا اور برکت کی دعا فرمائی۔
پھر فرمایا کہ روٹی پکانے والی کو بلا لو کہ روٹی
پکائے اور سالن نکالو اور ہنڈیا چولھے پر
ہی رہنے دو۔ بقول راوی اہل خندق
ایک ہزار آدمی تھے اور قسم اٹھائی کہ سب
نے کھانا کھا لیا اور واپس چلے گئے مگر ہنڈیا
اور آٹا بدستور موجود تھا۔

یہ حدیث شریف

المستدرک حاکم اور بدایہ و نہایہ ابن کثیر وغیرہ میں ہے کہ بکری کا بچہ ذبح کیا گیا تھا اور
پھر جابر کے بچوں کی خوشنودی کیلئے اس بچے کو زندہ فرمایا گیا۔ بہر حال حضور صلی اللہ علیہ وسلم
کے لعاب دہن اور دعا کی برکت سے چند آدمیوں کیلئے پکایا جانیوالا کھانا ایک ہزار آدمی نے کھا لیا۔ پھر بھی
کھانے میں کمی واقع نہ ہو سکی۔ لفظ بارك کے متعلق مولوی نذیر احمد صاحب کہتے ہیں کہ اس
کا معنی برکت سے برکت کی دعا نہیں۔ مگر شارحین حدیث بارك کا مطلب برکت ہی لیتے ہیں

حاشیہ:۔ وکان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
اور حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

(بقیہ اگلے صفحہ پر)

چنانچہ ملاحظہ فرمادیں مرقاۃ شرح مشکواۃ اور اشعۃ اللمعات شرح مشکواۃ۔

بقیہ حاشیہ

يأمرهم ان يأكلوا ولا يكسروا عظما
ثم انه جمع العظام في وسط الجفنة
فوضع عليها يده ثم الكلم بكلام
لا أسمعه إلا أني ارى شفتيه تحرك
فاذا الشاة قد قامت تنفض أذنيها
فقال: خذ شاتك يا جابر بارك
الله لك فيها۔ قال فاخذتها
ومضيت وانها لتنازعني أذنها
حتى أتيت بها البيت۔ فقالت
لي المرأة: ما هذا يا جابر؟ فقلت
هذه والله شاتنا التي ذبحنا ها
لرسول الله دعا الله فاحياها لنا
فقالت، أنا اشهد انه رسول الله
اشهد انه رسول الله۔ اشهد
انه رسول الله۔

البدایہ والنہایہ۔ جلد ششم ص۱۱۰
مدارج النبوۃ جلد دوم ص

صحابہ کرام کو کھانے کا اور ہڈیوں کو جمع کرنے
کا حکم فرماتے تھے۔ پس ہڈیوں کو پیالے
میں جمع کرنے کا حکم فرمایا گیا۔ پس آپ نے
اس پر ہاتھ رکھا۔ پھر آپ نے کچھ کلام فرمایا
جو سنائی نہ دیتا تھا مگر میں آپ کے ہونٹوں
کو ہلتے ہوئے دیکھتا۔ پس بکری کان جھاڑتی
ہوئی اٹھ کھڑی ہوئی۔ پس حضور صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا۔ پکڑ اپنی بکری کو۔ اے جابر! اللہ
تعالیٰ نے تیرے لئے اس میں برکت عطا فرمائی
جابر فرماتے ہیں۔ پس میں نے بکری کو پکڑا اور
چل دیا۔ اور بکری مجھ سے کان چھڑاتی تھی حتیٰ
کہ میں اس کو گھر میں لایا۔ تو میری بیوی نے
مجھ سے کہا کہ اے جابر یہ کیا ہے۔ پس
میں نے کہا یہ وہی ہماری بکری ہے جس کو ہم
نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیلئے
ذبح کیا۔ آپ نے دعا فرمائی اور آپکی دعا سے
اللہ پاک نے اس کو زندہ فرما دیا۔ پھر میری
عورت نے کہا کہ میں شہادت دیتی ہوں
کہ بیشک آپ رسول ہیں۔ دو مرتبہ اسکا کلمہ
کا تکرار کیا۔

مرقاۃ شرح مشکوٰۃ (ملّا علی قاری)

وبارك! "ای ودعا بالبرکۃ فیه"
مرقاۃ ملّا علی قاری حنفی جلد یازدہم ص۱۷۱ مطبوعہ ملتان

وبارك: یعنی: اور دعا اس میں برکت کے لئے۔

اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ
شاہ عبدالحق محدث دہلوی

فبصق فیه! پس آب دہن مبارک انداخت در خمیر و دعا کرد ببرکت و زیادتی۔"
اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ مطبوعہ لکھنؤ جلد چہارم ص۵۰

پس آپ نے آب دہن مبارک خمیر میں ڈالا اور دعا فرمائی برکت اور زیادتی کے لئے۔

کھانے پر برکت کی دعا

آٹھواں حوالہ (حدیث)

کھجوروں کے توشے پر برکت کی دعا

عن ابی ھریرۃ۔ قال۔ کنا مع رسول اللہ علیہ وآلہ وسلم فی سفر امعك شیئ؟ قال: قلت تمر فی مزود۔ قال جئ بہ فاخرجت تمرا فاتیتہ بہ۔ فقال فمسه ودعا فیه۔ ثم قال ادع

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم ایک سفر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تمہارے پاس کوئی چیز ہے۔ میں نے عرض کیا تھیلی میں کھجوریں ہیں۔ تو آپ نے فرمایا لے آؤ۔

عشرۃ فدعوۃ عشرۃ فاکلوا حتی شبعو ثم کذلك حتی اکل الجیش کلہ۔ وبقی من تمر معی المزود۔ فقال یا ابا ھریرۃ اذا اردت ان تاخذ منه شئا۔ فدخل یدك فیه ولا تکفه۔ قال: فاکلت من حیات النبی صلی اللہ علیه وآله وسلم واکلت حیات ابی بکر کلها۔ واکلت منه حیات عمر کلها واکلت من حیات عثمان کلها۔ فلما قتل عثمان انتهب ما فی یدی و انتهب المزود۔ الا اخبرکم کم اکلت منه اکثر من مائتی وسق۔
البدایہ والنہایہ۔ ابن کثیر جلد ششم ص۱۱

پس میں نے کھجوریں نکالیں اور آپ کی خدمت میں پیش کر دیں۔ آپ نے ان کو مس فرمایا اور اس پر دعا فرمائی پھر فرمایا دس آدمیوں کو بلاؤ۔ میں نے دس کو بلایا انہوں نے کھایا حتّٰی کہ سیر ہو گئے پھر اسی طرح حتّٰی کہ سارا لشکر سیر ہو گیا۔ پس اس تھیلی میں کچھ کھجوریں بچ گئیں۔ پھر آپ نے فرمایا اے ابوہریرہ جب تم اس سے کچھ لینے کا ارادہ کرو تو اس میں ہاتھ ڈال دے اور اس کا اندازہ نہ لگانا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ظاہری حیات مبارکہ میں اس توشے سے کھایا پھر سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زندگی میں کھایا پھر سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زندگی میں کھایا۔ پس جس وقت سیدنا عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ شہید کئے گئے تو جو کچھ میرے ہاتھ میں اور تھیلی میں تھا لوٹ لیا گیا۔ کیا میں تجھ کو خبر نہ دوں؟ کہ میں نے اس سے کتنا کھایا۔ فرمایا تیرہ سو پچاس من۔

پانی کے ڈول پر برکت کی دعا

نانواں حوالہ (حدیث)

حدثنا عبید اللہ بن موسیٰ عن

عبید اللہ بن موسیٰ اسرائیل ابو اسحٰق

اسرائیل عن ابی اسحٰق عن البرآءِ قال تعدّون انتم الفتح فتح مکۃ وقد کان فتح مکۃ فتحاً ونحن نعد الفتح بیعۃ الرّضوان یوم الحدیبیۃ کنا مع النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم اربعۃ عشرۃ مائۃ والحدیبیۃ بئرٌ فنزحناھا۔ فلم نترک فیھا قطرۃً فبلغ ذالک النّبی صلّی اللہ علیہ وآلہٖ فاتاھا فجلس علٰی شفیرھا ثمّ دعا باناءٍ مِّنْ مَّاءٍ فتوضّأ ثمّ مضمض ودُعا ثمّ صبّہٗ فترکنا ھا غیر بعیدٍ ثمّ انّھا اصدرتنا ماشئنا نحن ورکابنا

بخاری شریف جلد دوم ص۶۰۰

حضرت برآء رضی اللہ تعالٰی عنہٗ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا کہ اے لوگو تم " اِنَّا فتحنا" سے مکّہ کی فتح مراد لیتے ہو۔ بیشک مکّہ کی فتح بھی ایک فتح ہی ہے مگر ہم تو بیعتِ رضوان کو جو مکّہ میں ہوئی فتح جانتے ہیں چنانچہ ہم ایک ہزار چار صد آدمی رسولِ اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے ہمراہ تھے۔ حدیبیہ ایک کنوآں تھا۔ ہم نے اُس سے پانی بھرنا شروع کیا۔ یہاں تک کہ ایک ایک قطرہ نکال لیا کیونکہ لوگ بہت پیاسے ہو رہے تھے۔ یہ خبر رسولِ اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کو ملی تو آپ تشریف لائے اور کنوئیں کی منڈیر پر بیٹھ گئے۔ پانی کا برتن منگوا کر وضو کیا کلّی کی اور اللہ تعالٰی سے دُعا مانگی پھر بچا ہُوا پانی کنوئیں میں ڈال دیا اور انتظار کرنے لگے پھر تو اُس کنوئیں نے ہم کو اور ہمارے جانوروں کو جی بھر کر خوب پانی پلایا۔

بخاری شریف کی دوسری روایت

حدثنا ابو اسحاق قال ابنانا البرآءُ بن عازب انّھم کانوا مع رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم یوم الحدیبیۃ الفاو اربع مائۃ او اکثر فنزلوا

حضرت ابواسحاق سے روایت ہے کہ براؑبن عازب نے بتایا کہ ہم سب لوگ حضُور صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے ہمراہ چودہ سَو سے کچھ زیادہ تھے۔ ہم ایک کنوئیں پر آکر ٹھہرے تمام پانی نکال لیا۔ پھر آنحضرت

علٰی بئرٍ فنزحوھا فاتوا رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم فاتی البئرَ وقعد علٰی شفیرھا ثم قال ائتونی بدلوٍ من مّائھا فاتی بہٖ فبصق فدعا ثمّ قال دعوھا ساعۃً فاروَوا انفسھم ورکابھم حتّٰی ارتحلوا۔

(بخاری شریف ص۶۰۰ ج۲)

صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا۔ یا رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم پانی ختم ہو گیا ہے اب کیا کرنا چاہیئے آپ فوراً تشریف لائے کنوئیں کی منڈیر پر بیٹھ گئے اور فرمایا اُس کے پانی کا ایک ڈول لے آؤ۔ جو حاضر کیا گیا۔ آپ نے اُس میں اپنا لعابِ دہن ڈالا اور خدا سے دُعا فرمائی ذرا ٹھہرے پھر تمام لوگوں نے خود بھی پانی پیا اور اپنے جانوروں کو بھی جی بھر کر پلایا۔

کھجُوروں پر برکت کی دُعا

دسواں حوالہ (حدیث)

وحدثنا جابر أن اباہ توفی وعلیہ دین فأتیت النبی صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم فقلت! ان ابی ترک علیہ دَینا ولیس عندی الا ما یخرجِ نخلہ ولا یبلغ ما یخرجِ سنین ما علیہ فانطلق معی لکیلا یفحش نغرما فمشی حولا۔ بیدرمن بیادر التمرِ" فدعا" ثم آخر ثم جلس علیہ۔ فقال! انزعوہ فاوفاھم الّذی لھم وبقی مثل اعطاھم

(البدایہ والنہایہ مطبوعہ مصر جلد ششم ص۱۱۶)

سیّدنا جابر رضی اللہ تعالٰی عنہٗ بیان کرتے ہیں کہ میرا باپ فوت ہو گیا اور اُس پر قرضہ تھا۔ پس میں نے رسُولِ پاک صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی خدمت میں عرض کیا کہ میرا باپ فوت ہو گیا ہے اور میرے پاس سوا اسکے جو کھجور پھل دیتی ہے اور کچھ نہیں اور کئی سالوں کا کھجوروں کا پھل بھی اُس کے قرضہ کو پورا نہیں کر سکتا۔ پس حضور صلّی اللہ علیہ وسلم میرے ساتھ تشریف لے گئے تاکہ قرض خواہ میرے ساتھ زیادتی نہ کریں پھر کھجوروں کے ڈھیر والوں سے ایک ڈھیر کے اُوپر

تشریف لے گئے اور دُعا فرمائی اور پھر دوسرے پر تشریف لے گئے اور وہاں بیٹھ گئے اور قرض خواہوں کا قرضہ پورا فرمایا۔ اور اُتنا ہی بچ گیا جتنا اُن کو دیا تھا۔

پھلوں پر برکت کی دُعا

گیارہواں حوالہ (حدیث)

"واذا رأی اول فاکھۃ" قال: اللھم بارك لنا فی ثمارنا اللھم کما اریتنا اوله فارنا آخرہ

عمل الیوم واللیلۃ مطبوعہ مصر ص ۳۹

تالیف حضرت امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ

اور جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پہلا پھل دیکھتے تو فرماتے اے اللہ ہمارے پھلوں میں برکت عطا فرما۔ اے اللہ جس طرح تُو نے ہمیں اس کا آغاز دکھایا ہے اسی طرح اس کا آخر دکھا۔

دُودھ پر برکت کی دُعا

بارہواں حوالہ (حدیث)

واذا شرب لبنا۔ قال۔ اللھم بارك لنا فیه واطعمنا خیرا منه۔

عمل الیوم واللیلۃ مطبوعہ مصر ص ۳۹

اور جب آپ دُودھ نوش فرماتے تو فرماتے، اے اللہ! اس میں ہمارے لئے برکت عطا فرما اور اس سے بہتر کھلا۔

(بقیہ ص ۴۰۹)

بارك لنا فی صاعنا و مُدّنا

ترمذی شریف مطبوعہ لکھنؤ جلد دوم ص ۲۰۱ مشکوٰۃ شریف

مدینہ منورہ میں برکت عطا فرما ہمارے صاع اور مُد (پیمانوں) میں برکت عطا فرما

پھلوں پر برکت کی دُعا کرکے بچوں میں تقسیم کرنا

تیرہواں حوالہ (حدیث)

عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنه قال: رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیه وآله وسلم۔ اذا اُتی بباکورۃ الفاکھۃ۔ وضعھا علی عینیه وعلی شفتیه۔ وقال اللھم کما اریتنا اوله فارنا آخرہ ثم یعطیھا من یکون عندہ من الصبیان۔

مشکوٰۃ شریف جلد۔ ص۔ مطبوعہ پاکستان

بیہقی شریف جلد۔ ص۔ مطبوعہ دہلی

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں جب پہلا پھل لایا جاتا تو آپ اُس کو آنکھوں اور ہونٹوں پر رکھتے اور فرماتے یا اللہ جس طرح تُو نے ہمیں اس کا اول دکھایا ہے اس کا آخر بھی دکھا۔ اور وہ پھل وہاں موجود ہونے والے بچوں میں تقسیم فرما دیتے۔

★

پھلوں اور پیمانوں پر دُعا

چودہواں حوالہ (حدیث)

عن ابی ھریرۃ۔ قال۔ کان الناس اذا رأوا اول الثمر جاء به الی رسول اللہ صلی اللہ علیه وآله وسلم فاذا اخذہ رسول اللہ صلی اللہ علیه وآله وسلم۔ قال اللھم بارك لنا فی مدینتنا و

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ لوگ جس وقت پہلے پھل کو دیکھتے تو حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پیش کرتے۔ پھر جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پھل کو ہاتھ میں لیتے تو فرماتے۔ اے اللہ ہمارے

(باقی دیکھیں ص ۴۰۸ پر)

گھی کے برتن پر برکت کی دعا

پندرہواں حوالہ (حدیث)

عن اُوس بن خالد! عن اُمّ اُوس البنزیة قالت! سلیت سمعنا فجعلته فی عکة فاهدیة لرسول الله فقبله وترك فی العکة قلیلا و نفخ فیها و دعا بالبرکة۔

روایت بیان کی اوس بن خالد نے اوس کی والدہ سے کہا کہ میں نے گھی جمع کر کے کپّی میں ڈالا۔ پس ہدیہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیلئے۔ پس آپ نے قبول فرمایا اور تھوڑا سا کپّی میں رہنے دیا اور اس میں پھونک لگائی اور برکت کی دعا فرمائی۔

کھانیوالے پر کھانے کا حق

کھانے پر قرآن پڑھا جائے (حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم)

سولہواں حوالہ۔ مسند احمد

عن ابن اعبد قال قال علی ابن ابی طالب رضی الله عنه یا اعبد هل تدری ماحق الطعام قال قلت وما حقه۔ یا ابن ابی طالب؟ قال۔ تقول بسم الله اللّهمّ بارك لنا فیما رزقتنا قال وتدری ماشکره۔ اذا فرغت، قال تقول! الحمد لله الذی اطعمنا واسقانا الخ

مسند احمد مطبوعہ بیروت جلد اوّل ص ۱۵۳

حضرت ابن اعبد رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں اے ابن اعبد تم جانتے ہو کہ طعام کا حق کیا ہے؟ میں نے عرض کیا یا ابن ابی طالب آپ ہی فرمادیں کہ کیا حق ہے۔ تو آپ نے فرمایا کہے بسم اللہ اللّٰھمّ بارك لنا فیما رزقتنا فرمایا کہ کیا تم جانتے ہو شکر کیا ہے۔ فرمایا کہ جب کھانے سے فارغ ہو تو کہے۔ الحمد للہ الذی اطعمنا واسقانا (الآخر)

کھانے پر دعا مانگنے کی برکت

سترہواں حوالہ (سیدنا غوث اعظم)

قلائد الجواھر

و ورد علیه خمسة عشر رجلا ولم یکن عندی سوی خمسة ارغفة فوضعها لهم بعد هشمها مع وقته وقال! بسم الله الرحمٰن الرحیم۔ اللّهمّ بارك لنا فیما رزقتنا وانت خیر الرّازقین۔ فاکلوا حتّی شبعوا۔

قلائد الجواہر۔ مطبوعہ مصر ص ۹۸ مؤلفہ علامہ محمد بن یحییٰ التاذفی الحلبی متوفی ۹۶۳

ایک دفعہ حضور سیدنا غوث اعظم کی خدمت میں پندرہ اشخاص مہمان آگئے۔ اس وقت آپ کے پاس صرف پانچ روٹیاں تھیں آپ نے ان روٹیوں کو سامنے رکھا اور پڑھا بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اللّٰھمّ بارك لنا فیما رزقتنا وانت خیر الرازقین۔ حتّی کہ تمام شخص سیر ہوگئے

کھانے پر قرآن پڑھنے سی کھانا نور ہوجاتا ہے

اٹھارہواں حوالہ (شیخ شہاب الدین سہروردی)

عوارف المعارف

ان یدعو فی اوّل الطعام ولیسأل الله تعالیٰ ان یجعله عونا علی الطاعة ویکون من دعائه اللّهمّ صلّ علی محمد

کھانا کھانے کی ابتدا میں دعا کرے اور اللہ تعالیٰ سے سوال کرے کہ اس کھانے کو تابعداری پہ مددگار کرے۔ اور دعا یہ ہے

وعلى آل محمد وما رزقتنا مما تحب اجعله عونا لنا على ما تحب وما زويت عنا مما تحب اجعله فراغا لنا فيما تحب۔ (عوارف المعارف حاشیہ احیاء العلوم مطبوعہ مصر جلد سوم صفحہ ۲۹۵)

اللّٰھم صلّ علی محمد وعلی آل محمد وما رزقتنا مما تحب اجعله عونا لنا علی ما تحب وما زویت عنا مما تحب اجعله فراغا لنا فیما تحب۔ (عوارف المعارف حاشیہ احیاء العلوم مطبوعہ مصر جلد سوم ص ۲۹۵)

وكان بعض الفقراء عند الاكل يشرع في تلاوة سورة من القرآن يحضر الوقت حتى تتغير اجزاء الطعام بانوار ذكره ولا يعقب الطعام مكروه ويتغير القلب

عوارف المعارف عربی حاشیہ احیاء مطبوعہ مصر ۲۹۱

مصباح الہدایت عوارف ترجمہ فارسی مطبوعہ لکھنؤ ص ۲۱۰

بعض فقراء (اولیاء اللہ) طعام کے حاضر ہونے کے وقت قرآن پاک کی سورۃ کی تلاوت سے کھانا شروع کرتے حتیٰ کہ طعام کے اجزا ذکر کے انوار سے بدل جاتے۔ اور طعام میں نہ کوئی مکروہ حالت پیدا ہوتی اور نہ قلب متغیر ہوتا۔

کھانے پر قرآن پڑھ کر تناول کرنا

انیسواں حوالہ (حضرت مجدد الف ثانی کا معمول)

جواہر مجددیہ

کھانا کھاتے وقت حضرت کبھی دایاں زانو کھڑا کر لیتے اور بایاں لٹا لیتے۔ اور کبھی بایاں کھڑا کر لیتے اور دایاں لٹا لیتے۔ اور کبھی دونوں زانو کھڑے کر لیتے اور بسم اللہ پڑھ کر کھانا شروع کرتے اور بعض اوقات یہ دعا پڑھتے:۔

بسم اللہ الذی لا یضر مع اسمه شئ فی الارض ولا فی السماء وھو السمیع العلیم فاللہ خیر حافظا وھو الرحمٰن الرّحیم۔ (اور یہ سورۃ پڑھتے):۔

لِاِیْلٰفِ قُرَیْشٍ ۙ اٖلٰفِهِمْ رِحْلَةَ الشِّتَآءِ وَالصَّیْفِ ۚ فَلْیَعْبُدُوْا رَبَّ هٰذَا الْبَیْتِ ۙ الَّذِیْۤ اَطْعَمَهُمْ مِّنْ جُوْعٍ ۙ وَّ اٰمَنَهُمْ مِّنْ خَوْفٍ ۔

اور بعد کھانا کھا چکنے کے اگر طعام نمکین ہوتا تو دعا پڑھتے:۔

الحمد للہ الذی اطعمنی ھذا الطعام اللطیف الملیح بغیر حول ولا قوۃ۔ اور اگر طعام شیریں ہوتا تو فرماتے:۔ ھذا الطعام الحلوا۔

(جواہر مجددیہ صفحہ ۵۶ مطبوعہ لاہور۔ مؤلفہ خواجہ احمد حسن خاں صاحب)

جمعرات کو کھانے پر قل شریف پڑھنا

بیسواں حوالہ (شاہ عبدالحق محدث دہلوی)

اخبار الاخیار

شیخ المحققین سند المحدثین شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ امام الاولیاء وزیر الدین رحمۃ اللہ علیہ کے معمول مبارک کا یوں ذکر فرماتے ہیں:۔

گویند کہ وے را شب جمعہ بروح مطہر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، مقدار چندیں برنج فیوے می پختند کہ بر برنجے سہ مرات۔ قل ھو اللہ احد خواندہ می دمیدند۔

اخبار الاخیار مطبوعہ دہلی ص ۲۲۷

مؤلفہ شیخ محقق شاہ عبدالحق محدث دہلوی

کہ حضرت وزیر الدین رحمۃ اللہ علیہ جمعرات کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روح مطہرہ کے لئے زردہ پکاتے اور چاولوں کے اوپر تین بار قل ھو اللہ احد شریف پڑھتے۔

★

چلتے، چلتے

ان بیس حوالہ جات کے علاوہ بھی بیشمار دلائل اس ضمن میں دیئے جا سکتے ہیں۔ تسلیم کر لینے والوں کیلئے یہ بھی کیا کم ہیں۔ اب آپ چند حوالہ جات ان لوگوں کی کتب سے ملاحظہ

فرمادیں جن کے نادان بچے کسی طرح بھی حق کو حق کہنے کیلئے تیار نہیں ۔

بہرحال اب آپ چند ایسے حوالہ جات ملاحظہ کریں جو کسی دوسری جگہ بھی ذکر کئے جائیں گے ۔ یہاں صرف اس لئے نقل کئے جاتے ہیں تاکہ موجودہ ہیئتِ متعارفہ فاتحہ خوانی اور ختم شریف کی انہی لوگوں کے گھر سے ثابت ہو جائے ۔

شیرینی سامنے رکھ کر فاتحہ پڑھنا

(۲۱) اکیسواں حوالہ

الانتباہ فی سلاسلِ اولیاء (شاہ ولی اللہ)

پس ازاں سی صد و شصت مرتبہ سورۂ اَلَمْ نَشْرَحْ خوانندہ۔ پس دعا مذکور صد و شصت بار بخوانند۔ پس دہ مرتبہ درود بخوانند ختم تمام کنند و بر قدرے شیرینی فاتحہ بنام خواجگانِ چشت عموماً بخوانند۔ (الانتباہ ص۱۰۱ شاہ ولی اللہ)

ترجمہ :- پس بعد ازاں تین سو ساٹھ مرتبہ سورۂ اَلَمْ نَشْرَحْ پڑھے پھر تین سو ساٹھ دفعہ وہی دعا مذکورہ پڑھے ۔ پھر دس مرتبہ درود شریف پڑھے اور ختم تمام کرے ۔ قدرے شیرینی پر فاتحہ عام خواجگان چشت کے نام سے پڑھے ۔

کھانے پر فاتحہ دلانا

(۲۲) بائیسواں حوالہ

زبدۃ النصائح (شاہ ولی اللہ)

اور شیر برنج اس بزرگ کی روح کو ایصالِ ثواب کی غرض سے پکائے کھا بینے میں مضائقہ نہیں ہے جائز ہے ۔ اور اگر اس بزرگ کی فاتحہ دلائی ہے تو اس کا کھانا اغنیاء

کے لئے بھی جائز ہے ۔ (زبدۃ النصائح صفحہ ۱۳۲)

کھانے پر فاتحہ پڑھ کر حاضرین میں تقسیم کرنا

(۲۳) تئیسواں حوالہ

فتاوی عزیزیہ - شاہ عبدالعزیز

دوسری صورت یہ ہے کہ بہیئت اجتماعیہ مردمان کثیر جمع ہوں اور ختم قرآن شریف کریں اور شیرینی یا کھانا پر فاتحہ کریں ۔ اور اس کو حاضرین میں تقسیم کریں ۔ ایسا معمول زمانہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں اور خلفائے راشدین میں نہ تھا ۔ لیکن ایسا کرنے میں مضائقہ نہیں اس واسطے اس میں کوئی برائی نہیں بلکہ احیاء و اموات کو فائدہ حاصل ہوتا ہے ۔ (فتاوی عزیزیہ ص۱۵۶)

کھانے پر قل اور فاتحہ پڑھنے سے کھانا تبرک ہو جاتا ہے

(۲۴) چوبیسواں حوالہ

فتاوی عزیزیہ - شاہ عبدالعزیز

جب کھانے کا ثواب حضرت امامین رضی اللہ تعالی عنہم اجمعین کو پہنچایا جائے اور اس پر فاتحہ و قل و درود پڑھا جائے وہ کھانا تبرک ہو جاتا ہے ۔ اس کا کھانا بہت خوب ہے ۔ (فتاوی عزیزیہ صفحہ ۱۵۸)

ختم و فاتحہ پڑھ کر کھانا تقسیم کرنا

پچیسواں (۲۵) حوالہ

فتاویٰ شاہ رفیع الدین

در مجلس فاتحہ وختم برائے حاضران مجلس باشد۔ اگر ایں جماعت برسر قبر باشد آنجا تقسیم شود و ثواب آں باموات برسد و اگر درخانہا باشد بر حاضراں تقسیم شود ہم قباحتے ندارد۔
فتاویٰ شاہ رفیع الدین ص۹

مجلس میں فاتحہ وختم برائے حاضرین مجلس ہے۔ اگر یہ جماعت بر سر قبر ہے اُس جگہ تقسیم ہو اور ثواب اُس کا اُن اموات کو پہنچے۔ اور اگر گھر میں ہو تو حاضرین میں تقسیم کرے۔ اس قسم میں کوئی قباحت نہیں۔

شرینی پر خواجگان نقشبندیہ کی فاتحہ پڑھنا

چھبیسواں (۲۶) حوالہ

الدّا والدّوا۔ (صدّیق حسن بھوپالی وہابی)

فاتحہ سات بار، درود ایک سو بار، الم نشرح اُنہتر بار، اخلاص ایک ہزار بار۔ درود ایک ہزار بار پھر فاتحہ سات بار۔ درود ایک سو بار۔ اور کسی قدر شرینی پر فاتحہ حضرات مشائخ کی پڑھ کر تقسیم کرے۔
(الدّا والدّوا۔ صفحہ ۱۱۱ (صدیق حسن بھوپالی وہابی)

شیرینی پر ختم قادریہ پڑھ کر تقسیم کرنا

ستائیسواں (۲۷) حوالہ

الدّا والدّوا۔ صدّیق حسن بھوپالی

پھر شیرینی پر فاتحہ شیخ عبد القادر جیلانی (رضی اللہ عنہ) پڑھ کر تقسیم کرے (الدّا والدّوا ص ۱۱۲)

نیاز کے شربت پر فاتحہ پڑھنا

اٹھائیسواں (۲۸) حوالہ

شمائم امدادیہ (حاجی امداد اللہ)

جب مثنوی شریف ختم ہوگئی بعد ختم حکم شربت بنانے کا دیا اور ارشاد ہوا کہ اس پر مولانا روم کی نیاز بھی کی جائے۔ گیارہ گیارہ بار سورہ اخلاص پڑھ کر نیاز کی گئی۔ اور شربت تقسیم کیا گیا۔ (شمائم امدادیہ ملفوظات حاجی امداد اللہ ص ۶۸)

ان دلائل کے بعد

کھانا سامنے رکھ کر قرآن مجید کی تلاوت کرنے اور دعائیں مانگنے کے متعلق جسقدر بھی دلائل قارئین کے سامنے پیش کئے گئے ہیں وہ اس مسئلہ کے بارے میں بھی اتنی ٹھوس دستاویز اور مضبوط حقیقت ہے جس کو تسلیم کر لینے کے بغیر چارہ کار ہے ہی نہیں۔ بشرطیکہ دل میں ایمان کی ذرّہ بھر بھی رمق باقی ہو۔

رُوحوں کا آنا

آپ سابقہ اَوراق میں براہین قاطعہ وغیرہ کے حوالہ سے وہابیوں اور دیوبندیوں کا یہ فتوٰے پڑھ چکے ہیں جسے ہم نے مفروضہ کے نام سے پیش کیا ہے کہ " ارواح دُنیا میں قطعاً نہیں آسکتیں - اور جواز یہ پیش کیا گیا ہے کہ گنہگاروں کی رُوحیں گرفتارِ بلا ہیں اور سِجّیْن اور اَسْفَلَ السَّافِلِیْن میں مقیّد ہیں اس لئے ان کی رہائی ممکن نہیں - اور نیک بندوں کی ارواح اعلیٰ علیّین کے مقام پر ہیں - لہٰذا وہ بلند مقامات کو چھوڑ کر دُنیا کی بستیوں میں آنا کیوں گوارا کرنے لگیں - یہ ہے ان لوگوں کا استدلال کہ نہ قرآن نہ حدیث نہ اقوالِ صحابہ و تابعین ، اور نہ ہی اجماعِ اُمّت اور مسلکِ جمہور کی کوئی دلیل - بس جو جی چاہا شگوفہ چھوڑ دیا کہ چلو کچھ اور نہیں تو :-

ع خود تو ڈُوبے ہیں صنم تجھ کو بھی لے ڈوبیں گے

کے مصداق کچھ لوگوں کو گمراہ ہی کریں گے - آئندہ صفحات میں ہم رُوحوں کے تشریف لا کر فیضیاب کرنے کے متعلق انہی لوگوں کے بزرگوں کی کُتب سے اور خاص طور پر جمعرات کے دن رُوحوں کی آمد اور اپنے لواحقین کے گھروں سے ایصالِ ثواب حاصل کرنے کے متعلق متعدد حوالہ جات پیش کریں گے - یہاں پر چند حوالہ جات مطلق طور پر رُوحوں کا زمین پر آنا ثابت کریں گے - سب سے پہلے حضرت شاہ عبدالعزیز رحمتہ اللہ علیہ کی کچھ عبارتیں پیش کی جاتی ہیں تاکہ وَمَا اُھِلَّ کے معاملہ میں اُن کے مقلّدین کو عبرت حاصل ہو کہ شاہ صاحب سے سرزد ہونے والی ایک غلطی کو تو سر آنکھوں پر لگا لیا اور شور مچا دیا کہ ہمارے شاہ صاحب نے یہ فرمایا ہے اور ہمارے شاہ صاحب یہ کہتے ہیں - لیکن اُن کے باقی ماندہ تمام تر لٹریچر کو نظر انداز کر دیا بلکہ اُن کے اس کے علاوہ تمام تر عقائد کے خلاف محاذ آرائی کر رکھی ہے اُسنیئے تمہارے شاہ صاحب فرماتے ہیں :-

تفسیر عزیزی

حوالہ نمبر (۱)

قرآن مجید :- تَنَزَّلُ الْمَلٰٓئِکَۃُ وَالرُّوْحُ - الآیۃ

تفسیر :- اُترتے ہیں فرشتے آسمان سے اور رُوحیں علیّین کے مقام سے اُس رات میں

ملنے کو اہلِ کمال سے - اور بنی آدم کے اعمال کے انوار حاصل کرنے کو اور لذّتیں اُٹھانے کو بسبب معلوم کرنے اُن کیفیتوں کے جو زمین والوں کی ذات میں اپنے محبُوب اور معبُود کی نسبت سے حاصل ہوتی ہیں - اور یہ نازل ہونا اُن کا زمین والوں کے نور اور حضُوری زیادہ ہونے کو بھی ہے (تفسیر عزیزی - پارہ ۳۰ صفحہ نمبر ۴۲۹)

حوالہ نمبر ۲

اور نازل ہونا ملائکہ اور ارواح کا اُس وقت میں بلا شُبہ اُس طور پر ہے کہ حکم سے بادشاہ کے یا ہمراہ بادشاہ کے اُس شخص کے گھر میں جمع ہوں - (تفسیر عزیزی - پارہ ۳۰ صفحہ ۴۳۰)

حوالہ نمبر ۳

رُوحوں کا قبروں کے ساتھ تعلّق کرنے کیلئے مُردے کملانے کے بجائے دفن کرنے کے فوائد بیان کرتے ہوئے شاہ صاحب لکھتے ہیں :-

" دفن کرنے میں اجزا بدن کے اس اپنے مقام پر سب کے سب اپنے حال پر برقرار ہو جاتے ہیں تو رُوح کا علاقہ بدن سے اَز راہِ نظر و عنایت کے بحال رہتا ہے اور زیارت کرنے والوں اور دوستوں اور فائدہ لینے والوں کی طرف سے توجّہ رُوح کی آسانی سے ہوتی ہے کہ بدن کے مکان معیّن ہونے سے گویا رُوح کا مکان بھی معیّن ہے - اور آثار اس عالم کے جیسے صدقہ اور فاتحہ اور تلاوت قرآن مجید کی جو اُس مقام پر کہ اُس کے بدن کا مدفن ہے واقع ہوتی ہے تو آسانی سے فائدہ بخشتی ہے - پس جلا دینا گویا رُوح کو بے مکان کر دینا ہے - اور دفن کر دینا گویا رُوح کا ٹھکانہ بنا دینا ہے - اور اسی واسطے ان اولیاء اللہ اور صلحا مومنین سے کہ دفن کئے گئے ہیں نفع اور فائدہ لینا جاری ہے اور مدد اور فائدہ بھی اُن سے متصوّر ہے - برخلاف جلائے ہوئے مُردوں کے - (تفسیر عزیزی - پارہ ۳۰ صفحہ ۸۳)

نوٹ :- خط کشیدہ عبارتیں قارئین کو دعوتِ غور و فکر دیتی ہیں - کیا اب بھی اولیاء اللہ کے دربار پر حاضر ہو کر استمداد حاصل کرنے والوں کو کافر و مُشرک اور بدعتی کہا جائیگا - کیا یہ فتویٰ شاہ عبدالعزیز پر بھی لگایا جائے گا ؟

رُوحوں کا آکر فیض دینا

یہ مضمون اگرچہ ایک الگ نوعیّت کا بھی ہے کیونکہ اس میں مسئلہ استمداد کا حل پوشیدہ ہے تاہم اس مسئلہ سے بھی اس کا پورا پورا تعلّق ہے کہ ارواح آتی ہیں یا نہیں؟ اس کے لئے ہمارے پاس دلائل کے انبار موجود ہیں لیکن محض طوالت کے خوف سے چند روایات و واقعات پر اکتفا کیا جاتا ہے۔ خاص طور پر کچھ تو اُن حضرات کو پیش آنے والے چند واقعات پیش کئے جائیں گے جن کی ناخلف اولاد اور گمراہ ذرّیت یہ فیصلہ دے چکی ہے کہ رُوحیں نہیں آسکتیں اور کچھ بذاتہٖ اس گمراہ ذرّیت کے ساتھ پیش آنے والے حادثات کا ذکر ہوگا۔ جن سے ان کی اپنی دوہری شخصیّت کی متضاد تصویریں ناظرین کے سامنے آئیں گی۔

دُرّ الثمین

(شاہ ولی اللہ)

الحدیث الخامس والعشرون:-

اخبرنی سیّدی الوالدؒ قال رأیت فی المنام النبی صلی اللہ علیہ وسلّم جالسًا مراقبا مسجد من یاقوت شفاف اری باطنہ من ظاھرہٖ والصحابۃ والاولیاء جالسون، مستحلقون عندہٗ فلما وصلت الباب! قام سیّدی عبد القادر الجیلی و شیخ بھاؤالدین نقشبند۔ فخرج الیّ وتذکرانی فقال سیّدی عبد القادر! انا اولٰی بہٖ لانّ ابائہ کانوا اخذین لطریقتی۔ وقال! الشیخ بھاؤالدین

ولیضید بعد ذالک! سیّدی عبد القادر دربما شاء ثمّ ادخلنی المسجد۔ الشیخ بھاؤ الدین و اجلسنی بین یدی النّبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم لصرہٗ کنت اوّل من وقع و لصرہٗ علیہ۔
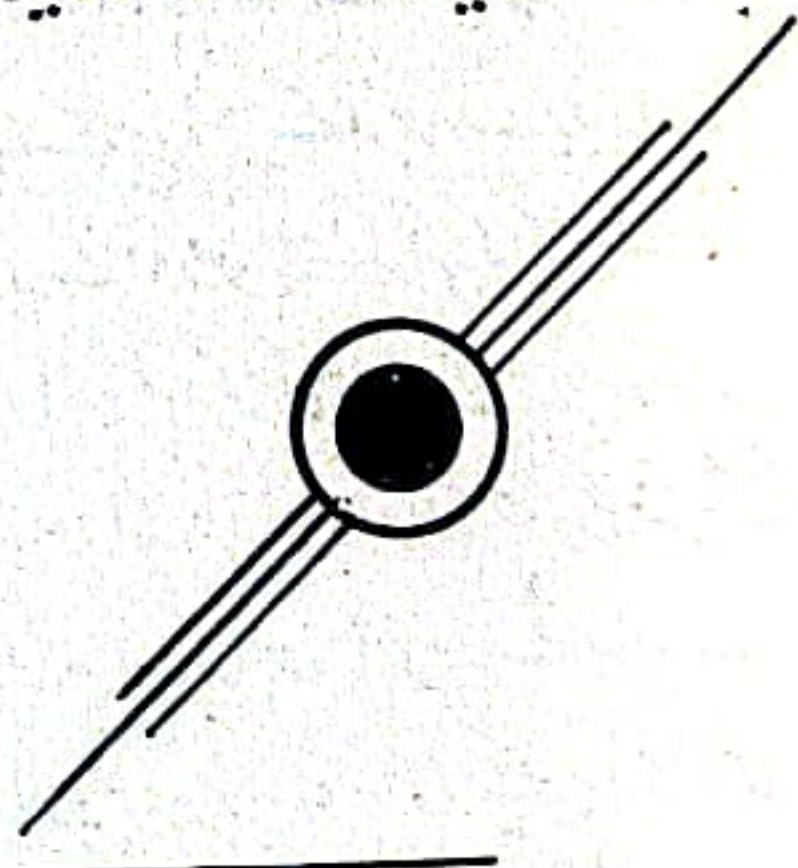
پچیسویں حدیث (شاہ ولی اللہ کہتے ہیں) کہ جناب والد صاحب (شاہ عبد الرحیم) سے مَیں نے سُنا مَیں نے خواب میں دیکھا کہ نبی صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مراقبہ میں بیٹھے ہوئے ہیں ایک مسجدِ یاقوتِ شفاف میں کہ جس کے باہر سے اندر کا سب حال معلوم ہوتا ہے اور صحابی و اولیاء آپ کے پاس حلقہ کئے بیٹھے ہیں۔ جب میں دروازہ پر پہنچا تو حضرت سیّد عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ اور شیخ بہاؤالدین نقشبند رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کھڑے ہیں۔ پس تشریف لائے میری طرف اور دونوں حضرات میں یہ باتیں ہوئیں کہ حضرت سیّد عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا مَیں اُولیٰ ہوں اس شخص کا استقبال کرنے میں اس لئے کہ اس کے آباء میرے سلسلہ میں منسلک ہیں اور حضرت شیخ بہاؤالدین رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے فرمایا کہ میں اُولیٰ ہوں اس کا استقبال کرنے میں کیونکہ اس کی تربیت اسکے نانے کی ہے اور وہ میرے سلسلہ میں تھا۔ پھر دونوں حضرات کی صُلح ہوئی اس امر پر کہ اوّل حضرت شیخ بہاؤالدین رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ میری تربیت کریں بعد اس کے حضرت عبد القادر رضی اللہ عنہٗ جو چاہیں افادہ فرمائیں۔ پھر داخل کیا گیا مجھ کو شیخ بہاؤالدین کی مسجد میں اور بٹھایا نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے رُوبرو۔ پھر جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے آنکھ کھولی تو سب سے پہلے مجھ پر نظر کی۔

درّ الثمین ص۴۲ انفاس العارفین ص۳۸

ایک شُبے کا ازالہ

مذکرہ واقعہ سے متجسّس قاری کے ذہن میں یہ شُبہ ضرور سر اُٹھا سکتا ہے کہ یہ واقعہ تو محض خواب کا ہے اور خواب تو پھر خواب ہی ہوتے ہیں۔ اس کیلئے ایک دلیل دی جا سکتی ہے کہ حضور صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کا ارشاد ہے:- مَنْ رَاٰنِیْ فِی الْمَنَامِ فَقَدْ رَاٰ الْحَق۔ کہ جس نے مجھے خواب میں دیکھا پس مجھے ہی دیکھا۔ اور جب حضور صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے ساتھ ہی دیگر حضرات رضوان اللہ علیہم اجمعین کی زیارت کی تو وہ بھی یقیناً وہی ہوں گے۔ اور یہ معاملہ ارواح سے بڑھ کر ارواح مع الاجساد کی صورت اختیار کر گیا جو اس ناخلف اولاد کے دیگر کئی پُرفتن وضع کردہ مسائل کی دھجّیاں اڑانے کیلئے ایک بہترین دلیل ہے۔ کاش! انہیں اللہ ہدایت فرماتا۔ اور اگر یہ لوگ اس واقعہ کو محض خواب ہی سمجھنے پر مُصر ہیں تو پھر بھی چشمِ ما روشن دلِ ماشاد۔ اڑاؤ مذاق

اپنے بڑے بوڑھوں کا جنہوں نے اپنے آوارہ خوابوں کو حقیقت کا رُوپ دیکر حدیثوں کے نام سے رُوشناس کرانے کی فریب کاریوں کی بنیاد رکھی ہے۔

چھوٹے میاں؟ سبحان اللہ

شاہ ولی اللہؒ کے باپ شاہ عبدالرحیمؒ کا یہ مطبوعہ خواب شاہ ولی اللہؒ کے ناخلف پوتے اسمٰعیل دہلوی نے جب پڑھا تو بڑا سٹپٹایا کہ عجیب مصیبت ہے۔ سب کے سب معرکے تو ہمارے پردادا مرحوم نے سر کر لئے تو ہم کیا ہوئے۔ بیچارہ لگا ہاتھ پاؤں مارنے اور سوچنے کہ اب کیا کیا جائے۔ ایک طرف تو یہ فتویٰ صادر کر چکا ہوں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مرکر مٹی میں مل گئے ہیں (معاذاللہ) اور جس کا نام محمدؐ یا علیؓ ہے وہ کسی چیز کا مالک و مختار نہیں اور ایک طرف دادا مرحوم حضور غوث پاکؓ اور شیخ بہاؤالدین نقشبند سے سب کچھ لُوٹ کر لے گئے۔ اب کیا ہو۔ آخر چھوٹے میاں نے بڑی سوچ بچار اور ذہنی جمناسٹک کے بعد یہ فیصلہ کر لیا کہ جو بھی ہو بڑے میاں اکیلے بازی نہیں مار سکتے۔ اور بآخر اس واقعہ کو معمولی سی ترمیم کر کے اپنے پیر و مُرشد سید احمد کے نام سے منسوب کر دیا کہ ہو سکتا ہے کہ کل کوئی میرا مُرید با صفا بھی میری سُنّت پر عمل کر کے یہ واقعہ میرے نام سے لکھ مارے۔

مگر بدقسمتی سے آج تک تو ایسا نہیں ہو سکا کہ کل کلیان کوئی سعادت مند رُوحانی فرزند ارجمند ایسا بیان داغ ہی دے۔ کیونکہ اس کے رُوحانی بیٹوں کے بے غیرت قلم حقائق کو مسخ کرنے میں بڑی تیزی سے رواں دواں ہیں اور انہیں عصمتِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے گستاخِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی سرفرازی زیادہ عزیز ہے۔ یہ انگریزوں کا نمک حلال کرنے کے لئے مسلمانوں پر چڑھائی کرنے والے مسلمانوں سے جنگ کرنیوالے اور مسلمانوں کے ہی ہاتھوں مارے جانے والے کو امام المسلمین اور شہیدِ اسلام کے القاب تو دے سکتے ہیں لیکن اُس کے سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی شانِ اقدس پر گستاخانہ جراُتوں اور بیباکانہ حملوں پر گرفت نہیں کر سکتے۔

صراطِ مستقیم (اسمٰعیل دہلوی)

نسبتِ قادریہ اور نقشبندیہ کا بیان تو اس طرح ہے کہ حضرت مولینا شاہ عبدالعزیز قدس سرہٗ العزیز کی وُسعتِ برکت اور آنجناب ہدایات مآب کی توجہات کے یمن سے جناب حضرت غوث الثقلین (رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ) اور جناب حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبند (رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ) کی رُوحِ مقدس آپ کے متوجہ حال ہوئیں۔ اور قریباً عرصہ ایک ماہ تک آپ کے حق میں ہر دو رُوحِ مقدس کے مابین فی الجملہ تنازعہ رہا۔ کیونکہ ہر ایک دن ان دونوں عالی مقام اماموں میں سے اس امر کا تقاضا کرتا تھا کہ آپ کو بتمامہ اپنی طرف جذب کرے تا آنکہ تنازعہ کا زمانہ گذرنے اور شرکت پر صُلح کے واقعہ ہونے کے بعد ایک دن ہر دو مقدس رُوحیں آپ پر جلوہ گر ہوئیں اور قریباً ایک پہر کے عرصہ تک وہ دونوں امام آپ کے نفسِ نفیس پر توجہ قوی اور پُرزور ڈالتے رہے۔ پس اسی ایک پہر میں ہر دو طریقہ کی نسبت آپ کو نصیب ہوئی۔

اور نسبتِ چشتیہ کا بیان اس طرح ہے کہ ایک دن آپ حضرت خواجہٗ خواجگان قطب الاقطاب بختیار کاکی قدس سرہٗ العزیز کی مرقدِ منوّر پر تشریف لے گئے۔ اور ان کی مرقد مبارک پر مراقب ہو کر بیٹھ گئے۔ اسی اثناء میں اُن کی رُوح پُرفتوح سے آپ کو مُلاقات حاصل ہوئی اور آنجناب یعنی قطب الاقطاب نے آپ پر قوی توجہ کی کہ اس توجہ کے سبب سے ابتدا حصُولِ نسبتِ چشتیہ کا ہو گیا۔

(صراطِ مستقیم مترجم۔ مصنفہ اسماعیل دہلوی۔ صفحہ ۲۴۳)

تماشائے اہلِ قلم دیکھتے ہیں

ہمارے قارئین ان ہر دو واقعات کی تطبیق سے یقیناً لُطف اندوز ہوئے ہوں گے اور اسمٰعیل دہلوی کے قلم کی گُلکاریوں سے اُس کے پردادا مرحوم کی رُوح بھی لازمی طور پر خوش ہو کر شاباش کہتی ہوگی۔ اور پکارتی ہوگی کہ اولاد ہو تو ایسی ہو۔ کیا اس مطابقت کو کوئی ذی شعور انسان قدرتی طور پر تسلیم کر سکتا ہے۔ ہرگز نہیں! یہ واقعہ قطعی طور پر فرضی ہے، ایسا ہو ہی نہیں

چند ضروری نوٹ

شاہ عبدالرحیم رحمتہ اللہ علیہ نے اگر یہ واقعہ اپنے بیٹے شاہ ولی اللہ رحمتہ اللہ علیہ کو سچ سنایا ہے اور شاہ ولی اللہ رحمتہ اللہ علیہ نے اپنے باپ کے ساتھ پیش آنے والے واقعہ کو سچ سمجھ کر نقل فرمایا ہے اور شاہ ولی اللہ کی ہمراہ ذریت اپنے بڑوں کا واقعہ ہونے کی وجہ سے اس پر مہرِ تصدیق ثبت کرتی ہے تو اس دلچسپ واقعہ میں ہم پر لگائے جانے والے تمام الزامات کا بہترین جواب ہے۔ مثلاً :-

"اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ولی اللہ فوت ہو جانے کے بعد بھی مدد فرماتے ہیں۔"

"اس سے پتہ چلتا ہے کہ ولی بعد وفات بھی دل کی باتیں جنہیں غیب کی باتیں کہنا زیادہ مناسب ہوگا پر اطلاع رکھتے ہیں۔" اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ ولی اللہ کے ارواح بھی حاضر و ناظر ہیں۔" اس سے یہ بھی عیاں ہوتا ہے کہ روحیں جسمانی صورت میں متشکل ہو کر جہاں چاہتی ہیں سیر کرتی ہیں۔ اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ ارواح کو فاتحہ کا نذرانہ پیش کرنا چاہیئے وغیرہ وغیرہ۔

اب آپ مفروضات کے پلندے براہین قاطعہ کتاب کے مرتب اور کتاب کی صحت پر تصدیقی مہریں ثبت کرنے والے طائفہ کے امام حضرت شاہ عبدالعزیز قدس سرہ العزیز کی محفل کا ایک واقعہ ملاحظہ فرما دیں۔

کمالاتِ عزیزی

جناب مولینا صاحب نے اوّل سال جو کلام مجید حفظ کر کے سنایا۔ نماز تراویح کی ہو چکی تھی۔ اس عرصہ میں ایک سوار خوب زرہ بکتر وغیرہ لگائے برچھا ہاتھ میں لئے تشریف لائے اور کہا "حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہاں تشریف رکھتے ہیں؟" جو وہاں تھے سب نے دوڑ کر ان کو گھیر لیا اور پوچھا کہ حضرت یہ کیا تقریب ہے اور آپ کا نام کیا ہے؟" انہوں نے فرمایا میرا نام ابوہریرہ ہے۔ جناب سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا کہ ہم

عبدالعزیز کا کلام سننے چلیں گے۔ پھر مجھ کو ایک کام کے واسطے بھیج دیا، اس سبب سے دیر میں آیا۔ یہ بات کہہ غائب ہو گئے۔ (کمالاتِ عزیزی۔ مطبوعہ کراچی ص۱۹)

ایک دلچسپ واقعہ

مندرجہ ذیل واقعہ علامتہ الدہر، عاشقِ مصطفٰے، زینت الاولیا، امام الاصفیا، نائبِ غوث الوریٰ، استاذ العلماء، امام ربانی حضرتِ علامہ یوسف بن اسمٰعیل بنہانی قدس سرہٗ العزیز کی تالیفِ مبارکہ جامع الکرامات شریف سے نقل کیا جا رہا ہے۔ یاد رہے کہ یہ وہی عظیم تصنیف ہے جس سے اپنے مطلب کی چند روایات کا ترجمہ کر کے "جمال الاولیا" نام رکھا ہے۔ بہرحال آپ اصل کتاب جامع کراماتِ اولیاء سے ایک دلچسپ واقعہ روحوں کی آمد کے متعلق ملاحظہ فرما دیں۔ یہ واقعہ آپ نے امام العارفین محمد بن عمر ابو بکر بن قوام رحمتہ اللہ علیہ کے حالات میں بیان فرمایا ہے۔

جامع کراماتِ اولیاء

وروی عن الشیخ شمس الدین البخالوی خطیب جامع حلب قال: کنا مع الشیخ فی بعض أسفارہ۔ فدعی إلی مکان، فلما دنون، من ذالك المکان تغیّر لونه وجعل یقول: إنا لله وإنا إلیه راجعون مرات کثیرة فقلتلهٗ: یا سیدی ای شئ حدث؟ فقال: إنا لما أقبلنا علی هذہ القریة جاءت أرواح الأموات تسلم علی وفیهم شاب حسن الوجه یقول:

جامع حلب کے خطیب حضرت جناب شیخ شمس الدین خالبوری رحمتہ اللہ علیہ روایت بیان فرماتے ہیں کہ میں جناب "محمد بن عمر ابو بکر بن قوام" رحمتہ اللہ تعالےٰ علیہ کے ہمراہ کسی ایک سفروں میں ساتھ تھا کہ ایک جگہ آپ کو دعوت پر بلایا گیا پس جب ہم ایک مکان کے قریب پہنچے تو آپ کا رنگ متغیّر ہو گیا اور آپ نے اُس وقت کثیر تعداد میں اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْن پڑھا۔ تو میں نے آپ کی خدمت میں عرض کیا۔ یا سیدی کیا چیز ظاہر ہوئی ہے پھر آپ نے فرمایا۔ تحقیق

قتلت ظلماً قتلني رجلان من أهل هذه القرية كنت أرعى غنماً لهما وهما أخوان فقتلاني في زمن ملك العزيز۔ وذالك انهما انهما في ببنت وكان الرجلان اللذي ان فعلا هذه الفعلة لهما وكنت بريئاً منها۔ قال شمس الدين مذكور۔ ليسمعان كلام الشيخ، وكان بيني وبينهما معرفة، فلما خلوت بهما قال لي: يا فلان إن ماقاله الشيخ والله لحق صحيح ونحن قتلناه، فقلت لهما: ما حملكما على ذالك؟ قالا السبب الذي قاله الشيخ، ثم قيل لهما إنه كان من غيره واته كان بريئاً منه كما قال الشيخ رضي الله عنه۔ (جامع کراماتِ اولیاء۔ مؤلفہ حضرت علامہ یوسف بن اسمٰعیل نبہانی مطبوعہ مصر ص۲۱۵)

جب ہم نے اس گاؤں کی طرف رُخ کیا اور پہنچے تو اس گاؤں کے فوت شدگان لوگوں کی رُوحیں میرے پاس آئیں اور مجھ پر سلام کہا۔ اور ان رُوحوں میں سے ایک خوبرُو نوجوان نے مُجھ سے کہا کہ جناب مَیں ظلم سے (بے گناہ) قتل کیا گیا ہوں ؛ مجھے اس گاؤں کے رہنے والے دو آدمیوں نے قتل کیا ہے جن کا مَیں چراگاہوں میں ریوڑ چرایا کرتا تھا اور وہ دونوں بھائی بھائی ہیں۔ پس ان دونوں نے مجھے عزیز بادشاہ کے زمانے میں قتل کیا تھا اور سبب یہ تھا کہ انہوں نے مجھ پر اپنی لڑکی کی تہمت لگائی تھی۔ حالانکہ مَیں اس تہمت سے بری ہوں۔ شمس الدین مذکور کہتے ہیں کہ شیخ کا یہ کلام وہ دونوں بھائی (جنہوں نے قتل کیا تھا) بھی سُن رہے تھے۔ میری اُن دونوں کے ساتھ واقفیت تھی۔ اُنہوں نے علیحدگی میں مجھے بتایا کہ خدا کی قسم شیخ نے جو کچھ کہا ہے بالکل سچ ہے اور ہم نے ہی اُسے قتل کیا تھا۔ پھر مَیں نے اس قتل کے محرکات دریافت کئے تو اُنہوں نے بتایا کہ یقیناً وہی ہیں جو شیخ نے بتائے اور پھر اُنہوں نے اعتراف کیا کہ وہ نوجوان واقعی بیگناہ تھا۔ اور یہ معاملہ کسی اور سے تھا۔

تذکرۃ الموتیٰ والقبور

(ثناء اللہ پانی پتی)

ابنِ مبارک وحکیم ترمذی وابنِ ابی الدنیا وابن منذر از سعید بن مسیب از سلمانِ روایت کردہ کہ ارواحِ مومنین در برزخ باشند بر زمین سیر کنند ہر جا کہ خواہند۔ (تذکرۃ الموتیٰ والقبور ص۲۸ مؤلفہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی)۔

ابن مبارک اور حکیم ترمذی اور ابن ابی دُنیا و ابن منذر سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ مومنین کی ارواح برزخ میں رہتی ہیں۔ زمین پر سَیر کرتی ہیں اور ہر جگہ جاتی ہیں۔

تفسیر رُوح البیان

وفي الحديث "يا اصحابي لاتنسوا امواتكم في قبورهم خاصة في شهر رمضان فان ارواحهم بيوتهم فينادي كل احد منهم الف مرة من الرجال والنساء اعطفوا علينا بدرهم او برغيف او بكسرة خبز او بدعوة او بقراءة آية او بكسوة كساكم الله من لباس الجنة" كذا في ربيع الابرار فاذا كان الرغيف او الكسرة معيداً مقبولاً عند الله تعالىٰ فما ظنك بما فوقه من المذائذ (تفسیر رُوح البیان شریف مطبوعہ بیروت جلد چہارم ص۳۶۶ مؤلف حضرت امام اسماعیل حقی رحمتہ اللہ علیہ)۔

اور حدیث شریف میں ہے کہ نبی اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا کہ اے میرے دوستو تم مُردوں کو نہ بھُولو جو اپنی قبروں میں ہیں۔ خاص کر ماہ رمضان شریف میں اُن کی ارواح اپنے گھروں میں آتی ہیں (جن گھروں کو چھوڑ کر قبروں میں جا بسے ہیں)۔ پس پکارتا ہے ایک ان میں سے ہزار مرتبہ مردوں اور عورتوں سے کہ بخشش کرو ہم پر ساتھ صدقہ کرنے درہم کے یا ساتھ خوراک اور ٹکڑا روٹی کے یا ساتھ دُعا اور پڑھنے قرآن کریم کے یا ساتھ خیرات کرنے کپڑے کے پہنائے گا اللہ تعالےٰ تم کو جنّت کی پوشاک۔

احیاء العلوم

بشیر بن منصور کہتے ہیں کہ ایک شخص قبرستان میں آمد و رفت کیا کرتا تھا اور جنازوں کی نماز پڑھا کرتا۔ اور جب شام ہوتی تو قبرستان کے دروازے پر کھڑا ہو کر کہا کرتا کہ خدا تعالیٰ تمہاری وحشت کو اُنس سے بدلے اور تمہاری غریبی پر رحم فرمادے اور خطاؤں سے درگذر کرے اور حسنات تمہارے قبول کرے۔ ان کلمات سے زائد کچھ نہیں کہتا تھا۔ وہ شخص کہتا ہے کہ اتفاقاً ایک شام کو میں قبرستان میں نہ گیا اور حسبِ دستور دُعا نہ کی اپنے گھر چلا آیا جب میں سو رہا تو بہت سے لوگ میرے پاس آئے۔ میں نے اُن سے پوچھا کہ تم کون ہو اور میرے پاس کیوں آئے ہو۔ اُنہوں نے کہا ہم قبرستان کے لوگ ہیں۔ میں نے پوچھا کہ پھر کیا مطلب ہے۔ اُنہوں نے کہا کہ جب تم گھر کو پھرا کرتے تھے تو تم نے عادت کر لی تھی کہ کچھ تحفہ ہم کو دیا کرتے تھے۔ پھر میں نے پوچھا کہ وہ تحفہ کیا تھا۔ اُنہوں نے کہا کچھ دُعا مانگا کرتے تھے۔ آج تم نے ہمیں اس دُعا سے محروم رکھا۔ اس لئے بایں مُراد ہم آئے ہیں۔ میں نے کہا کہ اچھا اب میں پھر تمہارا ہدیہ پہنچاتا رہوں گا۔ اور پھر کبھی ناغہ نہیں کیا۔

(احیاء العلوم الدین۔ جلد چہارم صفحہ ۶۳۳)

مُنکرینِ آمدِ ارواح کیلئے ضربِ شدید

مندرجہ ذیل واقعہ شاہ ولی اللہ دہلویؒ اپنے والد گرامی شاہ عبدالرحیمؒ دہلوی کے ملفوظات میں سید عبداللہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ صاحب فرماتے ہیں کہ سید عبداللہ اور ایک دیگر بزرگ جب تلاوت کلام پاک کرتے تو کیا سماں ہوتا تھا۔ فرماتے ہیں :۔

روزے آں بزرگ و حضرت سید ہر دو قرآن دور می کردند کہ مردم عرب تشکل سبز پوش فوج فوج ظاہر گشتند و رئیسِ ایشاں نزدیک مسجد ایستادہ و قرأآں قاری استماع فرمود۔

ایک روز وہ بزرگ اور حضرت سید صاحب دونوں قرآن کا دَورہ کرتے تھے کہ عربی صورت آدمیوں کی سبز پوش افواج ظاہر ہوئیں اور ان کا امیر مسجد کے نزدیک کھڑا ہو کر

گفت ؛ بارک اللہ ادیت حق القرآن۔

یارے را کہ در دفن حاضر بود ہمراہ گرفتم و بزیارتِ مرقدِ رفت آں عزیز ہر چند تأمل کرد ایشاں شناخت آخر بہ تخمین بسوئے قبرے اشارت کرد آں جا نشستم و قرآن می خواندم حضرت سید از پشتِ من ندا کردند کہ "قبر فقیر ایں است" اما ہر چہ شروع کردہ اید آں جا تمام کنید و ثواب بر صاحب آں قبر دہید۔ آں جا گفتم کہ نیک تأمل کن قبر حضرت سید ایں است کہ باں اشارت کردی یا پسِ پشتِ من تأمل کرد و گفت خطا کردہ بودم قبر ایشاں۔ پس پُشت شما است آں سُوئے نشستم و قرآن خواندن گرفتم در آں اثناء بسبب حزن و گرفتگی خاطر بسیارے از قواعد قرأت نا مرعی گذاشتم از درونِ قبر ندا کردند کہ فلاں جاء فلاں جاء ساہلہ کردید در امر قرأت۔

انفاس العارفین صفحہ ۱۴/۶

★

قاری صاحب کا قرآن سننے لگے اور فرمانے لگے بارک اللہ قرآن کا حق ادا کر دیا۔

پھر اس کے بعد انہیں حضرت سید عبداللہ کے انتقال کے بعد ان کی قبر پر حاضری کا واقعہ اس طرح بیان کرتے ہیں کہ :۔

دوست جو دفن کے وقت حاضر تھے اُن کو ساتھ لیکر سید صاحب کے مزار کی زیارت کو گئے۔ ساتھی عزیز نے ہر چند کوشش کی لیکن قبر کی شناخت نہ ہو سکی۔ آخر اندازے سے ایک قبر کی طرف اشارہ کیا ہم اُس جگہ بیٹھ گئے اور قرآن پڑھا حضرت سید صاحب نے پُشت کی طرف سے آواز دی کہ "قبر فقیر ایں است"۔

تاہم جو کچھ شروع کیا تھا وہیں ختم کیا۔ اور اُس کا ثواب صاحبِ قبر کو دیا۔ اور میں نے اُس جگہ کہا کہ اچھی طرح سوچ لو کہ "سید کی قبر یہ ہے جدھر تم نے اشارہ کیا ہے یا میری پشت کی طرف ہے۔ اُس نے سوچا اور کہا کہ میں نے غلطی کی تھی۔ اُن کی قبر تمہاری پُشت کی طرف ہے اُس طرف بیٹھ گئے اور قرآن پڑھنے لگے۔ اُس وقت حزن و ملال کی وجہ سے طبیعت کھل نہ سکی اور قرأت قرآن کے قاعدوں کے مطابق ٹھیک نہ پڑھا جا سکا (تو سید صاحب نے قبر کے اندر سے آواز دی کہ فلاں فلاں جگہ پر امرِ قرأت میں تساہل کیا گیا ہے

میّت کو قُل شریف پڑھ کر بخشنا

• غنیۃ الطالبین • تذکرہ موتیٰ والقبور • ارشاد الساری

عن علی رضی اللہ تعالےٰ عنہٗ مرفوعاً من مرّ علی المقابر وقرأ "قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ" احدیٰ عشرۃ مرۃ ثُمَّ وھب اجرھا للاموات اعطی من الاجر لعدد الاموات - (رواہ الدارقطنی)

(۱) غنیۃ الطالبین عربی اُردو صفحہ ۱۰۴
(۲) تذکرہ موتیٰ والقبور مؤلفہ ثناء اللہ پانی پتی ص ۳۷
(۳) ارشاد الساری الی مناسک الملا علی قاری مطبوعہ مصر ۲۸۶

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالےٰ عنہٗ سے مرفوعاً روایت ہے کہ جب جائے قبرستان میں اور پڑھے قل ھو اللہ احد گیارہ مرتبہ۔ پھر اُس کا بخش دے اموات کو، اجر ملے گا اُس کو اموات کے برابر۔

گذشتہ صفحات میں آپ جمعرات کے فضائل میں شرح صدور کی وہ طویل عبارت ملاحظہ فرما چکے ہیں کہ جس میں مالک بن دینار نے قبرستان کو منوّر دیکھ کر حیرت کا اظہار کیا اور ہاتف سے یہ ندا سُنی کہ ایک مومن بندے نے نماز کے بعد قُل شریف پڑھے تھے جس کی برکت سے قبرستان بھی منوّر ہو گیا اور مشرق و مغرب تک نُور و سُرور پھیل گیا۔ یہاں بھی بقدرِ ضرورت اُس عبارت کا کچھ حصّہ دوبارہ نقل کیا جاتا ہے۔

وقرأ فیھما "فاتحۃ الکتاب" وقل یا ایھا الکافرون۔ وقل ھو اللہ احد ہ وقال اللّٰھمّ انّی قد وھبت ثوابھا لاھل المقابر من المومنین فادخل اللہ علینا الضیاء والنّور والفسحۃ والسّرور فی المشرق والمغرب - (شرح الصدور ص ـــــ مؤلفہ امام جلال الدین سیوطی)

اور پڑھا اُس قبرستان میں سُورہ فاتحہ اور قُل یا ایھا الکافرون اور قل ھو اللہ احد اور کہا الٰہی اس کا ثواب اہلِ قبور کو مومنین میں سے۔ پس داخل ہُوا اُوپر اُن کے روشنی اور نُور و سُرور مشرق سے مغرب تک۔

تیجے کا ختم شریف

سوئم • قُل شریف • درُود شریف • دُعا • اکٹھ برادری

میّت کے تیسرے دن جو ختم شریف دلایا جاتا ہے اُسے عام طور پر قُل شریف یا تیجا شریف کہا جاتا ہے۔ اس کے متعلق مُعتبر اور مُستند جواب اگرچہ چند سطور میں بھی دیا جاسکتا ہے۔ لیکن ہمیں دانستہ طور پر اس مسئلہ کی نسبتاً زیادہ وضاحت اور صراحت کرنا پڑے گی۔ کیونکہ بعض جُہلا نے اپنی ناسمجھی اور ہٹ دھرمی کی وجہ سے اس کارِ خیر کو فی الواقع ایک مذاق سمجھ رکھا ہے۔ اور نہایت ہی کریہہ انداز سے استہزا و تمسخر کا نشانہ بنا رکھا ہے۔

تیجے شریف کا مذاق

تیجے شریف کا مذاق اُڑانے والے ایک تو وہ لوگ ہیں جن کے نزدیک فقہائے کرام اور اولیاءِ عظام کا نام ہی باعثِ آزار و کلفت اور ایک قسم کی گالی ہے۔

اور

وہ فقہ اور تقلید کا نام سُن کر یُوں مُنہ بناتے ہیں جیسے اُنہیں حنظل کے قتلے یا مصبّر کی ڈلی نگلنی پڑ گئی ہو۔

اور

بات صرف مُنہ بناتے تک ہی ختم نہیں ہوتی بلکہ وہ مقلّدین کو ویسے ہی خارج از اسلام سمجھتے ہیں۔ اور دین میں تمام تر خرابیوں کے ذمّے دار فقہاءِ کرام کو گردانتے ہیں۔

دلیل کے طور پر چند عبارتیں ملاحظہ فرمائیے:۔

۱۔ مقلّدین حنفیہ کافر اور مُشرک ہیں۔ ظفر المبین مطبوعہ لاہور صفحہ ۱۸۹، ۲۳۰، ۲۳۹

۲۔ سرچشمہ سارے حیلوں اور مکروں کا اور کان تمام فریبوں اور دغابازیوں کی علم فِقہ و رائے ہے۔ اور مُہاجال ان سب خرابیوں کا فُقہا اور مقلّدین کی بول چال ہے۔ اور ساری خرابی ڈالی ہوئی اِن مُلّاؤں کی ہے جو دام تقلید میں گرفتار ہیں۔ اور نشۂ شرک و بدعت میں سرشار اور تمام عالم کا فساد اور ساری خرابیوں کی بنیاد گروہِ مقلّدین ہیں۔

(ترجمان الوہابیہ مطبوعہ مفید عام پریس آگرہ۔ صفحہ نمبر ۳۵، ۳۶ تالیف نواب صدیق حسن خاں بھوپالی)

مقلّدین اور فقہائے کرام کو اتنی سنگین اور ننگی گالیاں دینے والا یہ گروہ نجدی وہابیوں کا ہے۔ ان لوگوں کے دُوسرے چھوٹے چھوٹے مسائل میں شرک و بدعت کے فتوے ہمارے لئے کوئی دلچسپی اور کشش نہیں رکھتے اس لئے کہ ان کے نزدیک سوائے چند غیر مقلد افراد کے تمام کے تمام مسلمان کافر، مُشرک، حیلہ جُو، مکّار، فریبی، دغاباز، بدعتی، فسادی اور خرابیوں کی بُنیاد ہیں۔

نقلِ کُفر کُفر نباشد کے باوجود ہم مقلّدین میں سے محدّثین کے اُن رجالِ اعاظم اور مقتدر ہستیوں کے اسماءِ معظّمہ کی فہرست پیش کرنے سے اجتناب کرتے ہیں جن کو یہ لوگ خود بھی اسلام کا سرمایہ سمجھتے ہیں۔ بہرحال ہم اس گروہ کی لغویات کو نظر انداز کرتے ہوئے ایک ایسے گروہ کی بات کرتے ہیں جو اجتماعِ ضدّین ہے یعنی :۔

مقلّد وہابی

غیر مقلد نجدی وہابیوں کے فتوٰی کے مطابق محض مقلد ہونے کی وجہ سے یہ گروہ بھی کافر، مُشرک اور بدعتی نیز جو کچھ بھی اُوپر بتایا گیا ہے سب کچھ ہے لیکن اسے اس کی بدقسمتی ہی سمجھئے کہ جو گروہ اس گروہ کو کافر کہتا ہے یہ اُسی پر جان نثار کرتا ہے اور اُس میں ایسا گھُل مِل گیا ہے کہ ویسا ہی معلوم ہوتا اور فراخدلی کا یہ عالم ہے کہ :۔

اُسے آتا ہے پیار پہ غصّہ
اِسے غصّے پہ پیار آتا ہے

یہی نہیں بلکہ کسی عاشقِ زار کی طرح یُوں لب کُشائی کرتا ہے کہ :۔

تُو بَن کے تُرش رُو مجھے گالی ہزار دے
یہ وہ نشہ نہیں جسے گالی اُتار دے

ہم نے اس گروہ کو نجدی وہابیوں کا عاشقِ زار تو کہہ دیا ہے اور ممکن ہے ایسا بھی ہو لیکن اس کی زیادہ تر ادائیں معشوقانہ ہیں۔ تو خیر ہمیں بتانا یہ ہے کہ یہ گروہ اپنے گلے میں تقلید کا پٹہ بھی ڈالے ہوئے ہے اور بظاہر فقہائے کرام کا دلدادہ اور شیفتہ بھی بنتا ہے اور خود کو فقہا کا مُقر بھی ثابت کرتا ہے۔ نیز دکھاوے کیلئے اولیاءِ کرام سے محبت و مودّت کا بھی دعویدار ہے لیکن پسِ پردہ غیر مقلّد وہابیوں کی ہمنوائی میں فقہائے کرام اور اولیائے عظام سے برسرِ پیکار بھی ہے اور اپنے اُن شیدائیوں اور فدائیوں سے بھی زیادہ ہولناک اور خطرناک طریقہ سے حقائق کو مسخ کرنے کی کوشش میں بھی ہمہ تن مصروف ہے۔

یہ فرقہ دیوبندی وہابیوں کا ہے

میرے خیال میں یہ فرقہ پہلے فرقہ سے زیادہ خطرناک اس لئے ہے کہ اس سے کھُلے کفر کے علاوہ نفاق اور منافقت کی بُو بھی آتی ہے اور اس کے ظاہر و باطن میں تضاد ہی تضاد ہے۔ کبھی تو یہ لوگ نجدی وہابیوں کی تنقیص و تردید میں مصروف نظر آتے ہیں اور کبھی اُن کی تعریفوں کے پُل باندھتے ہیں۔ چونکہ ہمارا مضمون اس قسم کی بحث کا متحمّل نہیں اس لئے نہایت ہی

اختصار سے ان کی دو رنگی اور دوہری شخصیت کے چند نمونے پیش کر کے اپنے موضوع کی طرف آتے ہیں۔

مولوی اشرف علی اور غیر مقلّد وہابی

(ایک رُخ)

بعض اہل حدیث نے قیاس و تقلید کو مطلقاً حرام اور اقوال صحابہ و تابعین کو غیر مستند ٹھہرایا اور ائمہ مجتہدین کو یقیناً خاطی و غاوی اور کل مقلدین کو مشرکین و مبتدعین کے ساتھ ملقب کیا اور سلف پر طعن اور خلف پر لعن اور ان کی تجہیل و تضلیل و تحمیق و تفسیق کرنا شروع کیا۔ حالانکہ اس تقلید کا جواز مجمع علیہ امت کا اور داخل عموم آیت۔ وَاتَّبِعْ سَبِيلَ مَنْ أَنَابَ إِلَيَّ وَآيَة فَاسْأَلُوا أَهْلَ الذِّكْرِ إِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ وَآيَة وَجَعَلْنَاهُمْ أَئِمَّةً يَهْدُونَ بِأَمْرِنَا وَآيَة أُولَئِكَ الَّذِينَ هَدَى اللَّهُ فَبِهُدَاهُمُ اقْتَدِهْ کے ہے۔

(فتاویٰ اشرفیہ جلد چہارم صفحہ ۱۸۵ مطبوعہ دیوبند)

مولوی اشرف علی اور غیر مقلّد وہابی

(دُوسرا رُخ)

اگر میرے پاس دس ہزار روپیہ ہو سب کی تنخواہ کر دوں۔ پھر خود ہی سب وہابی بن جائیں۔

(الافاضات الیومیہ جلد دوم صفحہ ۱۰۱)

مولوی رشید احمد گنگوہی اور غیر مقلّد وہابی

(ایک رُخ)

محمد بن عبدالوہاب (نجدی) کے مقتدیوں کو وہابی کہتے ہیں ان کے عقائد عمدہ تھے۔

(فتاویٰ رشیدیہ صفحہ ۵۵۱)

مولوی حسین احمد مدنی اور غیر مقلّد وہابی

(دُوسرا رُخ)

محمد بن عبدالوہاب کا عقیدہ تھا کہ جملہ اہل عالم و تمام مسلمانان دیار مشرک و کافر ہیں۔ ان سے قتل و قتال کرنا اور ان کے اموال چھین لینا حلال اور جائز بلکہ واجب ہے۔

(الشہاب ثاقب۔ مطبوعہ دیوبند۔ صفحہ ۴۳)

○

دیوبندی وہابیوں کے نجدی وہابیوں کے اس اشتراک و افتراق کی فہرست انتہائی طویل ہے۔ بر سبیل تذکرہ مندرجہ بالا چند عبارتیں پیش کرنے پر ہی اکتفا کیا جاتا ہے اور اس بات کا فیصلہ ناظرین پر چھوڑا جاتا ہے۔ کہ اس دو رُخی پالیسی کے پس پردہ وہ کونسے محرکات تھے جس سے یہ صورتیں سامنے آئیں۔

جبکہ حق یہ تھا

کہ اگر ان لوگوں کا مقلد ہونے کا دعویٰ ہے تو یہ مقلدین کو کافر کہنے والوں کو کافر کہتے اس لئے کہ مقلدین میں ہزاروں نہیں لاکھوں ایسے عظیم مسلمان ہیں جنہوں نے کروڑوں غیر مسلموں کو اسلام کی دولت سے مالا مال کیا۔ اور وہ اس قدر مقتدر لوگ ہیں کہ ان کیلئے تصور بھی نہیں کیا جا سکتا کہ وہ کافر بھی ہو سکتے ہیں۔ اور اگر وہ لوگ کافر نہیں بلکہ مسلمان ہیں تو جو شخص کسی مسلمان کو کافر کہے بفرمانِ حدیث مصطفےٰ وہ خود کافر ہو جاتا ہے۔

اور اگر یہ فدائیانِ وہابیہ خود میں ان کو کافر کہنے کی ہمت نہیں رکھتے تو کم از کم ان سے نفرت ہی کریں۔ اور بجائے اس کے کہ ان کی فرسودہ لغویات کو اسلام کا سرمایہ متصور کریں۔ اپنے اسلاف کی راہ و روش کو اپنا کر مذہب حقہ اہل سنت و جماعت کی خدمت کرتے اور خود کو حنفی کہلاتے ہیں تو سیدنا امام اعظم کی تعلیمات اور دیگر فقہائے حنفیہ کے علوم و معارف کے نور سے دنیا کو منور کرتے۔ لیکن یہ ان لوگوں کی کتنی ڈھٹائی ہے کہ محض اغیار کی تائید کرنے کے جنون

میں اپنوں کی عبارات قطع برید کرکے اپنے مسلک پر ہی برسنا شروع کردیا۔ تاکہ تقلید کے دشمن کفر و شرک کی مشینیں اور تیزی سے رواں دواں رکھ سکیں۔

اور یہ کتنی بدقسمتی ہے ان لوگوں کی کہ نجدی وہابیوں کی تائید میں اپنے مشائخ عظام اور اپنے باپ داداؤں کے ساتھ بھی محاذ آرائی کرنے لگے۔ اور یہ بھول گئے کہ ان کے کفر و شرک اور بدعت و ضلالت کی سنگینیں ان کے اپنے بڑے بوڑھوں کے سینوں میں بھی پیوست ہو کر رہ جائیں گی۔

تیجے شریف پر اعتراضات

تیجے شریف پر کئے جانے والے اعتراضات تقریباً ایک ہی قسم کے ہیں جنہیں یہ معترضین اپنی کتابوں میں نقل در نقل کئے چلے جاتے ہیں۔ اگر ایک مولوی نے خیانت کی تو دوسرے نے اصل کتاب میں دیکھے بغیر ایک اور خیانت کر ڈالی۔ پھر تیسرے نے کسی اور عبارت کا کچھ حصہ حذف کر لیا اور ہوتے ہوتے نوبت بایں جا رسید کہ اصل حقائق روپوش ہوتے چلے گئے۔ اور یہ صاف اور سیدھا مسئلہ اسقدر طویل گورکھ دھندا بن گیا کہ کچھ نہ سمجھے خدا کرے کوئی۔

بہرحال اب آپ اعتراضات ملاحظہ فرماویں بعد میں ان عبارات میں کی گئی خیانتوں کی فہرست پیش کی جائے گی۔

اعتراض نمبر ۱۔ تیسرے دن کا مجمع میت کے واسطے اولاً مشابہت ہنود کی کہ ان کے یہاں تیجا ضروری رسم جاری ہے۔ حرام ہوگا بسبب مشابہت کے۔

قال علیہ السلام تشبہ قوم فھو منھم الحدیث

اعتراض نمبر ۲۔ ثانیاً تقرر کرنا تیسرے دن کا خود بدعت ہے اس کی کچھ اصل میں شرع نہیں۔

اعتراض نمبر ۳۔ ثالثاً جو کچھ ملا اکٹھے ہو کر پڑھتے ہیں بطمع فلوس پڑھتے ہیں کہ وارثِ میت بھی مانتے ہیں کہ ملا کو اسقدر دینا ہوگا اور ضروری جانتے ہیں چنانچہ معین ہے اور ملا بھی جانتے ہیں کہ ہم کو یہ ملے گا کیونکہ معین و مقرر ہو رہا ہے۔ اور شرع میں جو چیز کہ معروف و معین ہوتی ہے اس کو مثل شرط لگانے کے فرمایا ہے۔ المعروف کالمشروط قاعدہ

فقہ کا مسلمہ ہے۔ پس جو کچھ ملاؤں کو دیا جاتا ہے وہ اجرت ان کے پڑھانے کی ہے۔ اور جو پڑھائی کہ اجرت پر ہوتی ہے اس کا ثواب نہ پڑھنے والے کو اور نہ مردے کو ہوتا ہے۔ لہٰذا یہ فعل ان کا باطل اور لینا اور دینا دونوں حرام۔ اور موجب ثواب کا نہیں بلکہ گناہ ہے۔ مردہ کو اسکا ثواب نہیں ہوتا۔ دینے اور لینے والے دونوں گنہگار ہوتے ہیں۔ لہٰذا اس کام کا ترک بھی واجب ہے۔ (فتاویٰ رشیدیہ صفحہ ۴۶۰)

اعتراض نمبر ۴۔ کبیری شرح منیۃ المصلی میں ہے:۔

واتخاذ الطعام عند قراءة القرآن یکرہ :۔ ترجمہ:۔ اور قرآن پڑھنے کے وقت کھانا کھلانا مکروہ ہے۔

اعتراض نمبر ۵۔ اور سنن ابن ماجہ میں حضرت جریر بن عبداللہ سے مروی ہے فرمایا:۔

کنا نعد الاجتماع الی اھل المیت وصنعھم الطعام من النیاحۃ۔ ترجمہ:۔ ہم مردے کے گھروں میں جمع ہو کر اور ان کا کھانا پکوانا نوحہ گری سمجھتے ہیں۔

چنانچہ فتح القدیر میں ہے:۔ واتخاذ الضیافۃ من اھل المیت وھی بدعۃ مستقبحۃ۔ ترجمہ:۔ اور اہل میت کی طرف سے ضیافت کا ہونا بہت بڑی بدعت ہے۔

اعتراض نمبر ۶۔ اور ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں علامہ طیبی کا قول نقل فرمایا کہ طیبی نے فرمایا ہے کہ جو شخص امر مستحب کرنے پر اصرار کرے اور اس کو لازم قرار دے اور اجازت پر عمل نہ کرے تو اس نے شیطان کی گمراہی کا حصہ پالیا۔ تو پھر کیا حال ہوگا اس شخص کا جو بدعت یا امر منکر پر اصرار کرے۔ یہ جگہ ہے ان لوگوں کی نصیحت کیلئے جو میت کیلئے تیسرے دن جمع ہونے پر اصرار کرتے ہیں۔ اور اس کو جماعت میں حاضر ہونے پر ترجیح دیتے ہیں۔

اعتراض نمبر ۷۔ اور فتاویٰ بزازیہ میں مرقوم ہے:۔ یکرہ اتخاذ الطعام فی الیوم الاول والثالث وبعد الاسبوع ونقل الطعام الی القبر فی المواسم واتخاذ الدعوۃ لقراءۃ القرآن وجمع الصلحاء والفقراء للختم وللقراءۃ سورۃ الانعام والاخلاص ۔ انتھٰی ۔ ترجمہ:۔ اور پہلے دن اور تیسرے دن اور ساتویں دن کھانا تیار کرنا اور اس موسم میں قبر پر کھانا وغیرہ لے جانا اور قرآن مجید پڑھنے کیلئے دعوت دینا اور صلحاء و فقراء کو ختم کے لئے یا سورۃ انعام یا اخلاص پڑھنے کے لئے

دعوت دینا سب مکروہ ہے۔

اعتراض نمبر ۸۔ اور حضرت شیخ عبدالحق رحمتہ اللہ علیہ شرح سفر السعادۃ و مدارج میں فرماتے ہیں۔ ایں اجتماع مخصوص بروز سوم و ارتکاب تکلفات و دیگر صرف اموال بے وصیت از حق یتامیٰ بدعت است وحرام انتہیٰ۔ ترجمہ :۔ یہ مخصوص اجتماع تیسرے دن کا اور دوسرے تکلفات اور بے وصیت کے یتامیٰ کے حق میں سے مال کا صرف کرنا بدعت ہے حرام ہے۔

اعتراض نمبر ۹۔ اور حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ وصیت نامہ میں فرماتے ہیں " دیگر از عادات شنیعہ ما مردم اسراف است در ماتمہا و چہلم و فاتحہ سالیانہ ایں ہمہ را در عرب اول وجود نہ بود مصلحت آنست کہ غیر تعزیت وارثان میت تا سہ روز و اطعام ایشاں یک شبانہ روز رسمے نباشد انتہیٰ۔ ترجمہ :۔ ہماری بری عادات میں سے دوسری عادت فضول خرچی ہے جو ماتموں اور چالیسویں اور سالانہ کی فاتحہ میں ہوتا ہے۔ ان تمام چیزوں کا عرب اول میں وجود نہ تھا۔ مصلحت تو یہی ہے کہ میت کے ورثہ کی تعزیت تین دن اور ان کو ایک دن رات کا کھانا دینے کے سوا کوئی رسم نہ ہو۔

اعتراض نمبر ۱۰۔ اور حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمتہ اللہ علیہ بھی وصیت نامہ میں فرماتے ہیں۔ و بعد مردن من رسوم دنیوی مثل دہم و بستم و چہلم و ششماہی و سالیانہ ہیچ نکنند انتہیٰ۔ ترجمہ :۔ میرے مرنے کے بعد دنیاوی رسوم جیسے دسواں، بیسواں چالیسواں اور ششماہی اور سالانہ بھی کچھ نہ کریں۔ (فتاویٰ رشیدیہ صفحہ ۴۲۰)

ان اعتراضات کا چربہ

فتاویٰ رشیدیہ صفحہ نمبر چار سو بیس وغیرہ کے یہ دس نمبر جنہیں آپ دس اعتراض بھی کہہ سکتے ہیں۔ اور تیجا شریف کو بدعت بنانے کے جواز میں چند عبارتوں کا نام بھی دے سکتے ہیں۔ بہر حال تقریباً اسی قسم کی چند گھسی پٹی دلیلیں جو وہابیانِ نجد اور وہابیانِ دیوبند کی ذریت اب تک اپنی کتابوں میں معمولی معمولی سی ردو بدل کے ساتھ لکھتے چلی آئی ہیں تمام تر کتابوں کی عبارتیں نقل کرنا محض تضیع اوقات کے مترادف ہوگا۔ اس لئے مندرجہ بالا عبارات کا صرف ایک چربہ جو ابھی دنوں ایک سرپھرے نے (۱۶) صفحے کے پمفلٹ میں انہی عبارتوں میں معمولی سی ترمیم کے ساتھ تیار کر کے تیس مار خاں بننے کی کوشش کی ہے

قارئین کی نذر کرتے ہیں۔ بعد ازاں انشاء اللہ العزیز ان دونوں چچا بھتیجا کے اعتراضات کو اکٹھا کر کے نمبر وار الزامی اور تحقیقی جواب پیش کئے جائیں گے۔ اب آپ وہ چربہ ملاحظہ فرمائیں جس میں علمائے اہلِ سنت کو مزید گالیاں دینے کا اضافہ بھی کیا گیا۔ چربے کا نام ہم نے "بہتانِ عظیم از رجلِ رجیم رکھا ہے"۔

بہتانِ عظیم از رجلِ رجیم

- تیجا اور ساتواں کوئی شرعی مسئلہ نہیں ہے • نہ ہی قرآن و حدیث سے اس کے جواز پر کوئی دلیل موجود ہے • یہ ایک رسم ہے جسے غیر مسلم قوموں سے اخذ کر کے مسلمانوں پر مسلط کر دیا ہے۔
- جاہل واعظین نے اسے مذہب کا لبادہ اوڑھا کر مسلمانوں کو ایک امتیاز بنا کر رکھ دیا ہے • حالانکہ نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین یا امام اعظم رحمتہ اللہ علیہ میں سے کسی نے بھی اس فعلِ شنیع کو نہیں کیا۔
- یہ صاف اور کھلی حقیقت ہے کہ یہ رسم غیر مسلم اقوام سے مسلمانوں میں بعض جاہل اور خود غرض واعظوں نے رائج کی ہے • اس سے صرف اور صرف اہلِ اسلام کی مخالفت اور بطنِ عظیم کی خدمت مقصود ہے۔ • یہ سنت کے خلاف بدعت کا محاذ ہے۔ اس لئے اسے مردود اور غیر اسلامی رسم کہا جائے گا۔ (بلفظہ)

اس کے بعد یہ دس حوالے لکھے ہیں :۔

۱۔ "ہم یعنی صحابہ کرام میت کے گھر جمع ہونے اور میت کے گھر کھانا تیار کرنے کو نوحہ سمجھتے ہیں"۔ (ابن ماجہ صفحہ ۱۰، ۱۱۶)

۲۔ "اہلِ میت کی طرف سے تین دن تک ضیافت مباح نہیں۔ کیونکہ ضیافت خوشی کے موقعہ پر ہوتی ہے"۔ (خلاصتہ الفتاویٰ ص ۲۴۲)

۳۔ "مصیبت کے دنوں میں ضیافت کرنا مکروہ ہے۔ کیونکہ جو کام خوشی کے وقت وہ غمی

میں نامناسب ہے ۔ (فتاویٰ خانیہ جلد ۴)

۴ ۔ ابنِ ہمام کہتے ہیں کہ میّت کے گھر کھانا تیار کرنا مکروہ ہے ۔ کیونکہ طعام کھلانا تو خوشی کے موقعہ پر ہوتا ہے نہ کہ غمی میں ۔ اور یہ نہایت ہی قبیح اور بری عادت ہے (فتح القدیر ۴۷۳/۱)

۵ ۔ ان دنوں میّت کے گھر کھانا تیار کرنا اور کھانا دونوں مکروہ ہیں ۔ (جامع الرموز علامہ قہستانی ۴۴۳/۱)

۶ ۔ ہمارے مذہب (حنفی) کے فقہائے کرام نے اس بات کو ثابت کر دیا ہے کہ میّت کے پہلے اور تیسرے دن اور اسی طرح ہفتہ کے بعد طعام تیار کرنا مکروہ ہے ۔ (مرقاۃ جلد ۵ مؤلف ملا علی قاری) ۔

۷ ۔ اما این اجتماع مخصوص روز سوم و ارتکاب تکلفاتِ دیگر و صرف اموال بے وصیت از حق یتامی بدعت است و حرام ۔ (مدارج النبوۃ ۔ از شیخ عبد الحق)

۸ ۔ بعد مُردن من رسوم دُنیوی مثل دہم ، بستم و چہلم و ششماہی و برسینی ہیچ نکنند ۔ (قاضی ثناء اللہ ۔ حوالہ نہیں دیا)

۹ ۔ دیگر از عاداتِ شنیع ما مردم اسراف است در ماتم ہا و سوئم و چہلم و ششماہی و فاتحہ و سالیانہ داین ہمہ را در عرب اوّل وجود نہ بود ۔ (تفہیمات شاہ ولی اللہ دہلوی جلد دوم)

۱۰ ۔ مقرر کرنا تیجہ کا بالتخصیص اور اس کو ضرور خیال کرنا شریعت محمدیہ میں ثابت نہیں ۔

(عبد الحی لکھنوی) تلک عشرۃ کاملہ

چچا بھتیجا کے ایک جیسے

تمام اعتراضات کی آخری شکل

۱ ۔ تیجے کا مجمع اہلِ میّت کے گھر ہندوؤں کی مشابہت ہے اور حرام ہے ۔

۲ ۔ تیسرا دن مقرر کرنا خود ایک بدعت ہے اس کی کچھ اصل شرع میں نہیں ۔

۳ ۔ جو کچھ ملّا اکٹھے ہو کر پڑھتے ہیں لالچ کیلئے پڑھتے ہیں ۔

۴ ۔ میّت والے اور ملّا جانتے ہیں کہ کیا دیا لیا جائے گا ۔

۵ ۔ جو چیز معروف و معیّن ہوتی ہے اس کو مثل شرط کے کہتے ہیں ۔

۶ ۔ ملّا کو پڑھنے کی اجرت دی جاتی ہے اس لئے مُردے کو ثواب نہیں ملے گا ۔

۷ ۔ فعل اُن کا باطل ہے ۔ لینا دینا دونوں حرام ہیں اور ثواب کی بجائے گناہ ہیں ۔

۸ ۔ دینے لینے والے دونوں گنہگار ہوتے ہیں اس کا ترک واجب ہے ۔

(چھ روحوں کے علاوہ یہ بارہ (۱۲) اعتراض)

- کبیری شرح منیۃ المصلی میں ہے قرآن پڑھنے کے وقت کھانا مکروہ ہے ۔
- ابنِ ماجہ میں جریر صحابی کا قول ہے کہ ہم میّت کے گھر جمع ہونے اور کھانا پکوانا نوحہ سمجھتے ہیں ۔
- فتح القدیر میں ہے اہلِ میّت کی طرف سے ضیافت کا ہونا بہت بری بدعت ہے ۔
- طیبی کا قول ہے کہ جو میّت کے تیسرے دن جمع ہونے پر اصرار کرتا ہے اور اس کو جماعت میں حاضر ہونے پر ترجیح دیتا ہے اُس نے شیطان کی گمراہی کا حصہ پا لیا ۔
- صاحب فتاویٰ بزازیہ کا قول ہے تیسرے دن اور ساتویں دن کھانا تیار کرنا مکروہ ہے
- شیخ عبد الحق محدّث دہلوی فرماتے ہیں کہ تیسرے دن کے مخصوص اجتماع کے تکلفات اور وصیّت کے بغیر یتیموں کے حق سے مال صرف کرنا بدعت اور حرام ہے ۔
- شاہ ولی اللہ کہتے ہیں کہ جو ماتموں اور چالیسویں کی فاتحہ میں ہوتا ہے ان تمام چیزوں کا عرب میں پہلے وجود نہیں تھا ۔ مصلحت یہی ہے کہ اہلِ میّت سے تین روز تعزیّت کی جائے اور ایک دن اور رات کا کھانا دیا جائے ۔
- قاضی ثناء اللہؒ نے وصیّت کی ہے کہ میرے بعد دُنیاوی رسم مثل دسواں ، بیسواں ، چہلم ، ششماہی و سالانہ کچھ نہ کیا جائے ۔
- فتاویٰ خانیہ میں ہے ۔ مصیبت کے دنوں میں ضیافت کرنا مکروہ ہے ۔
- خلاصۃ الفتاویٰ میں ہے اہلِ میّت کی طرف سے تین دن ضیافت مباح نہیں ۔
- جامع الرموز میں ہے ان دنوں میں میّت کے گھر کھانا تیار کرنا اور کھانا مکروہ ہے ۔
- ملّا علی قاری کہتے ہیں حنفی فقہا نے اس بات کو ثابت کر دیا ہے کہ میّت کے پہلے اور تیسرے دن اسی طرح ہفتہ کے بعد طعام تیار کرنا مکروہ ہے ۔

۹ ۔ تیجا اور ساتواں شرعی مسئلہ نہیں ۔ قرآن و حدیث سے اس پر کوئی دلیل نہیں ۔

۱۰ ۔ یہ ایک رسم ہے جسے غیر مسلموں سے حاصل کر کے مسلمانوں پر مسلط کر دیا ہے ۔

۱۱ ۔ جاہل واعظین نے اسے مذہب کا لبادہ اوڑھا کر رکھ دیا ہے ۔

۱۲ ۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے زمانہ میں اور امام اعظمؒ کے زمانہ میں اس فعل شنیع کو

کسی نے نہیں کیا۔

۱۳۔ غیر مسلموں کی یہ رسم جاہل اور خود غرض واعظوں نے رائج کی ہے۔

۱۴۔ اس سے صرف اور صرف اسلام کی مخالفت اور پیٹ کی خدمت مقصود ہے۔

۱۵۔ یہ سنّت کے خلاف بدعت کا محاذ ہے۔ مردود اور غیر اسلامی رسم ہے۔

یہ ستائیس اعتراضات

یہ کُل ستائیس اعتراض ہیں جو تیجا شریف کے رَدّ میں ان لوگوں نے پیش کئے ہیں۔ ان میں کچھ تو ایسے اعتراض ہیں جو ان لوگوں کی محض اپنی ذہنی اختراع ہے اور کچھ ایسے اعتراض ہیں جو اُنہوں نے سلف کی عبارات میں قطع برید کر کے پیش کئے ہیں اور کچھ ایسے ہیں جن میں ان لوگوں نے یہ چالاکی دکھائی ہے کہ سیدھی سیدھی اور واضح عبارتوں میں پیچ و خم پیدا کر دیئے ہیں۔ بہر حال اس تمام کے تمام فرضی شاخسانے میں حقیقت کا وجود سرے سے ہے ہی نہیں۔

بہر حال اب آپ ان اعتراضات کے جوابات ملاحظہ فرماویں۔

پہلے اُن اعتراضات کا جواب دیا جاتا ہے جو اُنہوں نے خود پیدا کئے ہیں۔ یہ کُل پندرہ اعتراض ہیں۔ جن کے نمبر لگا دیئے گئے ہیں۔

اِن پندرہ اعتراضات کا جواب الزامی

جواب نمبر ۱۔ یہ جتنے اعتراض ہیں سب کے سب مفروضے ہیں اور مُلّاؤں کی ذہنی اختراع ہیں۔ ان میں نہ تو قرآن مجید سے کوئی دلیل دی گئی ہے اور نہ ہی کسی حدیث مرفوع سے کوئی نص پیش کی گئی۔ نہ ہی کسی صحابی یا تابعی اور تبع تابعی کا کوئی قول نقل کیا ہے۔ اور حد تو یہ ہے کہ نہ تو کسی فقیہہ و مجتہد کی کوئی تحریر پیش کی گئی ہے اور نہ ہی آئمہ اربعہ کے مذاہب سے کسی بھی امام کا کوئی

قول پیش کیا گیا ہے۔ نہ تو یہ اعتراضات کرتے وقت اجماعِ اُمّت کو سامنے رکھا گیا ہے اور نہ ہی کسی امام و مجتہد کے قیاس کا خیال رکھا گیا ہے۔ بہر حال تعصّب و عناد، ضد اور ہٹ دھرمی کے پیش نظر خود ہی ایک تانا بانا تیار کر کے دوسروں کو سب و شتم کرنے کا جواز پیدا کر لیا ہے۔

ہم

مبلغ پانچصد روپیہ نقد انعام

دینے کا اعلان کرتے ہیں

اگر ان پندرہ عدد بے بنیاد اعتراضات کی اصل قرآن و حدیث، اجماعِ اُمّت اور آئمہ اربعہ کی کسی ایک تحریر سے ثابت کر دی جائے۔ ان اعتراضات کو حقیقت سمجھنے والوں کیلئے ہمارا یہ اعلان ایک حسین چیلنج بھی ہے اور لمحہ فکریہ بھی۔ ہے کوئی ان مُبتدعین کی روحانی اولاد سے ایسا فرزندِ ارجمند جو یہ انعام حاصل کر سکے۔

اور

اگر تم لوگوں میں یہ انعام حاصل کرنے کی جُرأت نہیں تو پھر حق کی طرف لوٹ آنا بہت بڑی سعادت ہے

جواب نمبر ۲۔ ان اعتراضات میں بار بار یہی کہا گیا ہے کہ تیجے وغیرہ کی قرآن و حدیث سے کوئی اصل ثابت نہیں اس لئے یہ بدعت ہے فعلِ شنیع ہے۔ اس اعتراض پر ہمیں یہ اعتراض وارد کرنے کا حق ہے کہ اگر تیجے شریف کی اصل تم کو قرآن و حدیث سے نہیں مل سکی تو تم نے اسے بدعتِ ضالہ کہہ دیا لیکن تم کو بخاری شریف کے ختم کی اصل قرآن و حدیث وغیرہ سے کیسے مل گئی۔ جس کی رُو سے تم نے بخاری شریف کا ختم ایجاد کر لیا۔ ہم یہاں پھر

ایک نیا انعام جو مبلغ گیارہ صد روپیہ کی خطیر رقم

پر مشتمل ہے دینے کا اعلان کرتے ہیں۔ اگر تم قرآن مجید کی کسی نص اور حدیث پاک کے کسی جملے سے یا کسی صحابی تابعی یا تبع تابعی اور اور ائمہ اربعہ کے کسی قول سے یا ثابت کر دو کہ بخاری شریف کا ختم کیا کرو۔ اور اگر تم اس ختم کو قرآن و حدیث وغیرہ سے ثابت نہیں کر سکتے تو اس پر کیوں عمل پیرا ہو۔ اور اسے بدعتِ ضالہ اور کفر و شرک وغیرہ کیوں نہیں کہتے۔ تیجا شریف کے ختم کو بدعت کہنے والو

بخاری شریف کے ختم پر تمہاری بدعت کی برچھیاں اور شرک کی سنگینیں کیوں نہیں برستیں ۔ کیا یہ تمہاری بے حیائی اور بے شرمی کی ننگی تصویر نہیں کہ تم خود جو چاہے کرتے پھرو وہ عین توحید اور قطعی اسلام ہو اور دوسرے جو کریں وہ بدعت بھی ہو اور شرک و کفر بھی ۔

قارئین شاید یہ خیال کرتے ہوں کہ بخاری شریف کے ختم کی بات شاید ویسے ہی گھڑ لی گئی ہو۔ نہیں نہیں ہرگز یہ بات نہیں بلکہ نجدی وہابی اور دیوبندی وہابی ہر دو فرقے بخاری شریف کا ختم کرتے ہیں۔ لیجئے ان کی تحریریں ملاحظہ فرمائیں ۔

نجدی وہابی اور ختم بخاری شریف

جس طرح قرآن شریف کے تیس پارے ہیں اسی طرح اہلِ علم نے صحیح بخاری کو بھی تیس پاروں میں تقسیم کیا ہے ۔ تو جس قاعدے سے ختم قرآن مجید کا سات دن میں کیا جاتا ہے یا تیس دن میں ۔ اسی طرح بمقتضائے حال و وقت اس کتاب کو بھی ختم کرنا چاہیئے ۔ میں نے کسی کتاب میں صراحت ختم کی نہیں پائی ۔ فقط یہ پایا کہ اس کا ختم کذا و کذا نفع دیتا ہے ۔ بہر حال باوضو ہو کر منہ طرف قبلے کے کر کے ساتھ خشوع و خضوع و حضورِ دل کے یا خود پڑھے یا کسی کو حکم دے ۔ خواہ ایک شخص ختم کرے خواہ ایک جماعت پڑھے نفع اس کا متعلق ہے ۔ وَلِلّٰهِ الحمد (الداء والدواء ۔ نواب صدیق حسن بھوپالی صفحہ ۱۱۸ ۔)

دیوبندی وہابی اور ختم بخاری شریف

سوال : ۔ کسی مصیبت کے وقت بخاری شریف کا ختم کرانا قرونِ ثلٰثہ سے ثابت ہے یا نہیں اور بدعت ہے یا نہیں ۔

جواب : ۔ قرونِ ثلٰثہ میں بخاری تالیف نہیں ہوئی تھی ۔ مگر اس کا ختم درست ہے کہ ذکرِ خیر کے بعد دعا قبول ہوتی ہے ۔ اس کی اصل شرع سے ثابت ہے بدعت نہیں ۔

(فقط رشید احمد عفی عنہ ۔ فتاویٰ رشیدیہ صفحہ ۲۶۱ ۔)

مذکورہ بالا دونوں فتوے ان لوگوں کی گردنوں پر چلنے والی ان کی اپنی ننگی شمشیروں کی حیثیت رکھتے ہیں ۔ پہلے فتوے میں تعیّن یوم بھی ہے اور اس ختم کے طریقے کے کسی کتاب میں نہ ہونے کا اعتراف بھی کئی لوگوں کے اکٹھے ہو کر ختم کرنے کا جواز بھی ہے اور اپنی طرف سے ایک طریقہ وضع کرنے کی بدعت کا اقرار بھی ۔ اور پورے پورے نفع کا یقین بھی ۔ اور دُوسرا فتویٰ تو ہے ہی اُس تیز طرار مولوی کا جو ہر چیز کو بدعت کہنے کا عادی ہے ۔ لیکن بخاری شریف کے ختم پر فتویٰ دیتے وقت اُس کا قلم بھی لرز گیا اور اَب تک جو اُصول وضع کئے تھے سب کے سب دھرے رہ گئے اور بخاری شریف کا قرونِ ثلٰثہ میں نہ ہونا مان کر بھی اس کے ختم کو درست کہنا پڑ گیا اور بعد ختم دعا کے قبول ہونے پر بھی فتویٰ دیدیا اور صاف لکھ دیا کہ یہ بدعت نہیں ۔

ع جو چاہے تیرا قلم شرارت باز کرے

بہر حال ثابت یہ کرنا تھا کہ جب بخاری شریف کا ختم بغیر کسی نص قرآن و حدیث کے جائز ہے تو تیجا شریف بھی بدعت نہیں جبکہ اس کی شرعی اصل بھی موجود ہے جو آگے چل کر بیان ہوگی ۔

جواب نمبر ۳ ۔ ان پندرہ اعتراضوں میں خاص طور پر جس بات پر زور دیا گیا ہے وہ یہ ہے کہ یہ تیجا شریف ایک ایسی رسم ہے جو جاہل مُلّاؤں نے صرف اپنے پیٹ کی خاطر نکالی ہوئی ہے ۔ اور یہ مُلّا خاص طور پر اپنے پڑھنے کا معاوضہ لیتے ہیں جو کہ اہلِ میّت اور مُلّا دونوں کو معلوم ہوتا ہے کہ یہ دیا جائے گا اور یہ لیا جائے گا ۔ لہذا یہ حرام ہے اور میّت کو اس کے پڑھنے کا کوئی ثواب نہیں پہنچتا ۔

اس خرافات کا سیدھا سا جواب ● ایک تو یہ ہے کہ یہ سَراسَر بُہتان اور سفید جھُوٹ ہے کہ یہ رسم جاہل مُلّاؤں کی محض اپنے پیٹ کیلئے نکالی ہوئی ہے ۔ اور یہ لوگ پڑھنے کا معاوضہ لیتے ہیں ۔ ہرگز ہرگز ایسا کہیں نہیں ہوتا کہ تیجے شریف پر پڑھنے والوں کو معاوضہ دیا جاتا ہو بلکہ تیجے شریف میں اہلِ میّت کے تمام اقرباء اور احباب اکٹھے ہو کر کلمہ شریف اور قرآن مجید پڑھتے ہیں ۔ یہ قطعی مفروضہ ہے کہ مولوی اکٹھے ہو کر تیجے شریف کا ختم پڑھتے ہیں ۔ ہاں اگر کوئی ایک مولوی صاحب جو موجود ہوں وہ اس ختم قرآن اور کلمہ شریف کا ثواب میّت کو بخش دیتے ہیں اور اُس کا قطعاً گھر والوں سے کوئی سَودا نہیں ہوتا کہ یہ دیا جائے گا اور یہ لیا جائے گا ۔ اور اگر یہ فرض بھی کر لیا جائے کہ اہلِ میّت کسی غریب اور مسکین مولوی کو میّت کی طرف سے صدقے کے طور پر کچھ دے دیتا ہے یا کھانا کھلاتا ہے تو اس کا ثواب یقیناً اور یقیناً میّت کو پہنچے گا ۔

آگے چل کر ہم اپنے اس دعوے کے بیشمار دلائل قرآن و حدیث کی روشنی میں پیش کریں گے۔

- دوسرا جواب ان اعتراضات کا یہ ہے کہ "تیجے شریف کا ختم آج سے نہیں بلکہ معترضین کے بڑے بوڑھوں کا بھی اس پر مدّتِ مدید سے عمل رہا ہے جس کے حوالے بھی آگے آئیں گے۔
- تیسرا کر توڑ ان اعتراضات کا جواب یہ ہے کہ اگر تمہارے اس مفروضے کو کچھ وقت کیلئے تسلیم بھی کر لیا جائے کہ جاہل مُلّاؤں نے پیٹ بھرنے اور معاوضہ لیکر ختم پڑھنے کیلئے تیجے شریف کی رسم جاری کر لی ہے تو تمہیں ان چند باتوں کا جواب دینا ہوگا جو تم سب نے محض پیٹ کے دھندہ کیلئے پیدا کر رکھی ہے۔ مَثلاً

- درسگاہوں کا محض چندہ کے دھندہ کیلئے قائم کرنا ● وہاں اپنے خاص خاص لواحقین کو معلّمین میں متعلّین کر کے تنخواہیں بٹورنا ● چندے کی رقموں کو اپنے استعمالِ ذاتی میں لاکر خورد برُد کرنا ● بچے پڑھانے کا معاوضہ لینا ● نا بالغ بچوں کو درسگاہوں میں داخل کر کے ارتکابِ گناہِ جنبشِ نگاہ کرنا ● بچوں کو ساتھ لے جاکر گاؤں گاؤں، شہر شہر، گلی گلی اور کوچے کوچے زکواۃ کا مال بٹورنا ● درسگاہوں اور یتیموں کے نام پر لوگوں سے زکواۃ کا مال طلب کرنا ● پھر اس زکواۃ کے مال سے اپنا من چاہا حصّہ نکالنا ● زکواۃ اکٹھی کرنے کا معاوضہ علیحدہ وصول کرنا ● علم پڑھانے کی تنخواہ پانچ پانچ صد روپیہ وصول کرنا
- مسجدوں میں کھڑے ہو کر لاؤڈ سپیکر پر چندہ مانگنا ● چندہ مانگنے کے دَوران طلباء سے قرآن مجید پڑھوانا اور پھر ہر قسم کا غلّہ، کپڑے، آٹا، نقدی وغیرہ زمینداروں سے وصول کرنا
- لوگوں کو حضور کا یہ فرمان سُنانا کہ میں اگر ایک تسمے کی بھی ضرورت ہو تو خدا سے مانگتا ہوں۔ لیکن عید الضحیٰ پر قربانی کی کھالوں[1] پر گِدھوں کی طرح جھپٹنا ● اور اپنی کسمپرسی کا ہر کس و ناکس پر اظہار کر کے کھالیں طلب کرنا وغیرہ وغیرہ ●

پیٹ کے دھندے کیلئے تمہاری اس قسم کی سینکڑوں چالیں اور بھی ہیں جو آگے چل کر بیان کریں گے۔ یہاں ہم صرف اپنا یہ اعتراض دُہرائیں گے کہ اتنے زبردست اور ہولناک

[1] ایک عام اندازے کے مطابق ایک کھال سے تقریباً دس ہزار تسمے تیار ہو جاتے ہیں۔ حیرت ہے کہ لوگوں کو کہتے ہیں کہ تمہیں اپنے جُوتے کے تسمے کی بھی ضرورت ہو تو خدا سے ہی مانگو اور آپ بیک وقت دس دس ہزار تسمے عوام سے منّتیں کر کر کے اور واسطے ڈال ڈال کر مانگتے ہیں۔

ع۔ ببیں تفاوتِ راہ از کُجا تا بکُجا

چکّر چلانے کے باوجود بھی جب تمہارے پیٹ کا ایندھن پورا نہیں ہوتا اور ہر قسم کا مال حلال و حرام ہضم کر کے بھی تمہارے سینے کی جلن کم نہیں ہوتی بلکہ نت نئے ہتھکنڈوں سے قوم کو لُوٹ لُوٹ کر پیٹ ناہنجار کی پرستش کرتے ہو تو تمہیں اُس وقت اِس قسم کے فتوے کیوں نہیں سُوجھتے۔ دوسروں کی آنکھوں میں فرضی تنکے تلاش کرنے والو! تمہیں اپنی آنکھوں کے شہتیر کیوں نظر نہیں آتے۔ سمندر پی کر لبوں کو خشک رکھنے والے پیٹ پرست مُلّاؤ تم اپنے گریبانوں میں کیوں نہیں جھانکتے۔ خدا را :۔

ع

"قوم کو کچھ تو بتاؤ کہ یہ دھندہ کیا ہے"

پسِ منظر میں کھو جانے والے شرارو پیش منظر پر بھی نظر رکھا کرو۔ بیرونِ خانہ نگاہیں دوڑانے والے شاطرو درُونِ خانہ میں بھی کبھی کبھی جھانک لیا کرو۔ ہے کوئی ماں کا لال جو ہمارے دعاوی کو غلط قرار دے سکے۔ ہم نے تمہارا کچّا چِٹّھا پُورے طور پر مطالعہ کر کے بیان کیا ہے۔ اگر تم اس کو جھُوٹ ثابت کر سکو تو ہم :۔

مبلغ ۲ دو صد روپے نقد انعام

پیش کرنے کا اعلان کرتے ہیں۔ ہمارے اس دعوے کو جھُوٹ ثابت کرنے کیلئے تمہیں اپنی پاکیزگی کا حلف دینا ہوگا۔ حلف نامہ کی تحریر ہم پہلے بھی کہیں لکھ چکے ہیں تاہم پھر اعادہ کئے دیتے ہیں۔ یاد کر لو حلف نامہ یہ ہوگا :۔

"درسگاہوں کے معاملہ میں ہم پر لگائے گئے تمام الزامات جھُوٹے ہیں۔ اگر یہ الزامات واقعی جھُوٹے نہ ہوں تو مجھ پر میری بیوی حرام ہے اور اُس کو شرعی تین طلاق ہو جائیں گی"۔

صلائے عام ہے یارانِ پیٹ داں کیلئے

اور

اگر تم اس قسم کا حلف نامہ پیش کر کے انعام وصول کرنے کی سکت نہیں رکھتے اور ہماری طرف سے لگائے گئے الزامات مبنی بر صداقت اور تمہارے جرائم کی بھیانک تصویر ہیں تو اپنا محاسبہ ضرور کرو۔ اور اپنے قلم کو اتنے اوچھے وار کرنے سے روک کر رکھو۔ اس لئے کہ دوسرے بھی مُنہ میں زبان رکھتے ہیں۔ دوسروں کو بھی باعزّت زندہ رہنے کا حق دیا کرو۔

اگر ایک مسئلہ تمہارے ذہن نارسا میں نہیں آتا تو سوادِ اعظم کو جاہل مُلّا پیٹ کے پجاری، بدعتی، مُشرک اور غالی وغیرہ کہنے کا کیا جواز ہے۔

جواب نمبر ۴۔ ان پندرہ اعتراضات میں آخری اعتراض یہ ہے کہ تیجے شریف میں ہندوؤں کی مشابہت پائی جاتی ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا حکم یہ ہے کہ جو کوئی کسی قوم کی مشابہت کرے گا وہ انہیں میں سے ہے۔ لہٰذا تیجے شریف کا ختم دلانے والے مثلِ ہندوؤں کے ہیں۔

● اس لغو اور واہیات اعتراض کا جواب جس قسم کا سنگین ہونا چاہیئے وہ ہمیں یاد بھی ہے اور دے بھی سکتے ہیں۔ پھر بھی ہم خود پر پورا پورا قابو رکھتے ہوئے چند باتیں بغیر جذبات کے عرض کریں گے۔

اوّل یہ کہ ہندو سرے سے ایصالِ ثواب کے قائل ہی نہیں۔ ستیارتھ پرکاش میں دیانند بروزن دیوبند لکھتا ہے:۔ (حوالہ آگے آئے گا)۔

نیز یہ کہ ہندوؤں کے عقائد کی کتب جن لوگوں نے پڑھی ہیں وہ بخوبی جانتے ہیں کہ ہندو آواگون کے قائل ہیں۔ ان کا مذہب یہ ہے کہ مرنے والا اپنے ذاتی پُن پاپ کی وجہ سے اپنے کیفرِ کردار کو پہنچ گیا۔ اگر اُس نے اچھے عمل کئے ہیں تو اچھی صورت میں پھر جنم لے گا۔ اور اگر اُس نے پاپ کئے ہیں تو کُتّا، بِلّا، بندر وغیرہ بن کر پیدا ہوگا حتّٰی کہ وہ اسی طرح چوراسی ۸۴ جونیں تبدیل کرے گا۔

اس سے ثابت ہوا کہ یہ الزام جو تیجے شریف کو مثلِ ہنود کی رسم کے کہا گیا ہے بالکل لغو ہے۔ ہندوؤں کے گھروں میں نہ اس طرح تعزیت کی جاتی ہے۔ نہ قرآن مجید کی تلاوت ہوتی ہے اور نہ ہی چنوں وغیرہ پر کلمہ شریف پڑھا جاتا ہے اور نہ ہی کوئی مولوی صاحب ختم شریف پڑھ کر دُعا مانگتے ہیں۔ یہ ایک کھلا فراڈ ہے کہ تیجا شریف ہندوؤں کی رسم ہے۔

ہندوؤں کی مشابہت کون کرتا ہے؟

اس کے بعد ہم ان مُلّاؤں کے اعتراض پر یہ اعتراض ضرور کریں گے کہ کچھ دیر کیلئے کہیں نہ کہیں سے تھوڑا سا ایمان مستعار مانگ کر اُس ایمان کی روشنی میں یہ فیصلہ خود ہی کر دو کہ

ہندوؤں کی مشابہت کون کرتا ہے۔ یہ فیصلہ کرتے وقت تمہیں اپنے کانگرسی دَور کو سامنے رکھنا پڑے گا۔"

● اب آپ بتائیے کہ گاندھی جی کی لنگوٹی سے کون چمٹا ہوا ہے: ہم یا تم؟
● یہ بھی بتائیے کہ گاندھی جیسی کھدر نما ٹوپی کون پہنتا ہے: ہم یا تم؟
● یہ بھی بتائیے کہ ہندوؤں جیسے پاجامے کون پہنتا ہے: ہم یا تم؟
● یہ بھی بتائیں کہ گاندھی کی سمادھی پہ پھول کون چڑھاتا ہے: ہم یا تم؟
● یہ بھی بتاؤ کہ مذہب اسلام پہ ملک ہندوستان کو کون ترجیح دیتا ہے: ہم یا تم؟
● یہ بھی عرض کرو کہ ہندوؤں کی پوریاں اور کچوریاں کون کھاتا ہے: ہم یا تم؟
● یہ بھی بتاؤ کہ ہندوؤں کے اوتاروں کو نبی کون مانتا ہے: ہم یا تم؟
● یہ بھی بتاؤ کہ گاندھی کو مسلمانوں کا باپ کون کہتا ہے: ہم یا تم؟
● یہ بھی بتاؤ کہ گاندھی کے لباس کے رنگ کا لباس کون پہنتا ہے: ہم یا تم؟
● یہ بھی بتاؤ کہ نہرو کو "رسول السلام" کون کہتا ہے: ہم یا تم؟

ہندوؤں کی مشابہت تم ہی کر سکتے ہو ہم نہیں۔ ہندوؤں میں اور تم میں صرف جنجو کا فرق ہے۔

ایک اور مشابہت

قارئین یہ تو جان ہی گئے ہیں کہ ہندوؤں کی مشابہت کون لوگ کرتے ہیں سوادِ اعظم اہلسنّت و جماعت یا وہابی دیوبندی۔ یہ تو تاریخی شواہدات ہیں جنہیں کسی بھی صورت مسخ نہیں کیا جا سکتا اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا یہ فرمان کہ جس قوم کی مشابہت کوئی رکھے گا اُسی سے ہے تو اس کا مطلب بھی صرف لباس اور ظاہری شکل بنانا وغیرہ ہے اور جگہ پر اس حدیث کو لگا لینا ایسے ہی حماقت ہے۔ یہ بات تو طے شدہ ہے کہ ہم جو کچھ تیجے شریف میں کرتے ہیں، اہلِ ہنود کے ہاں ایسی کوئی مثال نہیں۔ اور اگر چند منٹ کیلئے یہ فرض بھی کر لیا جائے تو پھر اس جیسی کتنی مشابہتیں اور ہیں جن کو تقریباً سبھی مسلمان کرتے ہیں۔ مثلاً ہم مکّہ مکرمہ سے آبِ زمزم کا تبرک لاتے ہیں۔ وہ گنگا سے پانی کو متبرک سمجھ کر لاتے ہیں۔ ہم آبِ زمزم سے نہانا بابرکت خیال کرتے ہیں وہ گنگا کے پانی سے اشنان کرنا

موجب برکت سمجھتے ہیں۔ (حوالے نیچے حاشیہ میں ملاحظہ فرمائیں)

ہم قرآن مجید کی تلاوت کرتے ہیں، ہندو وید پڑھتے ہیں اور سکھ گرنتھ پڑھتے ہیں۔

مسلمان روزہ رکھتے ہیں، ہندو برت رکھتے ہیں۔

ہم اپنے گناہوں کو مٹانے کیلئے بیت اللہ میں حج کرتے ہیں۔ وہ بزعم خویش پوتر ہونے کیلئے ہردوار جاتے ہیں۔

ہم خدا کے سامنے نماز میں سجدہ کرتے ہیں وہ اپنے بتوں کے سامنے سجدہ ریز ہوتے ہیں

اس کے علاوہ عبادت کی سینکڑوں مثالیں ایسی ہیں جو بظاہر ایک جیسی معلوم ہوتی ہیں حالانکہ عقیدے کے لحاظ سے زمین و آسمان کا فرق ہے۔ اور اگر کوئی بیوقوف مُلّا اپنی عبادات کو ہندوؤں کے ساتھ مشابہ ہوجانے کی وجہ سے ترک کر دینے پر تل جائے تو اس کی عقل پر سوائے ماتم کرنے کے کیا کیا جا سکتا ہے۔

● وہابیوں دیوبندیوں کی گاندھی نوازی اظہر من الشمس ہے۔ ● اب بھی وہابی دیوبندی گاندھی ٹوپی عام طور پر پہنتے ہیں ● وہابی دیوبندی مودودی وغیرہ سبھی ہندوؤں جیسے پاجامے پہنتے ہیں ● سرزمین حجاز کے دارالخلافہ ریاض میں بھارتی وزیراعظم مسٹر نہرو کے استقبال کیلئے مرحبا رسول السلام جیسے ننگ اسلام اور اسلام سوز قسم کے نعرے لگائے گئے (اخبار جنگ ستمبر ۱۹۶۴ء) ● سعودی عرب کے امیر فیصل راج گھاٹ پر مہاتما گاندھی کی سمادھ پر پھول چڑھانے گئے۔ (نوائے وقت۔ ۱۱ مئی ۱۹۵۷ء) ● حسین احمد مدنی دیوبندی نے جب ملک ہندوستان کو اسلام پر ترجیح دی تو علامہ اقبال نے اس موقعہ پر یہ شعر کہے:-

عجم ہنوز نداند رموز دیں ورنہ
ز دیوبند حسین احمد ایں چہ بوالعجبیست
سرود برسر منبر کہ ملت از وطن است
چہ بے خبر ز مقام محمد عربیست
بمصطفٰی برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست
اگر باو نہ رسیدی تمام بولہبیست
(ارمغانِ حجاز)

● ہولی وغیرہ تہوار پر ہندوؤں کے ہاتھوں کی تلی ہوئی پوریاں کچوریاں کھانا جائز ہیں (فتاویٰ رشیدیہ) ● عجب ہے کہ جن کو ہندو اوتار کہتے ہیں اپنے ہی زمانے کے نبی یا ولی یا نائب نبی ہوں۔ مباحثہ شاہجہانپور صفحہ ۳۰ مؤلفہ قاسم نانوتوی دیوبندی ● گاندھی کے لباس کے رنگ کا لباس وہابی مولویوں کا پسندیدہ لباس ہے ● گاندھی جی ہندو مسلمانوں کیلئے مثل مشفق باپ کے ہیں۔ رسالہ اہلحدیث مولوی ثناءاللہ ستمبر ۱۹۳۲ء

چند ضروری باتیں

قارئین کرام نے اب تک ایسے پندرہ اعتراضات کے جوابات ملاحظہ فرمائے ہیں جو نجدی وہابی اور دیوبندی وہابی مولویوں کی ذہنی اختراع کا نتیجہ تھے۔ ان اعتراضات میں نہ تو انہوں نے قرآن مجید کی کوئی آیت پیش کی تھی اور نہ ہی رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کوئی حدیث پاک۔ قرآن و حدیث تو بڑی بات ہے انہوں نے ان اعتراضات میں اپنے سوا کسی دوسرے بزرگ کا قول پیش کرنے کی ضرورت بھی نہیں محسوس کی۔ چونکہ یہ مفروضے انہی کے اپنے پیدا کردہ تھے اس لئے ہم نے بھی اُن کو انہی کی زبان میں حالات و شواہدات اور الزامی دلائل سے اُن کا مسکت جواب پیش کر دیا۔ اور یہ سب اللہ تبارک و تعالیٰ کے کرم اور اس کے پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نگاہِ کرم کا صدقہ ہے۔

خیر تو ہم عرض یہ کرنا چاہتے تھے کہ اب تک جن اعتراضات کا جواب دیا گیا ہے وہ سب کے سب ان مولویوں کے اپنے قول تھے جو انہوں نے بزعم خویش خود کو مجتہد فی المذہب سمجھتے ہوئے بڑے ناز و نخوت سے پیش کر کے عوام کو دھوکہ دینے کی ناپاک کوشش کی تھی۔ ہم انشاءاللہ العزیز آئندہ اوراق میں قرآن و حدیث کی روشنی میں اس مسئلہ کو نہایت شاندار طریقہ سے بالصراحت پیش کریں گے۔ لیکن ابھی چونکہ ہمارے سامنے قول ہی قول بکھرے ہوئے ہیں اس لئے پہلے ان اقوال کی اقوال سے ہی وضاحت کریں گے۔

اب جن بارہ[۱۲] اعتراضات کا جواب دینا باقی ہے وہ بھی سب کے سب اقوال ہی ہیں۔ ہاں اُن بارہ[۱۲] میں صرف ایک قول ایک صحابی کا ہے جس کے زور پر منکرین و معترضین بڑی بڑی ڈینگیں مارتے ہیں۔

ہمارے قارئین کرام حیران ہوں گے کہ بات بات پہ کتاب و سنّت کا پرچار کرنے والی اس قوم وہابیہ کے پاس تیجا شریف وغیرہ کے عدم جواز میں ایک بھی آیت یا حدیث ایسی نہیں جس سے یہ لوگ استفادہ کر سکتے اور استدلال پکڑ سکتے۔ یہ ان لوگوں کی محرومی کی دلیل ہے کہ دوسروں سے قرآن و حدیث اور قرونِ ثلٰثہ سے ثبوت مانگتے ہیں اور خود ہی اپنی مرضی سے جو جی میں آئے ہانکتے چلے جاتے ہیں۔

● کیا اب قرآن بھول گیا یا قرآن ساتھ نہیں دیتا ● کیا احادیث کا ذخیرہ گم ہو گیا یا عقل کا جنازہ نکل گیا ● کیا اب اجماعِ اُمّت یاد نہیں رہا یا تعصّب نے پاگل کر دیا ● کیا اب اقوالِ آئمہ اربعہ کا خزانہ ذہن سے نکل گیا یا عناد اور ضد نے ذہن ہی ماؤف کر دیا۔

بہرحال صاف ظاہر ہے کہ ان لوگوں کے پاس قطعی طور پر صراحتاً کوئی معتبر دلیل موجود نہیں ہے۔ اس لئے محض ٹامک ٹوئیاں مارتے ہیں اور ڈوبتے کو تنکے کا سہارا کے مترادف اِدھر اُدھر سے کچّی پکّی پالش کے قول تلاش کرتے پھرتے ہیں بہرحال قول کا جواب قول سے دیا جائے گا اور پھر کتاب و سُنّت کی روشنی میں تیجے شریف وغیرہم کا جواز پیش کیا جائے گا۔

قول پر قول ؛

۱۵ پندرہ کے بعد باقی ۱۲ بارہ اعتراضات کا

جواب

ایک اعتراض یا قول یہ ہے کہ شاہ عبدالحق محدّث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ "اما ایں اجتماع بروز سوم وارتکاب تکلّفات و دیگر صرفِ اموال بے وصیت از حقِ یتامیٰ بدعت است وحرام۔

خاتم المحدّثین شاہ عبدالحق محدّث دہلوی قُدِّسَ سِرّہٗ العزیز کی اس عبارت میں صاف صاف اور واضح ترین دو تخصیصات موجود ہیں۔ اوّل یہ کہ مال کا بغیر وصیّت کے خرچ کرنا اور دوسری یہ کہ مال کے ورثاء یتیم ہیں ایسے مال کا خرچ کرنا بلا شبہ بدعت اور حرام ہے۔ کیونکہ متوفّی کی وصیّت اُس کے ترکہ میں تیسرے حصّے تک جائز امور میں خرچ کی جا سکتی ہے۔ اب جبکہ سرے سے متوفّی کی وصیّت ہی موجود نہیں تو اُس کی متروکہ جائداد کو خرچ کرنے کا کسی کو کیا حق ہے جبکہ اُس کے وارث یتیم اور نابالغ ہوں۔ یہاں ایک مسئلہ یہ بھی جاننا چاہیئے کہ اُس جائداد سے جس کے لئے وصیّت نہ کی گئی ہو

اور اُس کے وارث یتیم ہوں تو اُس مال سے زکواۃ کا ادا کرنا بھی حرام ہے حالانکہ زکواۃ فرض ہے۔ حتّٰی کہ کوئی ان دو شرطوں والی جائداد سے نہ تو کوئی حج کرا سکتا ہے جو کہ فرض ہے اور نہ ہی کوئی نفلی صدقات ادا کرنے کا مجاز ہے۔

اب اگر کوئی یہ کہے کہ "برائے حج و زکواۃ و صدقات و نوافل صرفِ اموال بے وصیّت از حقِ یتامیٰ بدعت است وحرام" تو کیا اس عبارت سے یہ جواز پیدا ہو سکے گا کہ حج و زکواۃ اور فرائض و واجبات اور صدقات و نوافل عام حالات میں بھی حرام و ناجائز اور بدعت ہیں۔

شاہ عبدالحق محدّث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ کی یہ عبارت آگے چل کر فقہائے کرام کی عبارتوں کی وضاحت کے سلسلہ میں ہم پھر لکھیں گے۔ اس لئے کہ یہ پوری عبارت تیجا شریف کے جواز میں ہے نہ کہ عدمِ جواز میں۔

ارشاد محقق دہلوی رحہ

فی الحال شاہ عبدالحق محدّث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ کا ایک قول ملاحظہ ہو:۔

مستحب است کہ تصدّق کردہ شود از میّت بعد از رفتنِ او از عالم تا ہفت روز (اشعتہ اللمعات شرح مشکواۃ شریف باب زیارۃ القبور)	مستحب ہے کہ میّت کی طرف سے اُس کے فوت ہونے سے لیکر سات دن تک صدقہ اور خیرات کیا جائے۔

دوسرا اعتراض یا قول یہ ہے کہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمتہ اللہ علیہ نے وصیّت فرمائی تھی کہ "میرے مرنے کے بعد دُنیاوی رُسوم مثل دہم، بستم و چہلم و ششماہی و برسی نہ کریں۔

ایک جواب اس کا یہ ہے کہ اس وصیّت مبارکہ میں قاضی ثناء اللہ صاحب پانی پتی رحمتہ اللہ علیہ نے دُنیاوی رُسوم کا ذکر کر کے اپنی پوری عبارت کی وضاحت فرما دی ہے۔ اور اس عبارت میں تیجا شریف اور ساتواں شریف کرنے کا جواز موجود ہے۔ کیونکہ اُنہوں نے دسواں، بیسواں، چالیسواں، ششماہی اور برسی کرنے سے منع کیا ہے۔ اگر تیجا اور ساتواں بھی اُن کے نزدیک دُرست نہ ہوتا تو یقیناً وہ تیجے اور ساتویں کا بھی ذکر کرتے۔ ہماری بحث چونکہ تیجے شریف کی ہے اور قاضی صاحب

نے تیجے سے منع نہیں فرمایا لہٰذا معاملہ صاف ہے۔

دوسرا جواب اس کا یہ ہے کہ جب دُنیاوی رسوم کی قید موجود ہے تو پھر اسے دین میں داخل کر کے بدعت کہنے کا کیا جواز ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ قاضی صاحب رحمتہ اللہ علیہ کا مقصد دُنیاوی دکھلاوے اور ریا و سمعہ کی وجہ سے روکا ہے نہ کہ لوجہ اللہ ایصالِ ثواب کرنے سے روکا ہے کہ دسویں، بیسویں، چہلم اور ششماہی اور برسی پر ایصالِ ثواب نہ کیا جائے۔

تیسری بات یہ ہے کہ یہ قاضی صاحبؒ کی اپنی وصیّت ہے۔ اُنہوں نے نہ تو دوسروں کو منع فرمایا اور نہ ہی کہیں کوئی شرعی جواز پیش کیا جو دوسروں پر حجت ہو۔ تاکہ تیجا شریف وغیرہ نہیں کرنا چاہیئے۔

چوتھی بات یہ ہے کہ اگر دنیاوی طور پر دکھلاوے یا ریا و سمعہ کیلئے نماز پڑھے، روزہ رکھے، زکواۃ ادا کرے اور حج و جہاد کرے تو کیا اُس کے یہ فرائض عند اللہ مقبول و منظور ہوں گے۔ جبکہ قرآن مجید میں نماز کے متعلق آتا ہے۔

فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّيْنَ ○ الَّذِيْنَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُوْنَ ○ الَّذِيْنَ هُمْ يُرَآءُوْنَ ○ وَيَمْنَعُوْنَ الْمَاعُوْنَ ○	خرابی ہے اُن نمازیوں کے لئے جو بھولے بیٹھے ہیں اپنی نمازوں سے اور دکھاوا کرتے ہیں اور منع کرتے ہیں برتنے کی چیزوں سے۔

اس طرح تمام اُن اعمال کے لئے جو ریاکاری اور دکھاوے پر مبنی ہوں قرآن و حدیث میں وعیدیں آئی ہیں۔

○

اب اگر ریاکاری اور دکھلاوے کے نماز، روزہ، حج، زکواۃ، فرائض و واجبات وغیرہ بارگاہ میں محض دُنیاوی رسوم کی طرح ادا کرنے سے نامقبول و منظور ہیں تو کیا اس پر یہ فتویٰ عائد ہو سکتا ہے کہ سرے سے نماز، روزہ، حج زکواۃ و دیگر فرائض واجبات ترک ہی کر دیئے جائیں۔ اور اگر فرضی عبادات دنیاوی رسوم کی مثل ادا کرنے سے

نامقبول ہے تو نفلی عبادات دنیاوی رُسوم کی قید سے مثل دسویں، بیسویں، چہلم، ششماہی اور برسی کرنے کا کیا فائدہ ہوگا۔

تیسرا اعتراض یا قول یہ ہے کہ شاہ ولی اللہ دہلوی کہتے ہیں کہ جو ماتموں اور چالیسویں کی فاتحہ میں ہوتا ہے اس کا جواب عرب میں پہلے موجود نہیں تھا مصلحت یہ ہے کہ اہلِ میّت سے تین دن تعزیّت کی جائے اور ایک دن اور ایک رات اہلِ میّت کو کھانا دیا جائے۔

جواب اس کا ایک تو یہ ہے کہ شاہ صاحب کے اس قول کی تردید خود اُن کے فرزندِ ارجمند شاہ عبد العزیز محدّث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ نے فرما دی ہے۔ بلکہ قدرت کی طرف سے تردید ہو گئی۔ کیونکہ شاہ عبد العزیز فرماتے ہیں کہ والدِ گرامی شاہ ولی اللہ کے سوئم پر بے پناہ لوگوں کا ہجوم ہوا۔ حوالہ تیجے شریف کے جواز کی بحث میں آئیگا۔

● دوسرا جواب اس کا یہ ہے کہ شاہ ولی اللہ رحمتہ اللہ علیہ نے ماتم پُرسی اور چہلم کے متعلق صرف یہ کہا ہے کہ عرب میں پہلے اس کا وجود نہیں تھا۔ جیسا کہ ہم نے سابقہ اوراق میں بتایا ہے کہ عرب و عجم میں پہلے بخاری شریف کا ختم کہیں بھی نہیں ہوا کرتا تھا۔

● تیسری بات یہ ہے کہ شاہ صاحب نے ان دنوں میں ایصالِ ثواب کو منع نہیں فرمایا۔

● چوتھی بات یہ ہے کہ اس عبارت میں تیجا شریف، ساتواں، دسواں، بیسواں ماہانہ، ششماہی اور سالانہ کو منع نہیں کیا۔ صرف چہلم اور ماتموں کے متعلق لکھا ہے ورنہ سالانہ عرسوں کے اجتماع میں شاہ صاحب کے والدِ گرامی شاہ عبد الرحیم بکثرت شامل ہوا کرتے تھے جس کے متعلق بیشتر حوالے پیش کئے جا چکے ہیں اور اب خود شاہ ولی اللہ صاحب کا عرس دہلی میں بڑی دھوم دھام سے ہوتا ہے۔ اور عُرس کی تاریخ بھی شاہ صاحب کے حواریوں نے ڈائریوں میں چھپوا رکھی ہے ● اور آخری کڑی اس سلسلہ کی یہ ہے کہ خود شاہ ولی اللہ رحمتہ اللہ علیہ کے فرزندِ ارجمند شاہ عبد العزیز صاحب میّت کے سات دن اور چالیس دن بعد روٹی دینے کے مقر ہیں۔ حوالہ چالیسویں کی بحث میں آئے گا۔

○

چوتھا اعتراض زیرِ مقراض

یہ عبارت اُن عبارات میں سے ایک ہے جس کے متعلق ہم نے سابقہ اوراق میں عرض کیا تھا کہ ان لوگوں کی خیانتوں کا شکار ہوگئی ہیں۔ مولوی رشید احمد گنگوہی نے فتاویٰ رشیدیہ صفحہ چار سو بیس کی پہلی سطر پر یہ چار سو بیسی اس طرح دکھائی ہے:۔

فتاویٰ رشیدیہ کا صفحہ چار سو بیس ۴۲۰

اور کبیری شرح مُنیۃ المصلّی میں ہے:۔

عربی	اردو
واتخاذ الطعام عند قرأة القرآن یکرہ بلفظہٖ۔ (فتاویٰ رشیدیہ صفحہ ۴۲۰ سطر اوّل)	اور قرآن پڑھنے کے وقت کھانا کھلانا مکروہ ہے۔

مولوی رشید احمد گنگوہی کی خیانت

متذکرہ بالا عبارت کا ٹکڑا جو رشید احمد گنگوہی نے حلبی کبیری کے نام سے پیش کیا ہے صاحبِ کبیری کا اپنا قول نہیں اور یہ صریحاً خیانت ہے۔

دوسری خیانت یہ ہے کہ اس عبارت پر کبیری کے مؤلف کی جو اپنی رائے ہے اُسے سرے سے ہی چھوڑ دیا ہے۔

تیسری خیانت یہ ہے کہ یہ قول جس کا بھی ہے پورا نقل نہیں کیا گیا۔ اسلئے کہ اُس عبارت کے آخر میں اُس کا ردّ موجود تھا۔ فقہائے کرام کی یہ پوری پوری عبارتیں آئندہ صفحات میں مکمل بحث کی صورت میں آرہی ہیں۔ اس لئے اس قول کا ضروری حصہ اور صاحب حلبی کبیری کا تعاقب پیش خدمت ہے جس میں اس عبارت کا ردّ ہے۔

کبیری شرح مُنیۃ المصلّی کی عبارت

عربی	اردو
والحاصل ان اتخاذ الطعام عند قرأة القرآن لاجل الاکل یکرہ وفیھا کتاب الاستحسان وان اتخذ الطعام للفقراء کان حسنا انتھٰی (حلبی کبیری صفحہ ۶۰۹ مطبوعہ مصر)	اور حاصل یہ ہے کہ اگر پکایا جائے کھانا وقت قرآن کے پڑھنے کے واسطے کھانے کے مکروہ ہے اور اُسی فتاوے کی کتاب الاحسان میں ہے اور اگر پکایا جائے کھانا فقراء کیلئے تو ہوگا بہتر۔

فتاویٰ بزازیہ کا یہ قول نقل کرنے کے بعد صاحبِ کبیری شرح مُنیۃ المصلّی فقیہِ اعظم حضرت جناب علامہ ابراہیم حلبی حنفی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:۔

عربی	اردو
ولا یخلو عن نظر لانہٗ لا دلیل علی الکراہۃ الاحدیث جریر بن عبد اللہ المتقدم وانما یدل علی کراھۃ ذالک عند الموت فقط علی انہ قد عارضہ ما رواہ امام احمد بسند صحیح وابوداؤد عن عاصم بن کلیب عن ابیہ الحدیث الخ (حلبی کبیری شرح مُنیۃ المصلّی ص ۶۰۹)	اور نہیں ہے یہ قول خالی اعتراض سے اور نہیں ہے کوئی دلیل کراہت پر۔ مگر حدیث جریر بن عبد اللہ جو کہ پہلے لکھی جاچکی ہے اور اس کی کراہت ہے نزدیک میت کے یعنی صرف وقت مرگ کے۔ اس روایت کے معارض ہے حدیث جو روایت کی احمد بن حنبل نے صحیح سند سے اور ابوداؤد نے عاصم بن کلیب سے اُس نے اپنے باپ سے آخر حدیث تک۔

یہ خیانت

رشید احمد گنگوہی کی یہ خیانت اگر ایک طرف وہابیوں دیوبندیوں کی بددیانتی اور بے ایمانی کی ننگی تصویر ہے تو دوسری طرف حلبی کبیری کی پوری عبارت ان کے مکروہ عقائد کی موت ہے۔ اور حقیقت یہ ہے کہ ان کے باقی تمام تر اعتراضات کا جواب بھی اسی مذکورہ بالا عبارت میں موجود ہے اور مزید اس مسئلہ پر خامہ فرسائی کی ضرورت باقی نہیں رہتی

تاہم ہم اپنی طرف سے اس مسئلہ کو تشنۂ وضاحت نہیں چھوڑنا چاہتے اور تمام تر اعتراضات کو ختم کرنے کے بعد اس کی تحقیقی صورت پیش کرنا چاہتے ہیں۔ اس لئے باقی اعتراضات اور اُن کے جوابات ملاحظہ فرما دیں۔

اعتراض یا قول نمبر
پانچ چھ سات آٹھ نو دس گیارہ بارہ کے جوابات

اعتراض دوبارہ پڑھ لیں

- فتاویٰ خانیہ میں ہے "مصیبت کے دنوں میں ضیافت کرنا مکروہ ہے۔"
- خلاصۃ الفتاویٰ میں ہے کہ اہلِ میّت کی طرف سے تین دن ضیافت مباح نہیں کیونکہ ضیافت خوشی کے موقع پر ہوتی ہے۔
- جامع الرموز میں ہے "ان دنوں میّت کے گھر کھانا تیار کرنا مکروہ ہے۔"
- فتح القدیر میں ابن ہمام کہتے ہیں کہ میّت کے گھر کھانا تیار کرنا مکروہ ہے۔ کیونکہ طعام کھلانا تو خوشی کے موقعہ پر ہوتا ہے نہ کہ غمی میں۔ اور یہ نہایت ہی قبیح اور بُری بدعت ہے۔
- فتاویٰ بزازیہ میں ہے کہ پہلے دن اور تیسرے دن اور ساتویں دن کھانا تیار کرنا اور اس موسم میں قبروں پر کھانا وغیرہ لے جانا اور قرآن مجید پڑھنے کیلئے دعوت دینا اور صُلحاء اور فقراء کو ختم کیلئے یا سُورہ انعام یا اخلاص پڑھنے کیلئے دعوت دینا سب مکروہ ہے۔
- مرقاۃ میں ہے کہ طیبی نے فرمایا ہے کہ جو شخص امرِ مستحب کرنے پر اصرار کرے اور اُس کو لازم قرار دے لے اور اجازت پر عمل نہ کرے تو اُس نے شیطان کی گمراہی سے حصّہ پا لیا تو پھر کیا حال ہوگا اُس شخص کا جو بدعت یا امرِ منکر پر اصرار کرے۔ یہ جگہ ہے اُن لوگوں کیلئے جو میّت کیلئے تیسرے دن جمع ہونے پر اصرار کرتے ہیں اور اس کو جماعت میں حاضر

ہونے پر ترجیح دیتے ہیں۔

- مرقات میں ہے کہ ہمارے مذہبِ حنفی کے فقہائے کرام نے اس بات کو ثابت کر دیا ہے کہ میّت کے پہلے اور تیسرے دن اور اسی طرح ہفتہ کے بعد طعام تیار کرنا مکروہ ہے۔
- ابنِ ماجہ میں جریر بن عبداللہ کا قول ہے کہ ہم میّت کے گھر جمع ہونے اور میّت کے گھر کھانا تیار کرنے کو مکروہ سمجھتے تھے۔

اِن اقوال کا
خلاصہ یہ ہے

سوائے ابنِ ماجہ کی روایت کے مندرجہ بالا اقوال کا خلاصہ منکرین کی نظر میں یہ ہے کہ تین دن اور سات دن کے بعد تک بھی اہلِ میّت کے گھر کھانا پکانا اور کھانا مکروہ ہے۔ اس لئے کہ یہ مصیبت کے دن ہیں۔ اور طعام کھلانا تو خوشی کے موقعہ پر ہوتا ہے۔ اور ایک عبارت میں یہ بھی ہے کہ اس موسم میں قبروں پر کھانا لیجانا اور ختم کیلئے یا سُورۂ انعام و اخلاص کے پڑھنے کیلئے فقراء و صُلحاء کو بلانا مکروہ ہے۔

آخر پر جریر ابن عبداللہ کے قول میں مزید یہ ہے کہ میّت کے گھر جمع ہونا اور کھانا تیار کرنا نوحہ گری ہے۔

اس خلاصے کے الزامی جوابات

معزز قارئین آپ مولوی رشید احمد گنگوہی کی ایک عظیم خیانت ملاحظہ فرما چکے ہیں۔ اِن آٹھ عبارتوں میں بھی متعدد خیانتیں موجود ہیں جن کا جلد ہی انکشاف کیا جائے گا۔ فی الحال ہم منکرین کے اس استدلال کو اِنہی پر لوٹا کر چند سوال کرنا چاہتے ہیں۔ ان سوالات سے قبل ہم آپ کو یقین دلانا چاہتے ہیں کہ ان لوگوں نے فقہائے کرام کی عبارتوں کو قطع برید کر کے محض اپنی مطلب برآری کیلئے فقہاء کا سہارا لیا ہے۔ اور اگر فی الحقیقت ان لوگوں کی نظر میں فقہائے کرام کا کچھ مقام ہوتا تو یہ من چاہے مسئلے ایجاد کرنے کے بجائے فقہاء کرام کے مختلف دلائل اور اُن کے اپنے اپنے استدلال کی روشنی میں ہر مسئلہ کو بہترین طور پر حل کر سکتے تھے۔

اور یہ اُس وقت ہو سکتا ہے جب کسی مسئلہ کی حقانیت معلوم کرنا مقصود ہو۔ اور جب ضد اور ہٹ دھرمی نے عقل ماؤف کر رکھی ہو اور منافقت و مناقشت نے ذہن پراگندہ کر رکھے ہوں تو مسئلہ کی کیا خاک سمجھ آئے گی۔

بلکہ یہی کچھ ہوگا جو ان مُلّاؤں نے کیا ہے۔ اپنے مطلب کی کوئی کتاب اُٹھائی اور اپنی مرضی کی عبارت تلاش کی اور اپنے مقصد کا کچھ حصّہ اُس میں سے اُڑا کر پھٹے میں ٹانگ اڑا دی۔

حقائق و معارف کو سمجھنے سمجھانے کیلئے ایمانداری کی ضرورت ہوتی ہے۔ اندھا دُھند فائرنگ کی نہیں۔ اس طرح کرنے سے اپنی گنّوں سے نکلی ہوئی گولیاں اپنوں ہی کے سینوں میں بھی پیوست ہو سکتی ہیں۔ اور جب بزعم خویش جنگ جیت کر فاتحانہ انداز میں میدان میں نظر اُٹھے گی تو بجائے دوسروں کے اپنوں کی لاشوں سے میدان پٹا ہوا نظر آئے گا۔

ہمارے سوال

اُن کی گولی اُن کا سینہ؟

غالی منکرین کے محققانہ فیصلے کو چند لمحوں کیلئے تسلیم کرتے ہوئے ہم سوال کرتے ہیں کہ چلو مان لیا کہ فقہاء کرام نے یہ فیصلہ دیدیا ہے کہ تین دن تک اہلِ میّت کے گھر کھانا پکانا اور کھانا مکروہ ہے۔ اب تھوڑی سی تکلیف کر کے یہ بھی بتا دو کہ یہ کس فقیہہ نے لکھا ہے کہ تیجے کی رسم پیٹ کے پجاریوں اور سُنّت کے خلاف بدعت کا محاذ کھولنے والوں نے ایجاد کی ہے۔

دُوسری خاص بات

یہ پُوچھنا ہے کہ چلو فرض کر لیا کہ جاہل واعظین نے یہ رسم ایجاد کر دی لیکن خیر سے تم لوگ تو علامہ اور علّاماؤں کی اولاد ہو۔ تم خود اور تمہارے آباء و اجداد اور اُن کے آباء و اجداد، تمہارے اُستاد اور اُن کے اُستادوں کے اُستاد۔ تمہارے مزعوم پیشوا اور اُن کے پیشواؤں کے پیشوا۔ اور تمہارے وہ تمام کے تمام مُقتدی جن لوگوں کو تم نے دھوکے اور فریب کے جال میں جکڑ رکھا ہے۔ کس حد تک اس بات پر عمل پیرا ہیں کہ تین دن تک اہلِ میّت کے گھر کھانا پکانا اور کھانا مکرُوہ ہے۔

ہم تمہیں

مبلغ دو ۲ ہزار روپے انعام

کی پیشکش کرتے ہیں۔ اگر تم یہ ثابت کر سکو کہ میّت والوں کے گھر نہ تو تین دن تک کھانا پکتا ہے اور نہ ہی کوئی کھاتا ہے۔ اس کیلئے دلائل کی ضرورت نہیں صرف تمہارے دیوبندی متعلقین کی بات نہیں۔ تمہارے تمام نجدی وہابی سرپرستوں اور اُن کے متعلّقین بلکہ تمام تر قوم نجد و دیابنہ کو چیلنج ہے کہ وہ اس بات کا یقین دلا دیں کہ اُن کے گھروں میں جب کوئی فوت ہوتا ہے تو میّت کے تین دن بعد تک نہ تو کوئی اجتماع ہوتا ہے اور نہ ہی کھانا پکایا اور کھایا جاتا ہے۔

اِنعامی حلف نامہ کی تحریر

مَیں فلاں ولد فلاں خدا تعالیٰ کو حاضر ناظر جان کر اعلان کرتا ہُوں کہ ہم نجدی وہابیوں اور دیوبندی وہابیوں کے گھروں میں جب کوئی مرجاتا ہے تو ہم میّت کے سوگ میں تین دن تک نہ تو کھانا پکاتے ہیں، اور نہ ہی اہلِ میّت کے گھر جا کر کھاتے ہیں اور نہ ہی اکٹھے ہوتے ہیں۔ اگر مَیں نے اس میں کذب بیانی کی ہو تو میری بیوی مجھ پر حرام ہو جائے گی اور میری طرف سے اُسے تین طلاق شرعی متصوّر ہوں گی براہِ کرم حسبِ وعدہ مجھے دو ۲ ہزار روپیہ ادا کر دیا جائے۔ العارض ......

نوٹ:- "اس انعامی مقابلہ میں غیر شادی شُدہ وہابی حصّہ نہیں لے سکتے۔"

انعامی چیلنج کے بعد

ہم اس انعامی چیلنج کے بعد مزید یہ بھی چیلنج کرتے ہیں کہ انشاء اللہ العزیز بعونِ مُصطفٰے صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم قیامت تک کوئی نجدی وہابی یا دیوبندی وہابی اس انعام کو حاصل نہیں کر سکے گا۔ اس لئے کہ یہ لوگ محض دھوکہ اور فریب دینے کیلئے اس قسم کی شاطرانہ چالیں گھڑتے رہتے ہیں۔ اور ان کا مقصد محض اہلِ سُنّت وجماعت کے اکابرین کو گالیاں دینا ہوتا ہے

جو کسی نہ کسی حیلے بہانے سے پُورا کر لیتے ہیں اور اس خطرناک مقصد برآری کیلئے انہیں یہ بھی معلوم نہیں ہوتا کہ ان سب وشتم، طعن وتشنیع تمسخر و استہزا اور شر انگیزیوں کے تیروں کی زد میں کون کونسی برگزیدہ ہستیاں آجائیں گی اور کون کونسی عظیم شخصیتیں ان کا نشانۂ ستم بنیں گی۔

مُنکرین کی ایک اور حماقت

ہم اسے ان کی حماقت ہی کہیں گے کیونکہ ان کے فارمولے کے مطابق نہ صرف یہ کہ تین دن تک اہلِ میّت کے گھر کھانا پکانا اور کھلانا مکرُوہ ہے بلکہ سات دن اور اس کے بعد بھی مکرُوہ ہے جیسا کہ ان کی فتاوٰی بزازیہ اور مرقاۃ مُلّا علی قاری کی کانٹ چھانٹ کی ہوئی عبارات میں بالصراحت موجود ہے ۔ پہلے تو صرف تین دن تک بُھوکوں مرنا پڑتا تھا۔ اب اس فارمولے کے مطابق جب ان کا کوئی مر جائے تو سات دن بلکہ اس کے بعد تک نہ کھانا پکائیں، نہ کھائیں اور نہ ہی کھلائیں۔ چونکہ ہفتے کے بعد کا بھی کوئی آخری دن معیّن نہیں ۔ اس لئے پوری زندگی بھی بھُوکے مر سکتے ہیں۔ اس لئے کہ گھر کے چُولھوں میں تو آگ جلے گی نہیں!

اس حماقت کا انہیں ایک خاص فائدہ پہنچنے کا بھی خاصہ امکان ہے اور وہ یہ ہے کہ اپنے کھانے پکانے کے علاوہ مہمان نوازی کے اخراجات بھی پائی پائی بچ گئے۔ اور پھر یہ بھی ممکن ہے کہ تمام عمر انہیں لوگ کھانا پکا پکا کر بھیجتے رہیں۔ کیونکہ یہ حدیث بھی موجود ہے کہ اہلِ میّت کے گھر کھانا بھیجنا چاہیئے۔ چلو تمام عمر نہیں تو ایک ہفتہ ہی سہی۔ بلکہ ہفتہ کے بعد تک تو یاروں کے عیش ہی عیش ہیں۔ بس صُبح و شام یہ ورد کر لیا:۔

بابا ٹل: پکیاں پکائیاں گھل

یہاں ہم غیر متعصّب اور اہلِ دانش حضرات سے ایک سوال پوچھنا چاہتے ہیں کہ کیا کہیں بھی اس فارمولے پر عمل کیا جاتا ہے؟

- کیا یہ ممکن ہے کہ اہلِ میّت سات دن بلکہ سات دن کے بعد تک کھانا نہ پکائیں اور چُولھا نہ جلائیں۔
- کیا یہ ہو سکتا ہے کہ سات دن کے بعد تک اہلِ میّت بھُوکے رہیں۔
- کیا یہ باور کیا جا سکتا ہے کہ لوگ سات دن کے بعد تک اہلِ میّت کے گھر کھانا پکا پکا کر بھیجتے رہتے ہیں۔

- کیا یہ تسلیم کیا جا سکتا ہے کہ اہلِ میّت کے گھر تعزیّت کو آئے ہوئے مہمان بھُوکے واپس چلے جائیں۔

اور اگر یہ سب کچھ غیر ممکن اور ایک اَنہونی اور بے بنیاد بات ہے اور ایسا کہیں بھی نہیں ہوتا اور نہ ہی اس کا کوئی شرعی جواز موجود ہے۔ تو پھر اس قسم کی باتیں تراشنے والے اور دینِ مصطفےٰ صلّی اللّٰہ علیہ و آلہٖ وسلم سے فراڈ کرنے والوں کیلئے تعزیہ کیا ہے ۔ اور ان کے جرائم کی سزا کیا ہے جو خود بدعتوں کا اجراء کرتے ہیں اور دوسروں کو بدعتی اور مُشرک وغیرہ کا نام دیکر گالیاں بکتے ہیں۔

ملّا کدھر ہیں جا رہے اس کو بھی یار سوچ
ہے سوچنے کی چیز اسے بار بار سوچ

اہلِ میّت کے گھر کا کھانا

فقہائے کرام کی کانٹ چھانٹ کی ہوئی عبارتوں کے علاوہ مُنکرین و معترضین نے جریر بن عبداللّٰہ رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ کا ایک قول بھی پیش کیا ہے جسے متعدد بار سابقہ اوراق آپ ملاحظہ فرما چکے ہیں۔ یہاں ہم پہلے وہ قول نقل کریں گے پھر اُس کے بعد دوسرا قول نقل کریں گے اس کے بعد رسُولِ اکرم صلّی اللّٰہ علیہ و آلہٖ وسلّم کے ارشاد و عمل اور صحابہ کرام کے عمل سے اُس کی وضاحت کریں گے۔

اہلِ میت کے گھر جمع ہونا اور کھانا پکانا

صحابیؓ کا قول

حضرت جریر بن عبداللّٰہ رضی اللّٰہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم اہلِ میت کے گھر جمع ہونے اور اکٹھے ہونیوالوں کیلئے کھانا پکانے کو نوحہ سمجھتے تھے۔	عن جریر بن عبد اللّٰہ قال کنا نعد الاجتماع الی اھل المیت وصنعھم الطعام من النیاحۃ (ابن ماجہ شریف صفحہ ۱۱۷)

حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس قول مبارک کے دو۲ اجزا ہیں۔ ایک تو یہ کہ اہلِ میّت کے گھر جمع ہونا اور دوسرا اُن کیلئے کھانا تیار کرنا۔

علاوہ ازیں اس قول سے زیادہ سے زیادہ یہ بات ثابت کی جاسکتی ہے کہ صحابہ کرام اہلِ میّت کے گھر فوت ہونے کے دن قبل از دفن اکٹھے نہیں ہوتے تھے اور نہ ہی میّت کے گھر کھانا پکاتے تھے۔ اور اگر اسے بعد از دفن بھی مان لیا جائے تو صرف اُسی ایک دن جس دن کہ میّت فوت ہوئی کا سُراغ مل سکے گا۔ اس میں تین دن یا سات دن یا سات دن کے بعد کی کوئی صراحت موجود نہیں۔

نیز یہ کہ اگر اس قول کے پہلے حصّے پر اعتبار کر لیا جائے تو یہ حضور صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی کئی دیگر احادیث سے متعارض ہوگا۔ کیونکہ حضور صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم اہلِ میّت سے تعزیت کرنے کا بیشمار ثواب بتاتے ہیں۔ اور اُن احادیث میں یہ بات ہرگز نہیں کہ تعزیت کیلئے صرف ایک ایک آدمی جائے اور اجتماع کی صورت میں تعزیت کیلئے نہ جایا جائے۔ رہا آخری حصّہ تو اس کے کئی احتمال ہو سکتے ہیں جس کی بحث آگے آئے گی۔

یہاں آپ ایک بات ذہن نشین رکھیں کہ اگر صحابی کے اس قول کو چند احتمالات پر محمول نہ کیا جائے تو یہ بھی حضور صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے ارشاد و سُنّت کے متعارض ہو جائیگا جیسا کہ ابھی ہم مرفوع حدیث سے ثابت کریں گے۔ پہلے آپ اہلِ میّت کے گھر تعزیت کے لئے جانے کے متعلق ابنِ ماجہ شریف سے ہی دو حدیثیں ملاحظہ فرمائیں:-

اہلِ میّت کے گھر تعزیت کو جانا

ابنِ ماجہ شریف حدیث نمبر ایک

عن عمرو بن حزم یحدث عن ابیہ عن جدہ عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انہ قال ما من مؤمن یعزی اخاہ بمصیبتہ الا کساہ اللہ سبحانہ من حلل الکرامۃ یوم القیامۃ (ابن ماجہ شریف صفحہ ۱۱۶)

حضرت عمرو بن حزم اپنے باپ سے وہ اپنے دادا سے حدیث بیان کرتے ہیں کہ حضور صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص نے اپنے مومن بھائی کی مصیبت کے وقت تعزیت کی اللہ سُبحانہٗ اُسے قیامت کے دن بزرگی کے حُلّے پہنائے گا۔

تعزیّت کی دُوسری حدیث

عن عبد اللہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم من عزی مصابا فلہ مثل اجرہ (ابن ماجہ شریف صفحہ ۱۱۶)

حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت بیان فرمائی کہ حضور صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص نے مصیبت کے وقت تعزیّت کی تو اُس کیلئے اُس کے برابر اَجر ہے۔

ان دونوں احادیث مبارکہ کی روشنی میں یہ مسئلہ صاف ہو جاتا ہے کہ اہلِ میّت کے گھر تعزیّت کیلئے جمع ہونا نیاحت نہیں بلکہ سرکارِ دوعالم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے ارشادِ عالیہ کی تعمیل ہے۔ اب اہلِ میّت کے گھر کھانا تیار ہونے کے متعلق حضرت طاؤس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ملاحظہ فرماویں:-

اہلِ میّت کے گھر کھانا تیار کرنا

حلیۃ الاولیاء۔ ابُو نعیم

حدثنا ابوبکر بن مالک ثنا عبد اللہ بن احمد بن حنبل قال، قال طاؤس: ان الموتی یفتنون فی قبورھم سبعا فکانوا یستحبون ان یطعم عنھم تلک الایام۔ (حلیۃ الاولیاء۔ جلد چہارم صفحہ ۱۱ مطبوعہ بیروت لبنان) مؤلف حافظ ابو نعیم عبداللہ اصبہانی المتوفی ۴۳۰ھ۔ شرح الصدور مطبوعہ مصر صفحہ ۱۳۸ مؤلفہ امام جلال الدین سیوطی

حدیث بیان کی ابوبکر بن مالک نے سُنا اُنہوں نے عبداللہ بن امام احمد بن حنبل سے کہا فرمایا طاؤس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہ فوت شدہ لوگ اپنی قبروں میں سات دن تک آزمائش و امتحان میں ہوتے ہیں۔ پس تھے مستحب سمجھتے ان دنوں میں کھانا کھلانا اُن کی طرف سے۔

★

اس قول سے ثابت ہُوا کہ صحابہ کرام اور تابعین اہلِ میّت اپنے فوت شدگان کے لئے سات دن کھانا کھلانا مستحب سمجھتے تھے۔ اب اگر اس قول پر اعتبار کیا جائے کہ اہلِ میّت کے

گھر کھانا پکے گا ہی نہیں تو وہ میّت کی طرف سے کسی کو کھانا کہاں سے کھلائیں گے ۔ تو مسئلہ یوں سامنے آیا کہ حضرت جریر بن عبداللہ کے قول کا مطلب زیادہ سے زیادہ یہ لیا جا سکتا ہے کہ اہلِ میّت کے گھر کھانا پکانا قبل از دفنِ میّت ہے یا بعد از دفن اُسی دن اور اُس خاص ایک دن کیلئے اس قول کو حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی اِس حدیث مبارکہ پر بھی محمول کیا جا سکتا ہے کہ اہلِ میّت کیلئے اُسی دن جس دن کوئی فوت ہو یا اُس کے فوت ہونے کی خبر آئے دوسرے لوگ کھانا پکائیں ۔ کیونکہ اہلِ میّت مشغول ہوتے ہیں ۔ چنانچہ حدیث شریف میں ملاحظہ فرمائیں ۔

اہلِ میّت کیلئے دوسروں کا کھانا پکانا

ترمذی شریف ، جامع الصغیر شریف

اصنعوا لآل جعفر طعاماً فقد جاءهم ما يشغلهم هذا حديث حسن ۔ ترمذی شریف جلد اول ص ۳۴۹
جامع الصغیر شریف للسیوطی جلد اول صفحہ ۴۳

آلِ جعفر کے لئے کھانا تیار کیا جائے پس تحقیق اُنہیں آئی (خبر وصال) جس نے اُنہیں مشغول کر دیا ہے ۔

★

اہلِ میّت کے گھر کھانا حضور اور صحابہ نے کھایا

اب اس مسئلہ کی آخری وضاحت ملاحظہ فرمائیں ۔ حضرت جریر بن عبداللہ کے قول کی متعدد تاویلات کے بعد ہم حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی فعلی اور مرفوع حدیث سے ثابت کریں گے کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے مع صحابہ کرام رضوان علیہم اجمعین کے اہلِ میّت کے گھر سے اُسی دن بعد از دفن گھر والوں کی دعوت قبول فرما کر کھانا تناول فرمایا ۔ اور اصولِ حدیث یہ ہے کہ جب مرفوع حدیث سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی موجود ہو تو صحابہ کے قولِ موقوف کا اعتبار ساقط ہو جاتا ہے ۔ اور اس حدیث میں تو حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا مع صحابہ کے اپنا عمل بھی ثابت ہے ۔

حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے معہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اہلِ میّت کے گھر سے کھانا تناول فرمایا

حدیث شریف کا متن

عن عاصم بن کلیب عن ابیہ عن الرجل من الانصار قال خرجنا مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم فی جنازۃ فرأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ؟ وھو علی القبر یوصی الحافر یقول اوسع من قبل رجلیہ اوسع من قبل رأسہ فلما رجع استقبلہ ! داعی امرأتہ فجاء وجیئ بالطعام وضع القوم :- فاکلوا و رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم یلوک لقمۃ فی فیہ ثم قال انی اجد لحم شاۃ اخذت لغیر اذن اھلھا ! فارسلت المرأۃ تقول یا رسول اللہ صلی اللہ علیک انی ارسلت الی البقیع اشتری شاۃ فلم اجد فارسلت الی جارلی قد اشتری شاۃ ان یرسل الی بثمنھا فلم یوجد فارسلت الی امرأۃ فارسلت بھا الی فقال اطعمیہ الاساری ۔

ابوداؤد شریف جلد دوم ص ۱۷۷	مشکوٰۃ شریف جلد دوم ص ۵۸۴
مظاہر حق شرح مشکوٰۃ جلد چہارم ص ۴۶	مرقات علی قاری جلد ۱۱ ص ۲۳۳
مراۃ شرح مشکوٰۃ جلد ۸ ص ۱۱	لمعات شرح مشکوٰۃ جلد ۔ ص ۔

حضور نے اہلِ میّت کے گھر سے کھانا تناول فرمایا

ترجمہ حدیث

حضرت عاصم بن کلیب اپنے والد سے اور وہ ایک انصاری سے روایت بیان فرماتے ہیں کہ ایک بار ہم لوگ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ایک جنازہ کی نماز کو گئے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قبر کے پاس بیٹھ گئے اور گورکن کو ہدایت فرمانے لگے کہ قبر کو سر اور پائنتی کی طرف سے اور کشادہ کرو۔

جب آپ واپس تشریف لائے تو مرحوم کی بیوی کی طرف سے ایک شخص آپ کی دعوت کرنے کو حاضر ہوا۔ آپ نے دعوت قبول فرمائی اور ہم سبھی کھانا کھانے گئے۔ جب کھانا سامنے لایا گیا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کھانے کی طرف ہاتھ بڑھایا دوسروں نے بھی شروع کیا۔ ناگہاں سب نے دیکھا کہ آپ لقمہ منہ کے اندر ہی اندر چبا رہے ہیں نگلتے نہیں۔

پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ یہ بکری بغیر مالک کے ذبح کی گئی ہے۔ یہ سُن کر مالکہ نے عرض کہلوا بھیجی کہ یا حضرت! منڈی سے بکری خریدنے کے لئے بھیجا تھا لیکن وہاں سے بکری نہ مل سکی تو اپنے ہمسایہ سے کہلوایا کہ جو بکری تم نے خریدی ہے اصل قیمت پر ہمیں دے دو۔ لیکن وہ بھی گھر نہیں تھا۔ پھر اُس کی بیوی کو کہلوا بھیجا تو وہ بکری اُس نے میرے پاس بھیج دی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ یہ کھانا قیدیوں کو (کھلا دو)

فیصلہ ہو چکا ہے

مسئلہ سمجھ لیجئے

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اُسوہ حسنہ اور ارشاداتِ مبارکہ کی روشنی میں جو مسئلہ سامنے آیا وہ یہ ہے کہ آپ نے اہلِ میّت کی دعوت قبول فرما کر مع صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کی جماعت کے کھانا تناول فرمایا۔ اور دوسرے موقعہ پر ارشاد فرمایا کہ اہلِ میّت کیلئے کھانا تیار کرو اس لئے کہ وہ مشغول ہیں۔ ان دونوں صورتوں سے ثابت ہوا کہ اہلِ میّت کے گھر سے کھالینا بھی جائز اور درست ہے بلکہ سُنّتِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے اور اہلِ میّت کیلئے کھانا تیار کرنا بھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم کی تعمیل ہے لیکن تین دن تک اہلِ میّت کے گھر بھجوانے پر اصرار کرنا بذاتِ خود ایک بدعت ہے اور حدیثِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ صریح زیادتی ہے۔ یہاں قاری کے ذہن میں ایک یہ شُبہ سر اُبھار سکتا ہے کہ ایک طرف تو حضور خود صحابہؓ کے ساتھ اہلِ میّت کے گھر سے کھانا تناول فرماتے ہیں اور دوسری طرف اہلِ میّت کیلئے کھانا تیار کرنے کا حکم صادر فرماتے ہیں۔ تو بظاہر اس میں تناقض معلوم ہوتا ہے لیکن درحقیقت اس میں ہرگز ہرگز تناقض و تعارض نہیں بلکہ یہ دو مختلف نوعیتیں ہیں، دو خاص محل ہیں جن کی تصریح فقہاء کی بحث میں کی جائے گی۔ فی الحال آپ یہ سمجھنے کی کوشش کریں کہ دوسری نوعیّت میں بھی اہلِ میّت کے گھر صرف ایک دن کھانا بھجوانے کا ذکر ہے تیجے، ساتویں، دسویں وغیرہ کا نہیں۔ اور ذہن نشین رکھنے والی

خاص بات

یہ ہے کہ ان دونوں صورتوں کے علاوہ جریر ابنِ عبداللہ رضی اللہ عنہ کے نیاحت والے قول میں بھی نہ تو فقراء و مساکین کو کھانا کھلانے سے روکا گیا ہے اور نہ ہی ایصالِ ثواب سے منع کیا گیا ہے اور نہ ہی تین دن تک اہلِ میّت کے گھر سے کھانا نہ کھانے کا کوئی ارشاد موجود ہے بلکہ یہ واضح ہے کہ جب میّت گھر میں ہو۔ باقی یہ سب ان سر پھرے مُلّاؤں کے اختراعی ڈھکوسلے ہیں جو فقہاء کی بعض مشروط صورتوں کو عام کر کے مسائل میں پیچیدگیاں پیدا کرنے میں یدِ طُولیٰ رکھتے ہیں۔

ورنہ فقہائے کرام تو اس قسم کے تمام مسئلوں کی بعض صورتوں کو بعض شرطوں سے مشروط کرکے ہر مسئلے کو حل فرما رکھا ہے۔ اور اگر کسی فقیہہ کا استنباط درست معلوم نہ ہوا تو دوسرے فقیہہ نے اُس کی درستگی فرما دی ہے جس سے عوام کے ذہن میں پیدا ہونے والے تمام شکوک و شبہات کا خود بخود ازالہ ہو چکا ہے۔

اور اگر

بقول ان مُلّاؤں کے حضرت جریر ابن عبداللہ کے قول سے یہ مطلب لیا جائے کہ اہلِ میّت کے گھر جمع ہونا نوحہ گری ہے اور تین دن تک کسی کا کھانا کھانا بھی نیاحت میں شامل ہے تو اس قول پر عمل کرتے ہوئے ان ملّاؤں کو مندرجہ ذیل طریقہ اپنانا چاہیئے۔ مثلاً

کسی مولوی کا باپ مرجاتا ہے

اور کھانا پکانے اور اجتماع کی ممانعت ہے۔ اور وہ سب سے پہلے یہ کرے کہ گھر کا دروازہ اچھی طرح بند کرنے تاکہ ہمسائے اور برادری وغیرہ کے لوگ آکر اکٹھے نہ ہو جائیں۔

- پھر خاموشی سے اُٹھے اور بازار سے کفن اور صابن وغیرہ اشیاء خرید لائے۔
- کفن سینے کیلئے اپنی بیوی کے سپرد کردے۔
- خاموشی سے مسجد میں جائے اور میّت کے غسل والا تختہ اُٹھا لائے۔
- بلکہ تختہ اُٹھا لانے کیلئے رات ہونے کا انتظار کرے کہ لوگ دیکھ کر گھر میں نہ آگھسیں۔
- اگر کوئی گھر کا فرد ساتھ ہو تو بہتر ورنہ اکیلا لاش کو اُٹھائے اور غسل وغیرہ دے دے۔
- چارپائی اُٹھانے کیلئے چار آدمیوں کی ضرورت ہوگی اس کی پرواہ مت کرے۔ ایسا کرنے سے چار آدمیوں کا اجتماع ہو جائے گا۔
- اکیلا لاش کو کندھے پر اُٹھائے اور قبرستان پہنچ جائے۔
- قبرستان میں لوگ اکٹھے ہو کر نماز جنازہ پڑھ دیں تو کوئی حرج نہیں اسلئے کہ اجتماع نہ کرے۔
- شہر میں ہے تو کھُدی کھدائی قبر مل ہی جائے گی اور اگر گاؤں میں ہے تو پہلے ایک رات خود قبر کھودے اور دوسرے دن میّت دفنائے۔
- پھر اگر کسی نے دیکھ کر پہلے روز کھانا بھجوا دیا تو بہتر ورنہ تین دن تک گھر میں چولہا

نہیں جلنا چاہیئے۔

- ویسے یہ بہتر ہے کہ پہلے دن بھی لوگوں کا کھانا قبول نہیں کرنا چاہیئے۔ اس لئے کہ کھانا لانے والوں کے اکٹھے ہوجانے کا خطرہ ہے۔
- تین دن تک گھر کا دروازہ سختی سے بند ہونا چاہیئے۔
- رشتہ داروں وغیرہ کو اطلاع دینا سخت ممنوع ہے۔ ورنہ مہمان اکٹھے ہو جائیں گے اور بھوکے ٹلیں گے بھی نہیں۔ علاوہ ازیں حالات کے مطابق کئی ایک مزید پابندیاں خود بھی عائد کی جاسکتی ہیں۔

لیکن ایسا نہیں ہوتا

ان کے تمام گورکھ دھندے دوسروں کیلئے ہیں۔ خود پر ان مسائل کا اطلاق کریں؟ توبہ کیجئے خود ان کے گھروں میں بڑے بڑے اجتماع ہوتے ہیں ● مہمانوں کے تانتے بندھے رہتے ہیں ● ہر قسم کے کھانے تیار ہوتے ہیں ● زردے پلاؤ اور قورمے اُڑتے ہیں۔ بس اگر چیڑ ہے تو غریبوں، فقیروں اور مساکین کو کھلانے سے دشمنی ہے تو معتزلیوں کی طرح ایصالِ ثواب سے

ان کا خاص مقصد یہ ہے

کہ ایصالِ ثواب نہ کرنے دیا جائے۔ خود اپنا تو حال یہ ہے کہ مرگئے مردود نہ فاتحہ نہ درود لیکن یہ دوسروں کو بھی اس سعادت سے محروم رکھنا چاہیئے۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ گروہ اعتزال پسندوں کا ہے۔ اب چونکہ ایصالِ ثواب کے روشن مسئلے میں دھاندلی کا کوئی طریقہ ملتا نہیں۔ لہٰذا تیجا، ساتواں، دسواں وغیرہ کو آڑ بنا کر میّت کیلئے صدقہ دینے اور ایصالِ ثواب کرنے کو بدعت قرار دیدیا۔

حالانکہ حقیقت یہ ہے

- کہ قبل از دفنِ میّت و بعد از دفنِ میّت اجتماع ان کے گھروں میں بھی ہوتا ہے اور ہمارے گھروں میں بھی۔
- حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس ارشاد کے مطابق کہ اہلِ میّت کیلئے دوسرے کھانا

وہابیوں کی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ٹکر

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں۔ مُردے ڈوبنے والوں کی مانند ہیں ان کیلئے دُعا کرو۔ وہابی کہتے ہیں ڈوبتے ہیں تو ڈوب جانے دو۔ ہم خود بھی ڈوبے ہیں ان کو بھی لے ڈوبیں گے۔

مُردے ڈوبنے والوں کی مانند ہیں اور تمہاری دُعاؤں کے مُنتظر ہیں

فرمانِ مُصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

عن عبد اللہ ابن عباس قال، قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ما المیت فی القبر الا کالغریق المتغوث ینتظر دعوۃ تلحقہ من اب او ام او اخ او صدیق فاذا الحقتہ کان احب الیہ من الدنیا وما فیہا وان اللہ تعالیٰ لیدخل الی اھل القبور من دعاء اھل الارض امثال الجبال وان ھدیۃ الاحیاء الی الاموات الاستغفار لھم۔

(مشکوٰۃ شریف مترجم جلد۔۔۔ صفحہ۔۔۔)

حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ قبر میں مُردہ مثل ڈوبتے ہوئے فریادی کے ہے۔ وہ انتظار کرتا ہے کہ اُس کو باپ یا ماں یا بھائی یا دوست سے دُعا پہنچے پس جب اُس کو دُعا پہنچتی ہے تو اُس دُعا کا پہنچنا اُس کو دُنیا و مافیہا سے محبوب تر ہے اور بیشک اللہ تعالیٰ اہل زمین کی دُعا سے اہل قبور پر پہاڑوں کی مثل ثواب بھیجتا ہے۔ اور تحقیق زندوں کا تحفہ مُردوں کی طرف سے ان کیلئے گناہوں کی معافی طلب کرنا ہے۔

اس حدیث کے ماتحت شاہ عبدالعزیز کا فیصلہ

دُعا ● صدقہ ● فاتحہ ● سالانہ ● چالیسواں

شاہ عبدالعزیز تفسیر عزیزی میں زیر آیت والقمر اذا اتسق مندرجہ بالا حدیثِ مصطفیٰ

پکاتیں ایک دن کیلئے ان کے گھروں میں بھی ہوتا ہے اور ہمارا بھی کثرت سے اسی پر عمل ہے۔

- میت کو دفنانے سے پہلے نہ ان کے گھروں میں کچھ پکایا کھایا جاتا ہے اور نہ ہی ہمارے گھروں میں
- بعد از دفن میت ان کے گھروں میں بھی تعزیت کرنے والوں کے مٹھے بند رہتے ہیں اور ہمارے گھروں بھی۔
- میت کو دفنانے کے دوسرے دن بعد ان کے چولہے بھی گرم ہو جاتے ہیں اور ہمارے بھی۔
- تعزیت کیلئے آئے ہوئے مہمانوں کیلئے یہ بھی کھانا تیار کرتے ہیں اور ہم بھی۔

فرق صرف یہ ہے

- کہ ہمارے گھروں میں تعزیت کیلئے آنے والے ہمارے ساتھ مل کر بار بار میت کی مغفرت کیلئے دعا کرتے ہیں۔
- اور ان کا اپنی میتوں کیلئے یہ خیال ہوتا ہے۔

کہ مر گئے مردود، نہ فاتحہ نہ درود

- ہم تیسرے دن جمع ہو کر میت کو ایصال ثواب کرنے کیلئے کلمہ شریف، قُل شریف اور درود شریف پڑھتے ہیں اور قرآن مجید ختم کرتے ہیں۔ پھر ساتویں دن اور دسویں دن، بیسویں دن، مہینے بعد اور چالیسویں دن قرآن مجید ختم کر کے اپنی میت کو اُس کا ثواب بخش دیتے ہیں۔
- اور ان کا اپنی میت کے لئے یہ خیال ہوتا ہے۔

نہ تیجا نہ ساتا، تے مُردہ گیا گواتا

- ہم حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم کے مطابق میت کیلئے صدقات و خیرات کرتے ہیں اور بار بار دُعائے مغفرت کی تکرار کرتے ہیں اور یہ اس لئے انکار کرتے ہیں کہ:

پڑھ کے بخشنا نہیں قرآن
مُردے کتے نہ بخشے جان

صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے پیشِ نظر یُوں رقمطراز ہیں کہ :-

واردا ست کہ مُردہ دریں حالت مانند غریقے است کہ انتظار فریاد رسے می بردو وصدقات و فاتحہ دریں وقت بسیار بکار اُو می آید- واز نیجا است کہ طوائف بنی آدم تا یکسال وعلی الخصوص تا یک چلّہ بعد موت دریں نوع کوشش تمام می نمائند و رُوحِ مُردہ نیز در قُربِ موت در خواب و عالم تمثیل ملاقات زندگان می کند و "ما فی الضمیر خور دا" اظہار می نمائند-

(تفسیر عزیزی پ ۳۰ صفحہ ۱۱۳ مطبوعہ دہلی)

وارد ہے کہ مُردہ اس حالت میں مثلِ غرق ہونے والے ہے جو کسی فریاد رس کا منتظر ہے اور صدقات و فاتحہ اس وقت اس کے بہت کام آتے ہیں اور اسی وجہ سے لوگ ایک سال تک اور بالخصوص چالیس روز تک بعد وفات اس قسم کی کوشش پوری طرح سے کرتے ہیں اور میّت کی رُوح بھی قربِ موت میں خواب اور عالمِ مثال میں زندوں سے ملاقات کرتی ہے اور اپنے ما فی الضمیر کا اظہار کرتی ہے -

حضرت مجدّد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ کسی شخص کے باپ کے فوت ہوجانے پر تعزیتی خط میں یہی حدیث نقل کرنے سے پہلے تحریر فرماتے ہیں :-

مکتوبات شریف حضرت مجدّد الفِ ثانی

آں فرزند شیوۂ صبر را پیش گرفتہ پیشِ رفتگان را بصدقہ و دُعا و استغفار ممد و معاون باشد کہ موتی را اشد احتیاج است با مدادِ احیاء-

(مکتوبات شریف حصّہ اوّل دفتر دوم مکتوب ۱۵۹ صفحہ ۳۵ مطبوعہ کراچی)

اے فرزند شیوۂ صبر کو سامنے رکھو پہلے جانیوالوں کیلئے صدقہ اور دعا و استغفار سے امداد و معاونت کرنا چاہیئے- کیونکہ فوت ہوجانے والوں کے لئے زندوں کی امداد کی سخت ضرورت ہوتی ہے -

★

یہ بحث پھر ہوگی

مختصر یہ کہ میّت کیلئے صدقات و خیرات اور دُعا فاتحہ وغیرہ اشد ضروری ہیں اور یہ فرمانِ مصطفٰے

صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم ہے کہ تمہارے مُردے مثل ڈوبنے والے فریادی کی طرح ہیں- لہٰذا صدقہ و دُعا سے اُن کی امداد و استعانت کرو- حضور صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے اس فرمان کی روشنی میں شاہ عبد العزیز صاحب رحمتہ اللہ علیہ محدّث دہلوی اقرار کرتے ہیں کہ اس فرمانِ رسُول کی تعمیل میں مسلمان ایک سال اور خاص طور پر چالیس روز تک میّتوں کیلئے صدقات و خیرات اور دُعائے استغفار سے کوشش کرتے ہیں تاکہ اُن کیلئے قبر کی تنگی آسان ہو، اور اُن کی تکلیف میں تخفیف ہو- حضرت مجدّد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ اسی حدیث کے ماتحت تلقین کرتے ہیں کہ صدقہ اور دُعا سے اپنے فوت ہونیوالے کیلئے امداد کرو- اس لئے کہ مُردوں کو زندوں کی امداد کی سخت ضرورت ہے - چونکہ اس جیسے بیشمار حوالے ایصالِ ثواب کی بحث میں پیش کئے جائیں گے - اس لئے اس مضمون کو یہیں پہ ختم کرتے ہوئے تیجا شریف پہ اُٹھائے جانے والے سب سے زبردست اعتراض فقہائے کرام کی وہ عبارتیں پیش کی جاتی ہیں جن میں متعدد خیانتیں کرکے منکرین و مخالفین ایک انوکھے اجتہاد کی بنیاد قائم کرتے ہیں -

مُنکرین کا پہلا اور آخری حربہ

فقہائے کرام کی عبارتیں

○

فتاویٰ بزازیہ

(۱)

ویکرہ اتخاذ الطعام فی الیوم الاوّل والثالث وبعد الاسبوع ونقل الطعام الی القبر فی المواسم واتخاذ الدعوۃ لقرأۃ القرآن وجمع الصلحاء والقرأ للختم اولقرأۃ سورۃ الانعام أو الاخلاص- والحاصل ان

اور مکروہ ہے کھانا تیار کرنا پہلے دن اور تیسرے دن اور ساتویں دن اور لے جانا طعام کا ان دِنوں قبر پر اور دعوت دینا قرآت قرآن کا اور جمع کرنا صلحاء اور قاریوں کا واسطے ختم کے یا سُورۃ انعام اور اخلاص پڑھنے کے لئے اور حاصل یہ ہے کہ طعام پکانا قرآن پڑھتے وقت

اتخاذ الطعام عند قرأة القرآن لاجل الاکل یکرہ۔ (فتاویٰ بزازیہ برحاشیہ فتاویٰ عالمگیریہ مطبوعہ دارالاشاعت العربیہ قندھار افغانستان جلد چہارم صفحہ ۸۱)

مکروہ ہے۔

(۲)

ویکرہ اتخاذ الضیافة ثلاثة ایام واکلها لانها مشروعة السرور وات فاجلس وارثه من یقراء القرآن لاباس به۔ (فتاویٰ بزازیہ مطبوعہ افغانستان ۴/۸۱)

اور مکروہ ہے پکانا ضیافت کا تین دن اور کھانا اس لئے کہ ضیافت خوشی سے مشروع ہے اور بیٹھنا وارثوں کا میت کے واسطے قرآن پڑھنے کیلئے نہیں حرج اس میں۔

(۳)

ویکرہ اتخاذ الضیافة فی ایام المصیبة لانها ایام غم فلا یلیق مایختص باظهار السرور وان اتخذ الطعام للفقراء کان حسنا ولو فی الترکة صغیر لا یتخذ منها۔ (فتاویٰ بزازیہ برحاشیہ فتاویٰ عالمگیریہ جلد ششم صفحہ ۳۷۹ مطبوعہ قندھار)

اور مکروہ ہے ضیافت کا پکانا تین دن اور کھانا اس لئے کہ یہ غم کے دن ہیں پس نہیں مناسب ان دنوں کو خوشی کے اظہار کیلئے مختص کرنا اور اور پکانا طعام کا فقیروں کے لئے اچھا ہے۔ اور اگر یہ ترکہ نابالغوں کا ہو تو نہ پکایا جائے۔

بحر الرائق (فی شرح کنز الدقائق)

وان اتخذ ولی المیت طعاما للفقراء کان حسنا اذا کانوا بالغین وان کان فی الورثة الصغیر لم یتخذ ذالك من الترکة۔ (بحر الرائق۔ مطبوعہ مصر جلد دوم صفحہ ۱۹۲)

اور طعام تیار کرنا میت کے ولی کا فقروں کیلئے اچھا ہے۔ جبکہ میت کے وارث بالغ ہوں۔ اور اگر ورثا صغیر سن ہوں تو نہ پکایا جائے طعام اس ترکہ سے

★

فتاویٰ قاضی خاں (خانیہ)

ویکرہ اتخاذ الضیافة فی ایام المصیبة لانها ایام تاسف فلا یلیق بها مایکون للسرور وان اتخذ طعاما للفقراء کان حسنا اذا کانوا بالغین فان کان فی الورثة صغیر لم یتخذوا ذالك من الترکة۔ (فتاویٰ قاضی خاں برحاشیہ فتاویٰ ہندیہ مطبوعہ افغانستان جلد سوم صفحہ ۴۰۵)

اور مکروہ ہے مصیبت کے دنوں میں ضیافت پکانا اس لئے کہ وہ افسوس کے دن ہیں۔ ان میں مناسب نہیں جو خوشی کے دنوں میں ہونا چاہیئے۔ اور کھانا تیار کرنا فقراء و مساکین کیلئے مستحسن ہے بشرطیکہ میت کے وارث بالغ ہوں اور اگر نابالغ ہوں تو نہ پکایا جائے میت کے ترکہ سے۔

الفتاویٰ الکبریٰ (ابن حجر مکی ہیثمی)

قلت لم یمنع الطعام سبعة ایام بدون التلقین۔ قلت لان مصلحة الاطعام متعدیة وفائدة للمیت اعلیٰ اذ الاطعام عن المیت صدقة وهی تسن عنه اجماعا (الفتاویٰ الکبریٰ جلد دوم ص ۳۱ مطبوعہ مصر مؤلفہ ابن حجر مکی ہیثمی)

میں کہتا ہوں نہیں منع طعام تیار کرنا سات دن سوائے تلقین کے۔ میں کہتا ہوں بے شمار مصلحتیں ہیں اس کھانے میں اور اعلیٰ ترین فائدہ ہے میت کیلئے جب کھانا تیار کیا جائے میت کی طرف سے صدقہ کیلئے اور یہ سنت ہے اور اس پر اجماع ہے۔

الحدیقة الندیة شرح طریقة محمدیہ

روی الامام احمد وابن ماجه باسناد صحیح من جریر بن عبد اللہ قال کنا نعد الاجتماع الی اهل المیت وصنعهم الطعام من النیاحة کذا فی فتح القدیر اتخذ ولی المیت طعاما للفقراء کان حسنا اذا کانوا بالغین

روایت بیان کی امام احمد و ابن ماجہ نے صحیح سندوں سے حضرت جریر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے کہا۔ ہم اہل میت کے گھر جمع ہونے اور جمع ہونے والوں کیلئے طعام تیار کرنا نیاحت سمجھتے تھے۔ فتح القدیر میں ہے طعام پکانا میت کے ولی کا واسطے ولی کے بہتر ہے جبکہ

وان کان فی الورثۃ صغیر لم یتخذ ذالک من الترکۃ کما فی الخانیۃ ولا باس بان یتخذ اھل البیت طعام۔
(الحدیقۃ الندیۃ مطبوعہ ہند جلد دوم صفحہ ۱۵۹/۱۶۰)

وہ ولی بالغ ہوں - اور اگر وارث نابالغ ہوں تو نہ لیا جائے ان کے ترکہ سے - اور فتاویٰ خانیہ میں ہے اور نہیں حرج پکانا طعام اہلِ میت کا -

رشید احمد گنگوہی کی دُوسری خیانت

قارئین نے فتاویٰ عزیزیہ و دیگر فتاویٰ جات کی متنازعہ عبارات ملاحظہ فرمالیں - ان عبارات کے تحت فقہائے کرام کی اختلافی بحث تو آگے آ ہی رہی ہے - پہلے آپ رشید احمد گنگوہی کی دوسری بددیانتی اور شرمناک خیانت ملاحظہ فرمائیں -

فتاویٰ بزازیہ کی عبارت نقل کرتے ہوئے فتاویٰ رشیدیہ کے صفحہ چار سو بیس (۴۲۰) پر دوسری چار سو بیسی یہ کی گئی ہے کہ جہاں یہ جملہ "وجمع الصُلحاء والقرّاء" آتا ہے وہاں گنگوہی صاحب نے یُوں کر دیا ہے "وجمع الصُلحاء والفقراء" - چونکہ فتاویٰ بزازیہ کی دوسری عبارت میں ساتھ یہ تھا کہ "کَانَ لِلْفُقَرَاءِ حَسَنًا" یعنی فقیروں کیلئے کھانا تیار کرنا مستحسن اور بہتر ہے - اس لئے یہ چالاکی دکھائی کہ ایک تو "کَانَ لِلْفُقَرَاءِ حَسَنًا" نقل کرنا چھوڑ دیا اور دوسرے قُراء کو فُقراء کر دیا اور ترجمے میں بھی فُقراء ہی لکھ دیا - اور میت کیلئے صدقات و خیرات کرنے کا ہر دروازہ بند کر کے لمبے لیٹ گئے -

ع

"خدا لعنت کند این غاصبانِ دُزد طینت را"

مُنکرین کی خالی جھولی

پیشتر اس کے کہ فقہائے کرام کی اختلافی بحث کا آغاز کیا جائے قارئین کو چند باتیں ذہن نشین کرانا ضروری ہیں :-

● ایک یہ کہ جن فتاویٰ جات کی عبارات آپ ملاحظہ فرما چکے ہیں دیگر فقہاء کرام کی بحث کا انحصار انہی عبارتوں پر ہے اور خاص طور پر فتاویٰ بزازیہ کی عبارت ہے -

● دوسری بات یہ ہے کہ ان متنازعہ فیہ عبارات سے بھی مُنکرین کی خرافات کا کوئی جواز نہیں نکلتا - بلکہ :-

اِن عبارات کا حاصل یہ ھے

★ کہ میت کے پہلے دن اور تیسرے دن اور ساتویں دن کے بعد ضیافت کے طور پر کھانا پکانا اور ان دنوں میں قبروں پر لے جانا مکرُوہ ہے ★ اور کھانے کی دعوت دے کر صالحین اور قاریوں کو اکٹھا کر کے قرآن کا ختم اور سُورۂ انعام و اخلاص کا پڑھانا اس لئے مکروہ ہے کہ قرآن کی تلاوت کے وقت کھانا تیار کرنا مکرُوہ ہے ★ اور ضیافت کیلئے تین دنوں میں کھانا تیار کرنا اس لئے مکرُوہ ہے کہ ضیافت خوشی کے موقعہ پر ہوتی ہے نہ کہ غمی کے موقعہ پر ★ اور کھانا تیار کرنا فقراء و مساکین اور غرباء کیلئے حسن ہے اچھا ہے اور بہتر عمل ہے - ★ نیز فتاویٰ عالمگیریہ کی عبارت میں یہ وضاحت بھی موجود ہے کہ ایامِ مصیبت میں طعام تیار کرنا مکرُوہ ہے اُس کا کھانا مکرُوہ نہیں ★ ان عبارات میں یہ بھی وضاحت موجود ہے کہ اگر ورثاء نابالغ ہوں تو اُن کے ترکہ سے کھانا پکانا مکرُوہ ہے ★ فتاویٰ کبریٰ میں ابن حجر مکی مزید وضاحت کرتے ہیں کہ ان سات دنوں میں میت کی طرف سے صدقہ کے طور پر کھانا پکا کر دینا میت کیلئے بہت فائدہ مند بھی ہے اور اس سُنّت پر اجماعِ اُمت ہے

★ ان سب باتوں سے ثابت ہوتا ہے کہ جو کچھ مُنکرین فقہاء کی عبارات سے اَخذ کرنے کی کوشش کرتے ہیں وہ ان میں نہیں اور اس طریقہ سے بھی منکرین کی جھولی خالی ہے -

ہرگز نہیں ؟ بالکل نہیں

کیا فقہاء کی ان عبارات میں یہ باتیں موجود ہیں کہ :-

★ میت کیلئے ایصالِ ثواب کرنے سے روکا گیا ہے ! ہرگز نہیں ؟

★ میت کی طرف سے صدقات و خیرات کرنے سے منع کیا گیا ہے ! ہرگز نہیں ؟

★ پہلے دن تیسرے دن ساتویں دن کھانا تیار کرنے کو بدعت کہا گیا ہے ! بالکل نہیں ؟

★ اِن دِنوں کا کھانا کھانیوالوں کو بدعتی کہا گیا ہے ! بالکل نہیں ؟

★ ان دنوں میں کھانا پکانے کی ترغیب پیٹ کے پجاریوں نے دی ہے! ہرگز نہیں؟

★ ایسا کھانا پکانا سنّت کے خلاف بدعت کا مجاز ہے! ہرگز نہیں؟

★ کوئی ایسا اشارہ موجود ہے کہ ان دنوں کا کھانا حرام ہے! ہرگز نہیں؟

★ صالحین اور قاریوں کو ختم کیلئے جمع کرنے کو بدعت کہا گیا ہے! ہرگز نہیں؟

بلکہ یہ ہے

● کہ فقراء کیلئے کھانا تیار کرنا ان دنوں میں بہتر ہے ● اور یہ ہے کہ اگرچہ کھانا تیار کرنا مکروہ ہے لیکن اُس کا کھالینا مکروہ نہیں ● اور جن چیزوں کو مکروہ کہا ہے اُن کو بھی بعض شرطوں سے مشروط کیا ہے۔

پہلی شرط:- یہ ہے کہ ان دنوں میں وہ کھانا مکروہ ہے جو ضیافت کے طور پر پکایا جائے۔

دوسری شرط:- یہ ہے کہ قارئین اور صالحین کو کھانے کی دعوت دیکر قرآن مجید کا ختم اور سورۂ انعام و اخلاص کا پڑھانا مکروہ ہے کیونکہ تلاوت کے وقت کھانا تیار کرنا مکروہ ہے۔

تیسری شرط:- یہ ہے کہ ان دنوں میں ضیافت پکانا مکروہ ہے کہ یہ مصیبت کا وقت ہے اور ضیافت خوشی کے موقعہ پر ہوتی ہے۔

چوتھی شرط:- یہ ہے کہ میت کے وارث اگر نابالغ ہوں تو کوئی دوسرا اُن کے مال سے کسی طرح کا بھی کوئی خرچ نہ کرے جیسا کہ یتیموں کے مال سے نہ صرف ان دنوں کھانا تیار کرنا بلکہ کسی قسم کا صدقہ خیرات، حج وغیرہ بھی نہیں کیا جا سکتا۔

پانچویں شرط:- بقول صاحب فتاویٰ عالمگیریہ ان دنوں کھانا تیار کرنا مکروہ ہے اس کھانے کو کھانا مکروہ نہیں۔

اگر یہ سب کچھ تسلیم کرلیا جائے

اگرچہ دیگر فقہائے کرام نے ان مشروط عبارات پر بھی گرفت کی ہے جیسا کہ آپ آئندہ

صفحات میں پڑھ ہی لیں گے۔ تاہم اگر ان عبارات کو بھی چند لمحوں کیلئے تسلیم کرلیا جائے تو بھی منکرین کی ہولناک زیادتی کی کوئی بھی وجہ جواز نظر نہیں آتی۔ کیونکہ اوّل تو بعض فقہاء کی نظر میں یہ کھانا تیار کرنا مکروہ ہے کھانا مکروہ نہیں۔ دیگر یہ کہ سارے کے سارے فقہاء اسے مکروہ کہتے ہیں حرام نہیں کہتے۔ اور نہ ہی اس قسم کے کھانا تیار کرنے والے اور کھانے والوں کو بدعتی مشرک وغیرہ کے القاب سے نوازتے ہیں۔

کراہت اور بدعت کا فرق

فقہائے کرام کے نزدیک چھوٹی چھوٹی ایسی ہزاروں باتیں ہیں جن میں معمولی معمولی لغزشوں سے کراہت آجاتی ہے۔ اور اُن بیشمار کراہتوں کی لپیٹ میں نجدی وہابی اور دیوبندی وھابی ہر وقت آئے رہتے ہیں۔ اور وہ کراہتیں نہ تو گناہ کبیرہ کا درجہ رکھتی ہیں اور نہ صغیرہ کا، اور نہ ہی اُن سے ایمان کے چلے جانے کا کوئی جواز موجود ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ منکرین و مخالفین ایمان کے معاملہ میں پہلے ہی کورے ہیں۔ فقہائے کرام نے ان تمام باتوں کو محض مکروہ لکھا ہے مکروہ تحریمی نہیں لکھا۔ اسی سے قطعی طور پر ظاہر ہے کہ یہ مکروہ تنزیہی ہے اور مکروہ تنزیہی کے متعلق فقہا ہی یہ وضاحت کرتے ہیں کہ:-

کراہت تنزیہ

ان المکروہ تنزیہا لیس من الاثم فی شئ لا کبیرۃ ولا صغیرۃ ولا یستحق العبد بہ معاتبۃ۔

فتاویٰ رضویہ جلد دوم صفحہ ۱۰۲
مؤلفہ امام اہلسنّت شاہ احمد رضا خاں بریلوی قدس سرّہ العزیز

تحقیق مکروہ تنزیہی نہیں ہے گناہ سے کوئی چیز نہ کبیرہ اور نہ صغیرہ اور نہیں ہے کسی بندے کو حق کہ اس کا تعاقب کرے۔

نوٹ:- چونکہ یہ فقہا کا متفقہ فیصلہ ہے اس لئے زیادہ حوالہ جات کی ضرورت نہیں۔

بدعتِ ضالہ

کراہت تنزیہی کے متعلق آپ مندرجہ بالا سطور میں واضح ترین عبارت ملاحظہ فرما چکے ہیں جس کا صاف مطلب ہے کہ یہ نہ حرام ہے، نہ بدعت، نہ شرک ہے، نہ کفر ہے، نہ گناہ کبیرہ ہے اور نہ ہی گناہ صغیرہ۔ لیکن وہ بدعتِ ضالہ جو ہمارے ذمے لگا کر بدعتی کہا جاتا ہے اُس سے بڑی تو شاید کوئی گالی ہی نہیں۔ کیونکہ بدعتی کہنا ایسے ہی ہے جیسے کہ کسی کو کافر، مرتد اور دائمی جہنمی کہہ دیا جائے۔ جیسا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعدد فرامینِ مقدسہ سے ظاہر ہے کہ بدعتِ ضالہ جہنم میں لے جائے گی۔

چھلنی کیوں بولے؟

فقہائے احناف کی چھوٹی چھوٹی اور انتہائی معمولی معمولی باتوں پر بھی اسقدر احتیاط حنفی المشرب حضرات کی طبعی نفاست اور ذہنی پاکیزگی کی روشن ترین دلیل ہے۔ اس کے برعکس نجدی وہابیوں کے مکروہ عقائد کی وہ چھلنی جس میں سے ایمان و عرفان کی دولت مدتوں سے چھن کر بیوندِ خاک ہو چکی ہے۔ اور جس میں سوائے کفر و شرک اور بدعت و ضلالت کے سنگریزوں کی کھڑکھڑاہٹ کے کچھ بھی نہیں۔ وہ کھڑکھڑ کرتی ہوئی غلیظ چھلنی بھی جس وقت بولنے لگتی ہے تو یوں معلوم ہوتا ہے جیسے قیامت قریب آگئی ہو۔ اور حقیقت تو یہ ہے کہ اس سے بڑھ کر اور کونسی قیامت ہوگی کہ جن لوگوں کے نزدیک انتہائی نجس و ناپاک حرام اور مکروہ ترین اشیاء کا کھا پی لینا جائز اور من بھاتی غذا ہو وہ اُن لوگوں کو کراہت و اباحت کی تمیز کے مشورے دیتے ہیں۔ جن کے مسلک کی بنیاد ہی طہارت و پاکیزگی اور احتیاط و سلامتی پر ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ نجد کے برانچ آفس دیوبند کے کچھ لوگ نجدیوں کی ہمنوائی میں اپنے اسلاف کے عقائد اور مسلک سے ٹکرا کر کچھ واہی تباہی لکھ دیں

نجدی وہابیوں کی پسندیدہ پاکیزہ خوراک

نجدی وہابیوں کے کھانے کی چیزیں اُنکی تحریروں کے آئینے میں

اُنہیں کا قصّہ سنا رہا ہوں زباں میری ہے بات اُن کی!
اُنہیں کی محفل سنوارتا ہوں چراغ میرا ہے رات اُن کی

○

کچھوے[1] • کیکڑے[2] • گھونگے[3] • مینڈک[4] • مینڈکیاں[5] • پانی کے سانپ[6] گوہ[7] • تیندوے[8] • مگرمچھ[9] • گھڑیال[10] • سنسار[11] • جونکیں[12] • آدم خور مچھلیاں[13] • بجّو[14] • شیر کی چربی[15] • سؤر کی چربی، اگر یقین کی بجائے صرف شک ہو[16] • چوہڑوں کے پیشہ کی کمائی[17] • سؤر کا جوٹھا کھانا[18] کتّے کا گوشت • سؤر کا گوشت • مردار • کفّار کے جھٹکے کا گوشت • جنگل کے ہر قسم کے درندے۔

○

نجدی وہابیوں کے مشروبات

تاڑ کی شراب[1] • بیوی کا دودھ[2] • گائے بیل اور بچھڑوں کا پیشاب[3] • بھینس اور بھینسے کا پیشاب[4] • بکری اور بکرے کا پیشاب[5] • بھیڑ اور مینڈھے کا پیشاب[6] اونٹ اور اونٹنی کا پیشاب[7] • شیر اور شیرنی کا پیشاب[8] • گھوڑے اور گھوڑی کا پیشاب[9] • خرگوش کا پیشاب[10] • دُنبے کا پیشاب[11] • جس کنوئیں میں کتّا گر جائے اُس کا پانی • شراب • بہتا ہوا خون • سؤر اور سؤر کا جوٹھا پانی • گدھے کا پیشاب

۱ھ ہر بحری جانور حلال است:۔ (ترجمہ) سمندر کا ہر جانور حلال ہے۔ عرف الجادی مطبوعہ بھوپال صفحہ — مؤلفہ نواب صدیق حسن خان بھوپالی۔

۲ھ سوال:۔ کچھوا، کوکرا اور گھونگا حرام ہیں یا حلال؟ جواب:۔ ان تینوں سے شرع شریف نے پسند نہیں کیا لہذا حلال ہیں۔ فتاویٰ ثنائیہ جلد دوم۔ صفحہ ۔

۳ھ بجّو صید است۔ (ترجمہ) بجّو شکار ہے۔ عرف الجادی صفحہ ۱۲۵

۴ھ سرطان کی حرمت مجھے کسی آیت یا حدیث میں نہیں ملی اس لئے بحکم ذَرُوْنِیْ مَا تَرَکْتُمْ حلال ہے۔ ہفتہ وار اہلحدیث ۱۳ ؍ مئی ۱۹۳۳ء مفتی مولوی ثناء اللہ امرتسری۔

۵ھ شیر کی چربی کی ناپاکی کا ثبوت شرع میں مجھے نہیں ملا۔ ہفتہ وار اہلحدیث ۔ ۴؍ دسمبر ۱۹۳۱ء فتاویٰ ثنائیہ جلد دوم صفحہ ۱۱۸ مؤلفہ مولوی ثناء اللہ امرتسری۔

۶ھ بجوا حلال ہے۔ فتاویٰ ثنائیہ۔ جلد دوم صفحہ ۱۳۳

۷ھ اگر ۔ ۔ ۔ کی چربی کا یقین ہو جائے تو نہ کھائے محض شک سے ترک نہ کرے۔ فتاویٰ ثنائیہ جلد دوم۔ صفحہ ۹۱۔ رسالہ اہلحدیث۔ ۲۴؍ جون ۱۹۳۲ء

۸ھ سوال:۔ یہاں بلرام پور میں ایک گھر بھنگی کا مسلمان ہوا مگر اپنا پیشہ پاخانہ صاف کرنا نہیں چھوڑا۔ بہت سے لوگوں نے اس کے ساتھ کھانا پینا ملنا چھوڑ دیا ہے۔ وہ کہتے ہیں یہ پیشہ حرام ہے۔ جب تک یہ اپنا پیشہ نہیں چھوڑے گا ہم اس کے ساتھ کھانا وغیرہ میں شریک نہیں ہو سکتے۔ ہم اہلحدیثوں کو اس موقعہ پر کیا کرنا چاہیئے۔

جواب:۔ شخص مذکور مسلمان ہے مسلمان سمجھنا چاہیئے۔ پیشہ مذکور حرام نہیں محنت ہے (فتاویٰ ثنائیہ۔ جلد دوم صفحہ ۴۱۶)

۹ھ تاڑی حلال است۔ عرف الجادی صفحہ ۱۳۔ حوالہ ۲۔ تاڑ کا کھٹا میٹھا رس جسے پینے سے آدمی مدہوش ہو جاتا ہے اور برا بھلا تمیز نہیں ہوتا اس کو خمیر کہا جاوے گا اور اس کو پینا حلال ہے یا نہیں۔ (جواب) تاڑ کے رس میں صبح کے وقت نشہ نہیں ہوتا اس لئے پینا جائز ہے — فتاویٰ ثنائیہ۔ مطبوعہ مومن پورہ بمبئی۔ جلد دوم۔ صفحہ ۱۹۳

اس فتوے پر وہابیوں نے گرفت کی تو پھر یہ جواب دیا:۔ ھ

مستِ مئے الست ہوں تو بدگمان نہ ہو
اے شیخ میری شورشِ مستانہ دیکھ کر

۱۰ھ شیر زن کی حلت بالغ میں ثابت ہوتی ہے۔ اخبار اہلحدیث ۔ ۲۵؍ اپریل ۱۹۲۴ء مولوی ثناء اللہ

۱۱ھ سوال:۔ اونٹ کا پیشاب پینا مریض کیلئے حدیث میں ہے مگر بڑی مکروہ چیز ہے کیسے جائز ہوا۔

جواب:۔ جس کو نفرت ہو وہ نہ پیئے لیکن حلت کا خیال رکھے۔ ایسا ہی گائے بکری کے بول کے متعلق بھی آیا ہے۔ "لا باس ببول ما یوکل لحمہ"۔ (ترجمہ) نہیں حرج اس جانور کے پیشاب پینے میں جس جانور کا گوشت کھایا جا سکتا ہے۔ (فتاویٰ ثنائیہ جلد دوم صفحہ ۶۶)

۱۲ھ گھوڑے کے گوشت کے حلال ہونے میں نواب صدیق حسن خان عرف الجادی میں رقمطراز ہیں:۔

۱۳ھ پس اکل لحم حلال باشد۔ (عرف الجادی صفحہ ۲۳۶ صدیق حسن بھوپالی)

لا باس ببول الحمار۔ (مرعاۃ المفاتیح ۲۳۴) (عبید اللہ بن عبد السلام دہلوی)	کوئی حرج نہیں گدھے کے پیشاب میں۔

پس دعویٰ نجس عین بودن۔ سگ و خنزیر و پلید بودن خمر و دم مسفوح و عیون مردار ناتمام است۔ عرف الجادی صفحہ ۱۰۔ (ترجمہ) پس کتے سوٗر کو عین نجس کہنا اور شراب اور خون

۱۴ھ بہنے والے اور عین مردار کا پلید ہونا صحیح نہیں ۱۵ھ کل درندوں کا جوٹھا پاک ہے۔ فقہ محمدیہ کلاں صفحہ ۲۳

نوٹ ۱۔ سمندری جانوروں کی تفصیل خود تلاش کریں۔ مذکورہ بالا جانوروں کے نام مجھے یاد تھے جو میں نے لکھ دیئے۔
۲۔ جن جانوروں کا گوشت حلال ہے ان کی فہرست میں قارئین خود مزید اضافہ کر سکتے ہیں۔
۳۔ جب کتا، سوٗر، شراب، بہتا ہوا خون اور مردار نجس عین نہیں تو پھر صاف مطلب ہے کہ یہ سب کچھ ان کے نزدیک پاک ہے اور یہ سب کچھ وہابی حضرات کھا پی سکتے ہیں۔
۴۔ درندوں کی فہرست میں سوٗر وغیرہ کے علاوہ بھی قارئین کئی جانوروں کا اضافہ کر سکتے ہیں۔

۱۶ھ سوال:۔ چہ فرمایند علمائے دین دریں مسئلہ کہ اگر سگ در چاہ افتد چہ حکم است چاہ مذکور آں است

جواب:۔ اگر آب آں چاہ از افتادن سگ متغیر نہ شدہ است بلکہ حالِ خود است آں چاہ طاہر است۔ فتاویٰ نذیریہ جلد اوّل صفحہ ۲۰

ترجمہ سوال وجواب:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ اگر کتا کنوئیں میں گر جائے تو مذکورہ کنوئیں کیلئے کیا حکم ہے:۔

"اگر کتے کے گرنے سے پانی اس کنوئیں کا متغیر نہیں ہوا بلکہ اپنی اصلی حالت پر ہے تو وہ کنواں پاک ہے۔

۱۷ھ ذبائح اہلِ کتاب و دیگر کفار نزد وجود بسم اللہ یا نزد اکل آں است۔ عرف الجادی صفحہ ۱۱ (ترجمہ) اہلِ کتاب اور دوسرے کفار کا ذبیحہ جس پر ذبح کے وقت یا کھانے کے وقت بسم اللہ کہہ لیا جائے اس کا کھانا حلال ہے۔

دیوبندی وہابیوں کی نفیس غذا

چند مختصر نمونے اُن کی تحریروں کی آئینے میں

- اُنگلی سے نجاست چاٹنا • پاخانہ تناول فرمانا • ہولی کے تہوار پر ہندوؤں کے گھروں سے آئی ہوئی پوریاں، کچوریاں، حلوا، کھیلیں، کوّے کا گوشت

مشروب

- گنّوں کا وہ رس جس میں چمار ہاتھ دھو کر اپنے برتنوں میں پیش کریں۔

۱ہ ہاتھ کو کوئی نجس چیز لگی تھی اُس کو کسی نے زبان سے تین دفعہ چاٹ لیا تو بھی پاک ہو جاویگا۔
(بہشتی زیور۔ حصہ دوم۔ صفحہ ۷۹۔ اشرف علی تھانوی)

۲ہ انسان کو اپنا پاخانہ کھالینا عقل کی رُو سے جائز ہے۔ افاضات الیومیہ جلد۔ صفحہ مولوی اشرف علی

۳ہ ہولی وغیرہ کے تہوار پر ہندوؤں کے گھر کی پکی ہوئی اشیاء حلوا پوری وغیرہ کھالینا جائز ہیں۔ (فتاویٰ رشیدیہ۔ ص۔ مولوی رشید احمد)

۴ہ چماروں کے ہاتھوں سے نکالا ہوا گنّوں کا رس جس میں چماروں نے ہاتھ بھی ڈبو رکھے ہوں پی لینا جائز ہے۔ (فتاویٰ رشیدیہ۔ جلد دوم صفحہ ۱۷۱)

وہابیہ کے چند اور فتوے

کنوئیں میں کُتّا گر جائے تو پانی پاک ہے

سوال:۔ چہ می فرمایند علمائے دین دریں مسئلہ کہ اگر سگ در چاہ اُفتد چہ حکم است۔

ترجمہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ اگر کُتّا کنوئیں میں گر جائے تو کیا حکم ہے۔

جواب:۔ حکم چاہ مذکور آں است کہ اگر آب آں چاہ از افتادن سگ متغیر نہ شُدہ است بلکہ بر حال خود است آں چاہ طاہر است (فتاویٰ نذیریہ۔ جلد اوّل صفحہ ۲۰۷) مصنفہ نذیر حسین وہابی

ترجمہ:۔ مذکورہ کنوئیں کے بارے یہ حکم ہے کہ اگر اس کنوئیں کا پانی کُتّے کے گرنے سے تبدیل نہ ہُوا ہو اور اپنی حالت پر ہے تو وہ کنواں پاک ہے۔

مُردار جانوروں کی چربی پاک ہے

پہلے ایک حدیث ملاحظہ فرمادیں:۔

عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۔قال تصدق علی مولاۃ لمیمونۃ بشاۃ فماتت فمر بھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ۔فقال اخذتم اھابا بتغنوہ فانتفعتم بہ فقالوا انھا میتۃ فقال انما حرم اکلھا۔
بخاری شریف جلد۔ ص۔ مشکوٰۃ شریف ۱۲۶

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ اُمّ المومنین حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آزاد کردہ لونڈی کو ایک بکری صدقہ دی گئی۔ وہ مر گئی تو حضورؐ نے اُس کو دیکھ کر فرمایا اس کی کھال کیوں نہ لے لیا۔ اُس کو دباغت دیدیتے اور فائدہ اُٹھاتے لوگوں نے عرض کیا کہ یہ تو مُردار ہے تو آپ نے فرمایا بیشک اس کا کھانا حرام ہے۔

وہابیوں کا فتوے

مندرجہ بالا حدیث نقل کرکے مولوی عبداللہ روپڑی فتاویٰ اہلحدیث میں لکھتا ہے کہ:۔

"مُردار کا کھانا حرام ہے اس سے دوسرا ہر قسم کا انتفاع درست ہے اور یہاں اسطرح ہے کیونکہ چربی موٹے تازے حیوان میں ہوتی ہے۔ خدا جانے وہ بکری بیچاری کس حالت میں مری ہوگی۔ اسلئے احتمال ہے کہ چربی نہ ہونے کی وجہ سے آپ نے چربی کا ذکر نہ کیا ہو یا چربی ہو لیکن چمڑہ چونکہ بڑے فائدے کی شے ہے اس لئے اس پر اکتفا کی خاص کر معمولی چربی کیلئے مُردار کی اتنی چیر پھاڑ کون کرتا ہے۔ چوہڑے چمار بھی نہیں

شئ كان هذا؟ قال فى عكة ضب؟ قال ارفعه۔
مشکوٰۃ شریف مترجم ص ۱۸۶ ج۲

روٹیوں کو اٹھالے۔

★

پسند اپنی اپنی

اس میں شک نہیں کہ بعض روایتوں میں ایسا بھی آیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے گوہ کا گوشت لایا گیا تو آپ نے فرمایا میں نہیں کھاتا۔ لیکن ان کو منع نہیں فرمایا۔ لیکن جب ایسی احادیث مبارکہ موجود ہیں جن میں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صاف طور پر منع فرمانے کی صراحت بھی موجود ہے۔ حتیٰ کہ گوہ کے چمڑے کی کپی سے اسقدر نفرت ہے کہ اس میں ڈالے ہوئے گھی سے چپڑی ہوئی روٹیاں آپ نے اپنے دسترخوان سے اٹھوا دیں۔ تو آخر اس قسم کی کراہت آمیز اور مشکوک غذا کے بغیر وہابیہ کا گذارا کیوں نہیں ہوتا۔ گذارا ہو یا نہ ہو ہمیں اس سے غرض نہیں۔ دیکھنا تو یہ ہے کہ خوراک کے معاملہ میں جن لوگوں کا طبعی میلان مکروہ ترین اشیاء کی جانب ہو وہ کس طرح نفیس اور پاکیزہ غذا کو پسند کر سکتے ہیں۔ ایسے لوگوں کا خوشبودار حلوے اور کھیر وغیرہ کے خلاف احتجاج ٹھیک ہی معلوم ہوتا ہے۔ بصورت دیگر ان کی موت واقع ہو جانے کا بھی شدید خطرہ ہے۔ یہاں ہمیں اسی قسم کی ایک حکایت یاد آ رہی ہے جو ہدیۂ قارئین ہے۔

حکایت

وہ حکایت اس طرح ہے کہ ایک بادشاہ کے ماہی گیر کی بیوی بادشاہ کے مالی کی بیوی کی سہیلی بن گئی۔ ایک دن مالی کی بیوی نے ماہی گیر کی بیوی کی دعوت پکائی اور بصد اصرار رات اپنے پاس ٹھہرانے پر بھی رضامند کر لیا۔ مالی کی رہائش گاہ باغ کے ایک کونے میں تھی۔ رات کے پچھلے پہر جب قسم قسم کے پھولوں کی مشام جان کو معطر کر دینے والی عنبر بار خوشبوئیں فرحت بار ہواؤں کے دوش پر سوار ہو کر ماہی گیر کی بیوی کے سانس کے ذریعہ دماغ سے ٹکرائیں تو اس بیچاری کا دماغ پھٹ گیا اور نتیجۃً اسی وقت ہلاک ہو گئی۔ بالکل اسی طرح ان لوگوں کا حال ہے۔

گوہ کے گوشت کی تحقیق

گوہ کے متعلق وہابیہ کا فتوی تو آپ پڑھ ہی چکے ہیں اب رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے ارشادات ملاحظہ فرمائیں:۔

ابوداؤد شریف۔ مشکوٰۃ شریف

عن عبد الرحمٰن ابن شبل انّ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نھی عن اکل "لحم الضب"۔
ابوداؤد جلد ۲ ص ۔ مشکوٰۃ شریف ص ۱۲۸

حضرت عبد الرحمٰن بن شبل رضی اللہ تعالےٰ عنہ روایت کرتے ہیں۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے گوہ کا گوشت کھانے سے منع فرمایا ہے۔

گوہ کا چمڑہ

مسئلہ یہ ہے کہ مردار جانور کا چمڑہ دباغت کے بعد پاک ہو جاتا ہے اور یہ نصوص حدیث سے بھی ثابت ہے اور متفقہ علیہ بھی ہے مگر گوہ کے چمڑے کی کراہت پھر بھی ختم نہیں ہوتی۔ ملاحظہ فرمائیے حدیث مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء

ابوداؤد شریف۔ مشکوٰۃ شریف

عن ابن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وددت ان عندی خبزۃ بیضاء من سمراء ملبقۃ بسمن ولبن فقام رجل من القوم فاتخذہ فجاء بہ فقال فی ای

ایک بار حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں گھی سے تر کی ہوئی روٹیاں پیش کی گئیں۔ آپ نے فرمایا یہ گھی کس برتن میں تھا۔ عرض کیا گیا کہ گوہ کے چمڑے کی کپی میں۔ تو آپ نے فرمایا کہ ان

نجاست کے پُتلے

گھوڑوں، اُونٹوں، بیلوں، بھینسوں، بھیڑوں وغیرہ جانوروں کے پیشاب کو پاک سمجھنے اور اپنے مشروبات کا جزوِ اعظم سمجھنے والے نجدی وہابیوں کی ایک کمال شرانگیزی اور بدترین گستاخی ملاحظہ فرمائیں۔ یہ وہ گُستاخی ہے جسے کوئی نجاست کا پتلا اور انتہائی شقی القلب ہی کر سکتا ہے۔

بدترین گُستاخی

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بول مبارک ناپاک اور نجس ہے؟ معاذ اللہ۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ ایک صحابیہ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بول مبارک پانی سمجھ کر نوش کر لیا۔ جب اُسے پتہ چلا تو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تمہارے پیٹ میں کبھی درد نہیں ہوگا۔ اس حدیث کو صحیح حدیث تسلیم کر لینے کے باوجود امام الوہابیہ عبداللہ روپڑی اپنے فتاویٰ میں لکھتا ہے:۔

فتاویٰ اہلحدیث

"اس روایت سے آپ کے پیشاب کا پاک ہونا ثابت نہیں ہوتا کیونکہ غلطی سے پیا گیا ہے رہا آپ کا یہ فرمان کہ تیرے پیٹ میں درد نہیں ہوگا یہ علاج ہے بعض نجس چیز بھی علاج بن جاتی ہے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ چونکہ اُس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت کی وجہ سے سُوئی تھی اس لئے اُس نجس چیز کو اُس کیلئے شفا بنا دیا۔ بہرحال اس فعل کو طہارت کی دلیل بنانا غلط ہے۔"

(فتاویٰ اہلحدیث مطبوعہ سرگودہا جلد اوّل صفحہ ۲۵۱ مصنف عبداللہ روپڑی)

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بول مبارک

حدثنا احمد بن سلیمان قال ثنا الحسن بن اسحاق ثنا عثمان بن ابی شیبة قال ثنا شبابة من سواء قال ثنا ابو مالك نخعی عن الاسود بن قیس عن نبیح العنزی عن ام ایمن رضی الله عنها۔ قالت: قام رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم من اللیل الی فخارة فی جانب البیت۔ فبال فیها۔ فقمت من اللیل و انا عطشانة فشربت ما فیها وانا لا اشعر فلما اصبح النبی صلی الله علیه وآله وسلم قال یا ام ایمن قومی فاهریقی ما فی تلك الفخارة۔ قالت قد والله شربت ما فیها۔ قالت فضحك رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم حتی بدت نواجذه ثم قال لا تجعین بطنك ابدا۔

دلائل النبوة۔ ابو نعیم صفحہ ۳۸۱ مطبوعہ حیدر آباد دکن

المستدرک للحاکم۔ جلد ۴ صفحہ ۶۴ مطبوعہ حیدر آباد دکن

حدیث بیان کی سلیمان نے کہا بیان کیا اسحاق نے اُن سے عثمان بن ابی شیبہ نے کہا بیان کیا شبابہ بن سواء نے ابو مالک نخعی سے سُنا اُنہوں نے ابو مالک نخعی سے اُنہوں اسود بن قیس سے اُنہوں نے نبیح عنزی سے کہا روایت بیان کی اُم ایمن رضی اللہ عنہا کہا۔ کھڑے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رات کو پیالہ لے کر گھر کی طرف اُس پیالہ میں آپ کا بول مبارک تھا میں اُٹھی رات کو اور تھی میں پیاسی پس پی لیا میں نے جو اُس میں تھا اور میں نہیں جان سکی۔ پس جب صبح ہوئی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے اُم ایمن جو کچھ اُس پیالے میں ہے انڈیل دو۔ میں نے عرض کیا تحقیق واللہ میں نے پی لیا جو اُس میں تھا۔ اُم ایمن رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسکرائے حتیٰ کہ آپ کے دندان مبارک ظاہر ہو گئے۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کبھی تمہارے پیٹ میں درد نہیں ہوگا۔

مواہب لدنیہ شریف

مندرجہ بالا حدیث کے آخری الفاظ مواہب اللدنیہ شریف میں اس طرح ہیں:۔

قال اما واللہ لا یجعن بطنک ابدا -

فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے واللہ کبھی تمہارے پیٹ میں درد نہیں ہوگا۔

حدیث بیان کرنے کے بعد صاحب مواہب اللدنیہ یوں رقمطراز ہیں:-

قال شیخ الاسلام ابن حجر قد تکاثرت الادلۃ علی طہارۃ فضلاتہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم - (مواہب اللدنیہ شریف مطبوعہ مصر صفحہ ۱۴۰ مؤلفہ علامہ یوسف بن اسمٰعیل نبہانی)

شیخ اسلام ابن حجر فرماتے ہیں تحقیق حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فضلات مبارکہ کی طہارت پر کثرت سے دلائل موجود ہیں۔

خصائص کبریٰ (سیوطیؒ) شفا شریف (قاضی عیاضؒ)

خصائص کبریٰ شریف میں یہ حدیث اس طرح ہے:-

اخرج الحسن بن سفیان فی مسندہ ابو یعلی والحاکم والدار قطنی و ابو نعیم عن ام ایمن رضی اللہ عنہا قالت - قام النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم من اللیل وانا عطشانۃ فشربت ما فیہا فلما اصبح اخبرتہ فضحک وقال انک لن تشتکی بطنک بعد یوم ھذا ابدا -

خصائص کبریٰ مطبوعہ حیدرآباد دکن جلد اول صفحہ ۷۱
شفا شریف مطبوعہ مصر

بیان کیا حسن بن سفیان نے مسند ابو یعلی سے اور حاکم اور دار قطنی اور ابو نعیم سے روایت بیان کی ام ایمن رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے - کہا کھڑے ہوئے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رات کو اور میں پیاسی تھی پس پی لیا میں نے جو کچھ تھا اس (پیالے) میں - پس جب صبح حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خبر ہوئی تو آپ مسکرائے اور فرمایا کہ اس دن کے بعد کبھی تمہارے پیٹ میں درد نہیں ہوگا -

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا براز مبارک

خصائص کبریٰ ● دلائل النبوۃ ● مواہب اللدنیہ

عن لیلی مولاۃ عائشۃ - قالت: قلت یا رسول اللہ - انک تدخل الخلاء فاذا خرجت دخلت اثرک فما اری شیئا الا انی اجد رائحۃ المسک -
خصائص کبریٰ ۶۸/۱ دلائل النبوۃ ۳۸۱/۱

ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خادمہ حضرت لیلیٰ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ جب آپ بیت الخلا میں تشریف لیجا کر واپس آتے ہیں تو میں وہاں جا کر دیکھتی ہوں وہاں خوشبو کے سوائے کوئی چیز نہیں پاتی۔

عن عائشۃ رضی اللہ عنہا قالت! دخل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لقضاء حاجتہ فدخلت فلم ار شیاء و وجدت ریح المسک -
خصائص کبریٰ ۶۸/۱

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قضائے حاجت کیلئے تشریف لے جاتے۔ پس میں داخل ہوتی۔ پس نہ دیکھتی میں کوئی شے اور پاتی وہاں خوشبو دار ہوا۔

واخرج الحکیم الترمذی عن طریق عبد الرحمٰن بن قیس الزعفرانی عن عبد الملک ابن عبد اللہ بن ولید عن ذکوان ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لم یکن یری

اور روایت بیان کی حکیم ترمذی نے عبد الرحمٰن بن قیس زعفرانی کے طریق سے، عبد الملک بن عبد اللہ بن ولید سے انہوں نے ذکوان سے تحقیق نہیں دیکھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ سورج میں اور نہ

الطعام الی القبر فی المواسم واتخاذ
الدعوۃ بقراءۃ القرآن وجمع الصلحاء
والقراء للختم اولقراءۃ سورۃ الانعام
اوالاخلاص والحاصل ان اتخاذ الطعام
عند قراءۃ القرآن لاجل الاکل یکرہ
وفیہا فی کتاب الاستحسان وان اتخذوا
طعاما للفقراء کان حسنا انتھی ولا
یخلوا عن نظر لانہ لادلیل علی الکراھۃ
الاحدیث جریر بن عبد اللہ المتقدم
وانما یدل علی کراھۃ عند الموت
فقط علی انہ قد عارضہ مارواہ
الامام احمد بسند صحیح وابوداؤد عن
عاصم بن کلیب عن ابیہ عن رجل من
الانصار قال خرجنا مع رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم فی جنازۃ فرایت
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وھو علی
القبر یوصی الحافر یقول اوسع من قبل
رجلیہ اوسع قبل راسہ فلما رجع
استقبلہ داعی امراتہ فجاء وجیئ
بالطعام فوضع یدہ ووضع القوم
فاکلوا ورسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
یلوک لقمۃ فی فیہ ثم قال انی اجد
لحم شاۃ اخذت بغیر اذن اھلھا
فسئلت المراۃ تقول یارسول اللہ انی
ارسلت الی البقیع اشتری شاۃ فلم

ساتویں دن اور لے جانا طعام کا ان دنوں میں
قبر پر اور دعوت پکانا قاریوں اور صالحین کیلئے
واسطے ختم قرآن کے اور پڑھنے سورۃ انعام
واخلاص کیلئے اور اس کا مقصد یہ ہے کہ
قرأت قرآن کے وقت کھانا تیار کرنا مکروہ ہے
اور کتاب الاستحسان میں ہے تیار کرنا طعام فقرا
کیلئے بہتر ہے (انتہیٰ) اور ان کی کراہت کی
دلیل محل نظر نہیں سوائے حدیث جریر بن عبد اللہ
کے اور ان کی دلیل کراہت صرف موت کے
وقت ہے اور یہ متعارض نہیں۔ روایت
کرتے ہیں امام احمد اور ابو داؤد صحیح
سند سے عاصم بن کلیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ
سے وہ اپنے باپ سے وہ ایک شخص انصاری
سے کہ پس گئے ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وآلہٖ وسلم کے ساتھ ایک جنازہ کیلئے اور
دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم
کہ آپ قبر پر تھے اور گورکن کو فرما رہے
تھے کہ قبر کو پاؤں کی طرف سے وسیع کرو اور
سر کی طرف سے کھلا کرو۔ اور پھر جب واپس
ہوئے تو اس میت کی بیوی کی طرف سے
آپ کو دعوت دی گئی۔ آپ تشریف لے گئے
مع ساتھیوں کے اور لایا گیا کھانا۔ پس
شروع کیا آپ نے اور صحابہؓ نے اور رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم لقمہ چباتے رہے اور نگلتے
نہیں تھے۔ اور پھر فرمایا کہ یہ گوشت جس بکری کا

اجد فارسلت الی رجالی
قد اشتری شاۃ ان یرسل
الی بثمنھا فلم یجد فارسلت
الی امراۃ فارسلت بھا الی
فقال صلی اللہ علیہ وسلم
اطعمیہ الاساری فھذا یدل
علی اباحۃ وضع اھل المیت
الطعام والدعوۃ الیہ۔

فتاویٰ حلبی کبیری
مطبوعہ مطبع عارف آفندی (سندھ)
صفحہ ۶۰۹

ہے وہ بغیر اجازت اس کے مالک کے لائی
گئی۔ اور پھر اس عورت سے استفسار فرمایا تو
اس نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
ایک شخص کو منڈی سے بکری خریدنے کیلئے
بھیجا تھا مگر وہاں سے نہ مل سکی۔ اور پھر ہمسائے
کے گھر پیغام بھیجا کہ تم نے جو بکری خریدی ہے
وہ قیمت لیکر دیدو لیکن وہ گھر نہیں تھا اور اس
کی بیوی نے وہ بکری بھیج دی تو حضور صلی اللہ
علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ یہ کھانا قیدیوں
کیلئے بھیجدو" اور یہ دلیل ہے اہل میت کے
گھر کھانا تیار کرنے کی اباحت پر اور دعوت
دینے پر"

★

دوسری ٹکر

فتاویٰ شامی، فتاویٰ حلبی کبیری کے تعاقب میں

روی الامام احمد وابن ماجہ باسناد
صحیح عن جریر بن عبد اللہ قال کنا نعد
الاجتماع الی اھل المیت وصنعھم الطعام
من النیاحۃ اھ وفی البزازیۃ ویکرہ
اتخاذ الطعام فی الیوم الاول والثالث
وبعد الاسبوع ونقل الطعام الی القبر
فی المواسم واتخاذ الدعوۃ لقراءۃ
القرآن وجمع الصلحاء والقراء للختم

روایت کیا امام احمد اور ابن ماجہ نے باسناد
صحیح حضرت جریر بن عبد اللہ سے۔ کہا ہم اہل میت
کے گھر جمع ہونے اور جمع ہونے والوں کیلئے
کھانا تیار کرنے کو نوحہ سمجھتے تھے۔ اور بزازیہ
میں ہے کہ مکروہ ہے کھانا تیار کرنا پہلے دن
اور تیسرے دن اور بعد ساتویں دن کے اور
ان دنوں کھانا لے جانا قبر پر اور دعوت پکانا
صالحین اور قاریوں کیلئے واسطے ختم قرآن اور

او لقراءة سورة الانعام او الاخلاص و
الحاصل ان اتخاذ الدعوة عند قراءة
القرآن لاجل الاكل يكره وفيها
من كتاب الاستحسان وان اتخذ
طعاما للفقراء كان حسنا اھ واطال
فی ذالك فی المعراج وقال وهذه
الافعال كلها للسمعة والرياء
فيحترز عنها لانهم لا يريدون
بها وجه الله تعالیٰ اھ وبحث هنا
فی شرح المنية بمعارضة حديث
جرير المارّ بحديث آخر فيه انه عليه
الصلوٰة والسلام دعته امراة رجل
میّت لما رجع من دفنه فجاء وجيئ
بالطعام اقول وفيه نظر فانه
واقعة حال لا عموم لها مع احتمال
سبب خاص بخلاف ما فی حديث جرير
علی انه بحث فی المنقول فی مذهبنا
ومذهب غيرنا كالشافعية والحنابلة
استدلالا بحديث جرير المذكور
علی الكراهة ولا سيما كان فی الورثة
صغار او غائب مع قطع النظر عما يحصل
عند ذالك غالبا من المنكرات الكثيرة
كايقاد الشموع والقناديل التی لا
توجد فی الافراح وكدق الطبول
والغناء بالاصوات الحسان واجتماع

سورۃ انعام واخلاص کی تلاوت کیلئے مقصد
اس کا یہ ہے کہ دعوت پکانا قرأت قرآن کے
وقت ان کے کھانے کیلئے مکروہ ہے۔ اور
بزازیہ کی کتاب الاستحسان میں ہے کہ تیار کرنا
طعام فقراء کیلئے اچھا ہے انتہی۔ اور فتاویٰ
معراج میں ہے اور کہا یہ تمام افعال سمعہ اور
ریا سے ہیں پس ان سے احتراز کیا جائے نہیں
ارادہ اس سے خدا واسطے کا اور بحث اس کی
شرح منیہ (حلبی کبیری) میں معارض حدیث جریر کے
یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دعوت دی
میّت کی بیوی نے جس وقت کہ آپ دفن کے بعد
تشریف لا رہے تھے۔ پس آپ گئے اور لایا گیا
کھانا کھایا گیا اور یہ واقعہ محل نظر ہے۔ نہیں عموم
مع احتمال سبب خاص کے خلاف حدیث جریر کے
بحث اس کی منقول ہے مذہب ہمارے اور
مذہب دوسروں کے شافعی وحنبلی دلیل لاتے ہیں
مذکورہ حدیث جریر کے اوپر کراہت کے اور نہیں۔
جبکہ ورثا نابالغ یا غائب ہوں۔ قطع نظر
اس کے غالب ہیں منکرات کثیرہ۔ جلانا شمعوں
اور قندیلوں کا۔ نہیں پایا جاتا اس میں فرحتوں
سے آلات غنا اور اچھی آواز سے گانا۔
نیز عورتوں اور مردوں کا اجتماع اور
اجر لینا اوپر ذکر اور قرأت قرآن وغیرہ کے
جو کہ مشاہدہ ہوتا ہے اس زمانہ میں۔
اور نہیں شک اس کے بطلان اور حرمت

النساء والمردان واخذ الاجرة علی الذكر
وقرأة القرآن وغير ذالك مما هو فی
هذا الزمان وما كان كذالك فلا شك
فی حرمته وبطلان الوصية به ولا حول
ولا قوة الا بالله العلی العظيم۔

میں اور بطلان وصیت اس کی کے۔
ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم

تیسری ٹکر

فتاویٰ طحطاوی علی المراقی الفلاح فتاویٰ شامی کے تعاقب میں

قال فی البزازية ويكره اتخاذ
الطعام فی اليوم الاول والثالث و
بعد الاسبوع ونقل الطعام الی المقبرة فی
المواسم واتخاذ الدعوة لقراءة القرآن
وجمع الصلحاء والقراء للختم او لقراءة
سورة الانعام او الاخلاص اھ قال
البرهان الحلبی ولا يخلو عن نظر لانه
لا دليل علی الكراهة الا حديث جرير
المتقدم وهو ما رواه الامام احمد
وابن ماجه باسناد صحيح عن جرير بن
عبد الله كنا نعد الاجتماع الی اهل
الميّت وصنعهم الطعام من النياحة
اھ يعنی وهو فعل الجاهلية انما يدل
علی كراهة ذالك عند الموت فقط انه
قد عارضه ما رواه الامام احمد ايضا

کہا بزازیہ میں کہ مکروہ ہے پکانا طعام کا
پہلے دن اور تیسرے دن اور بعد ہفتہ کے
اور لے جانا کھانے کا قبر پر ان دنوں میں
اور دعوت پکانا صالحین اور قاریوں کی
قرآن پڑھنے کے لئے جمع کر کے واسطے
ختم کے اور سورۃ انعام و اخلاص کے
پڑھنے کے (انتہی) کہا برہان حلبی نے
نہیں خالی یہ دلیل محل نظر سے اور نہیں
دلیل اوپر کراہت کے سوائے حدیث جریر بن
عبداللہ کے جسے روایت کیا امام احمد و
ابن ماجہ نے صحیح سندوں کے ساتھ حضرت
جریر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ ہم
اہل میّت کے گھر جمع ہونے اور جمع ہونیوالوں
کیلئے کھانا تیار کرنے کو نیاحت سمجھتے تھے (انتہی)
یعنی وہ فعل جہالت دلیل ہے اوپر کراہت کے

بسند صحیح ابوداؤد عن عاصم بن
کلیب عن ابیہ عن رجل من
الانصار قال خرجنا مع
رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ و آلہ
وسلم فی جنازۃ فلما رجع
استقبلہ داعی امرأتہ فجاء
وجیٔ بالطعام فوضع یدہ و وضع
القوم فاکلوا و رسول اللّٰہ صلّی اللّٰہ
علیہ وسلم یلوک اللقمۃ فی فیہ الحدیث
فھذا یدل علی اباحۃ صنع اھل المیّت
الطعام والدعوۃ الیہ بل ذکر فی
البزازیۃ ایضا من کتاب الاستحسان
وان اتخذ طعاما للفقراء کان حسنا
اھ وفی استحسان الخانیۃ وان اتخذ
ولی المیّت طعاما للفقراء کان حسنا
الا ان یکون فی الورثۃ صغیر
فلا یتخذ ذالک من الترکۃ اھ۔

طحطاوی علی مراقی الفلاح مطبوعہ مصر
جلد اوّل صفحہ ۳۷۴

اور یہ ہے صرف موت کے وقت اور یہ
معارض نہیں۔ جو روایت بیان کی امام احمد
اور ابوداؤد نے صحیح سند کے ساتھ
عاصم بن کلیب سے اُنہوں نے اپنے باپ
سے اُنہوں نے ایک شخص انصار میں سے
کہا کہ گئے ہم حضور صلّی اللّٰہ علیہ و آلہٖ وسلم کے
ساتھ ایک جنازہ پر۔ پس جب واپس ہوئے تو
مرنے والے کی بیوی نے دعوت بھجوائی۔
پس آپ تشریف لے گئے اُس کے گھر اور
کھانا لایا گیا تو شروع کیا گیا کھانا مع صحابہ کرام
کی جماعت کے لیکن حضور صلی اللّٰہ علیہ و آلہٖ وسلم
لقمہ چباتے تھے۔" اور یہ دلیل ہے اہلِ میّت
کے کھانا تیار کرنے اور دعوت پکانے پر۔ بلکہ
بزازیہ کی کتاب الاستحسان میں ہے کہ تیار کرنا کھانا
واسطے فقیروں کے اچھا ہے۔ (انتہیٰ) اور
استحسان الخانیہ میں ہے کہ طعام تیار کرنا فقیروں
کے واسطے میّت کے ولی کا مستحسن ہے جبکہ
میّت کے ورثا نابالغ ہوں۔ پس نہ تیار کیا جائے
کھانا اُن کے ترکہ سے (انتہیٰ)

طحطاوی علی الدُّرُّ المختار

قال فی شرح الملتقی ویستحب
بجیران اھل المیّت والاقرباء
صنعۃ طعام لھم یشبعھم

کہا شرح ملتقی میں اور مستحب ہے
کھانا پکانا ہمسایوں اور اقرباء کا اہلِ میّت
کے لئے ایک دن اور ایک رات کھلانے کے

یومھم ولیلتھم اھ وفی البحر
عن الخانیۃ وان اتخذ ولی
المیّت طعاما للفقراء کان
حسنا اذا کانوا بالغین و ان
کان فی الورثۃ صغیر لم یتخذ
ذالک من الترکۃ۔ اھ

طحطاوی علی الدّر المختار
مطبوعہ مصر۔ جلد اوّل۔ صفحہ ۳۸۲

لئے (انتہیٰ) اور فتاویٰ خانیہ سے بحر الرائق
میں ہے اور کھانا تیار کرنا میّت کے ولیوں
کا فقیروں کے واسطے بہتر ہے۔ جبکہ وہ
بالغ ہوں۔ اور کہا اگر وارث چھوٹے ہوں
تو نہ کھانا پکایا جائے اُن کے ترکہ سے۔

مرقاۃ شرح مشکوٰۃ

ملّا علی قاری

عاصم بن کلیب کی اُس حدیث کی شرح میں جس میں کہ ہے کہ حضور صلّی اللّٰہ علیہ و آلہٖ وسلم نے اہلِ میّت
کی اُسی دن دعوت قبول فرما کر کھانا تناول فرمایا۔ ملّا علی قاری لکھتے ہیں:۔

ھذا الحدیث بظاھرہ یرد علی ما
قررہ اصحاب مذھبنا من انہ یکرہ
اتخاذ الطعام فی الیوم الاوّل اوالثالث
أو بعد الاسبوع کما فی البزازیۃ وذکر
فی الخلاصۃ انہ لا یباح اتخاذ الضیافۃ
عند ثلاثۃ ایام وقال الزیلعی و لا
باس بالجلوس للمصیبۃ الی ثلاث
من غیر ارتکاب محظور من فرش
البسط والاطعمۃ من اھل المیت
و قال ابن الھمام یکرہ اتخاذ الضیافۃ
من اھل المیّۃ والکل عللوہ بانہ

"یہ حدیث بظاہر ہمارے مذہب کے
اصحاب کی تقریر کا ردّ کرتی ہے۔ اس طرح کہ
مکروہ ہے پکانا طعام پہلے دن اور تیسرے
دن اور بعد سات دنوں کے جیسا کہ فتاویٰ
بزازیہ میں ہے اور ذکر کیا گیا خلاصتہ الفتاویٰ
میں نہیں مباح پکانی ضیافت نزدیک تین دنوں
کے اور کہا زیلعی نے اور نہیں حرج اکٹھے ہونا
واسطے مصیبت کے تین دن علاوہ اس کے
کہ ممنوع ہے فرش بچھانا اور کھانا کھانا اہلِ
میّت سے ۔۔ اور کہا ابن ہمام نے مکروہ ہے
پکانا ضیافت کا اہلِ میّت سے اور سبنے

شرع فی السرور لا فی الشرور قال وهی بدعة مستقبحة روى الامام احمد وابن حبان باسناد صحیح عن جریر بن عبد الله قال كنا نعد الاجتماع الى اهل الميت وضعهم الطعام من النياحة انتهى فينبغى ان يقيد كلامهم بنوع خاص من اجتماع يوجب استحياء اهل بيت الميت فيطعمونهم كرها او يحمل على كون بعض الورثة صغيرا أو غائبا اولم يعرف رضاه او لم يكن الطعام من عند احد معين من مال نفسه لا من مال الميت قبل قسمته و نحو ذالك وعليه يحمل قول قاضی خان يكره اتخاذ الضيافة فی ايام المصيبة لانها ايام تاسف فلا يليق بها ما يكون للسرور وان اتخذ طعاما للفقراء كان حسنا واما الوصية باتخاذ الطعام بعد موته ليطعم الناس ثلاثة ايام فباطلة على الاصح وقيل يجوز ذالك من الثلث وهو الاظهر۔ (مرقاة شرح مشکوٰة ملا علی قاری مطبوعہ ملتان ص ۲۲۳ جلد ۱۱)

اس کی وجہ یہ بتائی ہے کہ ضیافت خوشی کے موقع پر مشروع ہے نہ کہ مصیبت کے وقت۔ کہا اور یہ بری بدعت ہے۔ روایت بیان کی امام احمد اور ابن حبان نے صحیح سند سے حضرت جریر بن عبداللہ سے کہا ہم اہل میت کے گھر اکٹھا ہونے اور ان کا کھانا تیار کو نوحہ گری سمجھتے تھے۔ انتہی پس مناسب ہے کہ ان کا کلام مشروط کیا جائے خاص نوعیتوں سے ایسے اجتماع کو جو اہل میت کیلئے شرمندگی کا باعث بنے اور وہ کچھ نہ کچھ کھلانے پر مجبور ہو جائیں اور یا محمول کیا جائے گا کہ میت کے بعض وارث نابالغ ہوں یا غائب ہوں انکی رضا مندی معلوم نہ ہو یا یہ کہ ان کے پاس کھانا نہ ہو ان کا ذاتی یا میت کے مال کی تقسیم ابھی نہ ہوئی ہو۔ اور یا اس قسم کی کوئی اور وجہ بن جائے۔ اور قول قاضی خاں کا اسی پر محمول ہے کہ مکروہ ہے ضیافت تیار کرنا مصیبت کے دنوں۔ اس لئے کہ وہ افسوس کے دن ہیں ان میں مناسب نہیں جو خوشی کے دنوں میں ہونا چاہیئے۔ اور تیار کرنا کھانا فقراء کے لئے مستحسن ہے۔ اور لیکن یہ وصیت کرنا کہ موت کے بعد تین دن تک کھانا کھلایا جائے درست نہیں صحیح روائیتوں سے اور بعض نے کہا ہے کہ جائز ہے اور یہ واضح ہے۔

مظاہر حق شرح مشکوٰۃ

ظاہر اس حدیث سے اعتراض وارد ہوتا ہے ان روایتوں پر کہ بیان کی ہیں علمائے مذہب ہمارے نے کہ مکروہ ہے کھانا طعام کا پہلے دن یعنی میت مراد ہے یا تیسرے دن یا بعد ہفتہ کے کما فی البزازیة اور خلاصہ میں ذکر کیا گیا ہے نہیں مباح ہے کرنا ضیافت کا تیسرے دن اور کہا زیلعی نے کہ نہیں مضائقہ ہے بیٹھنے کا میت کیلئے تین دن تک بغیر مرتکب ہونے ممنوع چیزوں کے کہ وہ بچھانا بچھونوں کا ہے اور کرنا کھانے کا اہل میت کی طرف سے اور کہا ابن ہمام نے مکروہ ہے کرنا ضیافت کا اہل میت کی طرف سے۔ اور سبھوں نے علت یہ بیان کی ہے کہ طعام مشروع ہے سرور میں نہ شرور میں۔ کہا ابن ہمام نے اور وہ ضیافت بدعت قبیح ہے۔ اور روایت کیا اس کو امام احمد اور ابن ماجہ نے صحیح اسناد کے ساتھ جریر بن عبداللہ سے کہا گنتے تھے ہم جمع ہونے کو اہل میت کے پاس اور کھانا کرنے ان کے کو نیاحت سے۔ انتہی

پس لائق ہے یہ کہ مقید کیا جاوے کلام فقہا کا ساتھ نوع خاص کے کہ وہ ایسا جمع ہونا ہے کہ موجب ہو میت کے گھر والوں کے حیا کرنے کا کہ ناچار مارے حیا کے کھلا دیں ان کو جبراً۔ یا حمل کیا جاوے کلام فقہا کا اوپر بعض وارثوں کے صغیر سن یا غیر یا نہ پہچانی جاوے رضا اس کی یا ہو طعام مال میت سے پہلے تقسیم اسکے کے۔ نہ طعام شخص معین کا کہ کرے اپنے مال میں سے اور مانند ان کے اور ایسی ہی قسموں پر حمل کرنا چاہیئے۔

کہ ان صورتوں میں مکروہ ہو گا طعام میت اور اس پر حمل کیا جاوے گا قول قاضی خاں کا کہ وہ مکروہ ہے کرنا ضیافت کا ایام مصیبت میں اس لئے کہ وہ ایام تاسف کے ہیں۔ پس نہیں لائق ہے ان ایام میں وہ چیز کرنی کہ ہو واسطے سرور کے۔

اور اگر کرے کھانا فقراء کے لئے تو اچھا ہے۔ اور اس پر وصیت کرنی ساتھ کرنے کھانے کے بعد موت کے تاکہ کھلاویں لوگوں کو تین دن تک۔ پس باطل ہے بموجب صحیح تر روایت کے اور بعضوں نے کہا جائز ہے یہ تہائی مال میں سے اور یہ ظاہر تر ہے انتہی۔

صاحبِ مشکوٰۃ بھول گیا

وہابیہ کی نئی تحقیق

○

اب جبکہ وہابیہ سے اُس حدیث کا کوئی جواب نہ بن پڑا۔ جس میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اہلِ میّت کے گھر سے بعد از دفن میّت صحابہ کرام کی جماعت کو ساتھ لیجا کر کھانا تناول فرمایا تو اُنہوں نے ایک نیا شوشہ چھوڑ دیا اور ایک نئی تحقیق کا آغاز کر دیا۔

حاشیے پر حاشیہ

مرقاۃ شرح مشکوٰۃ مُلّا علی قاری کے حاشیہ کی وہ عبارت آپ پڑھ ہی چکے ہیں جو متذکرہ حدیث پاک کی تشریح میں اُنہوں نے لکھی ہے۔ اور پوری وضاحت کیساتھ بتایا ہے کہ اس حدیث کے پیشِ نظر جریر بن عبداللہؓ کا وہ قول مشروط کرنا پڑے گا جس میں ہے کہ "ہم اہلِ میّت کے گھر جمع ہونے اور کھانا تیار کرنے کو نیاحت سمجھتے ہیں"۔

قوم کی بدقسمتی سے مُلّا علیؒ قاری کی شرح مشکوٰۃ کو طبع کرانے کا موقعہ دیوبندی وہابیوں کو مل گیا۔ ایک طرف تو اُنہوں نے نہایت اعلےٰ کاغذ اور لکھائی چھپائی اور ظاہری خوبصورتی سے مزیّن کر کے شائع کیا اور دوسری طرف اپنے عقائد کی تائید کیلئے شدید خیانتیں کرنے کے جُرم کا بھی ارتکاب کیا۔ یہاں طوالت کی وجہ سے اس مضمون کو چھیڑنے سے گریز کیا جاتا ہے انشاء اللہ کسی دوسری کتاب میں اُن خیانتوں کی مکمّل وضاحت کی جائے گی۔ یہاں صرف اُس حاشیے کا ذکر کریں گے جو مُلّا علی قاری کے مذکورہ حدیث کے حاشیے پر دیوبندی وہابیوں نے چڑھایا ہے۔

نئے حاشیہ کا اقتباس

دیوبندیوں نے لکھا ہے کہ اس حدیث میں لفظ "اِمْرَاتِہٖ" صاحبِ مشکوٰۃ نے غلطی

سے لکھ دیا ہے۔ کیونکہ ابو داؤد شریف میں یہ لفظ "اِمْرَاۃٌ" ہے۔ اور صاحبِ مشکوٰۃ نے لکھا ہے کہ حدیث میں نے ابو داؤد سے نقل کی ہے۔ اور اس کے بعد دیگر کئی کُتب احادیث کے حوالے نوٹ کر کے ثابت کیا ہے کہ یہ لفظ اِمْرَاۃٌ ہے اِمْرَاتِہٖ نہیں۔ جن کُتب کے حوالے دیئے گئے ہیں اُن کی تفصیل یہ ہے:۔

ابو داؤد ۱۱۷/۲ ، مشکل الآثار ۱۳۲/۲ ، شرح معانی الآثار ۳۲۰/۲ ، دار قطنی ۵۴۵/۲ ، سُنن کبریٰ بیہقی ۹۷/۶ ، مسند احمد ۲۹۳/۵ ، خصائص کبریٰ ۱۳۳/۲ ، مستدرک حاکم ۲۳۴/۴

یہ حاشیہ

مندرجہ بالا حاشیہ کی عبارت بظاہر بڑی پُر کشش ہے۔ اور یُوں معلوم ہوتا ہے کہ واقعی صاحبِ مشکوٰۃ کی بھول ہو گئی ہے اور اہلسنّت کا تیجے، ساتے وغیرہ کا جواز بالکل ختم ہو گیا ہے کیونکہ جب یہ ثابت ہو گیا کہ حدیث میں امراتہٖ یعنی میّت کی بیوی کے بجائے اِمراۃ یعنی عورت نے دعوت کی تھی تو معاملہ ختم ہے۔ لیکن ایسا نہیں ہے یہ وہابیہ کے حاشیہ بردار کی قیاسی حاشیہ آرائی ہے۔ اور ایک زبردست چالاکی اور صاحبِ مشکوٰۃ پر بہتانِ عظیم ہے۔

حقیقت یہ ہے

کہ صاحبِ مشکوٰۃ نے یہ حدیث نقل کر کے لکھا ہے کہ "رواہ ابُو داؤد" و "دلائل النبوّۃ بیہقی" یار لوگوں نے ابو داؤد شریف کا تو ذکر کر دیا لیکن دلائل النبوّۃ کو گول کر گئے۔ اور اپنی عادت کے مطابق خیانت فی الحدیث کے جرم کا ارتکاب جُرم بھی کر لیا — اور صاحبِ مشکوٰۃ پر تہمت بھی جڑ دی۔ ہم پوچھتے ہیں کہ کیا تم نے "دلائل النبوّۃ بیہقی" میں یہ حدیث دیکھنے کی زحمت گوارا کی ہے۔ اگر نہیں دیکھی تو قصُور کس کا ہے۔ اور اگر تم نے حدیث دیکھ کر دانستہ طور پر اعراض کیا ہے تو پھر تمہیں شرمانا چاہیئے اور ندامت محسوس کرنا چاہیئے

ایک اہم سوال

ہم نہایت ذمّہ داری سے نجدی وہابیوں اور دیوبندی وہابیوں سے ایک سوال پوچھنا

چاہتے ہیں کہ اگر مشکوٰۃ اور دلائل النبوۃ بیہقی کے علاوہ دیگر محدثین "امرأتہ" کی جگہ امرأۃ کا لفظ لاتے ہیں تو اس سے یہ کیسے ثابت ہو گیا کہ وہ عورت اُس مرنے والے کی نہیں تھی۔ کیا تم بتا سکتے ہو کہ اگر وہ عورت مرنے والے کی نہیں تھی تو پھر کس کی تھی۔ کیا تمہیں معلوم نہیں کہ حدیث پاک میں سعد کی والدہ کے کنوئیں کے متعلق ھٰذہٖ لِاُمِّ سعد بھی آتا ہے اور ھٰذِہٖ بھی آتا ہے۔ کیا یہ کنواں اس طرح کسی اور نام سے منسوب ہو سکتا ہے۔

ہم تمہیں چیلنج کرتے ہیں کہ تم حدیث کے کسی ایک جملے سے یہ ثابت کر دو کہ جس سے یہ ثابت ہوتا ہو کہ وہ عورت اہلِ میّت نہیں تھی بلکہ فلاں عورت تھی۔ اور اگر تم اس چیلنج کو قبول کرنے کی ہمّت نہیں رکھتے تو خواہ مخواہ کی شر انگیزیوں سے باز آجانا چاہیئے۔ اس کے علاوہ ہم یہ پوچھتے ہیں کہ پورے چودہ سو سال گذر جانے کے بعد تمہیں اس تحقیق کا جنون کیوں ہُوا۔ اور پہلے محدّثین پر تمہارا اعتبار کیوں نہیں رہا۔

ہمیں معلوم ہے کہ تمہاری اس تحقیق کیلئے مولوی اشرف علی تھانوی نے اپنے فتاویٰ میں بڑے مضطرب انداز سے راہ ہموار کرنے کی کوشش کی ہے لیکن وہ اتنی شدّت و حدّت سے اس دلیل کا انکار نہیں کر سکا جس طرح تم کرتے ہو۔ ہاں البتہ مولوی ثناء اللہ نے اپنے فتاوے میں اس پر کافی لے دے کی ہے تو خیر اب ہم اس لفظ کا تحقیقی جواب پیش کرتے ہیں۔

وہ عورت کون تھی؟

۱۔ شیخ محقق شاہ عبد الحق محدّث دہلوی قُدِسَّ سِرّہٗ العزیز مشکوٰۃ شریف کی اپنی دونوں شروح "لمعات التنقیح عربی" اور "اشعۃ اللمعات فارسی" میں تسلیم کرتے ہیں کہ وہ عورت مرنے والے کی تھی جس نے حضور صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعوت کی تھی۔ (حوالے گذر چکے ہیں۔

۲۔ حضرت مُلّا علی قاری مرقات شرحِ مشکوٰات میں تسلیم کرتے ہیں کہ وہ عورت میّت کی تھی۔

۳۔ مولوی قطب الدین مظاہرِ حق شرح مشکوات میں تسلیم کرتا ہے کہ وہ عورت فوت ہونے والے کی تھی۔ علاوہ ازیں مشکوات شریف کی جو شرحیں مرعاۃ وغیرہ وہابیوں نے کی

ہیں اُن میں تسلیم کیا گیا ہے کہ وہ عورت مرنے والے کی تھی۔

دیوبندی غور کریں

کہ جن فقہا نے تیجے ساتویں وغیرہ کے متعلق بحث کی ہے اُنہوں نے تسلیم کیا ہے کہ وہ عورت مرنے والے کی تھی۔ (صفحے دیکھیں فقہا کی عبارتوں میں)

دیگر دلائل سے پہلے

ہم جدید محقّقین سے پوچھتے ہیں کہ کیا تم شاہ عبد الحق محدّث دہلوی علیہ الرحمتہ اور مُلّا علی قاری وغیرہ سے زیادہ محقّق ہو۔ جو اُنہیں یہ معلوم نہ ہو سکا کہ وہ عورت کون تھی۔ اور اگر تمہیں اپنی زیادہ تحقیق کا دعویٰ ہو تو ذرا اپنے بڑوں سے ملیئے۔

نواب صدّیق حسن بھوپالی

شاہ عبد الحق محدّث دہلوی کی حضور میں

۱۔ شیخ عبد الحق محدّث دہلوی کی مساعی جمیلہ سے ہندوستان میں حدیث کی بڑی اشاعت ہوئی ہے۔ حدیث اور ترویج سُنّت میں شیخ موصوف کو جو شرف وفضیلت حاصل ہے اس میں اُن کا کوئی تہیم و شریک نہیں۔ (الحطر فی ذکر الصحاح الستّہ مطبوعہ کانپور صفحہ ۳۰ ن۔ دیباچہ عجالہ نافعہ صفحہ ۳۳)

۲۔ توالیف ایشاں در بلادِ ہند قبول وشہرت تمام دارد بہمہ نافع و مفید افتادہ۔ (اتحاف النبلا صفحہ ۳۰۴ ن عجالہ نافعہ صفحہ ۳۵)

(۳)

حق ایں است کہ شیخ عبد الحق رحمہ اللہ تعالےٰ در ترجمہ بفارسی یکے از افراد ایں اُمّت ست۔ مثل او دریں کاروبار خصوصاً دریں روزگار احدے معلوم نیست واللہ

حق بات یہ ہے کہ شیخ عبد الحق رحمہ اللہ تعالیٰ عربی سے فارسی کرنے کے اندر اس اُمّت کے یگانہ و یکتا افراد میں سے ہیں۔ اس کام میں ان کی نظیر خاص طور پہ اس زمانہ میں

یختص برحمته من یشاء

(تقصار جیود الاحرار من تذکار جنود الابرار مطبوعہ بھوپال صفحہ ۱۱۲ ن عجالہ نافعہ ۳۵)

کوئی علم نہیں ہے ۔ اور اللہ اپنی رحمت سے جسے چاہے مخصوص کرے ۔

★

کاتب حروف بزیارت مرقد شریف مکمل فیضیاب شدہ و کششے عجیب و دلبستگی غریب درآں مقام یافتہ ۔

(اتحاف النبلاء المتقین ص ۳۰۴ ن عجالہ نافعہ ۳۹)

کاتب حروف متعدد مرتبہ اُنکے مزار شریف کی زیارت سے فیضیاب ہوا اور اُس مقام پر عجیب و غریب کشش و دلبستگی محسوس کی ہے

★

بندہ عاجز در دہلی بر تربت شریف او رسیدہ نمی تواند گفتن کہ کدام روح و ریحان برکاتش مشاہدہ نمود رحمہ اللہ تعالےٰ رحمۃ واسعہ (تقصار صفحہ ۱۱۲)

بندہ عاجز دہلی میں ان کے مزار مبارک پر پہنچا اور جن برکات کا مشاہدہ کیا ۔ وہ بیان نہیں کی جا سکتیں ۔ اللہ تعالیٰ اُن کو اپنی بے پایاں رحمتوں سے نوازے ۔

مولوی اشرف علی شاہ عبدالحق ؒ کے حضور میں ؟

بعض اولیاء اللہ ایسے بھی گذرے ہیں کہ خواب میں یا حالتِ غیبت میں روزمرّہ اُن کو دربارِ نبوی میں حاضری کی دولت نصیب ہوتی تھی ایسے حضرات صاحبِ حضوری کہلاتے ہیں ۔ انہیں میں سے ایک حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی ہیں کہ یہ بھی اس دولت سے مشرف تھے اور صاحبِ حضوری تھے ۔

(الافاضۃ الیومیہ جلد ہفتم صفحہ ۶ بنقل دیباچہ عجالہ نافعہ ۲۳ مؤلفہ شارح عجالہ نافعہ ـــ عبدالعلیم چشتی)

وہابیوں اور دیوبندیوں کے نزدیک دو معتمد شخصیتوں کے شیخ عبدالحق محدث دہلوی

رحمۃ اللہ کے متعلق تاثرات پیش کرنے کے بعد ہم اپنے موضوع کی طرف آتے ہیں ـــ بصورتِ دیگر اگر شیخ محقق قدس سرہٗ العزیز کی مجدتانہ شان وشوکت اور علمی مقام کے متعلق تمام علمائے کرام کے تاثرات بیان کئے جائیں تو ضخیم کتاب بن جائے گی ۔

مسئلہ میّت کی بیوی کا ؟

جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں کہ مشکوٰۃ شریف کے تمام شارحین نے یہ جانتے ہوئے بھی کہ ابوداؤد شریف میں لفظ اِمراتٌ آیا ہے ۔ اِمرَاتِہ کو ہی تسلیم کیا ہے کیونکہ اُن کے سامنے دلائل النبوۃ بیہقی کی عبارت موجود تھی جس کو صاحبِ مشکوٰۃ نے اپنی کتاب مشکوٰۃ شریف میں نقل کیا ۔

اگر ایمانداری سے تحقیق کی جائے تو یہ مسئلہ اور بھی صاف ہو جاتا ہے ۔ جبکہ ہم دیکھتے ہیں کہ مشکوٰۃ شریف کے شارحین بغیر کسی اضطراب اور تبصرے کے لفظ اِمرَاتِہ تسلیم کرتے ہیں اور جریر بن عبداللہ کے قول کے مقابلہ میں پیش کرتے ہیں ۔ لیکن دوسری طرف ابوداؤد شریف کے شارحین جب لفظ اِمرَاتٌ کی شرح کرتے ہیں تو وہ بھی صاحب مشکوٰۃ کی تقلید میں اُس عورت کو مرنے والے کی عورت ہی ثابت کرتے ہیں ۔ چنانچہ ملاحظہ ہو :-

عون المعبود ۔ شرح ابوداؤد

داعی امرأۃ ۔ کذا فی النسخ الحاضرۃ وفی المشکوٰۃ داعی امراتہ بالاضافۃ الی الضمیر قال القاری ای زوجۃ المتوفی ۔

(عون المعبود شرح ابوداؤد ۲۴۹/۳ مطبوعہ دارالکتب العربیہ بیروت لبنان مؤلف شمس الحق عظیم آبادی وہابی) ۔

دعوت دی عورت نے ۔ یہ ہے موجودہ نسخوں میں اور مشکوٰۃ میں ہے ، دعوت اُس میّت کی عورت نے ضمیر کی اضافت کے ساتھ اور کہا قاری نے زوجہ متوفی کا ہے ۔

حاشیہ ابوداؤد (فخر الحسن گنگوہی)

قال الشیخ ولی اللہ الدھلوی رحمۃ اللہ علیہ ھذا الحدیث یدل علیٰ انّہ یجوز للضیف ان یتناول من بیت المصاب الموت قریبہ وفیہ رد علی ما اشتھر فی زماننا ھذا علی السنۃ الناس۔ (حاشیہ ابوداؤد شریف ص ۱۱۷ جلد دوم)	فرمایا شیخ ولی اللہ دہلوی نے اللہ تعالیٰ ان کے اوپر رحم فرما دے۔ یہ حدیث دلالت کرتی ہے کہ مہمان کے لئے میّت کے گھر میں موت کے قُرب کے وقت کھانے میں شامل ہونا جائز ہے۔ اس میں اس کا رَدّ ہے جو ہمارے زمانہ میں مشہور ہے۔

یہ بھی دیکھو

ابوداؤد شریف کی دیگر شروح اور حواشی میں لفظ اِمْرَأۃٌ کا مطلب اِمْرَأتِہٖ ہی بیان کیا گیا ہے۔ اختصاراً یہ دو حوالے بیان کرنے کے بعد اب حضرت جریر بن عبداللہ کے اُس قول کی تشریح پیش کی جاتی ہے جو ابنِ ماجہ شریف میں اس طرح ہے کہ "جریرؓ کہتے ہیں کہ ہم اہلِ میّت کے گھر جمع ہونے اور طعام تیار کرنے کو نوحہ سمجھتے تھے"۔ ملاحظہ ہو:۔

انجاح الحاجہ ابنِ ماجہ شریف

وَاما صنعۃ الطعام من اھل المیت اذا کان للفقراء فلا باس بہ لانّ النبیّ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم قبل دعوۃ المرأۃ الّتی مات زوجھا کما فی سُنن ابی داؤد۔ (انجاح الحاجہ شرح ابنِ ماجہ شریف مؤلفہ عبدالغنی ص ۱۱۷)	اور اگر طعام تیار کریں اہلِ میّت فقراء کیلئے بس کوئی حرج نہیں اس میں تحقیق دعوت قبول فرمائی رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے اُس عورت کی جس کا شوہر فوت ہو گیا تھا۔ یہ ہے سُنن ابوداؤد شریف میں

محدّثین و فُقہا کا فیصلہ

تمام تر محدّثین اور فقہائے کرام کا اس بات پر اجماع ہے کہ وہ عورت میّت کی بھی لفظ خواہ امراتہٖ ہو یا اِمراۃٌ۔ اس لئے کہ اِمراۃٌ کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ وہ عورت میّت کی نہیں تھی جس نے دعوت دی تھی۔ بلکہ فقہائے کرام نے تو یہ حدیث مُسند احمد اور ابوداؤد شریف سے براہِ راست نقل کی ہے۔ اور اُن میں اِمْرَاَتِہٖ نہیں بلکہ اِمْرَأۃٌ ہے اور وہ سب کے سب اِمْرَأۃٌ سے مرنے والے کی عورت مراد لیتے ہیں۔ آخر پر ہم اپنے اُس چیلنج کا پھر اعادہ کرتے ہیں کہ ہے کوئی وہابی دیوبندی جو یہ ثابت کر سکے کہ وہ عورت میّت کی نہیں تھی بلکہ فلاں عورت تھی اور اس کے لئے اُنہیں کسی حدیث کی کتاب سے ثابت کرنا ہو گا۔ بہشتی زیور وغیرہ سے نہیں۔

تیجے شریف میں کیا نہیں ہوتا

اب جبکہ بفضلِ اللہ تعالیٰ جلّ مجدہٗ الکریم بعونِ مصطفیٰ علیہ تحیۃ والثناء منکرین کے تمام تر اعتراضات کا کماحقہٗ جواب نہایت شرح و بسط کے ساتھ دیا جا چکا ہے اور یہ بھی ثابت ہو چکا ہے کہ اہلِ میت کے گھر سے کھانا کھا لینے میں کوئی حرج نہیں۔ اب ہم بعض فقہا کی بعض شرطوں کو جن کی رُو سے وہ ان دعوتوں کو مکروہ خیال کرتے ہیں کے متعلق مختصر طور پر بیان کرتے ہیں۔ ممکن ہے اُن کے زمانے یا علاقے میں کوئی ایسی چیز ہو لیکن ہمارے ہاں ایسی کسی قباحت کا وجود نہیں مثلاً:۔

بعض فقہا کہتے ہیں کہ تیجا وغیرہ پر ڈھول ڈھمکے، طبلے طنبورے بجائے جاتے ہیں اور یہ مکروہ ہیں۔ زیب و زینت کیلئے فروش بچھائے جاتے ہیں اور قندیلیں روشن کی جاتی ہیں اور یہ مکروہ ہیں۔ مصیبت کے موقعہ پر خوشی کے موقعہ کی طرح خصوصی ضیافتوں کا اہتمام کیا جاتا ہے اور یہ مکروہ ہیں۔ یتامیٰ اور نابالغ ورثاء ــــ اور بے وصیت کے مال سے خرچ کیا جاتا ہے اور یہ مکروہ ہے وغیرہ۔

ہم کہتے ہیں

کہ تیجا شریف میں ان سب باتوں میں سے ایک بھی نہیں ہوتی ۔ اگر کوئی شخص یہ ثابت کر دے کہ تیجا شریف میں ڈھول ڈھمکے ، طنبورے طبلے بجائے جاتے ہیں ۔ اور زیب و زیبائش کیلئے قنادیل و فروش کا اہتمام کیا جاتا ہے اور خوشی کے موقعہ کی طرح ضیافتوں وغیرہ کا انتظام کیا جاتا ہے اور یتیموں اور بالغوں کے مال سے ان چیزوں پر اخراجات کئے جاتے ہیں تو ہم :-

مبلغ پانچصد روپے نقد انعام

دینے کا اعلان کرتے ہیں ۔ اس انعامی اعلان کے بعد دلائل کی ضرورت باقی نہیں رہتی تاہم ہم آپ کو بتاتے ہیں کہ تیجا شریف میں ان باتوں کے وجود کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا ۔ کیونکہ تیجا شریف کے ختم کا اہتمام فجر کی نماز کے بعد ہوتا ہے ۔ اس لئے قندیلیں روشن کرنے اور زیب و زینت کیلئے فروش وغیرہ بچھانے یا ڈھول ڈھمکوں کے بجائے جانے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا ۔ یتیموں اور نابالغوں کا مال لٹ جانے کا سوال اس لئے پیدا نہیں ہوتا کہ اس ختم شریف میں نہ تو کھانے کا وقت ہوتا ہے اور نہ ہی ضیافتیں وغیرہ پکانے کا بندوبست کیا جا سکتا ہے ۔ بلکہ ہم بتاتے ہیں کہ :-

تیجا شریف میں کیا ہوتا ہے

وہ یہ کہ فجر کی نماز کے بعد اہلِ میت کے گھر یا مسجد میں نمازی اور میّت کے رشتہ دار بیٹھ جاتے ہیں ۔ مسجد ہو تو صفوں پر اور اگر گھر ہو تو دریوں وغیرہ پر بیٹھ جاتے ہیں ۔ اہلِ میت ½ ۱۲ سیر بھنے ہوئے چنے جن کی تعداد گنتی میں ایک لاکھ ہوتی ہے چادریں وغیرہ بچھا کر رکھ دیتے ہیں ۔ اور بیٹھنے والے لوگ اُن پر قُل شریف یا کلمہ شریف شمار کرنا شروع کر دیتے ہیں ۔ جب ایک لاکھ بار کلمہ وغیرہ پڑھا جاتا ہے تو کوئی صالح

شخص دعا مانگتا ہے اور اُس کلمہ شریف اور اہلِ میّت نے جو کچھ گھر میں قرآن مجید وغیرہ پڑھے ہوں سب کا ثواب میّت کو بخش دیتا ہے ۔ حاضرین آمین کہتے ہیں اور وہ چنے حاضرین میں تقسیم کر دیئے جاتے ہیں ۔ علاوہ ازیں اگر اہلِ میّت استطاعت رکھتے ہوں تو وہ کپڑے وغیرہ میّت کی طرف سے صدقہ کر دیتے ہیں جو ہر طرح مستحسن ہے ۔

اِعتراض

چنوں پر شمار کرنا بدعت ہے ،

مخالفین خاص طور پر ایک اس اعتراض پر زور دیتے ہیں کہ چنوں وغیرہ پر کلمہ شریف شمار کرنا بدعت ہے ۔ اس لئے کہ قرآن و حدیث میں اس کا کوئی ثبوت نہیں ملتا ۔

جواب

اس کا ایک جواب تو یہ ہے کہ اگر تمہارا یہ اعتراض مبنی بر صداقت ہے تو تم قرآن و حدیث کی کسی نص سے ثابت کر دو کہ قرآن و حدیث میں چنوں کو شمار کرنے کو ناجائز کہا گیا ہو ۔ اور اگر تمہارے پاس اس کا کوئی جواب نہیں تو سنو حضرت علامہ مولینا عبد السمیع صاحب قدس سرہ العزیز نے اپنی کتاب انوارِ ساطعہ میں اس مسئلہ کا تحقیقی اور شاندار جواب دے رکھا ہے اُنہیں کی کتاب کے چند اقتباسات پیش کئے جاتے ہیں ۔ یاد رہے کہ مولینا عبد السمیع صاحب رحمتہ اللہ علیہ حاجی امداد اللہ مہاجر مکّی رحمتہ اللہ علیہ کے مرید باصفا اور خلفاء میں سے ہیں ۔ اور آپ کی کتاب انوارِ ساطعہ حاجی امداد اللہ مکّی کی مُہر شدہ ہے ۔

انوارِ ساطعہ کے اقتباسات

ابوداؤد ، نسائی ، ترمذی ، ابنِ حبان و حاکم میں ہے کہ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے ایک عورت کو دیکھا کہ گٹھلیاں یا کنکریاں لئے ہوئے ذکر اللہ شمار کر رہی تھی ۔ آپ نے اُسے منع نہیں فرمایا ۔ اس حدیث کے پیشِ نظر فقہاء نے یہ فتویٰ دیا ۔ لاباس اتخاذ السبحۃ

یعنی تسبیح ہاتھ میں لینے سے کوئی حرج نہیں۔ حالانکہ کنکریوں یا گٹھلیوں اور تسبیح کی موجودہ صورت میں دانوں اور امام وغیرہ کے ہونے کا فرق نہایت واضح ہے۔ اسی طرح مذکورہ حدیث اور فقہاء کے فتویٰ سے استدلال کرتے ہوئے بھُنے ہوئے چنوں پر کلمہ شریف کی گنتی ہونے لگی۔ (انوار ساطعہ صفحہ ۱۹۲)

منکرین پر ایک سوال

منکرین کو اگر اس بات پر اعتراض ہے کہ چنوں پر اللہ تعالیٰ کا ذکر شمار نہیں کرنا چاہیے تو ہم پوچھتے ہیں کہ اگر تم ذکر وغیرہ کرتے ہو تو اس کے شمار کرنے کا طریق کار کیا ہے جبکہ مختلف اذکار کی مختلف تعداد احادیث سے ثابت ہے۔ اب اگر تم موجودہ مختلف قسم کی لکڑی اور پلاسٹک وغیرہ کی تسبیحیں استعمال کرتے ہو تو یہ بدعت ہوئی کیونکہ حدیث میں گٹھلیوں اور کنکریوں کا ذکر ہے کیا تم نے گٹھلیوں اور کنکریوں سے جیبیں بھر رکھی ہیں۔ آخر کوئی نہ کوئی تو تم نے بھی ضرور کی ہوگی۔

ایک لاکھ بار کلمہ شریف

معتبر روایات سے محدثین و صوفیاء کا اس پر اجماع ہے کہ ایک لاکھ بار کلمہ شریف پڑھ کر اگر میت کو بخش دیا جائے تو اللہ تعالیٰ اس میت کی مغفرت فرما دیتا ہے۔

شیخ الاکبر سیدنا محی الدین ابن عربی علیہ الرحمۃ اپنی تصنیف فتوحات مکیہ شریف میں فرماتے ہیں کہ کلمہ شریف پڑھ کر بخشنے سے میت کی مغفرت ہو جانے والی حدیث کے صحیح ہونے میں کوئی شک نہیں کیونکہ اس کے اثرات کشفِ صریح سے ثابت ہیں۔ سرکار مجدد سیدنا شیخ مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ مکتوبات شریف میں اپنے مریدین کو تلقین کرتے ہیں کہ ستر ستر ہزار بار کلمہ شریف پڑھ کر فلاں فلاں کی روح کو ایصال ثواب کرو۔ علاوہ ازیں بھی کئی جگہ اس قسم کی روایتیں موجود ہیں۔ چونکہ اس بات میں اختلاف کرنے کی کوئی وجہ نظر نہیں آتی۔ کیونکہ کلمہ شریف افضل الذکر ہے۔ اور اگر ایصالِ ثواب سے میت کی بخشش ہو جانے پر ایمان ہے تو افضل الذکر کلمہ شریف کا ثواب یقیناً میت کی

مغفرت کا ضامن ہے۔ یہاں ہم محض طوالت کی وجہ سے سب روایات کو نقل کرنے سے دانستہ اعراض کرتے ہوئے وہابیوں دیوبندیوں اور مرزائیوں کے معتمد مولانا محمد قاسم نانوتوی بانی مدرسہ دار العلوم دیوبند کی کتاب تحذیر الناس کا ایک حوالہ بیان کرنے پر اکتفا کرتے ہیں۔ ایصالِ ثواب کے باب میں رشید احمد گنگوہی کا بھی ایک حوالہ آئے گا۔

مدعی قوم پہ بھاری ہے گواہی تیری

تحذیر الناس

حضرت جنیدؒ کے کسی مرید کا رنگ یکایک متغیر ہو گیا۔ آپ نے سبب پوچھا تو بروئے مکاشفہ اس نے یہ کہا کہ اپنی ماں کو دوزخ میں دیکھتا ہوں۔ حضرت جنیدؒ نے ایک لاکھ یا پچھتر ہزار بار کبھی کلمہ پڑھا تھا یوں سمجھ کر کہ بعض روایتوں میں اسقدر کلمہ کے ثواب پر وعدۂ مغفرت ہے۔ اپنے جی ہی جی میں اس مرید کی ماں کو بخش دیا اور اس کو اطلاع نہ دی۔ مگر بخشتے ہی کیا دیکھتے ہیں کہ وہ جوان ہشاش بشاش ہے۔ آپ نے پھر سبب پوچھا۔ اس نے عرض کیا کہ اپنی ماں کو جنت میں دیکھتا ہوں۔

(تحذیر الناس مطبوعہ دیوبند صفحہ ۳۴) (محمد قاسم نانوتوی)

ایک اور ثبوت

اس مسئلہ کو یہیں پر ختم کرتے ہوئے تیجے شریف کا ایک اور شاندار ثبوت ملاحظہ فرما دیں:-

۱۔ یہ کہ اجتماعی طور پر میت کی مغفرت کیلئے دعائیں مانگی جاتی ہیں۔

یہ کہ قرآن مجید کے ثواب سے میت کی مغفرت کی کوشش کی جاتی ہے۔

یہ کہ ایک لاکھ کلمہ شریف کا ثواب میت کو بخشا جاتا ہے۔ جو احادیث پاک کی رو سے میت کی بخشش کا یقیناً ضامن ہے۔

یہ کہ بعض روایات کے مطابق تیسرا دن میت کی تعزیت کا آخری دن ہے۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میت کی تعزیت کیلئے اہل میت کے گھر تشریف

لے گئے۔ لہذا تیسرے دن اہلِ میّت کے گھر تعزیت کو جانا سُنّت ہے۔ (حوالہ آگے آئیگا)

علاوہ ازیں بھی بیشمار حکمتیں تیسرے دن کے اجتماع میں موجود ہیں۔ جو ان بابرکت محافل میں شریک ہو کر ہی محسوس کی جاسکتی ہیں۔ اور جو لوگ تیجے شریف اور فاتحہ وغیرہ کے قائل نہیں اُن کی اس سے بڑھ کر اور محرومی کیا ہے کہ جب کوئی اُن کا مرجاتا ہے تو وہ ہر طرح کے اُن ثواب و صدقات سے محروم کر دیا جاتا ہے جو اُسے حدیث مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے مطابق دُنیا و مافیہا سے بہتر ہے۔ اَب حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اہلِ میّت کے گھر تشریف لے جانے کے متعلق حدیث ملاحظہ فرمادیں۔

تیسرے دن اہلِ میّت کے گھر جمع ہو کر بیٹھنا اور فاتحہ خوانی کرنا

مُسلم شریف

حضرت ماعز بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ صحابی کو جب حدِ زنا لگنے سے سنگسار کر دیا تو بعد از دفن:-

قال فلبثوا بذالك يومين او ثلاثة ثم جاء رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم وهو جلوس فسلم۔ ثم جلس فقال استغفروا لماعز بن مالك قال فقالوا اغفر الله لماعز بن مالك۔ (مسلم شریف جلد دوم ص۶۸)

جب دو دن یا تین دن گذر گئے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اُس کے گھر تشریف لائے جہاں صحابہ کرام بیٹھے تھے۔ پس سلام کیا آپ نے اور بیٹھ گئے اور صحابہ کرام کو فرمایا کر ماعز بن مالک کی بخشش کی دعا کرو تو صحابہ کرام نے ماعز بن مالک کی مغفرت کی دعا مانگی

تیجے پر اجتماع، قرآن خوانی اور کلمہ شریف پڑھنا شاہ ولی اللہ کا تیجا

اب تیسرے دن اجتماع کرنے اور قرآن مجید وغیرہ کے ایصالِ ثواب کے متعلق نجدی وہابیوں اور دیوبندی کے مسلّمہ پیشوا شاہ ولی اللہ دہلوی رحمتہ اللہ علیہ کے تیجے شریف

کا منظر ملاحظہ فرمادیں جسے اِن دونوں فرقوں کے امام شاہ عبد العزیز رحمتہ اللہ علیہ اس طرح پیش کرتے ہیں۔

ملفوظاتِ عزیزی

روزِ سوم ہجوم مردان آں قدر بودند کہ بیرون از حساب است۔ ہشتاد و یک ختم کلام اللہ بہ شمار آمدہ و زیادہ ہم شدہ باشد و کلمہ را حصر نیست۔ (ملفوظات عزیزی ص۸۰)

تیجہ کے روز آدمیوں کا ہجوم اس کثرت سے تھا کہ شمار نہیں آسکتا۔ اکیاسی ختم کلام اللہ شریف شمار میں آئے اور شاید اور بھی زیادہ ہو گئے ہوں۔ اور کلمہ کی تو کوئی انتہا ہی نہیں۔

وہابی دیوبندیوں وغیرہ کے گھر کی اس دلیل کے بعد اَب اس مسئلہ کو وہابیوں کے صرف ایک اور سنگین تمسخر و استہزا کے مختصر جواب کے بعد تیجا شریف کے مسئلہ کو ختم کر دیا جاتا ہے۔

قُل یا کُلّ

تیجے شریف کے اجتماع کو مسلمان قرآن مجید کی اُن چار سُورتوں کی نسبت سے جن کی ابتدا لفظ قُل سے ہوتی ہے قُل کہتے ہیں۔ کیونکہ ختم شریف کے وقت یہ چاروں سُورتیں بھی تلاوت کی جاتی ہیں۔ ان سُورتوں کی شان و عظمت آپ ختم شریف کی بحث میں پڑھ چکے ہیں اب بتانا صرف یہ ہے کہ وہابی لوگ بالعموم تمسخر و استہزا کے طور پر لفظ قُل کو مشدد کر کے کُلّ کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔ ہم ان لوگوں کو اور تو کچھ نہیں کہتے صرف یہ کہہ دینا اپنا فرض سمجھتے ہیں کہ قرآن مجید کے الفاظ کو ٹھٹھے مذاق کرنا اور تمسخر کے طور پر اُن کی صورت کو بدل کر بیان کرنا جہنم کا راستہ ہے۔ اور اس کیلئے حوالوں کی ضرورت نہیں اپنے دلوں سے پُوچھ لینا۔

O

قُل شریف کیا ہیں؟

انسائیکلوپیڈیا

چار قُل۔ قرآن پاک کی آخری سُورتوں میں سے چار سُورتیں قُل کے لفظ سے شروع ہوتی ہیں۔
قُلْ یٰاَیُّھَا الْکٰفِرُوْنَ۔ قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ۔ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ اور قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ۔ چار قُل انہیں سے مراد ہیں۔ مسلمان ان سُورتوں کا وِرد کرتے ہیں تاکہ خوف سے محفوظ اور پناہ اور حفاظت میں رہیں۔ عُرس، فاتحہ اور ایصالِ ثواب میں بھی انہیں پڑھا جاتا ہے۔ اس لئے مرنے کے دوسرے تیسرے دن فاتحہ کی تقریب کو بھی قُل کہتے ہیں۔ (انسائیکلوپیڈیا۔ صفحہ ۵۵۶)

اِن ہی الفاظ پر قُل شریف یا تیجا شریف کی بحث کو ختم کیا جاتا ہے

وَمَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِیْنُ

تیسرے دن قرآن مجید کا ختم

سوئم یعنی تیجا شریف کے اجتماع کی ایک یہ بھی صورت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے کہ قرآن مجید کو تیس دنوں میں ختم کرو۔ بیس دنوں میں ختم کرو۔ دس دن اور سات دنوں میں ختم کرو اور کم از کم تین دنوں میں ختم کرو۔ ساتویں شریف کے ختم کی بحث میں اس کی کافی تفصیل آئے گی۔ مختصراً یہاں صرف عرض کیا جاتا ہے کہ اہلِ میّت مغموم ہونے کے باوجود بھی زیادہ خضوع و خشوع سے قرآن مجید کی تلاوت کرتے ہیں اور اپنی میّت کو ایصالِ ثواب کرنے کے لئے مرد، عورتیں قرآن مجید کی تلاوت میں مصروف ہو جاتے ہیں اس سے دل کو سکون بھی ملتا ہے۔ اور تیسرے دن کلمہ شریف اور قُل شریف وغیرہ پڑھنے کے ساتھ قرآن مجید بھی میّت کو بخش دیا جاتا ہے۔

مسئلہ قرآن مجید ختم کرنے کے لئے اہل و عیال، ہمسایوں اور برادری کے اکٹھ کے متعلق ختم شریف کے باب میں آپ بالوضاحت پڑھ چکے ہیں وہی صورت یہاں پر محمول کر لی جائے گی۔ اور قرآن مجید کو تین دنوں میں ختم کرنے کے متعلق چند حوالہ جات ملاحظہ فرمائیں۔

جامع الصغیر شریف (سیوطی)

(۱)

عن سعد بن منذر اقرأ القرآن فی ثلاث ان استطعت۔

حضرت سعد بن منذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اگر استطاعت ہو تو تین دن میں قرآن ختم کرو۔

(۲)

عن عائشۃ صدیقۃ رضی اللہ تعالیٰ عنھا۔ کان لا یقرأ القرآن فی اقل من ثلاث۔

اُمّ المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ارشاد فرماتی تھیں کہ تین دنوں سے کم میں قرآن مجید نہ پڑھا جائے۔

(جامع صغیر مطبوعہ مصر صفحہ ۱۱۳)

ترمذی شریف

لا یقرأ القرآن فی اقل من ثلاث
(ترمذی شریف جلد اوّل صفحہ ۲۰۱)

نہ پڑھا جائے قرآن مجید پہلے تین دنوں سے۔

کتاب الاذکار (نووی)

عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما ۔ قال ۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم ۔ لا یفقہ من قرأ القرآن فی اقل من ثلاث ۔ (اور یہ بھی لکھا ہے) وکتبوہ دن فی کلّ ثلاث ۔
(کتاب الاذکار مطبوعہ مصر صفحہ ۹۶)

حضرت عبد اللہ ابن عمر بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے ارشاد فرمایا کہ نہیں سمجھا وہ جس نے قرآن مجید تین دنوں سے کم وقت میں پڑھا اور اکثر تین دنوں میں پڑھتے ہیں۔

مسند احمد شریف

قال فاقرأہ فی کلّ ثلاث ۔
مسند احمد مطبوعہ بیروت جلد دوم صفحہ ۱۸۵

فرمایا پڑھو قرآن مجید ہر تین دنوں میں۔

مجمع الزوائد (ابن حجر مکی)

عن سعد بن المنذر الانصاری انہ قال یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم أقرأ القرآن فی ثلاث ؟ قال: نعم: قال ۔ وکان یقرؤہ حتی توفی ۔

حضرت سعد بن منذر انصاری رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی خدمت میں عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وآلہ وسلّم قرآن تین دنوں میں پڑھا جائے تو حضور صلی اللہ

(مجمع الزوائد مطبوعہ مصر جلد ہفتم صفحہ ۱۷۱)

علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ہاں ؛ اور وہ پڑھتے تھے حتیٰ کہ فوت ہو گئے ۔

بخاری شریف

عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم فقال اقرأ القرآن فی کلّ شھر قال انی اطیق اکثر فما زال حتیٰ قال فی ثلاث ۔
(بخاری شریف جلد اوّل صفحہ ۷۰۲)

حضرت عبد اللہ ابن عمر بن عاص کی عرض پر سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا کہ قرآن ہر مہینے ختم کرو۔ انہوں نے پھر عرض کیا کہ میں اس سے زیادہ طاقت رکھتا ہوں تو آخر پر حضور نے فرمایا تین دنوں میں ختم کرو۔

حلبی کبیری

ولا یستحب ان یختم اقل من ثلاثۃ ایام ۔ (حلبی کبیری مطبوعہ سندھ ص ۴۹۶)

اور نہیں مستحب ختم قرآن کا تین دنوں سے کم میں۔

مندرجہ بالا روایات کے پیش نظر یہ مسئلہ آسانی سے سمجھ میں آجاتا ہے کہ میّت کے تیسرے دن اکٹھے ہو کر ایصالِ ثواب کرنے اور میّت کے لئے دُعا و استغفار کرنے کی کسی نتھو فتو کی جاری کی ہوئی رسم نہیں بلکہ شریعت میں اس کی نہ صرف یہ کہ اصل موجود ہے بلکہ ایسا ٹھوس جواز موجود ہے جس سے کسی بھی صورت انکار نہیں کیا جا سکتا۔

ساتواں یا "ساتا"

تیجا شریف کی مکمل ترین وضاحت وصراحت کے بعد اب ضروری ہے کہ ساتواں، دسواں، بیسواں، ماہانہ، چہلم، ششماہی اور برسی کے متعلق بھی مختصر طور پر چند مضبوط ترین دلائل پیش کر دیئے جائیں تاکہ قارئین کے ذہن سے ہر اقسام کے خدشات دور ہو جائیں۔ پہلے آپ ان ایام مخصوصہ پر منکرین کی طرف سے اُٹھائے جانے والے اعتراضات کا خاکہ ملاحظہ فرمادیں۔

منکرین کے اعتراضات کا خاکہ

منکرین کا سب سے بڑا اور زبردست اعتراض یہ ہے کہ جبکہ ایصالِ ثواب ہر وقت میت کو کیا جاسکتا ہے تو آخر انہیں ایام کو کیوں مقرر کیا جاتا ہے۔ اور ایصال ثواب کی اس عمومیت کو تعینِ ایام کی خصوصیت دینا ہی حقیقت میں بدعتِ ضالہ ہے۔ نیز یہ کہ شریعتِ مطہرہ میں اس کا کوئی جواز نہیں کہ یہ دن مقرر کئے جائیں وغیرہ وغیرہ۔

جواب لاجواب

ان ایام کے مقرر کرنے کی دیگر کئی ایک خصوصیات پیش کرنے کے علاوہ سب سے پہلے ہم قارئین کو اس کی سب سے بڑی خصوصیت اور اصولی وجہ سے متعارف کرواتے ہیں۔ چونکہ ساتویں کی طرح دیگر مقررہ ایام کا میت کے ایصالِ ثواب کیلئے مخصوص ہونا بھی اسی اصول کے ماتحت ہے اس لئے پہلے اسے ہی سمجھئے۔

وہ اصول یہ ہے

کہ سرکارِ دوعالم فخرِ موجودات، سرورِ کائنات، احمدِ مجتبےٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے کہ قرآن مجید کو انہیں مخصوص اور مقررہ ایام میں ختم کرو یعنی سات دنوں میں دس دنوں میں، بیس دنوں میں، مہینے میں اور چالیس دنوں میں بعض روایتوں میں پانچ، پندرہ اور پچیس دن کا بھی اضافہ ہے۔

اسی طرح برسی اور عرس کی دیگر کئی خصوصیات کے علاوہ ایک یہ بھی ہے کہ سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت جبریل علیہ السلام کے ساتھ پورے سال میں قرآن شریف کا دورہ فرمایا کرتے تھے اور اپنے ظاہری وصال پاک کے سال آپ نے قرآنِ مجید کا یہ دَور سال بھر میں دوبارہ جبریلِ امین کے ساتھ پورا فرمایا اور یہ ششماہی ختم کے لئے دلیل ہے۔ ان سب ایام کے حوالہ جات تو آگے آئیں گے۔ یہاں صرف یہی بتانا ہے کہ چونکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے کہ قرآن مجید کو سات دنوں میں ختم کرو۔ اس لئے میت کو دیگر صدقات وغیرہ کے ایصالِ ثواب کے علاوہ قرآن مجید پڑھ کر بھی مقررہ مدت میں ختم کر کے ایصالِ ثواب کیا جاتا ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ بھی فرمان ہے کہ قرآن مجید دس دنوں میں ختم کرو۔ لہذا آپ کے اس حکم کی تعمیل کرتے ہوئے قرآن مجید کو دس دن میں ختم کیا جاتا ہے اور ایصالِ ثواب کیا جاتا ہے۔ اسی طرح دیگر مقررہ ایام میں اسی اصول کے ماتحت عمل کیا جاتا ہے۔

ساتے کا اِکٹھ

ختم شریف کی محفل میں صلحاء و قراء، برادری اور اقرباء کے اجتماع اور دُعا کے متعلق ہم ختم شریف کی بحث میں بے پناہ دلائل کی روشنی میں یہ بات ثابت کر چکے ہیں کہ قرآن مجید کے ختم شریف کے وقت اہل وعیال کو جمع کرنا وغیرہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اپنا مبارک عمل ہونے کی وجہ سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنتِ مبارکہ ہے۔ نیز یہ کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین تابعین اور تبع تابعین حضرات رحمہم اللہ تعالیٰ کی سنتِ مقدسہ ہے۔ لہذا مسئلہ

قطعی طور پر واضح ہے کہ ساتویں اور دیگر مقررہ ایام ختم کے لئے حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی متابعت میں صلحاء اور برادری وغیرہ کا اکٹھ کیا جاتا ہے اور میت کے فائدہ کیلئے صدقات وخیرات غرباء اور مساکین میں تقسیم کئے جاتے ہیں۔

ایک اعتراض

منکرین یہاں ایک یہ اعتراض وارد کر سکتے ہیں جیسا کہ ہم پہ ایک سر پھرے نے کر بھی دیا تھا کہ تم لوگوں کو قرآن مجید ان مقررہ دنوں میں ختم کرنے کا صرف اسی وقت خیال کیوں آتا ہے جب تمہارا کوئی فوت ہو جاتا ہے۔ عام حالات میں تم ایسا کیوں نہیں کرتے۔

جواب

اس اعتراض کا ایک جواب تو یہ ہے کہ یہ محض دعوئ غیب دانی ہے کہ ہم میت کے آگے پیچھے ایسا نہیں کرتے اور دوسرا جواب یہ ہے کہ اگر آگے پیچھے کوئی اس کار خیر سے محروم بھی رہتا ہے تو ان دنوں میں منع کرنے کا کیا جواز ہے۔ تیسرا جواز یہ ہے کہ کسی نیک کام پر لوگوں کا عام عمل نہ ہونے کی وجہ سے اُس کی حقانیت کا انکار کرنے کی کیا وجہ ہے۔ چوتھا جواب یہ ہے کہ خاص لوگوں کا اس پہ ہمیشہ سے عمل رہا ہے۔ اور عوام کی سیدھی سیدھی حالت یہ ہے کہ جب کسی کے گھر کوئی مصیبت آتی ہے تو خدا کی یاد نسبتاً زیادہ ہو جاتی ہے اور جب کسی کا کوئی مرجاتا ہے تو طبیعتیں قدرتی طور پر پہلے سے کہیں زیادہ گداز اور نرم ہو جاتی ہیں۔ اور پھر اُنہیں بھی خواص ہی کے طریقہ پر عمل پیرا ہو کر اپنے مُردوں کی بخشش کیلئے ہاتھ پاؤں مارنا پڑتے ہیں۔ اور یہ صاف اور روشن ترین دلیل اور روزمرّہ کے مشاہدات ہیں جن سے کسی بھی صورت انکار نہیں کیا جا سکتا۔

تنبیہہ

یہاں اگر ہم ایک طرف منکرین کے قطعی غلط عقائد کی تردید کریں گے تو دوسری طرف اپنے اُن احباب کو پُر زور انتباہ کریں گے کہ وہ بھی اپنا محاسبہ کریں اور سوچیں کہ جب تمہیں اپنے کسی

عزیز کے فوت ہو جانے پہ تمام مسائل یاد آجاتے ہیں تو عام حالات میں بھی اُن پہ کاربند رہنے کی کوشش کرنا چاہیئے۔ جب تمہارا کوئی عزیز حالت نزع کی کشمکش میں مبتلا ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی راہ میں صرف اُسی وقت صدقات وغیرہ دینے پر زور نہ دیا کرو بلکہ آگے پیچھے بھی غرباء و مساکین کا خیال رکھا کرو۔ یہ ٹھیک ہے کہ صدقہ بلاؤں کو رد کرتا ہے اور مصیبتوں کو ٹالنے کا بہترین ذریعہ ہے۔ لیکن یہ بھی حقیقت ہے کہ مصیبت نازل ہونے سے پہلے دیا ہوا صدقہ نازل ہونیوالی مصیبت کو آنے سے پہلے ہی روک دیتا ہے۔ تم اپنے مُردوں کیلئے پہلے تو ساتویں، دسویں، بیسویں، تیسویں اور چالیسویں دن قرآن مجید کو ختم کرتے ہو لیکن عام حالات میں بھی انہی مخصوص ایام میں قرآن شریف ختم کر کے اپنے فوت ہونے والوں کو بخشتے رہا کرو۔

یہ درست ہے کہ ان قریبی ایام میں طبیعتیں زیادہ گداز ہوتی ہیں اور بڑے بڑے پتھر دلوں والے بھی رقیق القلب ہو جاتے ہیں۔ یہ بھی ٹھیک ہے کہ ان دنوں میں جگر کی ٹیسیں زیادہ بڑھ جاتی ہیں اور اپنی موت بھی یاد آجاتی ہے۔ لیکن موت تو ہمیشہ یاد رکھنے والی چیز ہے۔ اسے صرف چند دنوں میں مقید کیوں کرتے ہو۔ بہر حال ہم اس انتباہ کو التماس کی صورت میں پیش کرتے ہوئے اپنے صحیح العقیدہ سنّی حضرات سے اپیل کریں گے کہ وہ قرآن مجید کی روزانہ تلاوت کو ہمیشہ ہمیشہ کیلئے اپنے اُوپر لازم کر لیں اور حسب استطاعت حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے فرمان کے مطابق سات دنوں یا دس دنوں یا پندرہ دنوں یا بیس دنوں یا مہینے بعد یا چالیس دنوں میں قرآن مجید ختم کیا کریں اور بزرگوں کے معمول کے مطابق عمل کر کے اپنے لئے توشۂ آخرت تیار کرتے رہیں۔

ایک اور اعتراض

منکرین یہاں ایک اعتراض بھی کر سکتے ہیں کہ جب قرآن مجید سات دنوں میں ختم کر لیا گیا تو پھر دسواں، بیسواں، تیسواں وغیرہ کیوں اور اگر دسویں دن ختم کیا تو پھر ساتواں وغیرہ کیوں۔ اور اگر بیسویں دن ختم کیا تو پھر ماہانہ اور جہلم کیوں اور اگر چالیس دنوں میں ختم کیا تو پھر دیگر مقررہ ایام پر ختم کا اہتمام کیوں کیا جاتا ہے۔

سیدھا سا جواب

اس اعتراض کا صاف ستھرا اور ٹھیک ٹھیک جواب یہ ہے کہ چونکہ گھروں میں صرف ایک ہی نہیں بلکہ کئی افراد ہوتے ہیں۔ اور مختلف افراد مرد عورتیں مختلف دنوں میں قرآن مجید ختم کرتے ہیں۔ یعنی کوئی ساتویں کوئی دسویں اور بیسویں تیسویں وغیرہ دنوں میں۔ اور یہ ہر فرد کیلئے ضروری ہے کہ وہ اپنی استطاعت کے مطابق ان مقررہ ایام میں سے جتنے دنوں میں چاہے قرآن مجید ختم کرے۔ کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں جب سیدنا عبداللہ ابن عمر بن العاص نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وآلہ وسلم میں قرآن مجید کتنے دنوں میں ختم کروں۔ تو آپ نے فرمایا کہ چالیس دنوں میں۔ عرض کیا میں اس سے زیادہ طاقت رکھتا ہوں۔ فرمایا مہینے میں عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں اس سے بھی زیادہ طاقت رکھتا ہوں۔ فرمایا پچیس دنوں میں۔ عرض کیا اس سے بھی زیادہ قوت رکھتا ہوں۔ فرمایا بیس دنوں میں۔ پھر عرض کیا تو فرمایا دس دنوں میں۔ پھر عرض کیا تو فرمایا سات دنوں میں۔ پھر عرض کیا تو فرمایا تین دن سے کم میں نہیں۔ علیٰ ہذا القیاس ہم اہل سنت و جماعت سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ان تمام فرامین کے پیش نظر ان تمام دنوں ہی میں قرآن مجید ختم کرتے ہیں۔ بہر حال آپ پہلے اس حدیث پاک کے وہ الفاظ مختلف کتب سے ملاحظہ فرمائیں جن میں سات دنوں میں قرآن مجید کے ختم کرنے کا ذکر ہے۔

بخاری شریف

عن عبد اللہ ابن عمر قال ! قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اقرء القرآن فی الشھر۔ قلت انی اجد قوۃ حتی قال فاقرأہ فی سبع۔

بخاری شریف مطبوعہ کرزن پریس دہلی صفحہ ۷۵٦

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ پورا قرآن مجید ایک مہینے میں پڑھا کرو۔ میں نے عرض کیا کہ میں اس سے زیادہ طاقت رکھتا ہوں۔ حتیٰ کہ آپ نے فرمایا کہ سات دنوں میں پڑھا کرو۔

ابوداؤد طیالسی شریف

حتیٰ قال ! اقرء فی سبع

ابوداؤد طیالسی مطبوعہ حیدرآباد دکن ص۳۰

حتیٰ کہ آپ نے فرمایا کہ سات دنوں میں پڑھا کرو۔

ابن ماجہ شریف

قلت وعنی استمتع من قوتی و شبابی وقال " فاقراہ فی سبع "

ابن ماجہ شریف مطبوعہ دہلی صفحہ ۹٦ (باب فی کم یستحب یختم القرآن)

میں نے عرض کیا کہ میں اس سے زیادہ طاقت اور شباب رکھتا ہوں تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا سات دنوں میں ختم کیا کرو۔

ابوداؤد شریف

قال اقراہ فی سبع

(ابوداؤد جلد اوّل صفحہ ۵۲۱)

فرمایا سات دنوں میں قرآن مجید پڑھا کرو۔

حلیۃ الاولیاء

قال اقرء فی سبع (حلیۃ الاولیاء مطبوعہ مصر) (جلد اوّل صفحہ ۲۸۵)

فرمایا سات دنوں میں قرآن پڑھا کرو۔

مسلم شریف

قال فاقرأہ فی سبع

مسلم شریف مترجم جلد دوم صفحہ ۲۰۷

فرمایا۔ پس سات دنوں میں قرآن پڑھو۔

کتاب الاذکار (نووی)

وآخرون فی کل سبع لیال ختمۃ

کتاب الاذکار مطبوعہ مصر صفحہ ۹۵

اور آخر پر فرمایا تمام سات راتوں میں قرآن ختم کرو۔

جامع الصغیر شریف (امام سیوطی)

اقرءا فی سبع (جامع الصغیر ۱/۵۲)	فرمایا سات دنوں میں قرآن پڑھو۔

حلبی کبیری

فلیختم فی کل اسبوع (حلبی کبیری مطبوعہ سندھ ۴۹۶)	فرمایا پس ختم کرو قرآن ہر ہفتے

شرح سفر السعادۃ (شاہ عبدالحق محدث دہلوی رح)

فرمودہ پس در ہفت روز (شرح سفر السعادت مطبوعہ لکھنؤ صفحہ ۲۴۳)	فرمایا۔ پس سات دنوں میں ختم کرو۔

تفسیر فتح العزیز (شاہ عبدالعزیز رح)

وچوں عبداللہ ابن عمر مذکور شدت رغبت و وفور قوت خود بیان نمود۔ ختم قرآن در یک ہفتہ برائے او مقرر ساختند و اکثر صحابہ ہمیں عمل شریف را معمول خود گردانیدند (تفسیر فتح العزیز پ ۲۹ صفحہ ۲۹۷)	اور جب حضرت عبداللہ ابن عمر مذکور نے شدت رغبت اور اپنی وافر قوت کا اظہار کیا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُس کیلئے قرآن مجید کے ختم کرنے کیلئے ایک ہفتہ مقرر فرما دیا اور اکثر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے اسی عمل شریف کو اپنا معمول رکھا۔

صحابہ کبار رض کا معمول

جامع التفاسیر (نواب قطب الدین دہلوی)

اور بعض روایتوں میں ختم قرآن شریف کا چالیس راتوں میں بھی آیا ہے۔ پھر عبداللہ ابن عمر نے قوت اور رغبت اس امر میں زیادہ بیان کی تو آپ نے ایک ہفتہ اُن کیلئے مقرر

فرما دیا۔ یعنی ہر ہفتہ میں ایک ختم کیا کرو۔ پھر اکثر صحابہؓ نے اپنا یہی معمول بنا لیا۔ اور قرآن شریف کے سات حصے اس طور پر مقرر کر لئے

جمعہ کی رات کو تین سورتیں اوّل قرآن کی، اور شنبہ کی رات کو پانچ سورتیں اور ایک شنبہ کی رات کو سات سورتیں اور دوشنبہ کی رات کو نو سورتیں، اور سہ شنبہ کی رات کو گیارہ سورتیں اور چہار شنبہ کی رات کو تیرہ سورتیں اور پنج شنبہ جمعرات کی رات کو سورۂ قٓ سے آخر قرآن تک اور اسکو فمی بشوق کہتے ہیں۔

کہ پہلے دن سورۃ فاتحہ سے سورۂ مائدہ تک۔ پھر وہاں سے سورۂ یونس سے سورۂ بنی اسرائیل تک اور پھر وہاں سے سورۂ شعراء تک پھر وہاں سے سورۂ والصّٰفّٰت تک پھر وہاں سے سورۂ قٓ تک پھر وہاں سے سورۂ والنّاس تک۔

اور حضرت امیر المؤمنین سیدنا عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ جمعہ کی شب کو سورۂ مائدہ کا بھی تمام کرتے تھے اور ہفتہ کی شب کو سورۂ ھود کے آخر تک اور اتوار کی شب کو سورۂ مریم کے آخر تک اور پیر کی شب کو سورۂ قصص کے آخر تک اور سہ شنبہ کی شب کو سورۂ صٓ کے

نوٹ ؎۱:۔ وہابیوں کے خیال میں سورہ فاتحہ قرآن کا جز نہیں حالانکہ جملہ "فمی بشوق" اس بات پر شاہد ہے کہ ف سورۂ فاتحہ کی ابتدا کی نشانی ہے۔ اب یہاں اگر سورہ فاتحہ کو شامل کیا جاتا ہے تو جمعہ کو تلاوتِ قرآن کا آغاز و انجام سورہ مائدہ تک بجائے تین سورتوں کے چار سورتوں پر ہوگا۔ یعنی سورہ فاتحہ، بقرہ، آلِ عمران، نساء اور پھر ہفتہ کے دن بھی بجائے پانچ کے چھ سورتیں ہوں گی تو حساب درست رہ سکے گا۔ یعنی مائدہ، انعام اعراف، انفال، توبہ اور یونس۔ اور اگر بقول وہابیہ جمعہ ہفتہ کو تین اور پانچ سورتیں مان لی جائیں تو پھر نہ صرف یہ کہ سورہ فاتحہ بلکہ ایک اور مزید سورۃ قرآن مجید سے علیحدہ کرنا پڑے گی۔

بہرحال پہلی سورتیں اگر چار اور چھ یعنی کل دس گنی جائیں تو آگے چل کر حساب ٹھیک ہو جاتا ہے ورنہ آخر قرآن تک ساری ترتیب غلط رہے گی۔ (مصنف)

آخر تک اور بدھ کی شب کو سورۂ الرحمٰن کے آخر تک اور جمعرات[1] کی شب کو قرآن مجید ختم کرتے تھے اور اس ختم کو احزاب کہتے ہیں۔

اور بعض صحابہ جیسے عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہٗ وغیرہ آیتوں کا شمار کرتے تھے اور ہر رات کو ہزار آیتیں پڑھتے تھے۔ چنانچہ اس صورت میں بھی ساتویں شب کو ختم ہوتا۔

(جامع التفاسیر مطبوعہ ۱۲۹۲ھ مطبع مرتضوی دہلی جلد چہارم صفحہ ۲۰۵/۲۰۶ مؤلف نواب محمد قطب الدین خاں دہلوی)

ساتے کی دوسری دلیل

جیسا کہ آپ گذشتہ صفحات میں پڑھ چکے ہیں کہ میت بعض روایات کے مطابق چالیس دن اور بعض روایات کے مطابق سات دن قبر میں امتحان و آزمائش سے گذرتی ہے۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے حکم کے مطابق مردہ کی حالت غرق ہونے والے کی سی ہے اور اُسے اس حالت میں زندوں کی امداد کی اشد ضرورت ہوتی ہے اور اُس کیلئے بدنی اور مالی عبادت کا ثواب جو اُس کے لواحقین اور احباب بھیجتے ہیں دُنیا و مافیہا سے زیادہ بہتر ہے۔

حلیۃ الاولیاء اور شرح صدور کی وہ عبارت آپ پڑھ ہی چکے ہیں کہ صحابہ کرام اور تابعین عظام سات دن تک اپنے مُردوں کیلئے سات دن تک فقراء و مساکین کو کھانا کھلانا مستحب سمجھتے تھے۔ یہاں آپ پھر وہ روایت ملاحظہ فرماویں:۔

حلیۃ الاولیاء (ابو نعیمؒ) شرح الصّدور (سیوطیؒ)

حدثنا ابوبکر بن مالک ثنا عبداللہ بن احمد بن حنبل قال۔ قال۔ طاؤس: ان الموت یفتنون

حدیث بیان کی ابوبکر بن مالک نے۔ سُنا اُنہوں نے عبداللہ بن امام احمد بن حنبل سے فرمایا کہا طاؤس رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ

[1] جمعرات کو ختم شریف دلانے کیلئے یہ بھی ایک دلیل ہے کہ قرآن مجید کو جمعۃ المبارک سے شروع کرکے جمعرات شریف کو ختم کیا جاتا ہے۔ مصنف؛ [2] فمی بشوق کے علیحدہ علیحدہ یہ حروف ہیں ف، م، ی۔ ب، ش، و، ق۔ یہ حروف اُن اُن سورتوں کے پہلے حروف ہیں جن سے پہلے ہر روز آغاز کیا جاتا ہے۔ مصنف

فی قبورھم سبعًا فکانوا یستحبون أن یطعم عنھم تلک الایام۔ (حلیۃ الاولیاء مطبوعہ لبنان جلد چہارم ص۱۱، شرح الصدور مطبوعہ مصر ص۳)

نے کہ فوت شدہ لوگ اپنی قبروں میں سات دن تک آزمائش و امتحان میں رہتے ہیں۔ پس تھے مستحب سمجھتے ان دنوں میں کھانا کھلانا اُن کی طرف سے۔

مذکورہ بالا روایت سے واضح ہوجاتا ہے کہ سات دن تک مساکین کو کھانا کھلانا صحابہ کرامؓ اور تابعینؒ کی سُنّت ہے۔ اور یہ بھی ظاہر ہوجاتا ہے کہ اس روایت کے مطابق یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ سات دن تک میت کی مغفرت کی کوشش کرنا صحابہ و تابعین کا عمل ہے۔ اور یہ بھی ثابت ہوگیا کہ ساتواں دن چونکہ اس روایت کے مطابق کوشش کا آخری دن ہے۔ اس لئے یہ معمول بن گیا کہ سات دنوں میں ختم قرآن مجید کے علاوہ اکٹھے ہو کر بھی قرآن خوانی کی جائے اور مساکین و فقراء کو میت کی طرف سے کھانا کھلایا جائے۔ اور ان تمام تر مالی اور بدنی عبادات کا ثواب میت کو پہنچا دیا جائے اور اس کیلئے دُعا اور استغفار کیا جائے کہ اللہ تبارک و تعالےٰ اپنے پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے صدقہ سے اُس کی مغفرت فرماوے۔

ساتویں کے دیگر حوالوں سے پہلے

ساتویں کے دیگر حوالوں سے پہلے ہم قارئین کے ذہن سے اس شُبہ کو بھی دُور کر دینا ضروری سمجھتے ہیں جو بعض فقہا کی عبارتوں سے پیدا ہوسکتا ہے۔ جو فقہا کہتے ہیں کہ سات دن کے بعد کھانا تیار کرنا خوشی کے موقعہ کی طرح ضیافت کے لئے فقراء کیلئے مستحسن ہے تو اگر اُن کی بات بھی مان لی جائے تو ساتویں پر خوشی کے موقعہ کی طرح ضیافت پکانے کا ہمارے ملک میں رواج ہی نہیں اور نہ ہی ساتویں کے موقعہ پہ ڈھول ڈھمکے باجے گاجے بجانے کا یہاں رواج ہے۔ اگرچہ از رُوئے شریعت ضیافت پکا لینے میں کوئی حرج نہیں۔ پھر بھی ہمارے ہاں اس قسم کی ضیافتوں کا سرے سے وجود ہی نہیں۔ لہٰذا یہ احتمال صرف احتمال ہی ہے۔ ہاں اگر کوئی غریبوں مسکینوں کے لئے میّت کی طرف سے کھانا پکاتا ہے تو اُس میں سب فقہا کا قطعی اتفاق ہے۔

ساتویں کے مزید حوالے

مندرجہ ذیل حوالہ جات نُورُ الانوار کے مصنف اور فتاویٰ عالمگیری کے مرتب حضرت جناب علامہ مُلّا جیون علیہ الرحمتہ کے صاحبزادے حضرت علامہ محمد فیض عالم کی تصنیفِ لطیف کتاب وجیز الصراط سے نقل کئے جاتے ہیں۔ یہ حوالہ جات کتاب مذکورہ کے صفحہ ۶۲ پر درج ہیں۔

و۔ فتاویٰ برہنہ و خزانۃ الروایات و شرح برزخ

وجیز الصراط

۱۔ فتاویٰ برہنہ:۔ در کنز کہ مستحب تصدق بر و تا ہفت روز۔	کنز میں کہا گیا ہے کہ میت کے سات روز بعد تک صدقہ کرنا مستحب ہے۔
۲۔ خزانۃ الروایات:۔ ویستحب ان یتصدق عن المیت بعدہ الی سبعۃ ایام	اور مستحب ہے صدقہ کرنا بعد میت کے سات دن
۳۔ شرح برزخ:۔ بروایت ابن ملک حدیث آوردہ فرمود کہ قال علیہ الصلوٰۃ والسلام اللیلۃ الاولی عسیرۃ علی المیت فتصدقوا عنہ وینبغی ان یواظب علی الصدقۃ بسبعۃ ایام۔ وقیل اربعین فان المیت تیشوق فی ھذہ الایام الی بیتہ انتھی۔	ابن ملک کی روایت میں آیا ہے۔ فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ میت کے لئے پہلی رات بڑی سخت ہوتی ہے۔ پس صدقہ دو اور پہنچے مواظبت تمہاری اوپر صدقے کے سات دن۔ اور فرمایا کہ چالیس دن پس میت شوق رکھتی ہے ان دنوں میں اپنے گھر کا۔

۴۔ وجیز الصراط:۔ واما الایصال فھو سنۃ قبل مضی اللیلۃ الاولی الی تسبعۃ ایام۔ کما قدمنا عن الطحطاوی معزیا الی الشرعۃ حیث قال وفی الشرعۃ الاسلام والسنۃ ان یتصدق ولی المیت لہ قبل مضی اللیلۃ الاولی بشئی مما تیسر لہ فان لم یجد شیئا فلیصل رکعتین یھدی ثوابھما قال ویستحب ان یتصدق عن المیت بعد الدفن الی "سبعۃ ایام" کل یوم بشئی قلیلا انتھی۔ (وجیز الصراط صفحہ ۶۲ مطبوعہ لاہور پاکستان)	اور ایصالِ ثواب پس سنت ہے پہلی رات سے پہلے سے لیکر سات دنوں تک۔ اور کہا پہلوں نے طحطاوی سے اور ہے شرح اسلام میں اور سنت ہے کہ میت کا ولی صدقہ کرے پہلی رات سے پہلے۔ کسی چیز کا جو میسر ہو اور اگر کوئی چیز موجود نہ ہو تو پس پڑھے دو رکعت نماز اور ہدیہ کرے ثواب اُس کا واسطے میت کے۔ فرمایا اور مستحب ہے صدقہ میت کی طرف سے بعد از دفن سات ایام ہر روز جو چیز میسر ہو۔

سراج المنیر۔ فیض الاسلام

ویستحب ان یتصدق عن المیت بعد موتہ "سبعۃ ایام" سراج المنیر۔ نقل فیض الاسلام صفحہ ۳۴۵	اور مستحب ہے صدقہ کرنا میت کی طرف سے بعد مرنے کے سات دن۔

★

ساتے کا اکٹھ

اب جبکہ یہ مسئلہ ثابت ہوچکا ہے کہ قرآن مجید کے ختم کے وقت اقرباء، برادری اور ہمسایوں کا اکٹھ۔ سُنّتِ مصطفٰےؐ اور سُنّتِ صحابہ کرامؓ ہے تو ساتے کے اکٹھ میں قرآن خوانی اور ختم وغیرہ کا اہتمام ہر طریقہ سے مستحب ہے۔ دُعا، درود، قرآن خوانی مطلق ہمہ وقت جائز ہے۔ اس لئے یہ قید لگانا کہ فلاں وقت میں ناجائز اور مکروہ ہے اور فلاں میں جائز ہے۔ فلاں محفل میں یہ غلط اور نادرست ہے اور فلاں محفل میں یہ صحیح ہے۔ یہ محض بدعت اور دانستہ طور پہ دین میں دخل اندازی کے مترادف ہے۔ اپنی طرف سے کسی شخص کو کسی قسم کی قید لگانے کا ہرگز ہرگز کوئی حق نہیں۔

دسواں

میّت کے فوت ہونے کے دس دن بعد جو ختم دلایا جاتا ہے اُسے دسواں کہتے ہیں بعض لوگ بجائے ساتویں دن کے جس کو ساتا کہا جاتا ہے دسویں کا ختم دلاتے ہیں۔ حالانکہ اَز رُوئے شریعت مطہرہ ساتے کے بعد دسویں کا ختم شریف بھی جائز بلکہ بہتر ہے کہ اُن تمام دنوں میں ختم قرآن کیا جائے جن جن کا ثبوت احادیثِ مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں موجود ہے۔

ساتے کی طرح دسویں کے متعلق بھی وہی اصول ہے کہ قرآن مجید دس دنوں میں ختم کرکے صالحین قراء، برادری، ہمسایوں اور اہل وعیال کا اجتماع ہوتا ہے ختم شریف میں الحال مرتحل ہوتا ہے یعنی سُورۃ والنّاس کے بعد پھر الحمد للہ سے سُورہ بقرہ کی پہلی پانچ آیات اُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُفْلِحُوْنَ تک پڑھی جاتی ہیں۔ غریبوں مسکینوں میں حسبِ استطاعت کھانا تقسیم ہوتا ہے۔ اور اگر کوئی زیادہ صاحبِ استطاعت ہو تو وہ اپنے مہمانوں اور حاضرین کے کھانے کا بھی اہتمام کر لیتا ہے۔ اصل مقصود قرآن کا ختم کرنا ہے۔ اور اس بدنی عبادت ختم شریف کے ثواب کے ساتھ مالی عبادت صدقات وخیرات وغیرہ کا ثواب بھی میّت کی رُوح کو بخش دیا جاتا

ہے۔ جو ہر طرح مستحسن ہے۔ اور اس میں کسی قسم کی کراہت کا جواز پیدا کرنا بذات خود مکروہ حرکت ہے۔

تنبیہہ

اگر کوئی شخص صاحبِ استطاعت نہ ہو اور غریب ہو تو اُسے اسلام ہرگز اجازت نہیں دیتا کہ وہ برادری کو خوش کرنے اور محض وقتی نام ونمود کیلئے قرض وغیرہ لیکر لوگوں کی دعوت پکانے کا اہتمام کرتا پھرے۔ ایسے شخص کیلئے کافی ہے کہ قرآن مجید کی تلاوت کرکے میّت کو ایصالِ ثواب کرتا رہے۔ اگر ہو سکے تو کسی مسکین کو تھوڑا بہت کھانا بھی کھلا دے بصورت دیگر اُس کا خشوع وخضوع کے ساتھ قرآن مجید پڑھ کر ختم دلا دینا اور ایصالِ ثواب برائے میّت کر دینا کافی ہے۔

دس دنوں میں قرآن کا ختم

دارمی شریف

قال اختمہ فی عشر

(دارمی شریف مطبوعہ انڈیا ص ۴۴۱)

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا قرآن دس دن میں ختم کرو۔

بخاری شریف

قال اختمہ فی عشر۔ (بخاری شریف ۷۵۶/۱)

فرمایا دس دنوں میں قرآن ختم کرو۔

ابوداؤد شریف

قال لہ اقرأ القرآن (الخ) قال فی عشر

(ابوداؤد۔ مترجم صفحہ ۵۲۱/۱)

حضور کی خدمت میں عرض کیا گیا کہ قرآن کتنے دنوں میں پڑھا جائے۔ فرمایا دس دنوں میں۔

ابن ماجہ شریف

قال فاقرأہ فی عشرۃ۔ (ابن ماجہ صفحہ ۹۶)

فرمایا یس قرآن دس دنوں میں ختم کرو۔

الاذکار۔ (نووی)

فی کل عشر لیال ختمۃ (الاذکار۔ ص ۹۵)

قرآن تمام دس راتوں میں ختم کرنا چاہیئے۔

جامع الصغیر (للسیوطی)

اقرءوا فی عشر۔ (جامع الصغیر مطبوعہ مصر ص ۵۲/۱)

قرآن دس دنوں میں پڑھنا چاہیئے۔

مسند احمد بن حنبل

قال فاقرأہ فی کل عشرۃ ایام۔ (مسند احمد جلد دوم ص ۱۵۸)

فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دس دنوں میں قرآن پڑھنا چاہیئے۔

شرح سفر السعادۃ

فرمود ببخواں در دہ روز۔ (شرح سفر السعادت ص ۲۴۳)

فرمایا پڑھنا چاہیئے قرآن دس دنوں میں۔

حلبی کبیری

قال قاضی خان والزھاد واھل الاجتھاد کانوا یختمون فی کل عشر لیال۔ (حلبی کبیری مطبوعہ سندھ ص ۴۰۷)

کہا قاضی خان اور زہاد اور اہل اجتہاد تھے ختم کرتے قرآن مجید دس دنوں میں۔

پندرہ دنوں میں قرآن کا ختم

بخاری شریف، دارمی شریف، نسائی شریف

قال اختمہ فی خمس عشر (بخاری شریف ۷۵۶/۱ دارمی ۴۴۱ نسائی ۷۲/۲)

فرمایا پندرہ دنوں میں قرآن ختم کرنا چاہیئے۔

بیس دنوں میں قرآن کا ختم

بخاری شریف

قال اختمہ فی عشرین۔ (بخاری شریف ۷۵۶/۲)

فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قرآن مجید بیس دنوں میں ختم کرو۔

مسلم شریف

قال فاقرأہ فی عشرین۔ (مسلم شریف ۲۰۲/۲)

فرمایا قرآن مجید بیس دنوں میں ختم کرو۔

ابوداؤد شریف

قال اقرأہ فی عشرین (ابوداؤد ۵۲۱/۱)

فرمایا بیس دنوں میں قرآن مجید پڑھو۔

حلیۃ الاولیاء

قال اقرأہ فی عشرین (حلیۃ الاولیاء ۲۸۵/۱)

فرمایا بیس دنوں میں قرآن پڑھو۔

جامع الصغیر (سیوطی)

اقرءوا فی عشرین (جامع الصغیر ۵۲/۱)

فرمایا بیس دنوں میں قرآن پڑھو۔

پچیس دنوں میں قرآن کا ختم

دارمی شریف

قال اختمہ فی خمسۃ عشرین (دارمی شریف ۴۴۱)

فرمایا ختم کرو قرآن مجید کو پچیس دنوں میں۔

ختم شریف ماہانہ

بخاری شریف

عن عبد اللہ بن عمر قال! قلت : یارسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم فی کم اقرأ القرآن قال اختمہ فی شھر۔ (بخاری شریف مطبوعہ دہلی ۷۵۶/۲)

حضرت عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ کہا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قرآن کتنے عرصہ میں پڑھنا چاہیئے۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک مہینے میں ختم کرو۔

جامع الصغیر شریف

اقراء القرآن فی شھر (جامع الصغیر مطبوعہ مصر ۵۲/۱)

فرمایا ایک مہینے میں قرآن پڑھو۔

حلیۃ الاولیاء شریف

قال اقرأہ فی الشھر (حلیۃ الاولیاء مطبوعہ مصر ۲۸۵)

فرمایا ایک ماہ میں قرآن پڑھو۔

ابوداود شریف

قال لہ اقراء القرآن فی شھر (ابوداؤد شریف ۵۲۱/۱)

فرمایا پڑھو ایک ماہ میں قرآن مجید۔

مسلم شریف

قال قال لی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اقراء القرآن فی کل شھر۔ (مسلم شریف جلد دوم صفحہ ۲۰۲)

کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ قرآن مجید ایک ماہ میں ختم کرو۔

نسائی شریف

قال اقراء القرآن فی کل شھر (نسائی شریف ۲۶۷/۲)

فرمایا قرآن ایک ماہ میں ختم کرو۔

دارمی شریف

عن عبد اللہ ابن عمر قلت یارسول اللہ فی کم اختم القرآن! قال! اختمہ فی الشھر۔ (دارمی شریف ص۴۴۱)

حضرت عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم کتنے عرصہ میں قرآن ختم کرنا چاہیئے فرمایا ختم کرو قرآن ایک ماہ میں۔

ابن ماجہ شریف

(باب فی کم یستحب یختم القرآن) فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان اخشی ان یطول علیک الزمان و ان تمل فاقراہ فی الشھر۔ (ابن ماجہ شریف مطبوعہ مطبع علیمی صفحہ ۹۶)

(باب قرآن ختم کرنے کے مستحب ہونے کے عرصہ میں) پس فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے۔ پس ایک مہینے میں قرآن مجید پڑھو۔

کتاب الاذکار (نووی)

وآخرون فی کل شھر ختمۃ (الاذکار ص۹۵)

فرمایا ایک مہینے میں قرآن مجید ختم کرو۔

مسند احمد بن حنبل

قال اقراء القرآن فی کل شھر (مسند احمد مطبوعہ بیروت ۱۵۹/۲)

فرمایا قرآن پڑھو ہر مہینہ میں۔

شرح سفر السعادۃ

بخوان قرآن را دریک ماہ۔ (شرح سفر السعادۃ ص۲۴۳)

اور پڑھو قرآن ایک ماہ میں۔

حلبی کبیری

وقیل فی کل شھر مرۃ (حلبی کبیری ص۴۹۶)

اور فرمایا مہینے میں ایک بار قرآن پڑھو۔

مندرجہ بالا تمام ترکتُب احادیث کی عبارات کا مقصد یہ ہے کہ حضور صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں عرض کیا گیا کہ یا رسُول اللہ صلّی اللہ علیک وآلہٖ وسلم قرآن مجید کتنے عرصہ میں ختم کیا جائے ۔ تو آپ نے فرمایا کہ ایک ماہ میں ۔ آگے آنے والی دوسری حدیث میں چالیس دن بھی آتا ہے ۔ بہرحال اس روایت میں آپ کا فرمان ہے کہ ایک ماہ میں تو صحابیؓ نے اشتیاق ظاہر کیا کہ یا رسُول اللہ میں ایک ماہ سے پہلے ختم کرنے کی طاقت رکھتا ہوں تو آپ نے فرمایا پچیس دنوں میں ختم کر لیا کرو ۔ پھر عرض کیا گیا کہ میں اس سے بھی جلد ختم کر سکتا ہوں تو آپ نے فرمایا بیس دنوں میں پھر عرض کیا گیا تو آپ نے پندرہ دن مقرّر فرمائے ۔ پھر عرض کیا تو دس دن پھر سات دن اور بعض روایتوں میں پانچ دن کا عرصہ بھی مقرّر فرمایا ۔ فرمایا کہ تین دن کے کم عرصہ میں قرآن مجید ختم نہ کیا کرو ۔ بہرحال قارئین یہ سمجھ ہی چکے ہیں کہ ایک ماہ میں قرآن مجید ختم کرنے کے متعلق حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے خود ارشاد فرمایا ۔ اور پھر صحابی کی قوّت کے مطابق اُسے کم عرصہ کی بھی اجازت فرمائی ۔ اسی فرمانِ رسُول پر عمل کرتے ہوئے دیگر ایّام کی طرح ایک ماہ میں قرآن شریف ختم کیا جاتا ہے اور میّت کو دفنانے کے ایک ماہ بعد بھی اسی اصول کے ماتحت قرآن مجید ختم کر کے ایصالِ ثواب کر دیا جاتا ہے اس کی اصل یہی ہے ۔ اور ختمِ قرآن کے وقت صُلحاء اور برادری وغیرہ کا جمع ہونا ہم ثابت کر ہی چکے ہیں ۔ اس میں زیادہ صرف یہی ہے کہ کوئی صالح شخص ختم شریف کے بعد دعا کرتا ہے اور کھانے وغیرہ اور قرآن مجید کا ثواب میّت کو بخش دیتا ہے ۔

ختم شریف چالیسواں

میّت کے چالیس دن بعد ختم دلانے میں بیشمار حکمتیں موجود ہیں اور ان حکمتوں کے پیشِ نظر ہی سلف صالحین کا اس پر عمل رہا ہے ۔

پہلی حکمت یہ ہے کہ جس طرح حضور اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا دیگر مقرّرہ ایّام میں قرآن مجید ختم کرنے کا ارشادِ عالیہ ہے اُسی طرح چالیس دنوں میں قرآن مجید ختم کرنے کے متعلق بھی فرمان موجود ہے ۔

دوسری حکمت :۔ یہ ہے کہ جس طرح یہ روایت ملتی ہے کہ میّت سات دن تک اپنی قبر میں آزمائش وامتحان میں ہوتی ہے اُسی طرح یہ روائتیں بھی موجود ہیں کہ مرنے والا

چالیس دن تک قبر میں آزمایا جاتا ہے اور ان دنوں اُس کے لواحقین اگر اس کیلئے دُعا و استغفار ، صدقات وخیرات اور قرآن خوانی کا ثواب پہنچانے کی کوشش کریں تو یہ اس کیلئے دُنیا و مافیہا سے بدرجہا بہتر ہے ۔

تیسری حکمت یہ ہے کہ دن مقرّرہ ہونے کی وجہ سے احباب اکٹھے ہو کر میّت کیلئے دُعا و استغفار کر لیتے ہیں ۔

چوتھی حکمت یہ ہے کہ اہلِ میّت ان دنوں پوری پوری کوشش اور دلچسپی سے میّت کیلئے زیادہ سے زیادہ مغفرت کا سامان پیدا کر لیتے ہیں اور ہمہ وقت اس جدّوجہد میں رہتے ہیں کہ چالیسویں پر زیادہ سے زیادہ قرآن مجید ختم کئے جائیں اور میّت کا ہر قریبی اپنے طور پر میّت کیلئے قرآن مجید کی تلاوت اور دیگر اوراد اور دُعائے استغفار میں مصروف رہتا ہے ۔

پانچویں حکمت یہ ہے کہ اگرچہ عام لوگوں کیلئے تین دن تک سوگ کا حکم ہے مگر عورت کیلئے ضروری ہے کہ وہ اپنے شوہر کا چالیس یوم تک سوگ کرے اور ہر عورت کے اکثر رشتہ دار اور اولاد وغیرہ ہوتی ہے وہ سارے بھی اُس کے ساتھ شریکِ غم رہ کر مرنے والے کی بخشش کیلئے کوشاں رہتے ہیں وغیرہ وغیرہ ۔

پہلے آپ چالیس دنوں میں قرآن مجید ختم کرنے کے متعلق سرکارِ دو عالم صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ارشاد ملاحظہ فرمادیں :۔

ترمذی شریف

(۱)

عن عبد اللہ ابن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما ان النبی صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم قال لہ اقراء القرآن فی اربعین ۔

حضرت عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سرورِ کائنات صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے روایت بیان کرتے ہیں کہ حضور صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ قرآن مجید چالیس دنوں میں پڑھا کرو

(۲)

وقد روی بعضھم عن معمر عن سماک بن الفضل عن وھب بن منبہ ان النبی صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلما

اور روایت کرتے ہیں ان سے بعض حضرت معمر سے وہ سماک بن فضل سے وہ وہب بن منبہ سے کہ حضور صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے

امر عبداللہ بن عمر ان یقرأ القرآن فی اربعین ۔ (ترمذی شریف صفحہ ۴۰۲)

حضرت عبداللہ ابن عمرؓ کو ارشاد فرمایا کہ قرآن مجید چالیس یوم میں پڑھا کرو۔

(۲)

عن عبد اللہ بن عمرو ان النبی صلّی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم ۔ قال لہ اقرأ القرآن فی اربعین : وقال ! اسحٰق بن ابراھیم ولا نحب للرجل ان یاتی علیہ اکثر اربعین ۔ (ترمذی شریف ۴۰۱)

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما روایت بیان کرتے ہیں کہ حضور صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا پڑھا کرو قرآن چالیس دنوں میں ۔ اور کہا اسحٰق بن ابراہیم نے اور نہیں محبّت رکھتے ہم اُس شخص سے جو چالیس دنوں سے زیادہ دنوں میں قرآن مجید ختم کرے۔

تفسیر فتح العزیز

و در بعضے روایات ختم قرآن در چہل شب نیز وارد شدہ است ۔ (فتح العزیز پ ۲۹ صفحہ ۲۹۷)

اور بعض روایات میں آیا ہے کہ قرآن مجید کا ختم چالیس دنوں میں کیا جائے۔

جامع الصغیر

عن ابن عمر اقرأ القرآن فی اربعین (جامع الصغیر صفحہ ۵۲)

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا قرآن چالیس دنوں میں پڑھنا چاہیئے۔

شرح سفر السعادۃ

و بخوان قرآن را در یک ماہ و در روائتے چہل روز ۔ (شرح سفر السعادۃ ۲۴۳)

اور پڑھنا چاہیئے قرآن ایک ماہ میں اور دوسری روایت میں چالیس دن ہے۔

حلبی کبیری

ثمّ قیل الاولیٰ ان یختم القرآن فی کلّ اربعین یوما ۔ (حلبی کبیری صفحہ ۴۹۶)

پھر فرمایا بہتر یہ ہے کہ ہر چالیس دن میں قرآن ختم کیا جائے۔

اس فرمانِ رسول صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے متعلق دیگر بھی کئی کتب احادیث و تفاسیر سے کئی ایک حوالے پیش کئے جا سکتے ہیں ۔ لیکن محض طوالت کی وجہ سے انہی چند معتبر کتب پر اکتفا کیا جاتا ہے ۔ بہرحال چالیسویں کا ختم دلانے کیلئے اصول یہی ہے ۔

چالیسواں جمعرات کو کیوں کیا جاتا ہے

عام طور پر ایک سوال یہ بھی ہم پر کیا جاتا ہے کہ ہم جمعرات ہی کو چالیسویں کا ختم کیوں دلاتے ہیں ۔ تو اُس کیلئے مختصر طور پر یہ ہے کہ چونکہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین قرآن مجید جمعرات کو ہی ختم کیا کرتے تھے اس لئے جمعرات کو ہی قرآن مجید ختم کر کے میّت کو ایصالِ ثواب کیا جاتا ہے ۔

اب آپ دوسری حکمت یعنی میّت چالیس دن اپنی قبر میں آزمائی جاتی ہے کے متعلق شاہ عبدالعزیزؒ کا فتویٰ ملاحظہ فرمائیں ۔

تفسیر عزیزی

وارد است کہ مُردہ دریں حالت **مانند غریقے** است کہ انتظار فریاد رسے می برد و **صدقات و فاتحہ** دریں وقت بسیار بکار اُو می آید ۔

حدیث میں آیا ہے کہ مُردہ اس حالت میں ڈوبنے والے کی مانند ہوتا ہے اور فریاد رس کا انتظار کرتا ہے اور صدقات و فاتحہ اس وقت میں اُس کیلئے بہت زیادہ کارآمد ہیں ۔

و ازیں جا است کہ طوائف بنی آدم تا یک سال **علی الخصوص تا یک چلّہ بعد موت** دریں نوع امداد کوشش تمام می نمائیند و رُوح مُردہ نیز در قُربِ موت در خواب و عالم تمثیل ملاقات زندگان می کند و **ما فی الضمیر** خود را اظہار می نمائیند ۔ (تفسیر عزیزی المعروف فتح العزیز پ ۳۰ صفحہ ۱۱۳ مطبوعہ بھارت) ۔

اور اس جگہ کہ عام بنی نوع انسان ایک سال تک کیلئے اور بالخصوص چالیس دنوں تک میّت کے بعد اس نوعیّت کی امداد کی پوری کوشش کرتے ہیں اور میّت کی رُوح موت کے قریب خواب میں اور عالمِ مثال میں زندوں سے ملاقات کرتی ہے اور اپنے ما فی الضمیر کا اظہار کرتی ہے ۔

مندرجہ بالا روایت میں شاہ عبدالعزیز علیہ الرحمتہ نے چالیس دن تک میت کی مغفرت کیلئے کوشش کرنے کے متعلق حدیثِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جس انداز سے استنباط کرکے مسئلے کی وضاحت کی ہے وہ شاہ صاحب کا نام لے لیکر عوام کو چکر میں ڈالنے والی ناخلف ذریت کیلئے ایک چیلنج کی حیثیت رکھتی ہے۔

شاہ صاحب نے چالیس یوم تک میت کیلئے کوشش کرنے والوں کو بدعتی نہیں کہا بلکہ اس کارِ خیر پر جمیع مسلمانوں کا اجماع ثابت کیا ہے۔

شاہ رفیع الدّین اور چالیسواں

شاہ عبدالعزیزؒ کے بعد اُن کے برادرِ خورد شاہ رفیع الدّین کا فتویٰ ملاحظہ فرماویں اور پھر اُس کے بعد ایک اور حوالہ ملاحظہ فرماویں:۔

و دیگر خبر است از تابعین کرام کَانَ السَّلَفُ یُحِبُّوْنَ اِلَا طْعَامَ عن المیّت اربعین یومًا و شواہد این بسیار است۔	اور دوسری تابعین کرام سے روایت ہے کہ تھے سلف (صحابہ کرام) محبوب رکھتے کھانا دینا میّت کی طرف سے چالیس دن اور اسکے بیشمار شواہد ہیں

شرح برزخ
فیض الاسلام۔ کتاب الوجیز

وقیل الی الاربعین فانّ المیت یشوق الی بیتہٖ (شرح برزخ۔ فیض الاسلام ص۳۴۵ کتاب الوجیز ص۶۴)	اور فرمایا صدقہ دینا چالیس دن۔ پس میّت شوق رکھتی ہے ان دنوں اپنے گھر کا۔

تیسری اور چوتھی حکمت

چالیسویں کے اجتماع میں میت کی مغفرت کی کوشش اور ایصال ثواب کے متعلق نہ حوالوں کی ضرورت ہے اور نہ کتابوں کی یہ حکمتیں مشاہدات سے تعلق رکھتی ہیں۔ منکرین اگر ہماری دعوت کو قبول کرتے ہوئے ہمارے ان اجتماعوں میں شریک ہونے کی سعادت حاصل کرنے کا وعدہ کریں تو ہم اُنہیں یہ رُوح پرور نظارہ دکھانے کا یقین دلاتے ہیں جس میں میّت کو دس۱۰ دس۱۰۔ بیس۲۰ بیس۲۰۔ تیس۳۰ تیس۳۰ اور چالیس۴۰ چالیس۴۰ قرآن مجید ختم کرنے کا ثواب بخشا جاتا ہے۔ بلکہ بعض بعض جگہ تو قرآن مجید کے ختم ستّر ستّر سے بھی تجاوز کر جاتے ہیں۔ میرے والدِ گرامی حضرت شیخ میاں محمد اسماعیل رحمتہ اللہ علیہ کے چالیسویں پر ستّر سے زائد قرآن مجید ختم کرنے اور لاتعداد کلمہ شریف اور درُود شریف پڑھنے کا ایصالِ ثواب کیا گیا تھا۔ اسی طرح ساتویں۔ دسویں، ماہانہ، برسی، ہر ختم پر تلاوت و صدقات کا فوت شدگان کو ایصالِ ثواب کیا جاتا ہے۔ اور یہ اتنی بڑی ٹھوس حقیقت ہے جسے ہر وقت مشاہدہ کیا جا سکتا ہے۔ اور جو لوگ ان اجتماعات کا انکار کرتے ہیں، وہ خود سوچیں کہ وہ اپنے فوت شدگان کیلئے کیا کرتے ہیں۔ اور کل جب وہ فوت ہوں گے تو اپنے عقیدے کی روشنی میں اپنے اخلاف سے کس چیز کی توقع رکھتے ہیں۔

ابھی سے سوچ لو انجام اپنی طوطا چشمی کا
ضرورت قبر میں تم کو بھی تو ہو گی دُعاؤں کی

قرآن مجید سے چالیسویں کا ثبوت

جیسا کہ پانچویں حکمت کے بیان میں بتایا گیا ہے۔ عورت کو اپنے شوہر کے فوت ہو جانے پر چالیس دن سوگ کرنا چاہیئے جس کی تفصیل احادیث مبارکہ میں وضاحت کے ساتھ آئی ہے۔ یہاں قرآن مجید کی دو آیات ملاحظہ فرماویں۔

طلاق والی عورتیں

وَالْمُطَلَّقٰتُ يَتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ ثَلٰثَةَ قُرُوْٓءٍ ؕ (سورۃ البقرہ ۲۲۸)	اور طلاق والیاں انتظار کریں ساتھ جانوں اپنی کے تین حیض ۔

جن عورتوں کو طلاق ہو جائے اُن کیلئے اللہ تبارک و تعالیٰ کا حکم ہے کہ نکاح کیلئے تین حیض تک انتظار کریں ۔ اور تین حیض کی مدّت بخاری شریف میں اس طرح ہے فَعِدَّتُهُنَّ ثَلٰثَةُ اَشْهُرٍ ۔ پس عِدّت کی مدّت تین ماہ ہے ۔ (بخاری شریف ۸۰۵/۲)

جن عورتوں کے شوہر فوت ہو جائیں

وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَ يَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا يَّتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّعَشْرًا ۚ (سورۂ بقرہ آیت ۲۳۴)	اور جو لوگ فوت ہو جاتے ہیں تم میں سے اور چھوڑ جاتے ہیں بیویاں اپنی وہ انتظار کریں ساتھ اپنی جانوں کے چار ماہ دس دن ۔

بخاری شریف

مندرجہ بالا آیت کی تفسیر سرکارِ دو عالم صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اس طرح فرماتے ہیں :-

ترجمہ :- جو عورت خدا پر اور آخرت پر ایمان رکھتی ہے وہ کسی میّت کا تین دن سے زیادہ سوگ نہ کرے اور نہ زینت ترک کرے ۔ جو اس کے خلاف کرتی ہے تحقیق اُس نے فعلِ حرام کیا ۔ مگر اپنے مرد کے مرنے سے ترکِ زینت چار ماہ دس دن ہے (بخاری شریف ۸۰۳/۲)

قرآن و حدیث کی ان تصریحات سے صاف طور پر واضح ہو جاتا ہے کہ میّت کے فوت ہونے کے چالیس دن بعد کو یقیناً اور لقیناً خاص اہمیت حاصل ہے ۔ کیونکہ طلاق والی عورتیں تین ماہ کے انتظار کے بعد نکاح کر سکتی ہیں لیکن فوت شدگان کی بیویاں تین ماہ کے علاوہ چالیس دن مزید انتظار کریں ۔ یعنی چار ماہ دس دن کے بعد نکاح کر سکتی ہیں ۔

وہابیوں کا غلیظ مذاق

یہاں ہمیں وہابیوں کا ایک غلیظ مذاق یاد آرہا ہے ۔ جو وہ بالعموم اپنی تقریروں اور نجی محفلوں میں دُہراتے رہتے ہیں ۔ وہ تمسخر یہ ہے کہ "سُنّی" لوگ جب ان کا کوئی مر جاتا ہے تو چالیس دن اُس کی طرف سے روٹی دیتے ہیں ۔ اب اگر کوئی عورت مر جائے تو کیا چالیس دن بعد وہ وہاں خصم کر لیتی ہے کہ پھر اُسے روٹی کی ضرورت ختم ہو جاتی ہے ۔

اس تمسخر کا جواب

وہابیہ کے اس تمسخر کا جواب اگرچہ اُن کی زبان میں بھی دیا جا سکتا ہے ۔ لیکن :-

افسوس بیشمار سُخن ہائے گفتنی !
خوفِ فسادِ خلق سے ناگفتہ رہ گئے

اس لئے ہم صرف یہ پوچھتے ہیں کہ جب مُطلقہ عورتوں کی عدّت کی مدّت تین حیض یعنی تین ماہ ہے تو تم اپنے مرنے والے کی بیوی کو تین ماہ بعد خصم کیوں نہیں کروا دیتے اور چالیس دن مزید انتظار کیوں کرواتے ہو ۔

دُوسرا جواب

اس تمسخر کا دوسرا جواب یہ ہے کہ تمہارا یہ مذاق سب سے پہلے تمہارے ہی گھر کو لپیٹ میں لیتا ہے ۔ کیونکہ شاہ عبدالعزیز اور شاہ رفیع الدین میّت کے بعد چالیس

دن روٹی دینے کے قائل ہیں۔ (حوالے گذشتہ صفحے پر دیکھو)

تیسرا جواب

اس تمسخر کا تیسرا جواب یہ ہے کہ شاہ رفیع الدین تسلیم کرتے ہیں کہ میت کے بعد چالیس دن صدقہ کرنے پر صحابہ کرام اور تابعین عظام کا عمل ہے۔ اب تم خود ہی فیصلہ کرو کہ صحابہ کرام اور صحابیات کی شان میں گستاخی کرنا موجب کفر و لعنت ہے یا نہیں۔ اس معاملہ میں اچھی طرح غور کرو کہ تم میں اور رافضیوں میں کیا فرق ہے۔

شاہ رفیع الدین کی عبارت دوبارہ دیکھ لو:-

" و دیگر در خبر است از تابعین کرام کَانَ السَّلَفُ یُحِبُّوْنَ الْاِطْعَامَ عَنِ الْمَیِّتِ اَرْبَعِیْنَ یَوْمًا و شواہد این بسیار است۔

چالیسویں کی اور حکمتیں

قرآن مجید (سورہ بقر)

وَاِذْ وٰعَدْنَا مُوْسٰی اَرْبَعِیْنَ لَیْلَةً۔ (سورہ البقرہ آیت ۵۱)

اور جب ہم نے وعدہ دیا موسیٰ کو چالیس رات کا۔

تفسیر روح البیان

مندرجہ بالا آیت قرآنی کی تفسیر کرتے ہوئے علامہ اسمٰعیل حقی اپنی تفسیر روح البیان میں لکھتے ہیں:-

واعلم ان تعیین عدد الاربعین فی المیعاد لاختصاصه فی الکمالیة وذالك لان مراتب الاعداد اربع الآحاد والعشرو المآت والالوف والعشرة عدد فی نفسها کاملة کقوله تعالیٰ "تِلْكَ عَشَرَةٌ کَامِلَةٌ"۔

واذا اضعفت العشرة اربع مرات وهو کمال مراتب الاعداد تکون "اربعین" وهو کمال الکمال وهو اعدادا ایام تخمیر طینة آدم علیه السلام کقوله تعالیٰ: "خَمَّرْتُ طِیْنَةَ آدَمَ بِیَدِیْ اَرْبَعِیْنَ صَبَاحًا"۔ فللاربعین خاصیة وتاثیر لم توجد فی غیره من الاعداد کما قال صلی الله علیه وآله وسلم "ان خلق احدکم یجمع فی بطن امه اربعین یوم ثم یکون علقه مثل ذالك: الحدیث کما کان انعقاد الطلسم الجسمانی علی وجه الکنز الروحانی کان مخصوصا بالاربعین کذالك الحلال لد یکون باختصاص الاربعین سُنَّةَ اللّٰهِ الَّتِیْ قد خلت من قبل "وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَبْدِیْلًا"۔ اما اختصاص اللیل بالذکر فی قوله "اَرْبَعِیْنَ لَیْلَةً" فلمحنین۔ (تفسیر روح البیان مطبوعہ مصر جلد اول) (صفحہ ۹۳)

اور جان لو کہ چالیس کے عدد کی تعیین میعاد میں کمال کے اختصاص کی وجہ سے ہے۔ اور یہ اس لئے کہ عدد کے مراتب چار ہوتے ہیں۔ احاد (اکائیاں) اعشار (دہائیاں) مآت (سینکڑے) اور الوف (ہزار) اور دس کا عدد فی ذاتہ کامل ہے جیسے کہ قول اللہ تعالیٰ کا تلک عشرۃ کاملہ یعنی یہ دس کامل ہیں۔

اور جب دس کو چار دفعہ دگنا کیا جائے تو چالیس بن جاتا ہے۔ اور وہ اعداد کے مراتب کا کمال ہے تو چالیس کمال الکمال ہؤا۔ اور وہ عدد ہے آدم علیہ السلام کے خمیر کے دنوں کا۔ جیسے اللہ تعالیٰ کا قول ہے کہ آدم علیہ السلام کی مٹی کا خمیر میں نے اپنے ہاتھ سے چالیس دن کیا۔ پس چالیس کیلئے وہ خاصیت اور تاثیر ہے جو کہ غیر میں نہیں پائی جاتی۔ جیسے حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا بیشک تم میں سے ایک کی پیدائش اس کی ماں کے پیٹ میں چالیس دن جمع کی جاتی ہے۔ پھر وہ علقہ بنتا ہے۔ الی آخر الحدیث جیسے کہ طلسم جسمانی کا انعقاد کنز روحانی کے طریقہ پر چالیس کے ساتھ خاص ہے اسی طرح اس کا انحلال یعنی (حل ہونا) بھی چالیس کے ساتھ خاص ہے۔

چالیس دنوں سے انسان کا تعلق

يَا اَيُّهَا النَّاسُ اِنْ كُنْتُمْ فِيْ رَيْبٍ مِّنَ الْبَعْثِ فَاِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُّطْفَةٍ ثُمَّ مِنْ عَلَقَةٍ ثُمَّ مِنْ مُّضْغَةٍ مُّخَلَّقَةٍ وَّغَيْرِ مُخَلَّقَةٍ ۔

(قرآن مجید سورۂ حج آیت ۵)

اے لوگو! تمہیں قیامت کے دن زندہ ہونے میں کچھ شک ہو تو یہ غور کرو کہ ہم نے تمہیں پیدا کیا مٹی سے ۔ پھر پانی کے قطرے سے پھر جمے ہوئے خون سے پھر گوشت کے لوتھڑے، نقشہ بنے اور بے نقشہ بنے سے ۔

اس آیت کی تفسیر بزبانِ بشیر النذیر

مسلم شریف بخاری شریف

عن عبد الله قال حدثنا رسول الله صلی الله علیه وسلم وهو الصادق المصدوق ان احدکم یجمع خلقه فی بطن امه اربعین یوما ثم یکون فی ذالک علقة مثل ذالک ثم یکون فی ذالک مضغة مثل ذالک ۔

(مسلم شریف مترجم ۱۶۷۵/۲ بخاری شریف مترجم ۵۵۷/۳)

حضرت عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسولِ صادق و مصدوق صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ۔ تم میں سے ہر شخص کا نطفہ اس کی ماں کے پیٹ میں چالیس دن جمع رہتا ہے ۔ پھر چالیس دنوں میں وہ جما ہوا خون بنتا ہے ۔ اور پھر چالیس دنوں کے بعد وہ لوتھڑا ہو جاتا ہے

قرآن مجید کی مندرجہ بالا آیت کریمہ اور حدیث مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی روشنی میں تخلیقِ انسانی سے چالیس دنوں کا گہرا تعلق صاف ظاہر ہے ۔ اسی وجہ سے صوفیاء کہتے ہیں کہ جس طرح ترتیبِ اجزا میں چالیس چالیس دنوں کا وقفہ تخلیق کے وقت ہے انسان کے مرنے کے بعد بھی تغیر بدنی کیلئے چالیس دنوں کا وقت مقرر ہے ۔ اور اس وجہ کے پیش نظر

ہی صحابہ کرام اور تابعین عظام میت کے چالیس دن بعد میت کی طرف سے طعام وغیرہ کے صدقات دیا کرتے تھے ۔ اور میت کی مغفرت کیلئے دعائیں مانگا کرتے تھے ۔ کیونکہ میت پر یہ چالیس دن انتہائی کٹھن ہیں ۔ اور یہی وجہ ہے کہ سلف صالحین اور جمہور اہلسنت میت کے چالیس دن تک صدقات وغیرہ کا ایصالِ ثواب کرتے ہیں ۔ اور پھر چالیسویں دن انتہائی کوشش سے نفلی عبادت، ختم قرآن مجید، کلمہ، دعا، درود کے علاوہ حسب استطاعت میت کی طرف سے مالی عبادت صدقہ وغیرہ کرکے میت کو ایصالِ ثواب کیا جاتا ہے ۔

چالیسواں ایک نا قابلِ تردید حقیقت ہے

چالیسویں شریف کے تمام تر دلائل کو جمع کرنے کا مطلب یہ ہوگا کہ اس کتاب کی ضخامت کی ایک اور کتاب بن جائے ۔ مختصر طور پر جو مضبوط ترین دلائل پیش کئے گئے ہیں اُن سے ثابت ہوتا ہے کہ چالیسواں ایک نا قابلِ تردید حقیقت ہے اور اس حقیقت سے انکار کرنا نہایت کم فہم، متعصب اور مرفوع القلم قسم کے لوگوں کا کام ہو سکتا ہے ۔ اسلئے کہ ہم چالیس دنوں تک میت کی مغفرت اور بخشش کیلئے میت کی طرف سے بدنی عبادت مثلاً نماز، روزہ، قرآن خوانی، فاتحہ، درود، دعا اور مالی عبادت، کھانا وغیرہ اور دیگر صدقات وخیرات وغیرہ سے کرتے ہیں ۔ اور یہ ہماری جاری کی ہوئی بدعت نہیں بلکہ صحابہ کرام اور تابعین عظام کا اس پر عمل ثابت ہے ۔ شاہ عبد العزیز اور شاہ رفیع الدین اس کی تصدیق کرتے ہیں ۔ نیز شوہر کی موت پر بیوی کا چالیس دن سوگ میں گذارنا چالیسویں کے حقیقت ہونے میں ایک مضبوط دلیل ہے اور پھر سب سے بڑی بات یہ کہ قرآن مجید کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے حکم کے مطابق چالیس دنوں میں ختم کیا جاتا ہے ۔ اور ختم قرآن کے وقت برادری وغیرہ کا اکٹھ حدیث پاک سے ثابت ہے ۔ انہی الفاظ پر چالیسویں کی بحث کو ختم کیا جاتا ہے ۔ وَمَا تَوْفِيْقِيْ اِلَّا بِاللّٰهِ ۔

عُرس - ولادت

قرآن مجید

حضرت یحییٰ علیہ السلام کیلئے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:-

وَالسَّلَامُ عَلَیْہِ یَوْمَ وُلِدَ وَیَوْمَ یَمُوْتُ - (سورہ مریم آیت ۱۵)

ترجمہ:- اور سلامتی ہو اس پر جس دن پیدا ہوا - اور جس دن فوت ہوگا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا اپنے متعلق ارشاد

وَالسَّلَامُ عَلَیَّ یَوْمَ وُلِدْتُّ وَیَوْمَ اَمُوْتُ وَیَوْمَ اُبْعَثُ حَیًّا ○

(قرآن مجید - سورۂ مریم آیت ۳۳)

ترجمہ:- اور سلام ہو مجھ پر جس دن میں پیدا ہوا، اور جس دن میں مروں گا اور جس دن میں اُٹھوں گا زندہ ہوکر۔

دوسری آیت مقدسہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا فرمانِ عالیشان ہے جسے ذاتِ رحمان نے بذریعہ قرآن اپنے محبوب ذیشان کی زبان فیض ترجمان سے جہان تک پہنچایا ہے حضرت عیسےٰ علیہ السلام کے اس فرمان کا قرآن میں ذکر کیا جانا دلیل ہے اس بات کی اللہ رب العزت کا قرب حاصل کرلینے والوں کی اگرچہ ہر گھڑی اور ہر ساعت سلامتی والی ہوتی ہے۔ لیکن خاص طور پر اُن کی پیدائش مقدسہ اور وصال معظّمہ کا دن خاص اہمیت کا حامل ہے۔ جبھی تو پیغمبر خدا علیہ الصلوٰۃ والسلام خاص طور پر اپنی پیدائش اور وصال کے دن خود ہی خود پر سلامتی بھیجتے ہیں۔ اور حضرت یحییٰ کے میلاد و وصال کے دنوں پر تو اللہ تعالیٰ سلام بھیجتا ہے۔

مسئلہ:- ان آیات سے مسئلہ یہ واضح ہوتا ہے کہ ولادت اور وصال کے دن کا ذکر کرنا ان مقررہ ایّام میں سالگرہ اور برسی کا تعین کرکے سلام بھیجنا اور سلامتی چاہنا قطعی طور پر جائز ہے۔ افسوس ہے اُن لوگوں پر جو تعینِ ایّام کو بدعت ضالہ کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔ اور محض اپنے تخیّل اور عقل نا تمام کے گورکھ دھندوں میں اُلجھ کر رنگ رنگ کے راگ الاپنے لگے۔ یہاں ہم اپنے سابقہ **ایک انعامی اعلان** کا پھر اعادہ کرتے ہیں کہ دُنیا کا کوئی بڑے سے بڑا نجدی وہابی اور دیوبندی وہابی قرآن و حدیث کی کسی نص سے ثابت کردے کہ تعینِ ایّام بدعت و ناجائز ہے تو ہم اُسے مبلغ پانچ صد روپے نقد انعام دینے کا وعدہ کرتے ہیں۔ اور اگر تمہارے پاس ایسا کوئی شرعی جواز موجود نہیں

جس سے دن کا مقرر کرنا ناجائز ہو تو خدا کیلئے مسلمانوں پر رحم کیجئے اور فرقہ وارانہ جہالت اور ہٹ دھرمی سے باز آجایئے - اپنی مرضی سے مسائل پیدا کرکے نئی نئی بدعات کا آغاز کرکے مسلمانوں کو گمراہ نہ کریں۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم خود اپنے میلادِ مقدّس کا دن مناتے ہیں

سال کے سال یوم ولادت اور یوم وصال کا ذکر کرنا اور یوم میلاد و یوم وصال منانے کے متعلق اگر تمام تر حوالہ جات مجتمع کر دیئے جائیں تو مضمون بے حد طویل ہو سکتا ہے۔

تاہم خاص خاص ضروری اہمیّت کے ایسے ایسے حوالہ جات ضرور پیش کئے جائیں گے جن سے مسئلہ کھُل کر سامنے آجائے اور قارئین اچھی طرح مطمئن ہو جائیں۔

سب سے پہلے آپ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ایک حدیث مبارکہ ملاحظہ فرمائیں جس میں نہ صرف یہ کہ سال کے بعد یوم پیدائش منایا جائے بلکہ ہر ہفتہ آپ کی پیدائش کے مبارک دن پیروار کو روزہ رکھا جائے۔ اور اسی سے گیارہویں شریف کا ہر ختم ہر مہینے والانے کا استدلال کیا جاتا ہے۔ حدیث شریف ملاحظہ فرما دیں:-

مسلم شریف

وحدثنی زھیر بن حرب حدثنا عبد الرحمٰن بن مھدی بن میمون عن غیلان عن عبد اللہ بن معبد الزمانی عن ابی قتادۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سئل عن صوم الاثنین فقال فیہ ولدت وفی انزل علیّ -

(مسلم شریف ۲۰۶/۱)

روایت بیان کی زہیر بن حرب، عبد الرحمٰن بن مہدی، مہدی بن میمون، غیلان، عبد اللہ بن معبد الزمانی نے ابی قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے پیر کے روزے کے متعلق دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا میں پیر کے دن پیدا ہوا ہوں اور پیر ہی کے دن مجھ پر وحی نازل ہوتی۔

مندرجہ بالا حدیث اور بھی کئی کتب میں موجود ہے۔ بہر حال اختصاراً ایک حوالہ ہی کافی ہے۔ اب آپ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت سیدنا صدیق اکبر، سیدنا فاروق اعظم سیدنا عثمان غنی، سیدنا حیدر کرار رضوان اللہ علیہم اجمعین کا شہدائے اُحد کی قبروں پر ہر سال مقررہ ایام میں تشریف لانے کے متعلق چند حوالے ملاحظہ فرمائیں :-

تفسیر ابن جریر (طبری)

حدثنا المثنّٰی - قال ثنا سوید - قال اخبرنا ابن المبارک عن ابراهیم، بن محمد عن سهل بن ابی صالح عن محمد بن ابراهیم قال - کان النّبی صلّی اللّٰه علیه وآله وسلّم یأتی قبور الشّهداء علیٰ راس کلّ حول فیقولُ وَالسّلامُ عَلَیْکُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَی الدَّارُ" وابوبکر وعمر و عثمان - (تفسیر ابن جریر مطبوعہ مصر جلد ۱۳ صفحہ ۱۴۲ مؤلف ابی جعفر محمد بن جریرؒ الطبری متوفی ۳۱۰ سنہ ہجری)

حدیث بیان کی مثنّٰی نے سوید سے۔ کہا خبر دی ابن مبارک نے ابراہیم بن محمد سے اُنہوں نے سہل بن ابی صالح سے اُنہوں نے محمد بن ابراہیم سے فرمایا کہ نبی اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم تشریف لے جاتے شہداء کی قبروں پر ہر سال پھر فرماتے "سلامٌ علیکم بما صبرتم فنعم عقبی الدّار" اور سیدنا صدیق اکبر اور فاروق اعظم اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہم بھی اپنے زمانے میں ہر سال قبورِ شہداء پہ جایا کرتے تھے۔

تفسیر کبیر (الرازی)

وعن رسول اللّٰه صلّی اللّٰه علیه وسلّم انّهٗ کان یأتی قبور الشّهداء راس کل حول فیقول "سَلَامٌ عَلَیْکُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَی الدَّارُ" والخلفاءُ الاربعه - (تفسیر کبیر مطبوعہ مصر جلد پنجم صفحہ ۲۰۰ مؤلفہ امام فخر الدین رازیؒ)

اور سرکارِ دو عالم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہے کہ آپ ہر سال شہداء کی قبوروں پر تشریف لے جاتے اور فرماتے سلامٌ علیکم بما صبرتم فنعم عقبی الدّار۔ اور اسی طرح چاروں خلفائے راشدین رضوان اللہ علیہم اجمعین بھی اسی پہ عمل پیرا رہے۔

تفسیر احکام القرآن "قرطبی"

وقال محمد بن ابراهیم کان النّبی صلّی اللّٰه علیه وآله وسلّم یأتی قبور الشّهداء علیٰ راس کل حول "فیقول! سلامٌ علیکم بما صبرتم فنعم عقبی الدّار" وکذالک ابوبکر وعمر و عثمان" وذکر البیهقی عن ابی هریرة رضی اللّٰه تعالیٰ عنه قال کان النّبی صلّی اللّٰه علیه وآله وسلّم یأتی بالشّهداء فاذا اتی فرضة الشّعب یقول! سلامٌ علیکم بما صبرتم فنعم عقبی الدّار، ثم کان ابوبکر بعد النّبی صلّی اللّٰه علیه وآله وسلّم یفعله و کان عمر بعد ابی بکر یفعله و کان عثمان بعد عمر یفعله - (تفسیر الجامع الاحکام القرآن قرطبی مطبوعہ قاہرہ مصر مکتبہ العربیہ جلد ۹ صفحہ ۳۱۳ - مؤلفہ عبداللہ بن محمد بن احمد الانصاری القرطبی)

اور محمد بن ابراہیم رضی اللہ تعالےٰ عنہ، فرماتے ہیں کہ تھے رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم تشریف لے جاتے شہداء کی قبروں پر ہر سال پھر فرماتے "سلامٌ علیکم بما صبرتم فنعم عقبی الدّار" اور اسی طرح سیدنا ابوبکر صدیق سیدنا فاروق اعظم اور سیدنا عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہر سال جایا کرتے اور ذکر کیا بیہقی نے حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے، تھے حضور صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم تشریف لے جاتے شہداء کی طرف۔ پس جب آپ گھاٹی پر پہنچتے تو فرماتے سلامٌ علیکم بما صبرتم فنعم عقبی الدّار۔ پھر سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالےٰ عنہ، حضور صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے بعد جایا کرتے پھر سیدنا صدیق اکبرؓ کے بعد سیدنا فاروق اعظمؓ تشریف لے جاتے پھر سیدنا فاروق اعظمؓ کے بعد سیدنا عثمان غنیؓ رضی اللہ تعالےٰ عنہ، ایسا ہی کرتے۔

★

تفسیر ابن کثیر

رواہ ابن جریر ورواہ ابن ابی

روایت بیان کی ابن جریر نے اور روایت

حاتم من حديث اسمٰعيل بن عياش عن ارطاة بن المنذر عن ابي الحجاج يوسف الالهاني قال سمعت ابا امامة فذكر نحوه وقد جاء في الحديث ان رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم كان يزور قبور الشهداء "على راس كل حول" فيقول لهم "سلام عليكم بما صبرتم فنعم عقبى الدار" وكذلك ابوبكر و عمر و عثمان ـ

(تفسیر ابن کثیر مطبوعہ مصر جلد دوم ص۵۱۱ مؤلفہ ابن کثیر) ـ

کیا ابن ابی حاتم نے اسمٰعیل بن عیاش کی حدیث سے انہوں نے ارطاۃ بن منذر سے انہوں نے یوسف الہانی سے کہا سنا میں نے ابوامامہ سے پس ذکر کیا اسی طرح اور تحقیق آیا ہے حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہ تھے آپ تشریف لے جاتے شہداء کی قبروں کی زیارت کیلئے ہر سال کے شروع میں ـ پس فرماتے ان کے لئے سلام علیکم بما صبرتم فنعم عقبی الدار اور اسی طرح ابوبکر و عمر و عثمان رضی اللہ عنہم ہر سال شہداء کی قبور پر تشریف لے جاتے ـ

تفسیر کشاف

عن النبي صلى الله عليه وآله وسلم انه كان ياتي قبور الشهداء "على راس كل حول" ـ فيقول "سلام عليكم بما صبرتم فنعم عقبى الدار" ـ (تفسیر کشاف مطبوعہ بیروت لبنان جلد دوم ص۴۲۷ ـ مؤلفہ علامہ زمخشری)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہے کہ تھے آپ تشریف لے جاتے ہر شروع سال میں قبور شہداء پر ـ پس فرماتے سلام علیکم بما صبرتم فنعم عقبی الدار ـ

★

تفسیر روح المعانی

اخرج ابن جرير عن محمد بن ابراهيم قال كان النبي صلى الله عليه وسلم

روایت بیان کی ابن جریر نے محمد بن ابراہیم سے ـ کہا تھے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

"ياتي قبور الشهداء على راس كل حول" فيقول "سلام عليكم بما صبرتم فنعم عقبى الدار" وكذا كان يفعل ابوبكر و عمر و عثمان رضي الله عنهم ـ (تفسیر روح المعانی مطبوعہ ملتان جلد ۷ ص۱۴۵ مؤلفہ سید محمود آلوسی بغدادی)

تشریف لے جاتے ہر شروع سال میں شہداء کی قبروں پر ـ پس آپ فرماتے :ـ سلام علیکم بما صبرتم فنعم عقبی الدار اور رہتے اسی طرح کرتے سیدنا ابوبکر صدیق اور سیدنا عمر فاروق اور سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہم ـ

تفسیر درِ منثور

اخرج ابن المنذر وابن مردويه عن انس رضي الله عنه ان رسول صلى الله عليه وسلم كان ياتي احد كل عام فاذا بلغوا الشعب سلم على قبور الشهداء فقال "سلام عليكم بما صبرتم فنعم عقبى الدار" واخرج ابن جرير عن محمد ابراهيم رضي الله عنه قال كان النبي صلى الله عليه وآله وسلم ياتي قبور الشهداء على راس كل حول فيقول "سلام عليكم بما صبرتم فنعم عقبى الدار" وابوبكر و عمر و عثمان ـ

تفسیر درِ منثور ـ جلد چہارم صفحہ ۵۸ مطبوعہ تہران ـ مؤلف امام جلال الدین سیوطی

روایت بیان کی ابن منذر اور ابن مردویہ نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر سال تشریف لے جایا کرتے تھے احد میں جب شہداء کی قبروں کی گھاٹی پہ جاتے تو فرماتے :ـ سلام علیکم بما صبرتم فنعم عقبی الدار" اور روایت بیان کی ابن جریر نے محمد بن ابراہیم رضی اللہ عنہ سے ـ فرمایا تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لے جاتے قبور شہدا پر سال کے شروع میں پس آپ فرماتے ـ "سلام علیکم بما صبرتم فنعم عقبی الدار" ـ اور اسی طرح ابوبکر و عمر و عثمان رضی اللہ عنہم بھی جایا کرتے تھے ـ

شرح الصدور

واخرج البیهقی عن الواقدی قال کان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یزور الشہداء باحد فی کل حول واذا بلغ الشعب رفع صوتہ فیقول: "سلام علیکم بما صبرتم فنعم عقبی الدار"۔
ثم ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کل حول یفعل مثل ذالک ثم عمر ابن الخطاب ثم عثمان رضی اللہ عنہما۔
(شرح الصدور مطبوعہ مصر ص۸۷)

روایت کیا بیہقی نے واقدی سے کہا جاتے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شہدائے احد کی زیارت کیلئے ھر سال اور جب پہنچتے گھاٹی پر آواز بلند فرماتے پس فرماتے "سلام علیکم بما صبرتم فنعم عقبی الدار"۔
پھر ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ھر سال اسی طرح جا کر کرتے پھر اسی طرح عمر ابن خطاب پھر عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہما بھی ایسا ہی کرتے۔

ارشاد الساری ملا علی قاری

فصل فی زیارۃ جبل احد و اہلہ یستحب ان یزور شہداء جبل احد
لما روی ابن ابی شیبہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یاتی قبور الشہداء باحد علی راس کل حول۔ فیقول: "سلام علیکم بما صبرتم فنعم عقبی الدار"۔
(ارشاد الساری الی مناسک ملا علی قاری مطبوعہ مصر صفحہ ۳۴۷)

فصل احد پہاڑ کی زیارت اور وہاں کے رہنے والوں کی۔ مستحب ہے زیارت شہدائے احد پہاڑ کی۔
روایت کیا ابن ابی شیبہ نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہ تھے آپ تشریف لے جاتے شہدائے احد کی قبور کی زیارت کیلئے احد پر ھر سال کے شروع میں پھر فرماتے "سلام ہو تم پر صبر کیا تم نے پس اچھا ہے گھر پیچھے کا"۔

★

فتاوی عزیزیہ

و فی تفسیر کبیر: عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ انہ یاتی قبور الشہداء راس کل حول۔ فیقول: "سلام علیکم بما صبرتم فنعم عقبی الدار"۔
والخلفاء الاربعۃ ھکذا یفعلون
فتاوی عزیزیہ مطبوعہ دیوبند جلد اول صفحہ ۴۹

اور تفسیر کبیر میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لے جاتے تھے ہر سال قبور الشہداء پر ہر سال کے شروع میں پس فرماتے:
"سلام ہو تم پر تم نے صبر کیا پس اچھا ہے گھر پیچھے کا"۔
اور چاروں خلفائے راشدین بھی اسی طرح کرتے تھے۔

جذب القلوب (شیخ محقق رح)

حدیث شریف میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر سال شہدائے احد کی قبروں پر تشریف لے جاتے تھے اور فرماتے تھے: سلام علیکم بما صبرتم فنعم عقبی الدار۔

البدایہ والنہایہ (ابن کثیر)

ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ انہ یاتی قبور الشہداء راس کل حول فیقول: سلام علیکم بما صبرتم فنعم عقبی الدار
البدایہ والنہایہ مطبوعہ مصر جلد سوم ص ۸۹

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ھر سال شہدائے احد کی قبروں پر تشریف لے جاتے۔ پھر فرماتے سلام علیکم بما صبرتم فنعم عقبی الدار۔

یہ عظیم استدلال

سرورِ کائنات حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہر سال شہدائے اُحد کی قبور پر تشریف لے جانا اور پھر سیدنا صدیق اکبر، سیدنا فاروقِ اعظم، سیدنا عثمان ذو النورین اور سیدنا حیدرِ کرار رضوان اللہ علیہم اجمعین کا اپنے اپنے زمانے میں اس سنتِ مصطفیٰ پر عمل پیرا رہنا عرائس بزرگانِ دین کیلئے اتنی زبردست دلیل ہے کہ جس کو کسی بھی صورت نہ تو رد ہی کیا جا سکتا ہے اور نہ ہی نظر انداز کر دینے کی کوئی وجہ نظر آتی ہے۔ ہر سال عرس اور برسی منانے کو شرک و بدعت وغیرہ کہنے والوں کو اپنا محاسبہ کرنا چاہیئے کہ سنتِ مصطفےٰ علیہ التحیۃ والثناء اور سنّت خلفائے راشدین رضوان اللہ علیہم اجمعین کو تمسخر و استہزا کی نظر سے دیکھنا اور دینِ سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اسقدر سنگین مذاق کا شکار بنانا اُنہیں کس طرف لے جا رہا ہے۔ ان لوگوں کو سوچنا چاہیئے کہ اُن کی یہ ہولناک خطا اور خطرناک غلطی اُنہیں جہنم کی وادیوں میں نہ دھکیل دے۔ ان کو دامانِ کرم کی جستجو سے پہلے اپنی فاش غلطیوں کا اعتراف کر کے بارگاہِ ایزدی سے معافی طلب کرنا چاہیئے اور اپنی ان خطاؤں کے انجام کو بھی ذہن میں رکھنا چاہیئے

اَے سایۂ دامانِ کرم ڈھونڈنے والو
انجام بھی سوچو کبھی تقصیر سے پہلے

★

بہر حال ہم نے متعدد معتبر کتب سے ہر سال عرس منانے کے جواز میں نہایت معتبر اور ٹھوس روایت بیان کر دی ہے۔ اور اسی روایت کو تفسیر کبیر اور دُرِ منثور کے حوالہ سے شاہ عبد العزیز صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بھی عرس بانے بزرگانِ دین کے جواز میں پیش کیا ہے۔ علاوہ ازیں اس حدیثِ پاک کو امام الوہابیہ مولوی ذو الفقار احمد وہابی تلمیذ نواب صدیق حسن بھوپالی وہابی اپنی کتاب طے الفراسخ میں اس طرح بیان کرتا ہے:۔

طے الفراسخ الی منازل البرزخ

واقدی کہتے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر سال شہدائے اُحد کی زیارت فرماتے تھے اور جب گھاٹی پر پہنچتے تو اپنی آواز کو بلند کر کے فرماتے سَلَامٌ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ۔ پھر ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہر سال کرتے پھر عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ پھر عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور فاطمہؓ بنتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے پاس آتیں اور دُعا کرتیں اور سعد بن وقاص رضی اللہ عنہ اُن پر سلام کرتے پھر اپنے اصحاب پر متوجہ ہوتے۔ پس کہتے تم کیوں نہیں سلام کہتے ایسی قوم پر جو کہ تم پر ردِ سلام کرتے ہیں (یعنی سلام کا جواب دیتے ہیں)۔

فاطمہ خزاعیہ کہتی ہیں کہ میں نے اپنے آپ کو دیکھا اور آفتاب قبورِ شہداء پر غروب ہو چکا تھا۔ اور میرے ساتھ میری بہن تھی۔ میں نے اُس سے کہا آ! قبرِ حمزہ رضی اللہ عنہ پر سلام کریں، اُس نے کہا ہاں! پھر ہم اُن کی قبر پر ٹھہرے۔ ہم نے کہا السلام علیک یا عمّ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہم نے ایک کلام سُنا کہ ہم پر ردّ کیا گیا وعلیکم السلام و رحمۃ اللہ کہا کہ ہمارے قریب کوئی آدمی نہ تھا۔ اخرج البیہقی

(طی الفراسخ الی منازل البرزخ مطبوعہ آگرہ ۱۳۰۶ھ (سید ذو الفقار احمد وہابی تلمیذ صدیق حسن بھوپالی)

وہابیہ کے گھر کی اس گواہی کے بعد مزید کسی حوالہ کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔ ویسے اگر وہابیوں کا عرس پاک کو شرک و بدعت قرار دینے کا سنگین مذاق ختم نہ ہوا ہو تو پھر ہم کہیں گے:۔

اگر یہ تشنۂ تکمیل ہے مذاقِ اَلم
شکستِ دل کی صدا بنا کے پھر پکار مجھے

★

اور اگر ان کی یہ شکستِ دل شکستِ ہوس کی صورت اختیار کرے تو شاید ان کے ضائع شدہ ایمان کی دولت ان کو پھر نصیب ہو جائے اے کاش ایسا ہو جاتا۔ بہر حال اس مضمون کو تشنۂ تکمیل نہیں رہنے دیں گے اور ان کی تسلّی کیلئے مزید بھی ایک حوالے پیش کر کے حقیقتِ عرائس اولیاء کو نمایاں کرتے ہیں۔ (حوالے دیکھو صفحہ ۵۷۷ پر)

مسئلہ ایصالِ ثواب

فوت شدگان کو زندوں کا ثواب پہنچنے کے بارے میں اگرچہ معتزلہ وغیرہ فرقوں کا جمہور اہلِ اسلام سے اختلاف ہے۔ اُن لوگوں کا خیال ہے کہ لَیْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰی "یعنی انسان کو اُس کی اپنی کوششوں کا صلہ دیا جاتا ہے" لہٰذا دوسروں کے عمل سے اُس کیلئے کچھ فائدہ نہیں لیکن حقیقت اس کے بالکل برعکس ہے۔ اُن کا اس آیت کریمہ کا یہ مفہوم لینا مبنی بر جہالت اور قرآن وحدیث کے بیشمار شواہد کے انکار کرنے کے مترادف ہے۔ رہا اس مسئلے کے بارے میں وہابیہ وغیرہ کا عقیدہ تو وہ عجیب گومگو کی حالت میں ہیں۔ بظاہر وہ مُردوں کے لئے ایصالِ ثواب کے قائل ہیں لیکن حقیقت میں ایسا نہیں ہے۔

ہم دلوں میں نقب نہیں لگاتے

ہم دِلوں میں نقب تو نہیں لگاتے مگر حالات وشواہدات کا انکار بھی نہیں کر سکتے۔ حقیقت یہ ہے کہ ایصالِ ثواب کے بارے میں یہ لوگ انتہائی مضطرب ہیں۔ ان کی سیماب کی طرح تڑپتی ہوئی تحریریں اس بات کی شاہد ہیں کہ یہ لوگ جمہور اہلِ اسلام کے متفقہ مسلک کی تاب نہ لاتے ہوئے انتہائی بے بسی کے عالم میں ایصالِ ثواب کا اقرار تو کر لیتے ہیں لیکن اس کے برعکس مُردوں کو ایصالِ ثواب کرنے کے ہر اُس ذریعہ کا سختی سے انکار کئے جاتے ہیں۔ جس ذریعہ سے بھی صدقات وخیرات اور دُعائے استغفار وغیرہ کرنے کا اہتمام کیا جاتا ہے اور اسی وجہ سے ان لوگوں کی دو رُخی پالیسی کا صاف صاف اظہار ہوتا ہے۔ یہ لوگ مختلف صورتوں سے لوگوں کے سامنے ہیں مگر اپنی اصلی صورت کو چھپا لینے میں کامیاب نہیں ہو سکتے۔ اس لئے کہ:۔

تو بہر خواہی کہ جامہ می پوش
من اندازِ قدت را می شناسم

آپ شاید یہ سوچتے ہوں

آپ شاید یہ خیال کرتے ہوں کہ ہم نے اپنی طرف سے یہ کہہ دیا ہے کہ یہ لوگ بظاہر ایصالِ ثواب

کے قائل ہیں اور در پردہ اس حقیقت کو تسلیم نہیں کرتے۔ تو ہم عرض کریں گے کہ ہم اپنی طرف سے کچھ نہیں کہتے بلکہ ان لوگوں کی تحریروں سے ان کی اس منافقت اور رافضیانہ تقیہ بازی کا کھلم کھلا اظہار ہوتا ہے۔ یہاں ہم زیادہ حوالے پیش نہیں کریں گے۔ کیونکہ چند صفحات کے بعد آنے والا طویل مضمون ان کی اس دو رُخی پالیسی کی مُنہ بولتی تصویر ہوگا۔

تاہم ہم یہاں ایک حوالہ پیش کر کے ایصالِ ثواب کے متعلق متعدد دلائل پیش کرتے ہیں۔

سوال ایک حدیث کے متعلق

مولوی رشید احمد گنگوہی سے ایک دیوبندی کا ایک حدیث پاک کے متعلق استفسار اور اُس کا جواب۔

فتاویٰ رشیدیہ (انکار و اقرار)

سوال:۔ جو حدیثوں میں وارد ہے کہ میّت کے واسطے پچھتّر ہزار بار کلمہ طیّبہ پڑھا جاوے وہ جنتی ہے۔ پس اگر دوسرے روز پڑھتے ہیں تو دُوجا اور تیسرے دن تیجا علیٰ ہذا چوتھا وغیرہ۔ اور علماء اس کو بدعت کہتے ہیں تو اب کس سے میّت کو ثواب پہنچایا جاوے۔ اور میّت کے مکان پر یا میّت کے قریب کی مسجد میں بیٹھ کر قرآن مجید یا کلمہ طیّبہ کسی دن مقرر پڑھیں یا نہیں

جواب:۔ جس وقت میّت کے مکان میں جمع ہوتے ہیں وُس کی تجہیز وتکفین کے واسطے وہاں جو لوگ کاروبار میں مشغول وہ اپنے کام میں رہیں اور باقی کلمہ پڑھے جاویں۔ جس قدر ہو جاوے اور باقی کو اپنے گھر پڑھ دیویں۔ کوئی حاجت اجتماع کی بھی نہیں۔

حدیث میں ایک جلسہ میں پڑھنا تو ذکر نہیں ہوا، پڑھنا فرمایا ہے۔ جس طرح ہو کر دیویں۔ (فتاویٰ رشیدیہ صفحہ ۴۸۵)

غور فرمائیے

مندرجہ بالا سوال وجواب کا بغور مطالعہ فرمائیے۔ ایک ایک جملہ آپ کو پارے کی طرح تڑپتا نظر آئے گا۔ "پچھتر ہزار بار کلمہ شریف پڑھ کر بخش دینے سے میّت کی مغفرت کی حدیث بھی موجود ہے۔"

اور اس حدیث پاک کے صحیح ہونے کا بھی اقرار ہے لیکن اضطراب کا یہ عالم ہے۔

نہ اقرار می کنم و نہ انکار می کنم

تیجے شریف کی بحث میں آپ کو ابھی رشید احمد کا فتویٰ یاد ہوگا کہ اہلِ میّت کے گھر نہ تو تین تک اجتماع کیا جائے اور نہ ہی کھانا پکایا جائے۔ اب یہ ہے کہ جو لوگ میّت کی تجہیز و تکفین میں مصروف ہوں اُن کے علاوہ موجود لوگ کلمہ پڑھتے رہیں۔ حدیث میں کلمہ پڑھنے کے متعلق آیا ہے۔ ایک جلسہ میں پڑھنا تو ذکر نہیں ہوا۔

دُوسری بدعت

اس مسئلہ میں دیگر باتوں کے علاوہ مولوی رشید احمد کی دوھری بدعت جس طرح نمایاں ہے محتاجِ وضاحت نہیں۔ ایک طرف تو اسلاف کے طریقہ کے خلاف اپنی مرضی سے یہ فتویٰ دیا جاتا ہے کہ دوسرے دن یا تیسرے دن جمع ہو کر کلمہ شریف پڑھنے ضرورت نہیں۔ اس لئے کہ حدیث میں کلمہ پڑھنا آیا ہے طریقہ نہیں بتایا گیا" اور دوسری طرف اپنی طرف سے اس بدعت کا آغاز کیا جا رہا ہے کہ تجہیز و تکفین میں مشغول لوگوں کو چھوڑ کر باقی کلمہ پڑھتے رہیں جتنا پڑھا پڑھا جائے پڑھ لیں باقی گھر میں بیٹھ کر پڑھ لیں"۔

ہم پوچھتے ہیں کہ اگر کلمہ شریف پڑھنے کیلئے تیسرے دن جمع ہونے کی شرط حدیث میں موجود نہیں تو یہ لفظا اور یہ طریقہ اور یہ شرط حدیث پاک میں کب موجود ہے کہ تجہیز و تکفین کرنے والوں کو چھوڑ کر باقی لوگ کلمہ شریف پڑھتے رہیں۔ اور جس قدر پڑھا جائے پڑھ لیں اور باقی گھر والے پھر پڑھ لیں۔

بات کچھ اور ہے

مولوی رشید احمد کا یہ فارمولا تیار کرنا شریعت مطہرہ کی خلاف ورزی اور مُردوں کے ساتھ کھلے فراڈ کی حیثیت رکھتا ہے۔ پہلے تو اہلِ میّت کے گھر تین دن تک جمع ہونے کو مکروہ، بدعتِ ضالہ اور نوحہ قرار دے لیا۔ اور پھر پہلے دن ہی جمع ہونے کو مان لیا۔ اور پھر اپنی طرف سے یہ مسئلہ گھڑ لیا کہ دوسرے تیسرے دن اکٹھے ہو کر کلمہ شریف نہ پڑھا جائے بلکہ پہلے دن جو لوگ اکٹھے

ہیں وہ جتنا پڑھ سکیں پڑھ لیں۔ حتّٰی کہ دوسرے تیسرے دن مسجد میں جمع ہو کر کلمہ شریف پڑھنے پر بھی پابندی عائد کر دی۔ ہم پوچھتے ہیں کہ کیا مسجد میں بھی میت والوں نے کسی قسم کے کھانے وغیرہ کا اہتمام کر رکھا ہے۔ کیا وہاں بھی دعوتیں اور ضیافتیں اُڑائی جاتی ہیں۔ کیا قرآن مجید یا حدیث پاک کی کسی نص سے مسجد میں اکٹھے ہو کر کلمہ شریف پڑھنے کا حکم امتناعی ثابت ہوتا ہے۔ اگر قرآن و حدیث سے یہ ثابت نہیں تو پھر ہمارے اس خیال کی مکمل تائید ہوتی ہے کہ "بات کچھ اور ہے" اور وہ بات یہ ہے کہ کسی طرح میت کو مغفرتِ الٰہیہ سے بچایا جا سکے۔ نہ لوگ اکٹھے ہوں اور نہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے فرمان کے مطابق کلمہ شریف پڑھا جا سکے اور نہ ہی میّت کی مغفرت ہو سکے۔ اس قسم کے واقعات و شواہدات کی روشنی میں ہمارا یہ موقف نکھر کر سامنے آجاتا ہے کہ یہ لوگ دَر پردہ ایصالِ ثواب کے قائل نہیں محض مسلک تھوڑا کو ماننے والوں کی اکثریّت کے ڈر سے مختلف قسم کی تقیہ بازیوں کا جال بچھا رکھا ہے۔ بہرحال آپ مختصر طور پر قرآن و حدیث اور اقوالِ سلف صالحین سے چند دلائل ملاحظہ فرمادیں۔

قرآن مجید سے ایصالِ ثواب کا ثبوت

رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ ۝ سورۂ حشر آیت ۱۰ پ	اے رب ہمارے بخش دے ہمیں اور ہمارے بھائیوں کو جو ہم سے پہلے ایمان لائے۔

اس آیت پاک کے علاوہ بھی متعدد آیات قرآن مجید میں ایسی موجود ہیں جن سے دوسروں کیلئے بخشش و مغفرت طلب کرنے کا ذکر آتا ہے۔ مثلاً ربنا اغفرلی ولوالدیّ وللمومنین وغیرہ چونکہ قرآن مجید کی ایک نصّ کسی مسئلہ کے جواز میں کافی ہوتی ہے۔ لہٰذا اب اس طرح اختصار کے ساتھ چند احادیث مبارکہ بھی پیش کر دی جاتی ہیں جن میں ہر قسم کی وضاحت موجود ہے۔

حدیث نمبر(۱)

عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللّٰہ علیہ وآلہٖ وسلّم اذا مات الانسان انقطع عنہ عملہ الامن ثلثۃ الا من صدقۃ جاریۃ او علم ینتفع	حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ و آلہٖ وسلّم نے جب انسان مرجاتا ہے تو اُس کے اعمال کا انقطاع ہو جاتا ہے سوائے

به او ولد صالح يدعو له۔
(مسلم شریف۔جلد۔ص)

تین چیزوں کے ایک صدقہ جاریہ دوسرا علم اسے نفع دیتا ہے اور تیسرا نیک اولاد جو اس کیلئے دعا کرتی ہے

حدیث نمبر (۲)

عن عائشة عن النبی صلّی الله علیه و آله وسلّم قال ما من میّت تصلّی علیه امّة من المسلمین یبلغون مائة کلهم یشفعون له الّا شفعوا فیه۔
(مسلم شریف مترجم جلد دوم ص ۵۹۲)

★

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس میّت کا جنازہ پڑھنے والوں کی تعداد سو تک پہنچے اور وہ میّت کی شفاعت کریں تو اُنکی شفاعت ضرور قبول کی جاتی ہے۔
نوٹ:۔ ایک روایت میں سو کی بجائے چالیس کا ذکر بھی آیا ہے۔

حدیث نمبر (۳)

عن اُمّ سلمه (الخ) قالت فلما مات ابو سلمه اتیت النبی صلّی الله علیه و آله وسلّم فقلت یا رسول الله ان ابا سلمة قد مات قال۔ قولی اللّهم اغفر لی (الی آخر)

حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میرا شوہر فوت ہو گیا تو میں نے حضور کی خدمت میں عرض کیا۔ یا رسول اللہ ابو سلمہ فوت ہو گیا تو حضور صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اُس کیلئے اللہ تعالیٰ سے مغفرت طلب کرو۔

میّت کو ایصالِ ثواب کیلئے اگر تمام تر احادیث مبارکہ کو یکجا کیا جائے تو مضمون بے حد طویل ہو جائیگا اس قسم کی احادیث اس کتاب میں بھی ضرورتاً بہت جگہ نقل کی جا چکی ہیں۔ مثلاً قبر پہ پہلی رات کی سختی والی حدیث اور میّت کا زندوں کی دُعا اور صدقات کا منتظر رہنا وغیرہ وغیرہ۔ وہابیوں کے پیشوا قاضی شوکانی اپنی کتاب نیل الاوطار جلد دوم میں اور حافظ ابن قیّم اپنی کتاب "الروح" کے صفحہ پر مُردوں کو زندوں کے ثواب پہنچنے کی قرآن و حدیث کی روشنی میں بھرپور تائید کرتے ہیں۔ امام جلال الدین سیُوطی علیہ الرحمتہ نے اس مسئلہ پہ ایک مکمل کتاب شرح الصدر دو تالیف فرمائی ہے۔ اسلئے اس مضمون کو طویل کرنے کی بجائے صرف ایک کتاب کی ایک طویل عبارت نقل کرنے پر اکتفا کیا جاتا ہے

مُردوں کو زندوں کا ثواب

تذکرہ قرطبی

کان الامام احمد بن حنبل رضی الله تعالیٰ عنه یقول اذا دخلتم المقابر فاقرؤا فاتحة الکتاب و المعوّذتین وقل هو الله احد واجعلوا ثواب ذالك لاهل المقابر۔
عن الشیخ عزالدّین بن عبدالسّلام رحمة الله انّه کان ینکر وصول الثواب القراء للموتیٰ ویقول قال الله تعالیٰ "وَ اَنْ لَّیْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰی" فلمّا مات راه بعض اصحابه فسأله عن ذالك فقال قد رجعت عما کنت اقوله من عدم وصول الثواب الی الموتیٰ من القاری حین رأیت وصوله وانا فی القبر ویؤید ذالك ما رواه الحافظ السلفی مرفوع من مر بالمقابر فقرأ "قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ" احدیٰ عشرة مرة ثم وهب اجره للاموات أعطی من الاجر لعدد الاموات۔
وکان الحسن البصری رضی الله تعالیٰ عنه یقول من دخل المقابر

امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے تھے جب تم قبرستان میں جاؤ تو سورۃ فاتحہ اور معوّذتین اور سُورۃ اخلاص پڑھو اور اس کا ثواب قبرستان والوں کے لئے کرو۔
اور شیخ عزالدین بن عبدالسلام رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ زندوں کا مُردوں کو ثواب حاصل ہونے کا انکار فرماتے تھے اور دلیل میں قرآن پاک کی یہ آیت پیش کرتے تھے۔ "وَ اَنْ لَّیْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰی"۔ پس جب آپ رحلت فرما گئے آپ کے دوستوں نے آپکو خواب میں دیکھا تو اسکے متعلق سوال کیا۔ پس فرمایا اب میں نے اس سے رجوع کر لیا ہے جو کہ پیش ازیں زندوں کا ثواب مُردوں کے نہ پہنچنے کیلئے کہتا تھا۔ اور اس کی تائید کرتی ہے وہ روایت جس کو حافظ سلفی نے مرفوع روایت کیا جو شخص قبرستان میں گذرے قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَد آخر تک گیارہ مرتبہ پڑھے پھر اسکا ثواب مُردوں کیلئے ہبہ کر دے تو مُردوں کی تعداد کے برابر ثواب دیا جائیگا اور حضرت حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے تھے جو شخص قبرستان میں داخل ہو پس یہ دُعا پڑھے

فقال اللّٰھمّ رب ھذہ الاجساد البالیہ والعظام النخرۃ التی خرجت من الدنیا وھیٰ بك مؤمنہ اللّٰھم فادخل علیھا روحا منك وسلام منّی کتب لہ بعددھم حسنات ۔ قال الامام قرطبی رحمۃ اللّٰہ وقد اجمع العلماء علی وصول ثواب الصدقۃ للاموات فکذالك القول فی قرأۃ القرآن والدعا والاستغفار اذاکل صدقۃ ویؤیّدہ حدیث وکلّ معروف صدقۃ فلم یخص الصدقۃ بالمال وکذالك یؤیّدہ وقولہ صلّی اللّٰہ علیہ وآلہ وسلّم المیّت فی قبرہ کالغریق المعتوب ینتظر دعوۃ تلحقہ من أبیہ أومن اخیہ أو من صدیق لہ فاذا لحقتہ کان أحب الیہ من الدنیا وما فیھا وان ھدایا الاحیاء للاموات "الدّعاو الاستغفار"

اَللّٰھُمَّ رَبَّ ھٰذِہِ الْاَجْسَادِ الْبَالِیَۃِ وَالْعِظَامِ النَّخِرَۃِ الَّتِیْ خَرَجَتْ مِنَ الدُّنْیَا وَھِیَ بِکَ مُؤمِنَۃٌ اَللّٰھُمَّ فَاَدْخِلْ عَلَیْھَا رُوْحًا مِّنْکَ وَسَلَامًا مِّنِّیْ ۔ تو اس کیلئے مُردوں کی تعداد کے برابر نیکیاں لکھی جائیں گی ۔

حضرت امام قرطبی رحمۃ اللّٰہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا ۔ اور تحقیق علماء نے اجماع کیا صدقہ کے ثواب کا مُردوں کو پہنچنے کیلئے ۔ پس اسی طرح قرآن پاک پڑھنے اور دعا اور استغفار میں ثواب ہوتا ہے ۔

اس کی تائید حدیث شریف "کل معروف صدقۃ" کرتی ہے ۔ پس صدقہ مال کیساتھ خاص نہیں کیا ۔ اسی طرح حضور پُرنور صلّی اللّٰہ علیہ وآلہ وسلّم کا فرمان اس کی تائید کرتا ہے کہ "میّت اپنی قبر میں اُس غرق ہونے والے فریادی کی طرح ہے ۔ جو ایسی دُعا کا انتظار کرتا ہے ۔ جو کہ اُس کو باپ یا بھائی یا دوست کی طرف سے پہنچتی ہے ۔ پس جب اُس کو دُعا پہنچتی ہے تو دُنیا و مافیہا کے ملنے سے زیادہ محبوب ہوتی ہے اُس کیلئے ۔ اور بیشک زندوں کے ھدیے مُردوں کیلئے دعا اور استغفار ہیں ۔

○

(وحکی) عن الحسن البصری رضی اللّٰہ عنہ ان امرأۃ کانت تعذب

اور حضرت حسن بصری رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ بیشک ایک عورت قبر کے عذاب

فی قبرھا وکل النّاس یرون ذالك فی المنام ثمّ روئت بعد ذالك وفی النعیم فقیل لھا ماسبب ذالك فقالت مرّبنا رجل فقرأ الفاتحۃ وصلّی علی النّبیّ صلّی اللّٰہ علیہ وآلہ وسلّم وأھدی ذالك لنا وکان فی المقبرۃ خمسمائۃ وستون رجلا فی العذاب فنودی ارفعوا العذاب عنھم ببرکۃ صلاۃ ھذا الرجل علی النّبیّ صلّی اللّٰہ علیہ وآلہ وسلّم ۔

(وحکی) عن الحرث بن منھال انّہ قال زرت اجبانۃ مرۃ فغلب علی النوم فی خراب فنمت وکان فیہ قبر فسمعت صوت مقمعۃ من حدید یضرب بھا صاحب ذالك القبر وفی عنقہ سلسلۃ وھو اسود الوجہ أزرق العینین، وھو یقول یاویلی ماذا حل بی لو رأنی اھل الدنیا لما رکب احد منھم المعاصی طولبت واللّٰہ باللذّات فاولطقتنی وبالخطایا فاحرقتنی فھل من مخبر اھلی بأمری قال الحرث! فاستنبطت من منامی فزعا مرعوبا وسألت عن اھلہ فوجدت لہ ثلاث بنات فاخبرتھن بحال ابیھن وأخبرت بذالك

میں گرفتار ہے اور لوگ اُسے خواب میں دیکھتے پھر اس کے بعد دیکھا کہ وہ جنّت میں ہے ۔ پس اُسکو اسکا سبب پوچھا گیا تو اُس نے بتایا کہ ایک آدمی گذرا اور اُس نے سُورۃ فاتحہ اور نبی اکرم صلّی اللّٰہ علیہ وآلہ وسلّم پر دُرود شریف پڑھا اور اس کا ھدیہ ہمارے لئے کیا ۔ اور قبرستان میں پانچصد ساٹھ آدمی عذاب میں گرفتار تھے ۔ پس آواز دی گئی کہ اس آدمی کے سرکارِ دوعالم صلّی اللّٰہ علیہ وآلہ وسلّم پر دُرود پڑھنے کی برکت سے ان سے عذاب اُٹھا دو ۔

اور حارث بن منہال سے روایت ہے کہ بیشک آپ نے فرمایا ۔ کہ میں نے ایک دفعہ زیارت کی پرانے قبرستان کی اور پھر مجھ پر نیند غالب آگئی اور میں سو گیا اور اُس میں ایک قبر تھی پس میں نے ایک لوہے کی گُرز کی آواز کو سُنا جس کے ساتھ وہ قبر والے کو مار رہا تھا اور اُس کی گردن میں زنجیر ہے اور اُس کا چہرہ سیاہ اور آنکھیں نیلی ہیں ۔ حضرت حارث فرماتے ہیں کہ میں اپنی نیند سے سخت ڈرا ہوا بیدار ہوا اور میں نے اُس کے اہل و عیال کے متعلق دریافت کیا ۔ اور پتہ چلا کہ اُس کی تین بیٹیاں ہیں ۔ میں نے اُن کو اُن کے باپ کے حال سے خبر دی اور میں نے اُس کے دوستوں کو بھی بتایا ۔ پس وہ اُس کی قبر کی طرف آئے اور رو رو کر اللّٰہ تعالیٰ کے حضور میں

اصحابہ فاتوا الیٰ قبرہ وبکوا وسالوا اللّٰہ تعالیٰ ان یغفر لہ فلما کان بعد ایام نمت بجانب قبرہ فرأیتہ فی ھیئۃ حسنۃ وعلیٰ رأسہ تاج یخطف البصر وفی رجلیہ نعلان من ذھب! وقال لی جزاک اللّٰہ تعالیٰ عنی خیرا حیث اعلمت بی بناتی واصحابی حتّٰی استغفروا الی ودعوا لی والحکایات وفی ذالک کثیرۃ مشھورۃ فی کتب الوقائع ۔ واللّٰہ اعلم ۔

مختصر تذکرہ امام ابی عبداللّٰہ القرطبی
مؤلفہ قطب ربّانی سیّدی شیخ عبدالوہاب شعرانی
مطبوعہ مصر ۔ صفحہ ۲۳

استدعا کی کہ اُس کو بخش دے ۔ پس کچھ دن کے بعد اُس کی قبر کی جانب سویا تو اس کو اچھی حالت اور اچھی صورت میں دیکھا کہ اُس کے سر پہ تاج ہے اور اس کی آنکھیں چمکتی ہیں ۔ اور اُس کے پاؤں میں سونے کی جوتی ہے ۔ اور کہا اُس نے میرے لئے کہ اللہ تعالیٰ تجھے مجھ سے بہتر جزا دے ۔ جب کہ تو نے میری بیٹیوں اور دوستوں کو خبر دی ۔ حتّٰی کہ اُنہوں نے میرے لئے بخشش طلب کی اور میرے لئے دعا کی

یہ بھی غلط وہ بھی غلط

یہ طویل ترین واقعات مُردوں کو ایصالِ ثواب کرنے کے فوائد و برکات کا روشن ترین دلیل ہیں یہ خیال محض غلط ہے کہ ایصالِ ثواب اس طرح کرو یا اس طرح نہ کرو ۔ ایصالِ ثواب کرتے رہنا چاہیئے جس طرح بھی ہو سکے ۔ ایصالِ ثواب ہمہ وقت ہو سکتا ہے اور ہر طریقہ سے ہو سکتا ہے یہ بھی صحیح نہیں کہ دن اور وقت مقرر کرنے سے ایصالِ ثواب بدعت اور حرام ہو جاتا ہے اور یہ بھی غلط ہے کہ اگر دن اور وقت مقرّر نہ کیا جائے تو ایصالِ ثواب نہیں ہو سکیگا ۔ ہاں ! دن اور وقت مقرّر کر لینا ایک تو مستحب ہے اور دوسرے اس طریقہ سے ایصالِ ثواب کی کوشش ہو جاتی ہے ۔ ورنہ وقت اور دن مقرّر نہ کرنیوالے اپنے دلوں سے خود پوچھ سکتے ہیں کہ وہ دنیاوی دھندوں سے کسقدر وقت نکال کر اس کارِ خیر کو سرانجام دیتے ہیں ۔ ایصالِ ثواب کی بحث ختم ہوتی ہے اب آپ منکرین کی اپنی تحریروں سے اب تک تمام مسائل کا حل ملاحظہ فرمائیں ۔

اقرار دیکھ کر کبھی انکار دیکھ کر
دل جل گیا ہے شوخیٔ رفتار دیکھ کر

رنگ رنگ کے فتوے ● دوہری شخصیتیں

کبھی مُحَدِّث کبھی مُحْدِث

● تحقیقیں جن پر افسانوں کا گمان ہوتا ہے

●

اپنی گردن کاٹ لی قاتل نے اپنے وار سے
اپنے ہی فتووں سے واعظ آپ کافر ہو گیا

●

شاہ عبدالعزیزؒ کی اصلی تصویر ● شاہ رفیع الدین کی دوہری شخصیت

امام الوہابیہ نواب صدیق حسن بھوپالی کا
انوکھا روپ

اسمٰعیل دہلوی اپنے فتووں کی زد میں ● مولوی ثناء اللہ کی قلابازیاں

علی بابا چالیس چور ● کھل جا سم سم

● پیر سے مریدوں کی جنگ

نذر، نیاز، ختم شریف، عرس، میلاد، شیرینی اور طعام پر ختم

ہم کو کافر کہنے والو آؤ اب
ان کو بھی کافر بناتے جایئے

محدّث یا مُحدِث

ارشادات شاہ ولی اللہ دہلوی

عرس میں حاضری

"حضرت ایشاں" فرمودند کہ من یک تن دیدہ ام کہ خلیفہ خواجہ بیرنگ بود: پیرے نورانی سخت باقیمت بشیخے معروف عرس کردی ومن شش ہفت سالہ بودم در عرس حاضر شدمی کاتب حروف گوید آں پیر باقیمت نعمت اللہ نام داشت
(انفاس العارفین ص۲۸ شاہ ولی اللہ)

شاہ ولی اللہ فرماتے ہیں کہ میرے والد شاہ عبد الرحیم فرماتے ہیں کہ ہم نے ایک شخص کو دیکھا جو خلیفہ خواجہ بیرنگ تھے۔ پیر نورانی باقیمت شیخ معروف کا عرس کرتے تھے اور میں چھ سات سال کا تھا کہ عرس میں حاضر ہوا۔ میں کہتا ہوں کہ پیر باقیمت کا نام نعمت اللہ تھا۔

فائدہ: اس سے ثابت ہوا کہ شاہ ولی اللہ کے والد کی عمر جب چھ سات سال تھی تو اُس وقت بھی اولیاء اللہ کے عرس ہوتے تھے اور یہ لوگ عرائس میں شرکت کرتے تھے۔

عرس پر کھانا پکانا

خواجہ گاہے عرس خواجہ محمد باقی می کردند حضرت ایشاں می فرمودند۔ بارہا دیدہ ام کسے پیش

خواجہ کبھی عرس خواجہ محمد باقی کا کرتے تھے وہ حضرت (شاہ ولی اللہ کے والد شاہ عبد الرحیم) فرماتے

ایشاں می آید و میگوید "برنج بر ذمہ من" دیگرے میگوید گوشت بر ذمہ من، دیگرے میگوید فلاں قوال را من می آرم۔
(انفاس العارفین ص۱۴ شاہ ولی اللہ)

رہیں کہ میں نے بارہا دیکھا کہ کوئی آپ کے سامنے آکر عرض کرتا کہ برنج (چاول) میرے ذمہ ہے دوسرا عرض کرتا گوشت میرے ذمہ ہے تیسرا عرض کرتا کہ فلاں قوال کو میں لاؤں گا

فائدہ: اس سے ثابت ہوا کہ اولیاء اللہ کے مزارات پر عرس کے دن چاول اور گوشت کے نذرانے شاہ عبد العزیز کے دادا کے وقت بھی لے جائے جاتے تھے اور قوالی بھی ہوتی تھی اور اُن کے دادا عرس میں شریک بھی ہوتے تھے۔

میلادِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے دنوں کھانا تقسیم

أخبرني سيدي الوالد: قال كنت أصنع في أيام المولد طعامًا صلة بالنبي صلى الله عليه وآله وسلم فلم يفتح لي سنة من السنين شئ أصنع به طعامًا إلا حمصًا مقليًا فقسمته بين الناس فرأيته صلى الله عليه وآله وسلم وبين يديه هذه الحمص متبهجًا بشاشًا۔
(در الثمین فی مبشرات النبی الامین ص۴۰ انفاس العارفین ص۲۸ شاہ ولی اللہ)

خبر دی مجھ کو میرے والد نے کہا کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے میلاد شریف کے دنوں میں کھانا پکایا کرتا تھا۔ پس ان سالوں میں ایک سال میرے پاس طعام تیار کرنے کیلئے کوئی چیز نہ تھی۔ پس میں نے بھنے ہوئے چنے لوگوں میں تقسیم کر دیئے۔ میں نے دیکھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھوں میں یہ چنے تھے اور آپ کا چہرہ ہشاش بشاش ہے۔

ختم شریف۔ شیرینی پر فاتحہ

پس ازاں سی صد و شصت مرتبہ سورۃ الم نشرح خوانند۔ پس دعا مذکور صد و شصت بار بخوانند پس دہ مرتبہ درود بخوانند۔ ختم تمام کنند و بر قدرے شیرینی فاتحہ بنام خواجگانِ چشت عموماً بخوانند۔
(الانتباہ فی سلاسل الاولیاء صفحہ ۱۱۴ شاہ ولی اللہ)

بعد ازاں تین سو ساٹھ مرتبہ سورہ الم نشرح پڑھے پھر دعا مذکورا یک سو ساٹھ مرتبہ پڑھے پھر دس مرتبہ درود شریف پڑھے اور ختم شریف پورا کریں اور قدرے شیرینی پر فاتحہ شریف عموماً خواجگان چشت کے نام پڑھے۔

فائدہ:۔ اس سے ثابت ہوا کہ شیرینی وغیرہ سامنے رکھ کر فاتحہ پڑھنا اور شیرینی وغیرہ کو بزرگانِ دین کیلئے نامزد کرنا شاہ عبدالعزیزؒ کے والد کے نزدیک ضروری ہے اور سلف صالحین کا طریقہ اور مشکلات کو دُور کرنے کیلئے مجرّب نسخہ ہے۔

نیاز

می فرمودند کہ مرزا محمد زاہد در ماہِ رمضان مرا ضیافت کردند و در خانۂ ایشاں بودم، چوں وقتِ مغرب رسید، کباب فروشے آمدہ خوانِ کباب پیشِ ایشاں نہاد کہ نیاز آوردہ ام مرزا تبسم کردند و گفتند اے عزیز پیر توام و نہ استاد توام" نیاز چہ معنی دارد، البتہ غرضے داشتہ باشی آں بیان کن گفت: ہیچ غرض نہ دارم۔

(انفاس العارفین صفحہ ۳۲)

مجھے فرمایا کہ مرزا محمد زاہد نے ماہ رمضان میں ایک دن میری ضیافت کی اور میں اُن کے گھر تھا جب مغرب کا وقت ہو گیا تو ایک کباب فروش آیا اور کبابوں کا خوانچہ اُن کے سامنے رکھ دیا کہ آپ کی نیاز لایا ہوں۔ مرزا مسکرائے اور کہا اے عزیز! میں نہ تیرا پیر ہوں اور نہ اُستاد نیاز کا کیا معنی ہے۔ البتہ اگر کوئی غرض ہے تو بتاؤ۔ اُس نے کہا مجھے کوئی غرض نہیں۔

عُرس میں صاحبِ عُرس کا ظہور

روزِ عُرس یکے از بزرگان آنجا رسید قوالاں سرود بنیاد کردند بعد ساعتے فرمودند کہ روحِ شیخ ابوالفتح قدس سرہٗ ظاہر شدہ رقص می کند نزدیک است کہ شمہ ازیں معنی در اہلِ مجلس نیز سرایت کند لمحہ نہ گذشتہ بود کہ حال اہلِ مجلس متغیّر شد و ہائے ہُوئے عجیب برخاست۔

(انفاس العارفین صفحہ ۴۶)

عُرس کے دن بزرگوں میں سے ایک بزرگ اُس جگہ پہنچا۔ قوالوں نے سرود شروع کیا ایک ساعت کے بعد آپ نے فرمایا شیخ ابوالفتح قدس سرہٗ العزیز کی رُوح مبارک ظاہر ہوئی ہے اور رقص فرماتی ہے قریب ہے کہ اہلِ مجلس میں اُس کا اثر سرایت کر جائے۔ چنانچہ ایک لمحہ بھی نہ گذرا تھا کہ اہلِ مجلس کا حال متغیّر ہو گیا اور عجیب ہائے ہُو کے نعرے لگنے لگے۔

نذر۔ نیاز

می فرمودند شخصے در مجلسِ شیخ عبدالاحد سہرندی گفت کہ دریں زمان صاحبِ کرامتے نیست ایشاں برائے اصلاحِ عقیدہ وے بحضورِ وے ہفت روپیہ نیازِ من مقرر کردند و گفتند اوّل پنج روپیہ پیشِ ایشاں می گذارم (الخ) پھر آگے چل کر لکھا ہے:۔ چوں بخانۂ ایشاں رسید شد پنج روپیہ پیشِ من نہادند کہ ایں نیازِ شما است۔ گفتم ایں نیازِ من نیست، نیازِ من مبلغ ہفت روپیہ است۔

(انفاس العارفین صفحہ ۵۰)

مجھے فرمایا کہ ایک شخص نے شیخ عبدالاحد سہرندی کی مجلس میں کہا کہ اس زمانہ میں صاحب کرامات نہیں ہے۔ اُس نے عقیدہ کی اصلاح کیلئے ان کے سامنے سات روپے میری نیاز مقرر کر دی اور کہا پہلے پانچ روپے اُن کی خدمت میں پیش کروں گا۔ جب میں اُس کے گھر پہنچا تو پانچ روپے میرے سامنے پیش کر کے کہا کہ یہ آپکی نیاز ہے۔ میں نے کہا کہ یہ نیاز میری نہیں ہے میری نیاز مبلغ سات روپے ہے۔

ختم خواجگان

می فرمودند بخانہ شیخ عبدالاحد رفتیم ایشاں ختم خواجگان می خواندند۔

انفاس العارفین صفحہ ۵۱

مجھے فرمایا کہ ہم شیخ عبدالاحد کے گھر گئے۔ وہ ختم خواجگان پڑھتے تھے۔

نیاز

حضرت یکبارے بخانۂ شیخ عبدالاحد رفتند ایشاں پسرِ خود را گفتند بر دو شیشہ گلاب برائے نیاز حضرت ایشاں بیار آنجا دو شیشہ بودند۔ شیشۂ کلاں را بگذاشت و خورد را بیاورد حضرت

حضرت ایک بار شیخ عبدالاحد کے گھر گئے۔ اُنہوں نے اپنے بیٹے کو فرمایا دو شیشی گلاب اِن حضرت صاحب کی نیاز کے لاؤ۔ اُس جگہ دو شیشیاں تھیں۔ بڑی شیشی وہیں رہنے دی اور چھوٹی شیشی لا کر

ایشاں تبسم کردند و فرمودند شیشۂ کلاں را چرا گذاشتے برو آں را بیار۔
(انفاس العارفین صفحہ ۵۱)

پیش کردی۔ حضرت مسکرائے اور فرمایا کہ بڑی شیشی کیوں چھوڑ آئے ہو وہ بھی لاؤ۔

نذر۔ ھدیہ

حضرت ایشاں می فرمودند فرہاد بیگ را مشکلے پیش آمد نذر کرد بار خدایا اگر ایں مشکل بسر آمد ایں قدر مبلغ حضرت ایشاں ھدیہ ابرم آں مشکل مندفع شد و آں نذر از خاطر او رفت بعد چندے اسپ او بیمار شد و نزدیک ہلاک رسید بر سبب ایں امر مشرف شدم بدست یکے از خادماں گفتہ فرستادم کہ ایں بیماری بسبب عدم وفاء نذر است اگر اسپ خود را می خواہی نذر مے را کہ در فلاں محل التزام نمودی بفرست وے نادم شد و آں نذر فرستاد ہماں ساعت اسپ او شفا یافت۔
(انفاس العارفین صفحہ ۵۳)

حضرت صاحب نے مجھے فرمایا فرہاد بیگ کو کوئی مشکل پیش آئی تو انہوں نے نذر مانی کہ الٰہی اگر یہ مشکل حل ہو جائے تو اتنے روپے ان حضرت صاحب کی خدمت میں ھدیہ پیش کروں گا وہ مشکل حل ہو گئی اور وہ نذر اس کے ذہن سے نکل گئی۔ چند روز کے بعد اس کا گھوڑا بیمار ہو گیا اور ہلاکت کے قریب پہنچ گیا۔ اس بات کی ہمیں خبر معلوم ہوئی تو ایک خادم کے ذریعہ کہلا بھیجا کہ یہ بیماری نذر ایفاء نہ کرنے کی وجہ سے ہے۔ اگر اپنا گھوڑا سلامت چاہتے ہو تو جو نذر تم نے فلاں موقعہ پر مانی تھی بھیج دو۔ اس نے نادم ہو کر نذر بھیج دی۔ اسی وقت گھوڑے کو شفا حاصل ہو گئی۔

نیاز

می فرمودند کہ یک بار شخصے پیش من مبلغ آورد کہ نیاز شما است۔ چوں مبلغ را دیدم گفتم کہ دریں جا ظلمتے مشہود می شود و ظاہرا مال زکوٰۃ است

حضرت صاحب نے ایک بار فرمایا کہ ایک بار ایک شخص میرے پاس آیا اور کچھ روپے دیکر کہا کہ یہ آپ کی نیاز ہے۔ جب میں نے روپے دیکھے تو کہا کہ اس جگہ ظلمت ظاہر ہوتی ہے اور

بعد ازاں معلوم شد کہ ہمچناں بود۔
(انفاس العارفین صـ ۶۰)

یہ مال زکوٰۃ کا ہے۔ اس کے بعد معلوم ہوا کہ واقعی ایسا ہی ہے

عرسوں پر حاضری، فاتحہ

ازیں جا است حفظ اعراس مشائخ و مواظبت زیارت قبور ایشاں و التزام فاتحہ خواندن و صدقہ دادن برائے ایشاں۔
(ہمعات شاہ ولی اللہ رح)

اس جگہ ہے کہ مشائخ کے عرسوں کو یاد رکھنا اور ان کے مزارات پر ہمیشہ حاضری دینا اور فاتحہ پڑھنے کو لازم کر لینا اور ان کے لئے صدقہ دینا۔

دوم آنکہ بارواحِ طیبہ مشائخ متوجہ شد و برائے ایشاں فاتحہ بخواند یا بر زیارت قبر ایشاں رود و از آنجا انجذاب دریوزہ کند۔ (ہمعات شاہ ولی اللہ رح)

دوسرا یہ کہ مشائخ کی پاک روحوں کی طرف متوجہ ہو کر ان کیلئے فاتحہ پڑھے یا ان کی قبور کی زیارت کو والہانہ انداز سے جائے اور بھیک طلب کرے۔

سوم آنکہ بخلوتے رود و غسل کند و جامہ نو پوشید و دو رکعت بخواند (ہمعات صفحہ ۱۶ مطبوعہ بیت الحکمت لاہور مصنفہ شاہ ولی اللہ رح)

تیسرے یہ کہ خلوت میں جائے اور غسل کر کے نئے کپڑے پہن کر دو رکعت پڑھے۔

کھانے پر فاتحہ

و شیر برنج بنا بر فاتحہ بزرگے بقصد ایصالِ ثواب بروحِ ایشاں پزند و بخورانند مضائقہ نیست۔ جائز است و اگر فاتحہ بنام بزرگے دادہ شود اغنیا را ہم خوردن جائز است۔ (زبدۃ النصائح مصنفہ شاہ ولی اللہ رح صـ ۱۳۲)

اور شیر برنج اس بزرگ کی روح کو ایصالِ ثواب کی غرض سے پکائے کھا لینے میں مضائقہ نہیں ہے جائز ہے۔ اور اگر اس بزرگ کی فاتحہ دلائی ہے تو اس کا کھانا اغنیاء کے لئے بھی جائز ہے۔

مزار کی نذر نیاز کھانا

حضرت ایشاں در قصبہ ڈاسنہ بزیارت

والد صاحب قصبہ ڈاسنہ میں حضرت مخدوم

مخدوم اللہ دیہ رفتہ بودند شب ہنگام بود۔ درآں محل فرمودند مخدوم ضیافت ما می کنندہ (الخ)

اللہ دیا کی زیارت کیلئے حاضر ہوئے۔ رات کا وقت ہو گیا تھا۔ اُسوقت فرمانے لگے کہ مخدوم نے ہماری ضیافت کی ہے۔

آں گاہ زنے بیامد طبق برنج و شیرینی برسر گفت نذر کردہ بودم کہ اگر زوج من بیامد ہمہ ساعتے طعام پختہ بر نشندگان درگاہ مخدوم اللہ دیا رسانم دریں وقت آمد نذر ایفا کردم کہ کسے آنجا باشد تناول کند۔

(انفاس العارفین ص ۴۴)

اُس وقت ایک عورت سر پر چاول اور شیرینی کا تھال اُٹھائے ہوئے آئی اور کہنے لگی کہ میں نے نذر مانی تھی کہ اگر میرا شوہر آجائے تو میں اُسی وقت کھانا پکا کر مخدوم اللہ دیا کی درگاہ پر بیٹھنے والوں کیلئے پہنچاؤنگی اسوقت وہ آیا ہے تو میں ایفائے عہد کیلئے آئی ہوں کہ جو شخص مزار پر ہوگا کھانا تناول کرے۔

فاتحہ، درود، نذر اہلبیت

حضرت امیر و ذریت طاہرہ او را تمام اُمت بر مثال پیراں و مرشداں می پرستند و امور تکوینیہ را وابستہ ایشاں می دانند و فاتحہ و درود و صدقات و نذر بنام ایشاں رائج و معمول گردید چنانچہ جمیع اولیاء ہمیں معاملہ است۔

تحفہ اثنا عشریہ مطبوعہ دہلی ص ۳۹۶
مصنفہ شاہ عبدالعزیزؒ

حضرت امیر (علی کرم اللہ وجہہ الکریم) اور اُن کی اولادِ پاک کو تمام اُمت پیروں اور مُرشدوں کی طرح مانتی ہے اور امورِ تکوینیہ کو اُن کے ساتھ وابستہ جانتی ہے۔ اور فاتحہ، درود و صدقات و نذر اُن کے نام سے رائج و معمول کرتے ہیں۔ چنانچہ تمام اولیاء کا یہی معاملہ ہے۔

شاہ عبدالعزیزؒ کی اصلی تصویر

وَمَآ اُهِلَّ سے پہلے اور وَمَآ اُهِلَّ کے بعد

کھانے پر فاتحہ • نذر نیاز • ایصالِ ثواب اور قل شریف وغیرہ

سوال: سال میں کوئی ایک دن مقرر کرلینا اس غرض سے کہ خاص اس دن بزرگوں کی قبر کی زیارت کی جائے جائز ہے یا ناجائز۔

جواب: اوّل یہ کہ کوئی ایک دن مقرر کریں اور اُسی دن صرف ایک ایک شخص یا دو دو شخص جائیں اور قبر کی زیارت کر آئیں۔ مگر زیادہ آدمی ایک ہی دفعہ بہیئت اجتماعیہ نہ جائیں تو اس قدر روایات سے ثابت ہے۔

چنانچہ تفسیر دُرِّ منثور سے منقول ہے کہ ہر شروع سال میں آنحضرت صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم مقابر میں تشریف لے جاتے اور دُعا اہلِ قبور کی مغفرت کے واسطے کرتے تھے۔ **اس قدر ثابت اور مستحب ہے۔**

دوسری صورت یہ ہے کہ بہیئتِ اجتماعیہ مردمانِ کثیر جمع ہوں اور ختم قرآن شریف کریں اور شیرینی یا کھانا یا فاتحہ کریں اور اس کو حاضرین میں تقسیم کریں۔ ایسا معمول زمانۂ پیغمبر صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم میں اور خلفائے راشدین میں نہ تھا۔ لیکن ایسا کرنے میں بھی مضائقہ نہیں۔ اس واسطے کہ اس میں کوئی بُرائی نہیں بلکہ اس میں احیاء و اموات کو فائدہ حاصل ہوتا ہے۔ عزیزیہ صفحہ ۱۵۶

اگر کوئی شخص مالیدہ اور شیر برنج کسی بزرگ کے فاتحہ کے لئے پکا کر کھلا وے اور اس سے اُس بزرگ کی رُوح کو ثواب پہنچانا مقصود ہو تو اس میں کچھ مضائقہ نہیں ۔ یہ جائز ہے ۔ (فتاویٰ عزیزیہ ص۱۵۸)

○

اگر کوئی چیز کسی بزرگ کے نام پر فاتحہ کی جلئے تو اُس کا کھانا مالدار کے لئے جائز ہے ۔ (فتاویٰ عزیزیہ ص۱۵۸)

○

جس کھانے کا ثواب حضرت امامین رضی اللہ تعالےٰ عنہم اجمعین کو پہنچایا جائے اور اس پر فاتحہ و قُل و دُرود پڑھا جائے وہ کھانا تبرّک ہو جاتا ہے ۔ اور اس کا کھانا بہت خوب ہے ۔ (فتاویٰ عزیزیہ ص۱۶۷)

○

طویل مگر قابلِ غور عبارت

اہلِ قبور سے استمداد کرنا ایک ایسا اُمر ہے کہ مشائخِ صُوفیہ جو کہ اہلِ کشف وکمال سے ہیں ان کے نزدیک یہ کامل طور پر ثابت ہے ۔ حتیٰ کہ وہ حضرات کہتے ہیں کہ اکثر لوگوں کی ارواح سے فیض حاصل ہوُا ہے ۔ چنانچہ امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ قبر امام موسیٰ کاظم علیہ السّلام کی مجرّب تریاق ہے دُعا قبول ہونے کیلئے ۔ اور حجتہ الاسلام نے فرمایا ہے کہ جس سے حیات کی حالت میں استمداد کیا جاتا ہے اُس سے اُس کی موت کے بعد استمداد کیا جاتا ہے ۔ امام راہبی نے فرمایا ہے کہ جب زائر قبر کے پاس جاتا ہے تو اُس کے نفس کو ایک خاص تعلّق اُس صاحبِ قبر کے ساتھ حاصل ہو جاتا ہے ۔ اسی طرح اس صاحبِ قبر کے نفس کو ایک خاص تعلق اُس زائر کے ساتھ حاصل ہو جاتا ہے ۔ ان دونوں تعلق کے سبب سے ان دونوں نفوس کے درمیان تقابل معنوی حاصل ہوتا ہے اور علاقہٗ مخصوص اگر صاحبِ قبر کا نفس زیادہ قوی ہوتا ہے تو زائر کا نفس مستفیض ہوتا ہے ۔

اور اگر اس کے بالعکس ہوتا ہے تو استفاضہ بھی برعکس ہوتا ہے ۔ اور شرح مقاصد

میں مذکور ہے کہ قبر کی زیارت میں نفع پایا جاتا ہے ۔ اور ایسا ہی صالحین اموات کے نفس سے استعانت کرنے میں بھی نفع پایا جاتا ہے ۔ اس واسطے کہ بدن سے مفارقت کرنے کے بعد بھی نفس کا تعلق بدن کے ساتھ باقی رہتا ہے ۔ اور میّت کے نفس کا تعلّق اُس تُربت کے ساتھ بھی رہتا ہے کہ جس میں وہ دفن کیا جاتا ہے ۔ جب زندہ اُس تُربت کی زیارت کرتا ہے اور میّت کے نفس کی طرف متوجہ ہوتا ہے تو دونوں نفوس میں تلاقی حاصل ہوتی ہے اور استفاضہ ہوتا ہے ۔
(فتاویٰ عزیزیہ ص۱۶۹)

اس بارے میں اختلاف ہے کہ امداد زندہ کی قوی ہے میّت کی امداد سے یا اس کے برعکس بعض محققین کے نزدیک دوسری شق مختار ہے اور اس بارے میں بعض روایت کرتے ہیں کہ فرمایا آنحضرت صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے جب تم متحیّر ہو جاؤ امور میں یعنی کوئی کام انجام کرنے میں متحیّر ہو جاؤ تو چاہیئے کہ مدد چاہو اصحابِ قبور سے ۔

شیخ اجل (شاہ عبدالحق محدّث دہلوی علیہ الرحمتہ) نے مشکواۃ کی شرح میں لکھا ہے کہ نہیں پائی جاتی کتاب وسُنّت اور سلف صالحین کے اقوال میں کوئی ایسی چیز جو اس امداد واستعانت کے مخالف ہو اور اس کو رَد کرے ۔ اور حاصل کلام یہ ہے کہ یہ ثابت ہوُا کہ رُوح باقی رہتی ہے اور اس کا ایک خاص تعلق بدن کے اجزا کے ساتھ بدن سے مفارقت کرنے کے بعد اور اُس بدن کی کیفیّت متغیّر ہو جانے کے بعد بھی باقی رہتا ہے کہ اس تعلّق کی وجہ سے قبر کی زیارت کرنے کیلئے جو لوگ آتے ہیں اُن کے احوال سے اُس رُوح کو خبر ہوتی ہے ۔

اور کاملین کی اَرواح کو بحالتِ حیات اللہ تعالےٰ کے نزدیک قُرب کا درجہ حاصل رہتا ہے ۔ اور اس وجہ سے ان کی رُوح کرامات اور تصرّفات اور استمداد میں مؤثر ہوتی ہے ۔ اور موت کے بعد بھی قُرب کا درجہ باقی رہتا ہے ۔ اس وجہ سے تصرّفات کی قوّت بھی باقی رہتی ہے جس طرح حیات میں یہ قوّت رہتی ہے ۔ کیونکہ اس وقت رُوح کا تعلق کُلّی بدن کے ساتھ رہتا ہے پھر موت کے بعد تصرّفات کی وہ قوّت زیادہ ہو جاتی ہے تو ایسی حالت میں استمداد سے انکار کرنے کیلئے کوئی صحیح وجہ نہیں معلوم ہوتی ہے ۔

مگر یہ کہ اوّل امر سے مُنکر ہو جائیں یعنی یہ کہیں کہ موت کے بعد رُوح کی مفارقت بدن سے ہو جاتی ہے اور حیات کا علاقہ زائل ہو جاتا ہے تو اس حالت میں رُوح کا تعلق کچھ بھی بدن سے نہیں رہتا تو یہ نص کے خلاف ہے ۔ اس صورت میں قبر کی زیارت کرنا اور قبر کے پاس جانا سب

لغو اور فضول ہو جاتا ہے ۔ اور یہ ایک ایسا امر ہے کہ عام اخبار اور آثار سے اس کے خلاف ثابت ہوتا ہے ۔ (فتاوٰی عزیزیہ ص ۱۶۹)

○

سوال :۔ ربیع الاول میں اللہ تعالیٰ کی رضامندی کیلئے کھانا پکانا اور اس کا ثواب حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پہنچانا شرعاً صحیح ہے یا نہیں ۔ اور ایسا ہی محرم میں کھانا پکا کر اُس کا ثواب حضرت امام حسین علیہ السلام کو اور دیگر آلِ اطہار سید مختار کو پہنچانا صحیح ہے یا نہیں ۔

جواب :۔ انسان کو اختیار ہے کہ اپنے عمل کا ثواب بزرگوں کو پہنچائے ۔ لیکن اس کام کے لئے کوئی وقت دن اور مہینہ مقرر کرنا بدعت ہے ۔ البتہ اگر کوئی نیک کام ایسے وقت میں خاص کر کے کرے کہ اس میں ثواب زیادہ ہوتا ہے تو اس میں مضائقہ نہیں ۔ (فتاوٰی عزیزیہ صفحہ ۱۷۶)

○

سال میں دو مجلسیں فقیر کے مکان پر منعقد ہوا کرتی ہیں مجلس ذکرِ وفات شریف اور مجلس شہادت حسنین اور یہ مجلس بروز عاشورہ یا اس سے دو ایک دن قبل ہوتی ہے چار پانچ سو آدمی بلکہ ہزار آدمی جمع ہوتے ہیں ۔ اور درود شریف پڑھتے ہیں ۔ اس کے بعد جب فقیر آتا ہے تو لوگ بیٹھتے ہیں اور فضائلِ حسنین رضی اللہ عنہما کا ذکر جو حدیث شریف میں وارد ہے بیان کیا جاتا ہے ۔ اور جو کچھ احادیث میں ان بزرگوں کی شہادت کا ذکر ہے اور روایاتِ صحیحہ میں جو کچھ تفصیل بعض حالات کی ہے ۔ اور ان حضرات کے قاتلوں کی بدعنوانی کا بیان ہے ذکر کیا جاتا ہے ۔

بعض تکلیفیں جو ان حضرات کو ہوئیں جو کہ وہ روایاتِ معتبرہ سے ثابت ہیں بیان کی جاتی ہیں ۔ اور اس ضمن میں بعض مرثیہ جو جن و پری سے حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا اور دیگر صحابہ نے سنا ہے وہ بھی ذکر کیا جاتا ہے ۔

اور وہ خواب نائے وحشتناک ذکر کئے جاتے ہیں جو حضرت ابن عباس اور دیگر صحابی نے دیکھے تھے ۔ اس سے معلوم ہوا کہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس واقعہ سے نہایت رنج و الم ہوا ۔

پھر ختم قرآن مجید کیا جاتا ہے اور پنج آیت پڑھ کر کھانے کی جو چیز موجود ہوتی ہے اس پر فاتحہ کیا جاتا ہے ۔ اور اس اثنا میں اگر کوئی شخص خوش الحان سلام پڑھتا ہے یا شرعی طور پر مرثیہ پڑھنے کا اتفاق پیدا ہوتا ہے تو اکثر حضار مجلس اور اس فقیر کو بھی حالتِ گریہ اور رقت طاری ہو جاتی ہے ۔ اس قدر عمل میں آتا ہے ۔ اگر یہ سب فقیر کے نزدیک جائز نہ ہوتا تو ہرگز فقیر ان چیزوں پر اقدام نہ کرتا ۔ (فتاوٰی عزیزیہ ص ۱۷۷)

ختم خواجگان

اعمالِ مشائخ میں ختم خواجگان بھی مجرب ہے اور اس کی ترکیب مشہور و معروف ہے اور یہ ختم بھی مفید ہے ۔ یَا بَدِیْعَ الْعَجَائِبِ بِالْخَیْرِ یَا بَدِیْعُ ۔ ایک ہزار دو سو مرتبہ پڑھے اور اول و آخر درود شریف دو سو مرتبہ پڑھے ۔ خواہ تنہا یا دو اور دوسرے لوگ مل کر پڑھیں ۔ (کمالاتِ عزیزی صفحہ ۴۹)

جمعرات کو ختم قرآن

قرآن مجید کا ترتیب مندرجہ ذیل سے سات روز میں پڑھنا باعثِ اجابت ہے اور بہت جلد دعائیں مقبول ہوتی ہیں خواہ کسی حاجت یا ضرورت یا مقدمہ وغیرہ کے واسطے پڑھے ۔ روز جمعہ سورہ فاتحہ سے آخر سورہ مائدہ تک ، روز شنبہ سورہ انعام سے سورہ توبہ تک ، روز یک شنبہ سورہ یونس سے آخر سورہ مریم تک ، روز دو شنبہ سورہ طٰہٰ سے آخر سورہ قصص تک ، روز سہ شنبہ سورہ عنکبوت سے آخر سورہ ص تک ۔ روز چہار شنبہ سورہ زمر سے آخر سورہ رحمٰن تک ۔ روز پنجشنبہ جمعرات سورہ واقعہ سے آخر قرآن تک جب قرآن ختم کرے تو سجدہ کرے اور حق تعالیٰ سے اپنا مطلب عاجزی سے چاہے ۔ (کمالاتِ عزیزی صفحہ ۸۰)

ختم سورۂ یٰسین

سورۂ یٰسین کا ختم بھی ہر مہمات کے واسطے مشائخ رح سے ثابت ہے ۔ جب کوئی ضرورت پیش آئے تو سورہ مذکور اس ترکیب سے پڑھے کہ ہر ہر لفظ مبین سے از سر نو شروع کرتا رہے ۔ جب اس طریقے سے سورہ ختم ہو جائے تو سر ننگا کر کے سجدہ کرے اور اپنی حاجت نہایت عاجزی سے چاہے تا حصولِ مطلب ہر روز معمول رکھے ۔ (کمالاتِ عزیزی ص ۸۵)

شاہ ولی اللہ اور شاہ عبد العزیز کی تعلیم کا
خلاصہ

شاہ ولی اللہ اور شاہ عبد العزیز رحمتہ اللہ علیہم اور شاہ ولی اللہ کے والد گرامی شاہ عبد الرحیم رحمہم اللہ تعالیٰ کی تعلیمات کی جو تصویر اُن کی تحریروں کے آئینے میں پیش کی گئی ہے ۔ اُس کے مزید خد و خال اُبھارنے کی چنداں ضرورت محسوس نہیں ہوتی کیونکہ قارئین حقائق کو اخذ کر ہی چکے ہیں ۔ تاہم مختصر طور پر اُس کا خلاصہ یہ ہے کہ ان تینوں باپ بیٹوں کے نزدیک :-

بزرگوں کے سالانہ عرسوں میں حاضر ہونا ● بزرگوں کی نذر نیاز دینا ● اولیاء اللہ کے مزارات پر نذریں لے جانا ● اولیاء اللہ کے مزارات پر جا کر نذریں پیش کر کے استمداد چاہنا ● مشائخ کے عرسوں کا مقررہ ایام پر اہتمام کرنا ● اہلبیت اطہار کو اُمورِ تکوینیہ پر قادر ماننا ● اولیاء اللہ کے نام کی فاتحہ پڑھ کر کھانا تقسیم کرنا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے میلاد پاک پر دن مقرر کر کے کھانا پکا کر تقسیم کرنا دن مقرر کر کے اماموں علیہم السلام کی نیاز دینا ● کھانا سامنے رکھ کر قرآن پڑھنا اور اُس کھانے کے متبرک ہو جانے کا عقیدہ رکھنا ● ختم خواجگان وغیرہ دلانا جائز بلکہ ان شاہ صاحبان کے اپنے معمول میں سے ہے علاوہ ازیں بھی بیشمار ایسی چیزیں ان عبارات میں موجود ہیں ۔ نیز یہ کہ ان شاہ صاحبان کی ایسی ہی متعدد عبارتیں اور بھی موجود ہیں جو یہاں درج نہیں کی گئیں بلکہ انہیں مختلف مسائل کے جواز میں مختلف مقامات پر درج کر دیا گیا ہے ۔ ان تمام تر تحریروں کو یکجا کرنے کے بعد یہ فیصلہ کرنا ہرگز مشکل نہیں کہ آج ان لوگوں کو اپنے روحانی باپ اور مجتہدین ماننے والوں نے اُن کے عقائد کو مسخ در مسخ کر کے حقائق کا حلیہ بگاڑ کر رکھ دیا ہے ۔

اگرچہ یہ سب کچھ کرنے کی ذمہ داری محض آج کے لوگوں پر ہی نہیں بلکہ شاہ ولی اللہ کی

باقی ذریت مثل اسماعیل دہلوی اور اسحاق دہلوی وغیرہ کے علاوہ مدرسہ دیوبند کے متشددین کا بھی گہرا ہاتھ ہے ۔

بہرحال احقاق حق کے لئے جو کچھ عرض کر دیا گیا ہے وہ سمجھ لینے والوں کے لئے کسی طرح بھی کم نہیں ۔ اللہ تبارک و تعالیٰ عامتہ المسلمین کو نئے نئے عقائد کو جنم دینے والے دین کے نقاب پوش ڈاکوؤں سے محفوظ رکھے اور جلد ایسا وقت لائے جب سمجھدار لوگ ان کے فتنہ و فساد کے جالوں کو توڑ کر ریزہ ریزہ کر دیں اور ان مکاروں کو مکاریوں کی قرار واقعی سزا عوامی عدالت میں دی جائے ۔ جن فتنہ پردازوں نے اولیاء اللہ کے صاف ستھرے اور پاکیزہ مسلک کا مذاق اُڑانے کے ساتھ ساتھ ہزاروں سیدھے سادے مسلمانوں کو فریب پر فریب دیا ہے ۔

اور

اگر دنیا میں ان کی بدترین سازشوں کی سزا انہیں نہ بھی مل سکی تو ہم پھر بھی مایوس نہیں ۔ ہمیں یقین اور مکمل اعتماد ہے کہ یہ قیامت کے دن اُس عظیم ترین عدالت سے ہرگز نہیں بچ سکیں گے جس عدالت کے بعد کوئی عدالت نہیں ۔

بہرحال اب آپ ان لوگوں کی ہیرپھیر کی مزید ایک رنگ برنگی تحریروں کے بصارت سوز نمونے ملاحظہ فرماویں :-

فہ بھی دیکھا یہ بھی دیکھ ● شاہ رفیع الدین کی دوہری شخصیت نفی کے بعد اثبات یا اثبات کے بعد نفی ● کافر و مشرک گر ترجمہ قرآن سے پہلے کے فتوے ● کبھی سب کچھ حرام کبھی سب کچھ جائز

اقتباسات فتاوی شاہ رفیع الدین مترجم

فتویٰ نمبر (۱)

بعض آدمی جاندار جانوروں مثل گائے اور بکری اور مرغ وغیرہ کو بزرگوں کی قبروں پہ بطریق نیاز لاتے ہیں اور خادموں کو دیتے ہیں اور ذبح کی قید مطلق نہیں کرتے ۔ نقود و شرینی کی طرح نیاز کر کے چلے جاتے ہیں اور اس درگاہ کے خدام مختار ہیں اگر چاہیں ذبح کریں اور اگر چاہیں بیچ دیں ۔ اس قسم میں بھی قباحت نہیں ۔ (فتاوی شاہ رفیع الدین صفحہ ۱۵)

فتویٰ نمبر (۲)

مزارات پر نیاز جانور و غلہ وغیرہ لے جانا

ایصال ثواب نذر نیاز وغیرہ

نذر اولیاء اللہ

چالیسواں

چالیس دن روٹی

جو نذر نیاز مُردوں کیلئے کرتے ہیں وہ تین قسم کی ہے ۔ ایک تو عوام مومنین کیلئے اور وہ محمودہ ہے ۔ اسلئے کہ یہ حصول ثواب اور دفع عذاب کیلئے مومنین کی اعانت ہے اور امرِ وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْبِكَ وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ " (اور بخشش طلب کر اپنے خلاف اولیٰ کام کیلئے اور تمام مومن مردوں اور عورتوں کے لئے) ۔ میں داخل ہے اور موتیٰ کیلئے تصدیق کرنا حدیث میں بہت جگہ وارد ہوا ہے ۔ از آنجملہ سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کا کنوآں بنوانا اور اُس کو اپنی والدہ کی ثواب رسانی کیلئے وقف کرنا اور اُن کا کہنا هَذِهٖ لِاُمِّ سَعْد دوسرا حدیث میں ہے تابعین کرام سے كَانَ السَّلَفُ يُحِبُّوْنَ الْاَطْعَامُ عَنِ الْمَيِّتِ اَرْبَعِيْنَ يَوْمًا (سلف میت کی

ختم شریف

فاتحہ

قبروں پر چڑھاوے

تعیّن یوم

عُرس

طرف سے چالیس روز کھانا کھلانے کو پسند کرتے تھے اور اس کے شواہد بہت ہیں)

فتاوی شاہ رفیع الدین صفحہ ۱۵

فتویٰ نمبر (۳)

دوسری قسم اولیاء کیلئے نذر ہے ۔ اگر نیّت میں ان کے ساتھ تبرّع و احسان ہے یقین ہے کہ خدا کے دوستوں کے ساتھ احسان کرنا رضائے الٰہی کا موجب ہے ۔ اور امّید ہے کہ وہ بدلے کی جگہ اس بخشے ہوئے سے زیادہ دیں گے ۔ اور اگر ان کی التجا کے ساتھ جناب الٰہی سے حاجت پورا ہونے کی نیّت ہے ۔ ظاہر ہے کہ ان کی دعا ہماری دعا سے اور اُن کی طاعت و مجاہدہ کی نسبت سے قبولیّت میں زیادہ قریب ہے ۔ اور اس احسان کا طریقہ یہ ہے کہ صرف خدا کیلئے دیں اور اس کا ثواب کہ تصدّق کا حق ہے ، بطور تحفہ اُن کو پہنچائیں اس لئے کہ ثواب کا پہنچانا ثواب حاصل ہونے کے بغیر نہیں ۔ تو اس صورت میں یہ اولیاء اللہ ثواب کے لینے میں عبادت کرنیوالے کے نائب ہیں نہ کہ معبود کے شریک ۔

اور دوسرا طریقہ یہ ہے کہ ابتداءً اس صدقہ کو اس شخص کی طرف سے دیں جیسا کہ جناب نبوّت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہٗ کو وصیّت فرمائی کہ جب تک تم زندہ رہو ہماری طرف سے قربانی کرتے رہو ۔ اور نیابت میں حج کا حکم دیا ہے کہ میّت کی طرف سے واقع ہوگا ۔ اور اس کے مانند کہ وارث کے ادا کرنے سے نیابتاً مورث سے ساقط نہیں ہوتا ۔

(فتاوی شاہ رفیع الدین صہ ۱۶)

فتویٰ نمبر (۴)

جو کچھ اولیاء کی قبور پر لے جاتے ہیں وہ تین قسم ہے :۔

اوّل :۔ ختم و فاتحہ کی مجلس میں حاضرانِ مجلس کیلئے ہوتا ہے ۔ اگر یہ جماعت قبر کے سرے پر ہوں اس جگہ تقسیم ہو ۔ اور ثواب اُن مُردوں کو پہنچتا ہے ۔ اور اگر گھروں میں ہوں حاضرین پر تقسیم ہو یہ قسم بھی قباحت نہیں رکھتی ۔

دوم :۔ وہ کہ ان کی قبر کے مجاوروں کیلئے ہو کہ ان کی رضا کا موجب ہو اور کسی کی اولاد کی خدمت کرنا اُس کی رضا کا موجب ہو ۔ اور حدیث شریف میں ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم بکری ذبح فرماتے تھے ۔ اس میں سے کچھ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی سہیلیوں کو بھیجتے

تھے۔ اس میں بھی قباحت نہیں۔

سوم ۳ ۔ کوئی چیز بطریق تعبد بغیر تعین معطی لہٗ رکھیں تاکہ جو محتاج کہ چاہے لے جائے۔ یہ بھی اباحت کی قسم سے ہے۔ جیساکہ سبیل میں پانی کو اور عرسوں میں کھانے کو محتاجوں کیلئے مباح کرتے ہیں اور اس کا ثواب کسی کو پہنچاتے ہیں۔

(احکام الدین فتاویٰ شاہ رفیع الدین مترجم صفحہ ۱۶/۱ مطبوعہ لاہور)

صدیق حسن خان یا چیستان

سلطنتِ نجدیت کے تاجدار، نواب سدابہار، نوابِ بھوپالی سُراب خیالی

آپ کھینچی جس نے کفر و شرک کی دیوار ہے
خود ہی وہ دیوار یہ کرنے لگا مسمار ہے

کُفریات و شرکیات کا خاتمہ ★ نجدیات پر نجدیات کا حملہ

حقیقتیں جن پر افسانوں کا گمان ہوتا ہے

سرکارِ نجدیات کا درسِ بدعات ● ختم ہی ختم

● ختمِ خواجگان ● ختم نقشبندیہ ● ختم قادری ● ختم مجدد ● شیرینی پر ختم ● وسیلہ اولیاء ● غوثِ اعظم کی فاتحہ ● شیرینی پر فاتحہ ● جمعرات کو ختم قرآن ● میت کیلئے ختم ● ساتواں شریف ● ختم شریف حزب الاعظم ● ختم شریف بخاری شریف ● ختم شریف یا سلام

شہنشاہِ نجدیان۔ وہابیوں کے سُلطان

صدّیق حسن خان؟

کا ختمِ خواجگان

ختم نمبر ایک (1)

یہ ختم جس نیت و قصد سے پڑھا جاتا ہے وہی مقصد حاصل ہوتا ہے۔ طریقہ اس کا یہ ہے کہ پہلے ہاتھ اُٹھا کر ایک بار سُورہ فاتحہ پڑھے۔ سُورہ فاتحہ کو مع بسم اللہ سات بار پڑھے پھر درود شریف سَو بار پھر فاتحہ پڑھ کر ثواب اِس "ختم" کا اُن حضرات کو جن کی طرف "یہ ختم" منسوب ہے پیش کرے ان بزرگوں کے تعیین نام میں اختلاف ہے پھر اللہ تعالیٰ سے حصولِ مدعا بوسیلہ ان بزرگوں کے چاہیئے"۔ اور جب تک کام نہ ہو مداومت رکھے۔ اللہ ہر مشکل کو آسان کرنیوالا ہے۔ اس ختم کو خواہ ایک شخص تنہا پڑھے یا زیادہ لوگ پڑھیں لیکن رعایت عددِ وتر کی اولیٰ ہے ۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ وتر ہے۔ وتر کو دوست رکھتا ہے۔

خانقاہ شریف مظہری کا دستور یہ ہے کہ بعد فاتحہ آخر کے دُعا بلند آواز سے پڑھتے تھے اور کہتے تھے کہ ہم نے ثواب اِن کلمات کا جو اس حلقہ میں پڑھے گئے ہیں۔ ارواحِ طیبات حضرات علیہ نقشبندیہ رضی اللہ عنہم کو پیش کیا اور اللہ تعالےٰ سے ہم امداد و استعانت بواسطہ ان حضرات کے چاہتے ہیں۔

مجدّد الف ثانی کے ختم میں

معمول دُعا کا اس طور پر تھا

مَیں کہتا ہوں کہ شیخ محمد بن علی نے خزینۃ الاسرار میں لکھا ہے" امام جعفر صادقؓ بایزید بسطامی و ابو الحسنؒ خرقانی" اور جو بعد اُن کے ہوئے اُن سے "شاہِ نقشبند" سب کا اس بات پر اتفاق ہے کہ قضائے حاجات و حصولِ مرادات و دفع بلا و قہر اعداء و حسّاد و رفع درجات و وصال قربات و ظہورِ تجلیات میں استعمال اس فائدہ جلیلہ و اسرارِ غریبہ کا تریاق مجرب ہے

طریقہ اس ختم کا یہ ہے کہ!

سو بار استغفار پڑھے، اور سات بار فاتحہ اور سو بار درود شریف اور ننانوے بار اَلَمْ نَشْرَحْ اور ایک ہزار بار سورہ اخلاص۔ پھر سات بار سورہ فاتحہ پھر وقت تمام ہونے اس ختم کے سو بار درود پھر حاجت کا سوال کرے اور مقصود کا طالب ہو باذنِ اللہ وہ حاجت پوری ہوگی۔ اور چار دن سے تجاوز نہیں کرے گی اور سات دن تک اسی طریق پر ضرور مداومت کرے۔ الخ

"محرر سطور اگرچہ کسی شیخ کا مرید نہیں لیکن آباؤ اجداد و مشائخ میرے سب نقشبندیہ گذرے ہیں۔ اگرچہ آپ کو اجازت جملہ سلاسلِ سلوک کے بھی حاصل تھے۔ اس لئے میں نے اس ختم کا ذکر کرنا مناسب سمجھا۔ برکات اس ختم کے لا تحف عند حد ہیں۔ خزینۃ الاسرار میں تفصیل اس اجمال کی لکھی ہے اور طریقہ مجددیہ کو بھی بابت اس ترتیب کے ذکر کیا ہے۔

"والد مرحوم میرے نقشبندی تھے" اور "قاضی محمد بن علی شوکانی نقشبندی تھے۔ اور اہلِ خاندان شاہ ولی اللہ محدث، مرزا مظہر جانِ جاناں بھی اسی طریقہ علیہ پر تھے"۔

وللہ الحمد۔ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی نے فرمایا "در اعمال مشائخ ختم خواجگان نیز مجرب است و طریقہ او معروف و مشہور و ختم یا بدیع العجائب بالخیر یا ایک ہزار دو صد بار در اول و آخر درود صد بار نیز خواہ تنہا خواہ یک جماعت نیز مجرب است (انتہیٰ)

ختم نمبر (۲)

ایک طریقہ ختم خواجگان کا یہ ہے کہ سوا درود کے ہر چیز کو مع تسمیہ پڑھے۔ فاتحہ سات بار۔ درود ایک سو بار، الم نشرح اُناسی بار، اخلاص ایک ہزار بار، درود ایک ہزار بار۔ پھر فاتحہ سات بار، درود ایک سو ایک بار۔

اور کسی قدر شرینی پر فاتحہ حضرات مشائخ پڑھ کر تقسیم کرے (واللہ علم)

"الداوالدوا مطبوعہ لاہور صفحہ ۱۱۱

تصنیف نواب صدیق حسن خاں بھوپالی"

ختم حضرت مجدد شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ

ختم نمبر ۔۔۔ تین (۳)

یہ ختم واسطے حصول جمیع مقاصد و حلِ مشکلات کے مجرب ہے۔ پہلے سو مرتبہ درود پڑھے پھر پانچ سو بار لاحول ولا قوۃ (الا باللہ العلی العظیم) بلاکم و بیش۔ پھر سو بار درود اس ختم کو ہمیشہ پڑھتا رہے۔ یہاں تک کہ مطلب حاصل اور مشکل حل نہ ہو۔ مرزا صاحب قدس سرہ نے قاضی ثناء اللہ مرحوم کو لکھا تھا کہ ختم خواجگان و ختم مجدد رضی اللہ تعالیٰ عنہم ھر دن بعد حلقہ صبح لازم کر لو۔ (الداوالدوا ۔ صدیق حسن بھوپالی صفحہ ۱۱۲)

ختم قادریہ

ختم نمبر ۔۔۔ چار ۴

اس کو مشائخ نے واسطے برآمد مہم کے مجرب سمجھا ہے۔ عروج ماہ میں پنج شنبہ (جمعرات) سے شروع کر کے تین دن تک پڑھے۔ بسم اللہ مع فاتحہ و کلمہ تمجید و درود و سورہ اخلاص ہر ایک کو ایک سو گیارہ بار۔ پھر شرینی پر فاتحہ پڑھ کر اور ثواب اس کا روح پر فتوح آنحضرت و مشائخ طریقت کو دے کر تقسیم کرے۔ (الداوالدوا۔ صفحہ ۱۱۲)

دیگر ختم قادریہ

ختم نمبر ۔۔۔ پانچ ۵

پہلے دو رکعت نماز پڑھے۔ ہر رکعت میں سورہ اخلاص گیارہ بار پھر بعد سلام کے یہ درود ایک سو گیارہ بار پڑھے۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ مَعْدَنِ الْجُوْدِ وَالْکَرَمِ وَعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ۔

پھر شیرینی پر فاتحہ شیخ جیلانی رضی اللہ عنہ پڑھ کر تقسیم کرے

(الداوالدوا ۔ صفحہ ۱۱۲)

○

ختم شریف برائے میّت

ختم نمبر ۶ چھ

جس کے پاس ختم قرآن یا تہلیل ہو اس سے کہے کہ دس بار قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ مع بسم اللہ پڑھے۔ پھر دس بار درود شریف پڑھے۔ پھر دس بار سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ۔ پھر دس بار اَللّٰھُمَّ اغْفِرْہٗ وَارْحَمْہُ۔ پھر ہاتھ اٹھا کر سورہ فاتحہ پڑھ کر آواز بلند سے کہے کہ ثواب ان کلماتِ طیبات کا جو اس حلقہ میں پڑھے گئے اور ختم قرآن و ختم تہلیل کا فلاں کی رُوح کو پیش کیا۔ لوگ حلقے کے یوں کہیں گے۔ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ۔ (الدا والدوا۔ صفحہ ۱۱۲)

ختم نمبر (۷)

ختم فاتحہ برائے حاجت

ہر کرا حاجتے باشد می باید کہ "فاتحۃ الکتاب" بخواند ولبعد از ختم حاجت بخواہد کہ انشاء اللہ آں حاجت برآید

(الداء والدوا۔ صفحہ ۸۹)

ختم نمبر (۸)

ختم جمعرات اور ساتواں

قرآن شریف کا ختم کرنا واسطے کاربراری کے مجرّب ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے لیکن اگر اس ترتیب سے پڑھے تو بہتر ہے۔ اجابت میں اسرع التاثیر ہوگا۔ یعنی دن جمعہ کے اوّل البقر سے تا آخر مائدہ پڑھے ہفتہ کو انعام سے آخر توبہ تک۔ اتوار کو یونس سے آخر مریم تک۔ پیر کو طٰہٰ سے آخر قصص تک۔ منگل کو عنکبوت سے سورہ صٓ تک۔ بدھ کو زمر سے آخر سورہ رحمٰن تک اور جمعرات کو واقعہ سے آخر قرآن تک۔ پھر وقت ختم کے سجدہ

کرے اور اللہ تعالیٰ سے اپنی حاجت مانگے وہ پوری ہوگی۔ شاہ اہل اللہ قدس سرّہٗ العزیز نے بھی چار باب میں اس ترکیب کو اختیار کیا ہے اور کہا کہ تمام خواندن قرآن در ھفت روز بریں ترتیب اسرع در اجابت است۔ (الدّا والدّوا۔ صفحہ ۸۲)

ختم نمبر (۹)

ختم حزب الاعظم

تعیّنِ رمضان شریف

مَیں کہتا ہوں کہ یہ کتاب "حزب الاعظم" جمع اذکار و ادعیہ میں بحذف اسانید و تخاریج کتاب بے مثل و مثال ہے۔ مَیں نے اس کو بہت بار پڑھا ہے اور اکثر ماہ رمضان میں پڑھا کرتا ہوں۔ (الدّا والدّوا۔ صفحہ ۸۵)

ختم بخاری شریف

ختم نمبر (۱۰) دس

جس طرح ختم قرآن مجید کا سات دن میں کیا جاتا ہے یا تیس دن میں اسی طرح بمقتضائے حال و وقت اس کتاب کو ختم کرنا چاہیئے۔ میں نے کسی کتاب میں صراحت ترکیب ختم کی نہیں پائی فقط یہ پایا کہ اس کا ختم کذا و کذا نفع دیتا ہے۔ بہر حال باوضو ہو کر منہ طرف قبلے کے کر کے ساتھ خضوع و خشوع و حضور دل کے پڑھے "یا کسی اور کو حکم دے" خواہ ایک شخص ختم کرے یا ایک جماعت پڑھے۔ نفع اس کا متعیّن ہے۔ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ۔

(الدّا والدّوا۔ نواب صدیق حسن بھوپالی صفحہ ۱۱۸)

ختم نمبر (۱۱)

ختم — یا — سلام

اسم مبارک "یا سلام" ایک لاکھ پچیس ہزار بار پڑھنا مجرّب ہے۔ قاضی ثناء اللہؒ پانی پتی نے یہ ختم واسطے مرزا صاحب قدسؔ سرّہٗ کے پڑھا تھا۔ (الدا والدوا صفحہ ۱۱۴)

تِلْکَ اَحَدَ عَشَرَۃ

نجدیوں کے امامِ باکمال و بیمثال شوہرِ ملکۂ بھوپال نواب بے نقاب و بے حجاب، سراپا سُراب جناب دولتمآب صدیق حسن خان کی تصنیف اَلدَّا وَالدَّوَا میں درج شدہ اگر تمام ختم نقل کئے جائیں تو ختم شریف کے تمام عنوانات ان ختموں میں ہی ختم ہو سکتے ہیں۔ بہرحال نہایت اختصار سے صرف گیارھویں شریف کی نسبت سے گیارہ ختم شریف درج کرنے پر اکتفا کیا جاتا ہے۔ اور ان ہی گیارہ عدد حوالہ جات میں گیارہویں والی سرکار حضور سیّدنا غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کا ختم شریف بھی شامل ہے۔ اور یہ ختم شریف خواجگان کی طرح اس شان سے شامل ہے کہ شیرینی سامنے رکھکر حضور سیّدنا غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کی روح پُرفتوح کو ثواب پہنچایا جائے۔

چونکہ آپ سب عبارات خود بھی ملاحظہ فرما چکے ہیں۔ اس لئے ان پر مزید تبصرہ کرنے کی ضرورت معلوم نہیں ہوتی۔

ہاں! البتہ یہ بات آپ کے سامنے لانا ضروری ہے کہ پیشوائے وہابیاں نواب صدیق حسن خانصاحب اپنی اس کتاب کی ہر عبارت کو قرآن و حدیث کا مظہر قرار دیتے ہیں۔ چنانچہ وہ تنبیہہ کے عنوان سے اسی کتاب میں رقمطراز ہیں:۔

تنبیہِ نواب

میں نے اس رسالے میں انھیں اعمال کو ضبط کیا ہے جو نہایت

صحت و قبول شہرت کے ساتھ ماثور ہیں اور اکثر اعمال کی بنیاد آیاتِ کتاب اللہ یا حدیث رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم پر ہے۔ اور وہ اعمال جو مشائخ طریقت سے منقول ہیں ان میں سے چند اعمال صحیح و مجرّب کو اخذ کر کے لکھا ہے۔ اور جن اعمال کو ترک کر دیا ہے اس وجہ سے ہے کہ ان میں طول عمل تھا۔ یا مجرّب ہونا اُن کا معلوم نہیں ہے یا صورت شرعی سے بعد پایا جاتا تھا وہ بے گنتی ہیں۔

اگر جملہ را سعدی انشا کند
مگر دفترے دیگر را ملا کند

ان اعمال کے بجالانے میں وجود اثر کا اُسی وقت ہو سکتا ہے کہ عامل متقی اور معمول بہ معتقد ہو۔ جن اشخاص اہلِ علم و مشائخ طریقت سے یہ اعمال ماثورہ ہیں۔ وہ سب اہلِ تقویٰ اور صاحبِ نسبت تھے۔ یہی وجہ ہے کہ ان اعمال کا تخلف کرنا نہ تھا۔ الخ (الدّا والدّوا ۔ صفحہ ۱۲۶)

نواب صاحب کی تنبیہہ سے صاف طور پر واضح ہو جاتا ہے کہ یہ تمام قسم کے ختم شریف قرآن کریم اور حدیث رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم سے ثابت ہیں۔ اور ان کی بنیاد قرآن و حدیث پر ہے اور یہ ان مشائخ طریقت کے اعمال ہیں جو عامل، متقی، اہلِ علم، اہلِ تقویٰ اور صاحبِ نسبت تھے۔ اسی وجہ سے ان اعمال کا اثر خلاف نہیں ہوا کرتا تھا۔ اب یہ فیصلہ یا تو قارئین کریں یا پھر نواب صاحب کی ذرّیت کرے جن کے مقتدین کسی سے منسوب ہونا لکھا ہی نہیں۔ اس لئے کہ اُن کی نظر میں نسبت اور طریقت شرک و بدعت کا دوسرا نام ہے۔ اور مزے کی بات یہ ہے کہ نواب صاحب خود بھی تو دوسری تصانیف میں اپنی ذرّیت سے پیچھے نہیں:۔

حقیقت ہو یا افسانہ مگر یہ بات ظاہر ہے
گریباں چاک نجدیت نے نجدیت کا کر ڈالا

ثناء اللہ وہابی کی قلابازیاں

● انکار اقرار ● اقرار انکار ● کبھی جائز کبھی ناجائز ● کبھی غلط کبھی ٹھیک ● بھول بھلیاں ● بدحواسیاں ● تضاد پر تضاد ● چکر پر چکر

میت کو قرآن خوانی کا ثواب پہنچانا جائز ہے

● کسی آیت یا حدیث سے تلاوت قرآن کی ثواب رسانی کا ثبوت نہیں۔ نہ زمانہ رسالت میں اس کا ثبوت ملتا ہے۔ (گویا بدعت ٹھہرے گی)

● حنفی علماء اس کو مالی عبادت پر قیاس کر کے جائز کہتے ہیں۔ (گویا وہابیوں کے نزدیک ناجائز ہے) فتاویٰ ثنائیہ جلد دوم۔ صفحہ ۳۱

جمہور اہلسنت قرآن کی ثواب رسانی کی قائل ہیں؟

● نیل الاوطار سے بحیثیت مجموعی ملتا ہے کہ جمہور اہل سنت کے نزدیک تلاوت قرآن کا ثواب بھی میت کو ملتا ہے۔ فتاویٰ ثنائیہ جلد دوم صفحہ ۳۱ (گویا امام الوہابیہ شوکانی نے مان لیا ہے اسلئے بدعت نہیں بلکہ عقیدہ جمہور ہے)

ایصالِ ثواب کا کھانا کھاجاؤ

● سوال :۔ زید کہتا ہے مُردہ کی دعوت کھانا حرام ہے۔

● جواب :۔ کوئی شخص ایصالِ ثواب کیلئے غرباء و مساکین کو کھانا کھلائے تو جائز ہے۔ (فتاویٰ ثنائیہ۔ جلد دوم صفحہ ۳۳)

ایصالِ ثواب کا کھانا بدعت ہے

● ختم میت جو آجکل دیا جاتا ہے کہ بعد مرنے کے کھانا رکھ کر کچھ پڑھتے ہیں اور کھانا تقسیم کرتے ہیں تو آنحضرت کے زمانہ میں نہ تھا لہٰذا بدعت ہے۔ (فتاویٰ ثنائیہ۔ جلد دوم۔ صفحہ ۴۳)

سورۂ یٰسین پڑھنے کا ثواب میت کو پہنچتا ہے

● ابوداؤد میں معقل بن یسار سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے مُردوں پر سورۂ یٰسین پڑھو اور یہ حکم میت کو بھی شامل ہے۔ فی الحقیقت میت ہی کیلئے ہے۔ (فتاویٰ ثنائیہ جلد دوم صفحہ ۳۶)

قرآن پڑھنے کا ثواب میت کو پہنچانا بدعت ہے

● قرأت قرآن کا ثواب پہنچانے کا دستور زمانہ رسالت اور عہد خلافت میں نہ تھا۔ لہٰذا بدعت ہے۔ (فتاویٰ ثنائیہ جلد دوم صفحہ ۴۳)

● برائے ثواب قرأت قرآن للمیت میرے نزدیک صراحتاً کسی مرفوع حدیث سے ثابت نہیں۔ نیز صحابہ و تابعین سے بھی ثابت نہیں۔ اس لئے اس کی مشروعیت میں تامل ہے۔ (فتاویٰ ثنائیہ۔ جلد دوم۔ صفحہ ۳۸)

نکتہ :۔ (گویا سورہ یٰسین قرآن نہیں اور اگر اس کو قرآن مان بھی لیا جائے تو وہ میت کو ثواب بخشنے کیلئے نہیں پڑھی جاتی بلکہ یٰسین پڑھ کر مُردوں پر

دم کیا جاتا ہے تاکہ قبر میں سانپ ڈسیں تو زہر زیادہ اثر نہ کرے۔ واہ مولوی ثناء اللہ تیری قلابازیاں بھی نادرِ روزگار ہیں۔

میّت کو قرآن خوانی کا ثواب جائز ہے

- **سوال:** میّت کو ثواب رسانی کی غرض سے بہ ہیئت اجتماعی قرآن خوانی کرنا درست ہے یا نہیں۔
- **جواب:** بہ نیّت نیک جائز ہے اگرچہ ہیئت کذائی سُنّت سے ثابت نہیں۔

(فتاویٰ ثنائیہ۔ جلد دوم۔ صفحہ ۵۱)

نُکتہ: گویا اس ہیئتِ کذائیہ کے علاوہ قرآن خوانی کا ثواب سُنّت سے ثابت ہے۔ حالانکہ اوپر قرآن خوانی کی مشروعیت میں تامّل تھا۔

گیارہویں شریف جائز ہے۔ گیارہویں شریف بدعت ہے

سوال: کل یہاں ایک جلسہ بنگلور کی مُسلم لائبریری کا ہُوا۔ جس میں مولوی حاجی غلام محمّد شملوی (وہابی) نے لیکچر دیا۔ دورانِ تقریر گیارہویں اور بارہویں میں برائے ایصالِ ثواب غرباء کو کھانا وغیرہ کھلانا جائز کہا ہے آپ اسکے عدم ثبوت میں دلائل پیش کریں۔

جواب: گیارہویں بارہویں کی بابت اختلاف صرف اتنی بات پر ہے کہ مانعین اس کو لِغَیْرِاللّٰہ سمجھ کر مَا اُھِلَّ بِہٖ لِغَیْرِاللّٰہ میں داخل کرتے ہیں۔ اور قائلین اس کو لِغَیْرِاللّٰہ نہیں مانتے۔ مولوی غلام محمد صاحب نے اس اختلاف کو مٹانے کی کوشش کی ہوگی کہ گیارہویں بارہویں کا کھانا بغرض ایصالِ ثواب کیا جاتے۔ یعنی نیّت یہ ہو کہ اُن بزرگوں کی رُوح کو ثواب پہنچے نہ کہ یہ بزرگ خود اس کھانے کو قبول کریں۔ اس صورت میں واقعی اختلاف اُٹھ جاتا ہے۔

ہاں نام کا جھگڑا باقی رہ جاتا ہے کہ اس قسم کی محفلوں کو گیارہویں بارہویں کہیں یا نذر اللہ کہیں۔ اس میں شک نہیں کہ گیارہویں کے ناموں کا ثبوت نہیں اس لئے یہ نام نہیں لینے چاہئیں۔

(فتاویٰ ثنائیہ۔ جلد دوم۔ صفحہ ۷۱)

قلابازی پر قلابازی

مذکورہ عبارت میں مولوی ثناء اللہ صاحب نے جس بھونڈے انداز سے قلابازی پر قلابازی کھائی ہے۔ قارئین ان سے یقیناً لطف اندوز ہوئے ہوں گے اور وہابیوں کی قلابازیوں کے ساتھ ان کی تقیہ بازیوں کے بھی قائل ہو گئے ہوں گے۔ یعنی جب دیکھا کہ یہاں نجدیت کی دال نہیں گلے گی تو ایصالِ ثواب سمجھ کر گیارہویں بارہویں کو جائز قرار دیدیا۔ اور جب دوسرے مولوی کی باری آئی تو اُس نے اپنی جماعت کا آدمی سمجھ کر یُوں تقیہ بازی دکھائی کہ ہاں اُس نے اختلاف مٹانے کی کوشش کی ہوگی۔ اور اس طرح اختلاف مٹ بھی جاتا ہے کہ گیارہویں بارہویں تاریخ کو ایصالِ ثواب کیا جائے۔ پھر سوال کرنے والے وہابی کا عدم ثبوت یاد آگیا تو پھر یُوں تقیہ بازی کی بازی جیتنے کی کوشش کی کہ ہاں! اگر ان ناموں گیارہویں بارہویں کو لِغَیْرِاللّٰہ نہ سمجھا جائے تو ٹھیک ہے۔ پھر کچھ اور یاد آگیا تو لکھ دیا کہ نہیں نہیں! یہ نام ٹھیک نہیں اس لئے کہ حضور صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے زمانہ میں ان کا ثبوت نہیں ملتا۔

اس مسئلہ کے علاوہ

ایصالِ ثواب کے لئے قرآن خوانی وغیرھُم کے متعلق جس طرح مولوی ثناء اللہ نے پٹخنیاں کھائی ہیں وہ محتاجِ وضاحت نہیں۔ بہر حال ان لوگوں کا مذہب ایک گورکھ دھندہ ہے جس کے سر پیر کا پتہ لگا لینا جُوئے شیر لانے سے کسی طرح بھی کم نہیں ہے مولوی ثناء اللہ کی اسی قسم کی سینکڑوں بدحواسیاں اور بھی ہیں جنہیں دانستہ طور پر قلم انداز کر دیا ہے۔ اور یہ چند متضاد تحریریں "مشتے نمونہ از خروارے" کے تحت ہدیۂ قارئین کر کے اب کسی اور مولوی کی داستانِ عقائد کی نقاب کُشائی کرتے ہیں۔

اسمٰعیل دہلوی اپنے فتووں کی زد میں

مختصر تعارف حقائق کی روشنی میں

خاندان و شخصیت

- سکھوں کا بہانہ بنا کر مسلمانوں پر حملہ کرنیوالا انگریزوں کا ایجنٹ۔
- افغانوں سے لڑتے ہوئے مسلمانوں کے ہاتھوں قتل ہونیوالا فرضی شہید۔
- مقلدین کو کافر کہنے والے غیر مقلدوں کا ایسا ایجنٹ جسے دیوبند کے مقلد بھی اپنا پیشوا مانتے ہیں۔
- شاہ ولی اللہ دہلوی کا ایسا سعید پوتا جس نے اپنے دادا کے عقائد کا قلعہ مسمار کر دیا۔
- شاہ عبدالعزیز دہلوی کا وہ لائق شاگرد اور بھتیجا جس نے شاہ عبدالعزیز کے مسلک کے بخیئے اُدھیر کر رکھ دیئے۔
- کافر ساز فیکٹری دیوبند کا پروپرائیٹر
- شرک و بدعت انڈسٹریز نجد آباد کا مینجنگ ڈائریکٹر
- شاہ عبدالرحیم دہلوی کے خاندان کا وہ خوش نصیب فرد جس کے سنگین فتووں نے اپنے دادا پردادا کو بھی کافر و مشرک اور بدعتی بنا دیا۔

توحید کا تصوّر

اللہ تعالےٰ جھوٹ بولنے پر قادر ہے، اگر یہ تسلیم نہ کیا جائے تو انسان کی طاقت خدا سے بڑھ جائے گی۔ (یکروزی مصنفہ اسماعیل دہلوی صفحہ ۱۴۲)

اللہ کے مکر سے ڈرو۔

(تقویۃ الایمان صفحہ ۳۴)

رسالت کا تصوّر

- حضور علیہ السّلام مر کر مٹی میں مل گئے ہیں
- محمّد مصطفٰے کسی چیز کے مختار نہیں
- حضور علیہ السّلام بڑے بھائی ہیں لہذا اُن کی عزت بڑے بھائیوں جیسی کرنا چاہیئے۔
- پیغمبروں کی شان اُمّت میں اس طرح ہے جس طرح گاؤں کے چوہدری کی
- اللہ چاہے تو کروڑوں محمّد کے برابر پیدا کر دے
- انبیاء ناچیز ذرّے ہیں
- پیغمبر خدا کے حضور میں چوہڑوں چماروں سے بھی زیادہ ذلیل ہیں۔ (ماخوذ از تقویۃ الایمان مصنفہ اسمٰعیل دہلوی)

نماز کا تصوّر

نماز میں حضور علیہ السّلام کے خیال کے بجائے گدھے اور بیل کا خیال بہتر ہے۔

(صراط مستقیم صفحہ ۸۶)

خاتونِ جنّت رضی اللہ عنہا اور اپنے پیر کا تصوّر

اسماعیل دہلوی اپنے پیر سیّد احمد کے متعلق لکھتا ہے:۔

"ایک دن جناب ولایت مآب حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ الکریم اور سیّدۃ النساء فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کو خواب میں دیکھا۔ پس جناب علی المرتضٰے نے آپ کو اپنے دستِ مبارک سے غسل دیا اور آپ کے جسم کو خوب اچھی طرح شُست وشو کی جس طرح والدین اپنے بیٹوں کو نہلاتے ہیں اور شُست وشو کرتے ہیں۔ اور جناب فاطمۃ الزّہرا رضی اللہ عنہا نے نہایت عمدہ اور قیمتی لباس اپنے دستِ مبارک سے آپکو پہنایا۔ پس اس واقعہ کے سبب سے کمالات طریقِ نبوت جلوہ گر ہوئے۔" (صراطِ مستقیم صفحہ ۲۴۰ اسماعیل دہلوی)

اسمٰعیلی شرک کے نمونے

• کسی کے نام کی منّت ماننی اُس کے نام کا جانور کرنا شرک ہے۔ اس بات میں انبیاء اولیاء اور جن، شیطان، بھوت، پری میں کچھ فرق نہیں جس سے یہ معاملہ کرے مُشرک ہو جائے گا۔ (تقویۃ الایمان صفحہ ۶)

• کسی کے نام کا ختم پڑھے یا اُس کی صورت کا خیال باندھے اس عقیدے سے آدمی البتہ مُشرک ہو جاتا ہے۔ خواہ یہ عقیدہ انبیاء اولیاء سے رکھے خواہ پیر و شہید سے۔

• اس کی طرف جانور لے جانے اور وہاں منّتیں ماننی۔ اُس (قبر) پر غلاف ڈالنا اور اس کی چوکھٹ کے آگے دُعا کرنی، پتھر کو بوسہ دینا، غلاف پکڑ کر دُعا کرنا اُس کے گرد روشنی کرنا، اس کے مجاور بن کر خدمت میں مشغول ہونا، جھاڑو دینا، روشنی کرنا، فرش بچھانا، پانی پلانا، وضو اور غسل کا لوگوں کیلئے سامان درست کرنا، قبر کو بوسہ دینا وغیرہ وغیرہ تو اس پر شرک ثابت ہوتا ہے۔ (تقویۃ الایمان ص ۸)

• جو نذر نیاز اور منّتیں مانے یہ اشراک فی التصرف ہے (تقویۃ الایمان ص ۱۱)

اسمٰعیلی بدعتیں

تیجا، دسواں، چالیسواں، فاتحہ صحابہ کے وقت نہیں تھا اس لئے بدعت، باطل اور مردود ہیں۔ (تذکیر الاخوان تقویۃ الایمان ص ۶۰)

ربیع الاوّل میں مولود کی محفل ترتیب دینا، ربیع الثانی کو گیارہویں کرنا، جمادی الاولیٰ میں بدیع الدین شاہ کے عُرس پر جانا، شعبان میں حلوا پکانا اور چراغ بہت سے جلانا، رمضان میں اخیر جمعہ کو خطبۃ الوداع پڑھنا، شوال میں عید کے روز سیویاں پکانا، بعد نماز عیدین بغلگیر ہونا، تیجا، دسواں، چالیسواں اور چھ ماہی اور برسی عُرس مُردوں کے کرنا، حافظوں کو قبر پہ بٹھلانا، قبروں پہ چادریں ڈالنا، مقبرے بنانا، دُور دُور سے سفر کر کے قبروں پر جانا، اور توشے اور سہ منیاں کرنا، ختم بزرگوں کے نام کے یا قرآن کی آیتوں کو معکوس کرنا، شغل برزخ وغیرہ ایجاد کرنا، عورتوں کا مردوں سے اور مردوں کا عورتوں سے سلام علیک کرنے کو معیوب سمجھنا یہ سب بدعتیں ہیں اور مردود اور باطل ہیں۔ (تقویۃ الایمان ص ۵۸)

چشتی، قادری، نقشبندی، سہروردی، رفاعی وغیرہ ٹولے بننا بنانا بدعت ہیں۔ (تقویۃ الایمان صفحہ ۵۴)

اسمٰعیل دہلوی کی غیبی فتوے

(جھوٹ ہی جھوٹ)

دراصل تو یوں ہے جو لوگ نذر اور نیاز میں نافرمانیوں اور کفر کا ارتکاب کرتے ہیں ان کو ثواب پہنچانا منظور نہیں بلکہ وہ تو شرک کرتے ہیں اور جانتے ہیں کہ یہ کام بزرگوں کیلئے کئے جاتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کی عبادت کا معنی ان کے ذہن میں ہرگز نہیں ہوتا۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ جو لوگ توشوں اور نیازوں میں بہت روپیہ خرچ کرتے ہیں اگر ان سے پوچھا جائے کہ تم نے خدا تعالیٰ کیلئے بھی کوئی چیز دی تو کہیں گے نہیں اور بعض تو ان بزرگوں کو اللہ تعالیٰ پر ترجیح دیتے ہیں۔ (صراط مستقیم ص ۹۷)

اسمٰعیل دہلوی اپنے فتووں کی زد میں

فاتحہ، عُرس، نذر، نیاز

دُعا کے سوا اور صورتیں کہ ایک تو ان میں سے کنواں کھودنا مرقوم ہے۔ چنانچہ حدیث میں وارد ہوا ہے کہ سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں عرض کی کہ میری والدہ اچانک فوت ہو گئی ہے اور بول نہیں سکی۔ اگر وہ بول

سکتی تو کچھ وصیت کرتی ۔ پس اگر میں اُس کے واسطے کچھ کروں تو اُس کو نفع پہنچے گا ۔ آپ نے فرمایا کہ کنواں کھود دو اور کہو کہ یہ سعد کی والدہ کیلئے ہے ۔ دوم :- جمعہ کے دن والدین کی قبر پر سورۂ یٰسین کا پڑھنا وارد ہوا ہے اور اُمّ المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے اپنے بھائی عبد الرحمٰن رضی اللہ عنہ کی طرف سے اُن کی وفات کے بعد غلام آزاد کئے اور باقی عبادتوں کو بھی اس پر قیاس کرنا چاہیئے ۔ پس جو عبادت کہ کسی مسلمان سے روا ہو اس کا ثواب کسی فوت شدہ کی روح کو پہنچائے اور جنابِ الٰہی میں دعا کرنا اس کے پہنچانے کا طریق ہے اور بہت بہتر اور مستحسن طریقہ ہے ۔ اور وہ شخص کہ جس کی رُوح کو ثواب پہنچا رہا ہے اگر اُس کے حقداروں میں سے ہے اس کے برابر ثواب پہنچانے کی خوبی بہت زیادہ ہوگی ۔ پس امورِ مروّجہ یعنی اموات کے فاتحہ اور عُرس اور نذر و نیاز میں اتنی بات کی خوبی میں کچھ شک و شبہ نہیں (صراط مستقیم ص ۹۶)

اولیاء اللہ کی قبروں کی طرف سفر کرنے کا فائدہ

اگرچہ صاف باطن لوگوں کو اولیاء اللہ کی قبروں کی طرف سفر کرنے سے کسی قدر فائدہ ہوتا ہے ۔ (صراط مستقیم ص ۸۹)

مُرشد کی رضا پر جان دینا

اور مُرشد کی محبت اس طرح چاہیئے کہ اپنے مال اور جان کو اُس کی رضا اور آرام کے واسطے خرچ کردے ۔ اور دنیا کی کسی چیز کو اُس کی رضامندی سے زیادہ عزیز نہ جانے ۔ اس لئے کہ جو نفع پیر سے پہنچتا ہے اس کا فائدہ تمام دُنیا سے ہزار ہا درجہ بہتر ہے ۔

چشتی ، قادری ، سُہروردی ، نقشبندی سلسلے

آپ گذشتہ صفحات میں پڑھ چکے ہیں کہ چشتی ، قادری ، سُہروردی ، نقشبندی سلسلے اسمٰعیل کے نزدیک بدعتی ٹولے ہیں ۔ اب اپنے پیر کے متعلق ان لوگوں سے وابستگی کے متعلق اسی اسمٰعیل کا وہابیت توڑ فتویٰ ملاحظہ کریں ۔

وہابیت توڑ فتویٰ

سعادت کے خزانوں کی کنجی آپ کے ہاتھ آگئی اور وہ کنجی کیا تھی یعنی ملازمت جناب ہدایت مآب قدوۂ اربابِ صدق و صفا ، زبدۂ اصحابِ فنا و بقا ، سیّد العلماء ، سند الاولیاء ، رحمت اللہ علی العٰلمین ، وارث الانبیاء والمرسلین مرجع ہر ذلیل و عزیز ، مولانا و مُرشدنا الشیخ عبد العزیز ، متع اللہ المسلمین ، بطول بقائہ واعزنا وسائر المسلمین بجدّہٖ وعلائہ کی اور آپ کو آنجناب کے ساتھ طریقہ نقشبندیہ میں بیعت حاصل ہوئی ۔

القصہ حضرت سیّد صاحب کو تینوں طریقوں یعنی قادریہ ، چشتیہ ، نقشبندیہ کی نسبت مبادی سے پہلے حاصل ہوگئی ۔ نسبت قادریہ اور نقشبندیہ کا بیان ہے کہ حضرت غوث الثقلین اور جناب حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبند کی رُوحِ مقدّس آپ کے متوجّہ حال ہوئی ۔ الخ

نسبت چشتیہ کا بیان اس طرح ہے کہ ایک دن آپ خواجہ خواجگان خواجہ قطب الاقطاب بختیار کاکی قدس سرّہٗ کی مرقد منوّر پر تشریف لے گئے اور اُن کی مرقد مبارک پر مراقب ہو کر بیٹھ گئے اس اثنا میں اُن کی رُوح پُرفتوح سے ملاقات ہوگئی اور آنجناب یعنی حضرت قطب الاقطاب نے آپ پر نہایت قوی توجّہ کی کہ اس توجّہ کے سبب سے ابتداءً حصول نسبتِ چشتیہ کا ہوگیا ۔ (صراط مستقیم ص ۲۴۲)

اسمٰعیل دہلوی مرزائیوں کا پیشوا ہے

پکّی قبروں سے منع کرنیوالوں کی پکّی قبریں

اسمٰعیل دہلوی نے مرزا قادیانی کے پیدا ہونیکی پیشگوئی کی تھی

اسمٰعیل اور اُسکے پیر سیّد احمد کی قبروں پر مرزائیوں کا قبضہ

ایک دلچسپ خبر

بالاکوٹ میں شہداء کے مزاروں پر مرزائیوں کا تصرّف

خان عبدالقیوم خان وزیر اعظم صوبہ سرحد فی الفور متوجہ ہوں

لاہور۔ ۷ر جون۔ ڈاکٹر خالد صاحب ابھی ابھی بالاکوٹ ضلع ہزارہ صُوبہ سرحد سے تشریف لائے ہیں۔ اُن کا بیان ہے کہ مرزائی یہاں سیّد احمد بریلوی اور حضرت شاہ اسمٰعیل شہید کے مزار پختہ بنوا رہے ہیں۔ اور ان مزاروں پر کتبے بھی نصب کر رہے ہیں۔ اس حرکت سے یہ مرزائی یہ واضح کرنا چاہتے ہیں کہ یہ دونوں بزرگ مرزا غلام احمد کے جنم لینے کی پیشگوئی کر چکے ہیں۔ ایک کتبہ تو مقامی مسلمانوں نے اکھاڑ کر دریائے کنہار میں پھینک دیا ہے۔ مگر دوسرا حکومت سرحد کے بعض عہدیداروں کی مدد سے برقرار رہا ہے۔ علاقہ کے لوگ مرزائیوں کے اس اقدام سے سخت مضطرب ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ جب ان شہید رہنماؤں کے نزدیک قبر کا پختہ بنایا جانا ناجائز ہے تو انہیں حضرت سیّد احمد صاحب کی قبر پختہ بنانے کا کیا حق ہے۔

(ایک خبر۔ ۶ر جون ۱۹۴۷ء)

سُنّت کی زندگی

سَو سال کی دُلھن

ایک فیچر

کِردار

مولوی :۔ سُنّت کو زندہ کرنے کا دعویدار اسمٰعیل دہلوی شاہ ولی اللہ کا پوتا۔

دُلھن :۔ سَو سال کی بڑھیا شاہ ولی اللہؒ کی صاحبزادی اسمٰعیل کی پھوپھی

دُولھا :۔ گلی کا ایک غیر معروف بوڑھا۔

نکاح خوان :۔ مولوی

سائل :۔ سٹیج پر مسئلہ پُوچھنے والا کوئی آدمی۔

جلسے کا سٹیج

احیائے سُنّت کا دعوے دار مولوی اسمٰعیل سٹیج پر تقریر کرتا ہے۔ مسلمان بھائیو تم بیوہ عورتوں کے نکاح نہ کر کے بہت بڑے جُرم کا ارتکاب کرتے ہو۔ یاد رکھو قیامت کے دن تمہیں جہنم میں جھونک دیا جائے گا۔

(مجمع سے سرسراتی ہوئی ہلکی ہلکی آوازیں اُٹھتی ہیں)

(ایک شخص ہجوم کو چیرتا ہُوا اسٹیج کے قریب آجاتا ہے)

مولوی :۔ بیٹھو بیٹھو بات پوری ہونے دو۔

سائل :۔ حضرت مجھے ایک مسئلہ پُوچھنا ہے۔

مولوی :۔ گھبرا کر چاروں طرف دیکھتا ہے اور پھر سٹیج چھوڑ کر بھاگ جاتا ہے۔

(دَوڑتے ہوئے قدموں کی آواز کے ساتھ مولوی کی اس قسم کی آوازیں بھی آتی ہیں)۔

تم سب لوگ بیٹھے رہو مسئلہ آکر بتاتا ہوں ۔
میں آرہا ہوں ۔ میں آرہا ہوں ، آواز دور ہوتی چلی جاتی ہے ۔

گھر کا منظر

ایک کمرہ میں چھوٹی سی چارپائی پر ایک بہت ہی بوڑھی عورت بیٹھی ہوئی ہے جس کے منہ میں دانت نہ ہونے کی وجہ سے بغیر چھالیہ کے پان کا ٹکڑا رکھا ہوا ہے ۔

کوئی شخص دوڑتا ہوا کمرے کے اندر داخل ہوتا ہے ۔

کون ہے ؟ بوڑھی عورت نے پوچھا

میں مولوی اسماعیل ہوں پھوپھی ۔ آنے والے نے پھولی ہوئی سانس پر قابو پاتے ہوئے کہا ۔

آؤ ، آؤ بیٹے بیٹھ جاؤ ۔ بڑھیا نے کہا

(مولوی آگے بڑھتا ہے اور اپنی ٹوپی بڑھیا کے پاؤں پر رکھ دیتا ہے)

بڑھیا :۔ یہ کیا لائے ہو بیٹے ۔

مولوی :۔ لایا تو کچھ نہیں یہ میری ٹوپی ہے پھوپھی ۔

بڑھیا :۔ ارے بیٹے ٹوپی کیوں رکھ دی میرے پاؤں پر اٹھا اسے ۔

مولوی :۔ ٹوپی پھر اٹھاؤں گا پہلے میری ایک بات مان پھوپھی

بڑھیا :۔ کہو کہو بیٹے تمہاری بات نہیں مانوں گی تو کس کی مانوں گی ۔

مولوی :۔ پھوپھی نکاح کر لے ۔

بڑھیا :۔ اے نوج شرارتیں کرتا ہے لونڈے ۔

مولوی :۔ نہیں پھوپھی شرارت نہیں ، آپ کو نکاح کرنا ہوگا ۔

بڑھیا :۔ اے ہائے اس عمر میں میرا نکاح

مولوی :۔ پھوپھی آپکو ہر قیمت پر نکاح کرنا ہوگا ۔ ورنہ اسمٰعیل وعظ نہیں کر سکتا ۔

بڑھیا :۔ بیٹے تیرے وعظ سے میرے نکاح کا کیا تعلق ۔

مولوی :۔ بہت بڑا تعلق ہے پھوپھی میں لوگوں کو بیوگان کے نکاح کی تلقین کرتا

ہوں ۔ ہو سکتا ہے لوگ مجھ پر یہ سوال کریں کہ پہلے اپنی پھوپھی کا نکاح کر ۔

بڑھیا :۔ بیٹے تم لوگوں کو کہہ سکتے ہو کہ اس کی سو سال کی عمر ہے ، دانت منہ میں نہیں سر ہلتا ہے ، نکاح کیسے کرے ۔

مولوی :۔ پھوپھی دشمن یہ نہیں دیکھا کرتا ۔ تو نکاح کرے گی تو وعظ کروں گا ۔ نہیں تو قیامت کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے کہوں گا کہ پھوپھی مانتی نہیں تھی ، اس لئے وعظ کرنا چھوڑ دیا ۔

(حضور علیہ السلام کا نام سن کر بڑھیا پر کپکپی طاری ہو جاتی ہے اور بوڑھی آنکھوں سے آنسو بہنے لگتے ہیں) ۔

بڑھیا :۔ (روتی ہوئی) بیٹے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے میری شکایت نہ کرنا ۔

مولوی :۔ تو پھر نکاح کیلئے مان جاؤ ۔

بڑھیا :۔ روتے ہوئے ، اچھا بیٹا ؟

مولوی بھاگتا ہوا جاتا ہے اور گلی سے ایک بوڑھے کھوسٹ کو پکڑ لاتا ہے اور نکاح کر دیتا ہے (ماخوذ ہفت روزہ لولاک - ۸ر اگست ۱۹۶۹ء) ۔

مصنف

نکاح کے گواہوں ، چھواروں کی تقسیم اور دعوت ولیمہ جیسی سنتوں کا کہیں سراغ نہیں مل سکا اور نہ ہی دولہا کی رضا اور دولہا کے گھر دلہن کی روانگی کا منظر فلمایا گیا ہے ۔

رخصتی یقیناً دوسری دنیا کے لئے ہوگی

علی بابا
اور
چالیس چور

- کھل جا سم سم
- اس دور کے افراسیاب
- طلسم ہوشربا سے طلسم ایمان ربا تک
- الف لیلوی کردار
- قصہ ایک پیر کے مریدوں کا
- خطابات جو مریدوں نے پیر کو دیئے۔
- پیر سے مریدوں کی جنگ
- پیر روشن ضمیر کیا فرماتے ہیں؟
- مرید بے تدبیر کیا کہتے ہیں؟

ختم شریف

تیجا ★ ساتواں ★ دسواں

ماہانہ ★ ششماہی ★ چہلم

عرس ★ تعین یوم ★ سماع

★ کھانے پر فاتحہ ★

یوم وفات مقرر کرنا

علی بابا اور چالیس (۴۰) چور

★ کھل جا سم سم ★ طلسم ہوشربا سے طلسم ایمان ربا تک

طلسم ہوش ربا کا مصنف بڑا خوش ذوق آدمی تھا۔ اُس کے تیز طرار ذہن نے ہزاروں طلسماتی اور ناقابلِ فہم کہانیوں کو جنم دیکر بڑے بڑے طلسماتیوں سے اپنے قلم کا لوہا منوایا۔ مگر نہ ہوا وہ ہمارے زمانے میں ورنہ ہم اُس کے طلسم ہوش ربا کی ہوش اُڑا دینے والے ایسے طلسماتی حقائق پیش کرتے کہ وہ آئندہ اپنے ذہن کی کھال اُتارنے سے بچ جاتا۔ اور اپنی نئی کتاب کا نام طلسم ہوش ربا کی بجائے طلسم ایمان ربا رکھتا۔ قارئین شاید مذاق سمجھ رہے ہوں۔ لیکن ہمیں غلط کہنے کی ضرورت ہی کیا ہے اور پھر ہاتھ کنگن کو آرسی کیا۔ آپ خود ہی ملاحظہ فرمائیں گے کہ وہ بیچارا تو ایک افراسیاب کو لئے پھرتا ہے اور ہمارے پاس کتنے افراسیاب ہیں۔ وہ ایک لندھور کی بات کرتا ہے۔ ادھر کتنے جوان ہزاروں منوں کی گرزیں اُٹھائے پھرتے ہیں۔ اُس کے خیالی طلسمکدوں میں انسان پتھر بنا دیئے جاتے تھے۔ ادھر واقعتاً دلوں کو پتھر کر دیا گیا ہے۔ اور الف لیلیٰ کا مصنف بیچارا تو پتہ نہیں کس زمانہ میں ہوا ہوگا۔ جو ہزار راتوں میں ایک داستان مکمل کر پایا ہوگا۔ اگر وہ اس دور میں زندہ ہوتا تو صرف ایک رات میں ہزار داستانیں مکمل کر لیتا ہے۔

وہ ایک علی بابا اور چالیس چوروں کی بات کرتا ہے ہم اُسے بیسیوں علی بابے دکھاتے اور ایک ایک علی بابے کے ساتھ چالیس چالیس درجنوں چوروں سے درشن کرتے۔ بات خواہ مخواہ بڑھ گئی۔ لہٰذا اس گفتگو کو یہاں پر ہی ختم کرتے ہوئے ہمارے دور کے افراسیابوں سے ملاقات کریں علی بابا اور اُس کے چالیس ساتھیوں سے ملیں۔

پہلے ملاحظہ فرما دیں

مُرِیدوں کی طرف سے

پیر کے خطابات

منجانب رشید احمد گنگوہی (از امداد السلوک) بنام حاجی امداد اللہ مہاجر مکی

افتخار المشائخ الاعلام، مرکز الخواص والعوام، منبع البرکات القدسیہ۔ مظہر الفیوضات المرضیہ، معدن المعارف الالٰہیہ، مخزن الحقائق، مجمع الدقائق، سراج اقرانہ، قدوۃ اہل زمانہ، سلطان العارفین، ملک التارکین، غوث الکاملین غیاث الطالبین، الذی کلت السنۃ الاقلام، من مدائح البالغۃ واعجزۃ التوصیف شمائلہ الکرائم الساطعہ، یغبط الاولون والآخرون من شعارہٖ، ویحسدہ الفاجرون والغافلون من دثارہٖ، مُرشدی، معتمدی، وسیلۃ یومی وغدی، مولائی ومعتقی، سیّدی، سندی، الشّیخ، الحاج المشتہر "بامداد اللّٰہ"، الفاروقی تھانوی، سلمہ اللّٰہ تعالیٰ بالارشاد والھدایتہ وازال بذاتہ المطہرۃ الضلالۃ والغوائۃ استعانہ نمودہ باذیال فیضان وعاطفتش پناہ جسمۃ۔

(امداد السلوک۔ مطبوعہ سادھوڑہ انڈیا۔ صفحہ ۲۷۱)

(مصنّفہ رشید احمد گنگوہی)

پیر سے مریدوں کی جنگ

پیر روشن ضمیر فرماتے ہیں؟

حقیقتِ عُرس، تعیّنِ یوم، قرآن وطعام کا ثواب، برکاتِ عُرس، سماع

لفظِ عُرس اس حدیث سے ماخوذ ہے "نَمْ کَنَوْمَۃِ الْعَرُوْسِ" یعنی بندہ صالح سے کہا جاتا ہے کہ عروس کی طرح آرام کر۔ کیونکہ موت مقبولانِ الٰہی کے حق میں وصالِ محبوبِ حقیقی ہے اس سے بڑھ کر کونسی عروسی ہوگی۔ چونکہ ایصالِ ثواب بروحِ اموات مستحسن ہے۔ خصوصاً جن بزرگوں سے فیوض وبرکات حاصل ہوئے اُن کا حق زیادہ ہے۔ اور بہر اپنے پیر بھائیوں سے ملنا از دیادِ محبّت اور تذائد برکات ہے۔ اور نیز طالبوں کا یہ بھی فائدہ ہے کہ پیر کی تلاش میں مشقّت نہیں ہوتی۔

بہت سے مشائخ رونق افروز ہوتے ہیں اس میں جس سے عقیدت ہو غلامی اختیار کرلے۔ اس لئے مقصودِ ایجادِ رسم عرس یہ تھا کہ سب سلسلہ کے لوگ ایک تاریخ پر جمع ہوجائیں۔ باہم ملاقات بھی ہوجائے اور صاحبِ قبر کی رُوح کو قرآن وطعام کا ثواب بھی پہنچایا جائے۔ "یہ مصلحت ہے تعیّنِ یوم میں"۔

رہا خاص یومِ وفات کو مقرّر کرنا اس میں اسرارِ مخفیہ ہیں۔ ان کا اظہار ضروری نہیں۔ چونکہ بعض طریقوں میں سماع کی عادت ہے۔ اسلئے تجدیدِ حال اور ازدیادِ شوق ومحبّت کیلئے سماع بھی ہونے لگا۔ پس اصل عرس کی اسی قدر ہے اور اس میں کوئی حرج نہیں معلوم ہوتا۔

بعض علماء نے بعض حدیثوں سے بھی استنباط کیا ہے۔ رہ گیا شبہ حدیث "لَا تَتَّخِذُوْا قَبْرِیْ عِیْدًا" کا۔ سو اس کا معنی یہ ہے کہ میلہ لگانا اور خوشیاں کرنا اور زینت وآراستگی کرنا اور دھوم دھام کا اہتمام یہ ممنوع ہے۔ کیونکہ زیارتِ مقابر واسطے عبرت اور تذکرۂ آخرت کے ہے نہ کہ غفلت اور زینت کیلئے۔ "اور یہ معنی نہیں کہ کسی قبر پر جمع ہونا منع ہے"۔ ورنہ مدینہ طیبہ قافلوں کا جانا واسطے زیارت روضۂ اقدس کے منع ہوئے۔ (کلیات امدادیہ مطبوعہ دیوبند صفحہ ۸۰)

(فیصلہ ہفت مسئلہ صفحہ ۸)

پیر یا توقیر فرماتے ہیں؟

فاتحہ مروّجہ کی حقیقت • کھانے پر قرآن پڑھنا جائز ہے • تاریخ کا تعیّن ضروری ہے وغیرہ وغیرہ

دُوسرا مسئلہ فاتحہ مروّجہ کا

نماز میں سُورۂ خاص معیّن کرنے کو فقہائے محققین نے جائز رکھا ہے اور تہجد میں اکثر مشائخ کا معمول ہے۔ اور تامّل سے یوں معلوم ہوتا ہے کہ سلف میں تو یہ عادت تھی کہ مثلاً کھانا پکا کر کھلا دیا اور دل سے ایصالِ ثواب کی نیّت کر لی۔ متاخرین میں کسی کو خیال پیدا ہوا کہ جیسے نماز میں ہرچند نیّت دل سے کافی ہے مگر موافقت قلب و لسان کیلئے عوام کو زبان سے کہنا بھی مستحسن ہے۔ اسی طرح اگر یہاں زبان سے کہہ لیا جائے کہ یا اللہ اس کھانے کا ثواب فلاں شخص کو پہنچ جائے تو بہتر ہے۔ پھر کسی کو خیال پیدا ہوا کہ لفظ کا مشارٌ الیہ اگر سامنے موجود ہو تو زیادہ استحضار قلب ہو۔ "کھانا رُوبرو لانے لگے"۔ کسی کو یہ خیال ہوا کہ یہ ایک دُعا ہے۔ اس کے ساتھ اگر کچھ کلام الٰہی بھی پڑھا جاوے تو قبولیت دعا کی بھی اُمید ہے۔ اور اس کلام کا ثواب بھی پہنچ جائے گا کہ جمع العبادتین ہے۔

ع۔ چہ خوش بود کہ برآید بیک کرشمہ دو کار

قرآن شریف کی بعض سُورتیں بھی جو لفظوں میں مختصر اور ثواب میں بہت زیادہ ہیں پڑھی جانے لگیں۔ کسی نے خیال کیا دُعا کیلئے رفع یدین سُنّت ہے۔ ہاتھ بھی اُٹھانے لگے۔ کسی نے خیال کیا کھانا جو مسکین کو دیا جائے گا اسکے ساتھ پانی دینا بھی مستحسن ہے۔ پانی پلانا بڑا ثواب ہے اس پانی کو بھی کھانے کے ساتھ رکھ لیا۔ پس یہ ہیئت کذائیہ حاصل ہو گئی۔ "رہا تعیّن تاریخ"۔ یہ بات تجربہ سے معلوم ہوتی ہے کہ جو امر کسی خاص وقت معمولی ہو وہ اُس وقت یاد آجاتا ہے اور ضرور ہو رہتا

ہے۔ اور نہیں تو سالہا سال گذر جاتے ہیں کبھی خیال بھی نہیں ہوتا۔ اس قسم کی مصلحتیں ہر امر میں ہیں۔ جن کی تفصیل طویل ہے۔ محض بطور نمونہ تھوڑا سا بیان کیا گیا ہے۔ ذہین آدمی غور کر کے سمجھ سکتا ہے۔ اور قطع نظر مصالح مذکورہ کے ان میں بعض اسرار بھی ہیں۔ پس اگر یہی مصالح بنائے تخصیص ہو تو کچھ مضائقہ نہیں۔ رہا عوام کا غلو اوّلاً اس کی اصلاح کرنی چاہیئے۔ اس عمل سے کیوں منع کیا جاوے۔

(فیصلہ ہفت مسئلہ۔ کلیات امدادیہ۔ مطبوعہ دیوبند ص۸۲ تصنیف حاجی امداد اللہ رح مہاجر مکیؒ)

مُرید پر تقصیر کہتے ہیں

جو بدعات مثل تیجہ وغیرہ کے ہیں اُن کا کرنا کسی طرح بھی دُرست نہیں۔ قاعدہ شریعت کا ہے۔ جو چیز بھلائی اور بُرائی سے ملی ہوئی ہو، اُس کو حکم شریعت بُرائی کا دیتی ہے اُس کی بھلائی پر نظر نہیں ہوتی۔ ظاہر اُس کی ایسی مثال ہے کہ ایک مٹکی دُودھ میں ایک چُلّو پیشاب گر جاوے تو اُس کو نجس کہیں گے دُودھ کا اعتبار نہ کریں گے اور اُس کو حلال نہ کہیں گے۔ لہٰذا فعل اور شرکت ان بدعات کی دونوں ناجائز باعتقاد ہوں یا بلا اعتقاد۔

(فتاویٰ رشیدیہ ص۴۵۲)

پیر با وفا فرماتے ہیں؟

ختم گیارھویں شریف • دسواں • بیسواں • چالیسواں • سالانہ اور ہر قسم کے ختم شریف جائز ہیں۔

پس بہ ہیئت مروّجہ ایصالِ ثواب کسی قوم کے ساتھ مخصوص نہیں اور گیارھویں شریف حضرت غوث پاک قدس سرہٗ کی دسویں، بیسویں، چہلم، ششماہی

سالانہ وغیرہ اور توشہ عبد الحق ردولوی رحمۃ اللہ علیہ اور سہ منی بو علی قلندر رحمۃ اللہ علیہ دلوائے شبرات اور دیگر طریق ایصالِ ثواب کے اسی قاعدے پر مبنی ہیں۔ اور مشربِ فقیر کا اس سلسلہ میں یہ ہے۔ کہ فقیر پابند اس ہیئت کا نہیں لیکن کرنیوالوں پر انکار نہیں کرتا۔

(کلیاتِ امدادیہ۔ مطبوعہ دیوبند۔ صـ ۷۹ مصنفہ حاجی امداد اللہ مہاجر مکی)

مُرید پُر جفا کہتے ہیں؟

گیارہویں شریف ● تیجا، دسواں وغیرہ بدعتِ ضلالہ ہیں ● بزرگوں کے نام کی چیز حرام ہے ● ایسے عقائد رکھنے والا کافر ہے۔

(۱)

تعینات بدعتِ ضلالہ ہیں اور طعام میں اگر نیت ثواب کی ہے تو طعام مباح ہے اور صدقہ ہے اور جو نام ان اکابر کے ہے تو داخل وَمَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ ہے اور حرام ہے۔ اور ایسے عقائد موجب کفر کے ہیں۔ ان افعال کو کفر ہی کہنا چاہیئے۔ (فتاویٰ رشیدیہ جلد اوّل صـ ۴۳۳ مصنفہ رشید احمد گنگوہی)

" ایسے ہی گیارھویں بھی بدعت ہے "۔ (فتاویٰ رشیدیہ ۴۵۶/۱)

(۲)

چالیس روز تک روٹی کی رسم کر لینا بدعت ہے۔ ایسے ہی گیارہویں بھی بدعت ہے۔

(فتاویٰ رشیدیہ صفحہ ۴۵۶)

پیر ذی ہوش فرماتے ہیں؟

ختم مثنوی شریف ★ نیاز مولینا روم ★ قل ھو اللہ پڑھ کر شربت کی تقسیم

جب مثنوی شریف ختم ہوگئی بعد ختم حکم شربت بنانیکا دیا اور ارشاد ہوا کہ اس پر مولینا روم کی نیاز بھی کی جائے۔ گیارہ گیارہ بار سورۂ اخلاص پڑھ کر نیاز کی گئی اور شربت تقسیم کیا گیا۔ (شمائم امدادیہ۔ ملفوظات حاجی امداد اللہ صـ ۶۸)

پھر فرماتے ہیں

نیاز کے دو معنی ہیں ایک عجز و نیاز، بندگی اور وہ سوائے خدا کے دوسروں کے واسطے نہیں ہے بلکہ ناجائز اور شرک ہے۔ اور دوسرے خدا کی نذر اور ثواب خدا کے بندوں کو پہنچانا یہ جائز ہے۔

لوگ انکار کرتے ہیں لیکن اس میں کیا خرابی ہے۔ اگر کسی عمل میں عوارض غیر مشروع لاحق ہو تو ان عوارض کو دور کرنا چاہیئے نہ یہ کہ اصل عمل سے انکار کیا جائے۔ (شمائم امدادیہ۔ صفحہ ۶۸)

مُرید پُر خروش کہتے ہیں؟

کہ ایک مٹکی دودھ میں چلّو بھر پیشاب گر جانے سے اُس کو نجس کہیں گے کیونکہ بھلائی اور بُرائی مل جائیں تو سب کچھ بُرائی میں داخل ہوتا ہے۔

(رشید احمد گنگوہی۔ حوالہ پچھلے صفحہ پر)

ہم کہتے ہیں

کہ مُرید پِیرپرورش اچھے اور نیک اعمال کو اپنے پِیر کی تقلید میں بہتر اور اچھی تشبیہات سے کیوں یاد نہیں کرتے۔ کیا ان اعمال صالح کو سمندر یا دریا یا نہر سے تشبیہ نہیں دی جاسکتی کہ اگر کوئی ناسمجھ ان میں کسی قسم کے غلو کا مرتکب ہوتا ہے تو اُسے اُس غلو سے منع کیا جائے نہ کہ اصل حقائق سے بھی انکار کر دیا جائے۔ جیسا کہ پِیر ذی ہوش فرماتے ہیں کہ غیر مشروع عوارض کو دُور کرنا چاہیئے نہ کہ اصل عمل سے انکار کیا جائے۔ حالانکہ ان غیر مشروع عوارض کا کھرا کھوج بھی نظر نہیں آتا بلکہ یہ بھی تم لوگوں کے مفروضات سے تنگ آکر پیر صاحب نے ایسا فرما دیا ہے۔ کیونکہ تمہاری بیشتر تحریریں مفروضات کے جال کی صورت میں پیر صاحب کے سامنے پیش ہوا کرتی تھیں۔ ورنہ ان نیک اور صالح اعمال میں اُن سے زیادہ کوئی بھی نہیں کرتا جس پہ پیر صاحب مُہر تصدیق ثبت کر چکے ہیں۔

پیر ذی وقار فرماتے ہیں

ہر سال ایصالِ ثواب • قرآن خوانی • محفلِ میلاد • پیر کا عُرس • اہتمام طعام

مشربِ فقیر کا اس امر میں یہ ہے کہ ہر سال اپنے پیر و مُرشد کی رُوح مبارک کو ایصالِ ثواب کرتا ہوں اور قرآن خوانی ہوتی ہے۔ اور گاہ گاہ اگر وقت میں وسعت ہوئی تو مولود پڑھا جاتا ہے۔ پھر ماحضر کھانا کھلایا جاتا ہے۔ اور اُس کا ثواب بخش دیا جاتا ہے۔

مُرید بے تدبیر کیا کہتے ہیں؟

(١)

سوم و دہم و چہلم وغیرہ ہمہ بدعات و ماخوذ از کفارِ ہنود است و آنکہ طعام رُوبرو نہادہ چیزے می خوانند این ہمہ طریقہ ہنود است۔ ترک چنیں رُسوم واجب است کہ "مَن تشبہ بقومٍ فھو منھم" و ہرگاہ طعام بچنیں بدعات متلبس شد بہتر آنکہ این چنیں طعام نخوردہ شود کہ "دع ما یریبك الی ما یریبك"۔

(امداد الفتاویٰ معروف بہ فتاویٰ اشرفیہ جلد چہارم کتاب البدعات صفحہ ۵۹ مطبوعہ کتبخانہ رحیمیہ دیوبند یو۔پی۔ مؤلفہ مولوی اشرف علی۔

(٢)

طعام و شیرینی کہ نیاز بزرگان می باشد در دو جہت است بعضے جہال بہ نیت تقرّب بدیشاں و طلب مرادہا از ایشاں می کنند این شرک است و این چنیں طعام یا شیرینی خوردن حرام است۔ وَمَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَیْرِ اللّٰهِ۔ (فتاویٰ اشرفیہ ۱۲ مطبوعہ دیوبند

ترجمہ نمبر(١)

تیسرا اور دسواں اور چہلم وغیرہ تمام بدعات ہندو کافروں سے لی گئی ہیں اور جو کہ کھانا سامنے رکھ کر کچھ پڑھتے ہیں۔ یہ تمام طریقہ ہندوؤں کا ہے۔ ان رُسوم کا ترک کرنا واجب ہے۔ کیونکہ کسی نے جس قوم کی مشابہت کی وہ اُسی سے ہے۔ اور یقیناً کھانا ان بدعات سے متلبس ہو گیا بہتر ہے کہ یہ کھانا نہ کھایا جائے۔ کہ "دع ما یریبك الی ما لا یریبك"۔

ترجمہ نمبر(٢)

طعام اور شیرینی کہ بزرگوں کی نیاز ہوتی ہے دو طرح سے ہے۔ بعضے جہلا ان کے تقرّب اور طلب مراد کی نیّت سے کرتے ہیں یہ شرک ہے اور یہ کھانا یا شیرینی کھانا حرام ہے۔ وَمَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَیْرِ اللّٰهِ۔

فیصلہ ہفت مسئلہ کا ردِّ عمل

پیر پر مُریدوں کے حملے

• مولوی اشرف علی کا گورکھ دھندہ • پیر یا کھلونا • افراسیابوں کی افراسیابیاں • چکر ہی چکر • جھوٹ پر جھوٹ

قارئین کرام نے پیر صاحب سے مُریدوں کے کھُلے اختلاف کے متعدد نمونے ملاحظہ فرمائے۔ اس قدر واضح اختلاف کا ردِّ عمل جو پیر صاحب کے ماننے والوں اور مُریدوں کے معتقدین پر ہونا چاہیئے تھا ہو کر رہا۔ غیر جانبدار حضرات نے جو کچھ سمجھنا تھا سمجھ لیا اور جان لیا کہ پیر صاحب کے یہ افراسیاب قسم کے یہ مُرید نہ تو پیر صاحب کے اقوال وافعال سے متفق ہیں اور نہ ہی ان کے دلوں کے کسی بھی گوشے میں پیر صاحب کا وہ احترام وعقیدت موجود ہے جو کسی بھی عقیدت مند مرید کو اپنے شیخ کامل سے ہونا چاہیئے۔ اور یہ پیری مریدی کا چکر صرف پیری چلانا ہے۔ لیکن وہ جانبدار لوگ جو پیر صاحب کے بھی عقیدت مند تھے اور مُریدوں کی آڑی ترچھی تحریروں کے چُنگل میں بھی پھنسے ہوئے تھے حیران وپریشان ہو گئے اور اضطرار واضطراب کے عالم میں اس شدید اختلاف کی وضاحت طلب کرنے لگے مندرجہ ذیل سوال وجواب اسی سلسلے کی چند کڑیاں ہیں جنہیں ہم بغیر کسی تبصرہ کے من وعن پیش کرتے ہیں۔ ملاحظہ ہوں :۔

اب کیا ہوگا؟

خطِ ایک عقیدتمند کا مولوی اشرف علی کے نام

بخدمت ذوالمجد والکرم مولانا ومقتدانا مولوی اشرف علی صاحب مدفیضہم۔ پس از سلام مسنون معروض آنکہ۔ اگرچہ میں ایک اجنبی شخص ہوں لیکن بعض اعتبارات سے اپنے

آپ کو زُمرۂ خدام میں تصوّر کرتا ہوں اور اس بنا پر بے تکلّفانہ ایک خاص تکلیف دینے کی جرأت کرتا ہوں۔

اور وہ یہ ہے کہ حاجی امداد اللہ مہاجر مکّی قدِّس سرّہٗ العزیز کے ساتھ بعض وجوہات سے ہمیشہ ایک عقیدہ قلبی ہے۔ اور جو حضرات حاجی صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے ساتھ واسطہ و ارادت رکھنے والے ہیں اُن کے ساتھ بھی دِلی اخلاص ہے۔

اور بالخصوص مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی مدّظلہٗ العالی کے ساتھ جن کے محامد خود حضرت حاجی صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے اپنی بعض تالیفات میں بالتخصیص ارقام فرمائے ہیں اور اپنے معتقدین کو اُن کی جانب رجُوع دِلانے کی ہدایت فرمائی ہے ایک خاص ارادت ہے۔

لیکن بعض اوقات بعض مخالفین اور مُتبدعین کے بعض اعتراضات اور شُبہات کی وجہ سے جو حضرت حاجی صاحب رحمتہ اللہ علیہ اور حضرت مولانا (رشید احمد گنگوہی) سلمہ اللہ تعالیٰ کے بعض معمولات اور معتقدات کے مختلف فیہ ہونے کے بارے میں کئے جاتے ہیں اور جن کا جواب معقول اپنے سے نہیں بن پڑتا۔ طبیعت کو ایک خلجان پیدا ہو جاتا ہے۔

اس لئے میں چاہتا ہوں کہ اُن شُبہات کا دفعیہ، مخالفین کے جواب اور نیز اپنی تشفی قلب کے واسطے آپ کے ذریعہ سے کروں۔ کیونکہ اوّل تو مخالفین کو ایسے شُبہات پیدا کرنے کیلئے جو زیادہ جُرأت اور قوّت ہوگئی ہے وہ رسالہ ہفت مسئلہ کی اشاعت ہے اور یہ رسالہ آپ ہی کا شائع کیا ہوُا ہے۔

اگرچہ آپ نے اس کے ساتھ ایک مضمون بطورِ ضمیمہ کے بھی اضافہ فرمایا ہے جو صرف ہم جیسے معتقدین کیلئے فی الجملہ باعثِ طمانیت ہو سکتا ہے۔

لیکن تاہم وہ مضمون اس اصلی تحریر کے مطلب پر کوئی کافی وافی اثر نہیں پیدا کر سکتا اور مخالفین اس کو نظرِ تمام سے دیکھتے ہیں اور قابلِ قبول قرار نہیں دیتے بلکہ اس تقریظ کے مضمون سے جو رسالہ دُرِّ منظّم مؤلّفہ شاہ عبدالحق صاحب مہاجر مکّی پر جو حضرت حاجی صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے مرقوم فرمائی ہے۔ اس اصلی رسالہ فیصلہ ہفت مسئلہ کی تائید ہوتی ہے۔

خط لکھنے والا آگے چل کر اپنے شبہات کا اس طرح اظہار کرتا ہے :-

شبہ اوّل

یہ ہے کہ حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے بعض معتقدات و معمولات جو اُن کے رسالہ ھفت مسئلہ سے یا تقریظ مندرج رسالہ دُرِّ منظم سے یا بعض دیگر فتوے ہم مضمون رسالہ مذکور بہ دستخط اور مُہر ہونے سے یا اُن معتقدات اور معمولات کی نسبت بعض اشخاص معتمد کی چشم دید اور گوش زدِ احوال و اقوال بیان کرنے سے ثابت ہوتے ہیں۔

آیا واقعی تھے یا یہ اقوال و افعال بخلاف اپنے ذاتی عقیدہ کے کسی مصلحت پر مبنی تھے و بو عایت شریف و اہالیانِ مکّہ معظمہ وغیرہ حضرت سے سرزد ہوتے ہیں۔

اگر بخلاف عقیدہ واقعی کے تھے تو یہ صورت تقیہ کی اور شعارِ روافض ہے جو حضرت کے کمالِ ظاہری و باطنی کے بالکل منافی ہے۔ اور اگر موافق عقیدہ واقعی کے تھے تو اُن حضرات کے جو حضرت سے واسطے ارادت اور خلافت کے رکھتے ہیں۔

اُن معمولات اور معتقدات کو بدعت اور ضلالت کہنے کا حضرت حاجی صاحب کے اُوپر کیا اثر ہوا - اور اُن حضرات کے حق میں کیا نتیجہ پیدا ہوا۔

دُوسرا شبہ

یہ ہے کہ آیا مُرید اور خلیفہ کو من کلّ الوجوہ اتباعِ شیخ کی ضرورت ہے یا نہیں اور اگر نہیں ہے تو صرف اوراد و اشغال متعلقہ طریقت میں اتباع کافی ہے اور دیگر مسائل شرعیہ میں اپنے علم اور اجتہاد سے کام لینے کا مجاز رہا ہے تو اس صورت میں احکام شرعیہ میں شیخ کے عمل کے بالخلاف سے مرید کے قلب میں عظمتِ شیخ

جیسا کہ چاہیئے تا ہم نہیں رہ سکتی - بلکہ جب شیخ کے عقائد اور اعمال بزعم مرید خلافِ شرع اور سُنّت ہوں گے تو شیخ کے ساتھ ارادت بھی کسی طرح باقی نہیں رہ سکتی -

اور ایسی حالت میں خود شیخ لائقِ مشیخت متصوّر نہیں ہو سکتا - اس لئے کہ جب شیخ کو قطع نظر اپنے علم ظاہری کے اپنے کشفِ باطنی اور نورِ عرفان سے بالخصوص ایسے مسائل میں جو ان کے اور ان کے مُریدوں کے مابہ الاختلاف ہوں حق و باطل، ضلالت و اباحت میں تمیز نہ ہو سکے تو وہ بھی ترقی مدارج ہے منازل الی اللہ کا ذریعہ کیونکر بن سکتا ہے یا کیونکر بنایا جا سکتا ہے - اور وہ کامل و مکمل کیونکر متصوّر ہو سکتا ہے -

اور اگر کہا جاوے کہ ایسے مسائل فرعیہ کا اختلاف قدیمی بات ہے اور اس سے معاملات طریقہ میں کچھ حرج متصوّر نہیں ہے -

تو اوّل تو یہ اختلاف ایسا ادنیٰ درجہ کا نہیں ہے - دوسرے اس کے تسلیم کرنے میں طالبانِ حق کو کسی عالم و کامل متبع سُنّت شیخ کی تلاش کرنے کی جو ایک ضروری بات قرار دی گئی ضرورت باقی نہیں رہتی بلکہ ہر صوفی مشرب ان اشغال معینہ و معمولات کی تعلیم اور بذریعہ بیعت داخلِ سلسلہ کرنے کیلئے کافی ہو سکتا ہے - اور اگر مُرید اور خلیفہ کو اتباعِ کامل کی ضرورت ہے اور مُرشد کے ساتھ ہم خیال و ہم عقیدہ و ہم عمل ہونا ضروری ہے تو بوجہ اختلاف مسائل معلومہ متذکرہ شبہ اوّل ان حضرات کے اندر اُن کا فقدان ظاہر ہے -

پس ایسی حالت میں ان حضرات کی خلافت خلافتِ راشدہ کیونکر تسلیم ہو - اور اگر نہ تسلیم ہو تو حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے

وہ فرماتے الخ ... حضرت مولانا رشید احمد صاحب کے حق میں نافذ ہوتے ہیں کیا معنی رکھتے ہیں اور کس بنا پر ہیں اور اگر ان ...

ہر دو حضرات کے معتقدات اور معمولات یکساں قرار دیئے جائیں تو تطبیق کس طریقہ سے کی جاوے اور قطع نظر دیگر مضامین کے حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے رسالہ **فیصلہ ہفت مسئلہ** کیلئے ایک شرح پُر از تاویلات کثیرہ مطلوب ہو گی۔

تیسرا شُبہ

یہ ہے کہ حضرت حاجی صاحب کے خلفاء میں باعتبار اختلاف بعض معتقدات و معمولات میں دو فریق ہیں اور ہر فریق علماء کا ہے۔ جن میں ایک فریق مولوی احمد حسن صاحب کانپوری اور شاہ عبدالحق صاحب مہاجر مکیؒ۔ مولوی عبدالسمیع صاحب میرٹھی وغیرہ کا ہے جن کے معمولات و معتقدات مثل حضرت حاجی صاحب و دیگر متقدمین صوفیہ کرام پیشوایان سلسلہ چشتیہ صابریہ قدوسیہ کے ہیں۔

اور دوسرا فریق مولوی رشید احمد صاحب و مولوی اشرف علی صاحب و مولوی محمد قاسم صاحب مرحوم وغیرہ کا ہے۔ جو اُن کے معتقدات و معمولات کو بدعت و ضلالت بلکہ اس سے بھی زیادہ بدتر کہتے ہیں کہ نوبت بشرک و کفر پہنچاتے ہیں۔

پس ان ہر دو فریق سے خلافت راشدہ کس فریق کی متصور ہو سکتی ہے اور حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے لیسے دو مختلف العقیدہ والعمل اشخاص کو خلافت عطا فرمانا کیسا عمل ہے۔

پس یہ ہیں وہ اعتراض و شُبہات جن کے جوابات معقول دینے ہیں۔ اور مخالفین نامعقول کو معقول کر دینے ہیں مجھ جیسے بعض کم علم محبان خانوادہ امدادیہ کو دشواری ہوتی۔ پس اگر والاجناب توجہ فرماویں اور ان اُمور کا جواب مفصل فرماویں تو قطع نظر اس کے کہ مخالفین کے جواب میں سہولت ہو جاوے بمصداق لیطمئن قلبی کے موجب انشراح خاطر کیلئے بھی بے غائت بکار آمد اور مفید ہو۔ فقط والسلام

(فتاویٰ اشرفیہ جلد چہارم کتاب البدعات صفحہ ۶۱ تا ۶۴ مطبوعہ دیوبند مؤلفہ مولوی اشرف علی)

مولوی اشرف علی کے جواب سے پہلے

اگرچہ بعض قارئین ایک دیوبندی کے اپنے پیشوا کے نام اس طویل خط کو پڑھتے پڑھتے اُکتا بھی سکتے ہیں۔ تاہم اس خط میں وہ سب کچھ کہا جا چکا ہے جو ہم لوگ کہتے ہیں۔ اور سوائے اس ایک نامعقولیت کے جو کہ مخالفین کو نامعقول کہا ہے باقی تمام تر اعتراضات مبنی بر صداقت اور حقائق کی شاندار تصویر ہیں۔ ہم اس خط کو مختصر بھی کر سکتے تھے اور اس کے زیادہ ضروری حصے نقل کرنے پہ اکتفا کر سکتے تھے مگر محض اس لئے کہ شاید کوئی دیوبندیوں کے مزعومہ عقائد کو حق جاننے والا ایسا حق پرست شخص پڑھ کر راہ حق پا جائے جس کو ابھی تک حقائق کا علم نہ ہو سکا ہو۔

اَب آپ مولوی اشرف علی کا طویل و عریض گورکھ دھندا ملاحظہ فرمائیں اور مختلف چالاکیوں سے رُوشناسی حاصل کریں اور پُوری پُوری دلجمعی سے سمجھنے کی کوشش کریں کہ مولوی صاحب کہنا کیا چاہتے ہیں۔ اگر آپ نے کچھ نہ کچھ سمجھ لیا تو پھر آپ یقیناً شمع معمہ نمبر چار سو تئیس حل کر کے پہلا انعام حاصل کر سکتے ہیں۔

مولوی اشرف علی کا جواب

شبہ اوّل کا جواب یہ ہے کہ حضرت صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے وہی عقائد ہیں جو اہلِ حق کے ہیں اور حضرت کا اِن اعمال میں شریک ہونا یا تحریراً و تقریراً اذن فرمانا نعوذ باللہ مبنی فساد عقیدہ پر نہیں ہے نہ تقیہ پر ہے۔ بلکہ چونکہ یہ اعمال فی نفسہا جائز ہیں اُن کو جائز سمجھ کر کرتے تھے اور کہتے تھے اور گمان یہ تھا کہ فاعلین یا مخاطبین یا حاضرینِ مجلس بھی ان مفاسد سے مبرا ہوں گے۔ تو بعض جگہ یہ گمان صحیح تھا۔ اور بعض جگہ حسنِ ظن کا غلبہ تھا اور یہی صورت اکثر تھی۔ اور جو لوگ بدعت و ضلالت کہتے ہیں نفسِ افعال کو نہیں کہتے کہ حضرت پر اثر پہنچے بلکہ مفاسد کو کہتے ہیں جس سے حضرت خود بری ہیں پس حضرت کے قول و فعل کا خلاصہ یہ نکلا کہ یہ افعال بلا مفاسد جائز ہیں اور فتاویٰ علماء کا حاصل یہ ہوا کہ یہ افعال مع المفاسد ناجائز ہیں۔ سو اس میں کچھ اختلاف نہ ہوا۔ البتہ یہ امر کہ آیا اکثر مواقع میں یا مفاسد موجود ہیں یا نہیں۔ اس میں حضرت اور علماء کا اختلاف رہا۔ سو یہ ایک واقعہ میں اختلاف ہے جیسے زید کے کھڑے ہونے میں۔ اس میں اگر حضرت کو صحیح خبر تحقیق نہ ہوئی ہو تو حضرت پر الزام و ملامت نہیں اور نہ اختلاف کرنیوالوں کو اس کے خلاف سے کوئی ضرر۔ "کچھ نہ سمجھے خدا کرے کوئی"

(چونکہ چنانچہ میں معاملہ ختم)

دُوسرے شُبہ کا جواب یہ ہے

معمّہ نمبر ۲

کہ جو امر یقیناً خلاف ہو اُس میں شیخ کا اتباع مُرید کو ضرور نہیں

اور جو اُمر ایسا ہو کہ شیخ کا عقیدہ اس میں صحیح ہے۔ اور کسی واقعہ کی صحیح خبر نہ پہنچنے سے عمل خلافِ مصلحت ہو گیا۔ چونکہ فی نفسہٖ وہ امر خلافِ شرع نہیں حُسنِ عقیدہ و نیّت سے شیخ نے کیا ہے وہ خلافِ شرع نہیں ہے اس لئے شیخ کی عظمت مرید کے قلب سے ذرّہ برابر

بھی نہیں گھٹ سکتی۔

مَثلاً

اگر کسی شخص نے ہمارے پیغمبر صلّی اللہ علیہ و آلہ وسلّم کو کھانے میں زہر ملا کر کھلا دیا اور آپ کو اُس وقت خبر نہ ہوئی"۔

تو صحابہ کے قلب سے یہ سمجھ کر کہ حضورؐ نے زہر نوش فرمایا ہرگز عظمت کم نہیں ہو سکتی بلکہ یہی کہا جاوے گا کہ آپ نے کھانا حلال نوش فرمایا ہے۔

مگر زہر کی اطلاع حضورؐ کو نہ ہوئی ورنہ ہرگز نوش نہ فرماتے۔

اور اس بنا پر مرید افعالِ شیخ کو خلافِ شرع نہ سمجھے گا جو عظمت کم ہو اور کشفِ باطن اور نورِ عرفان کو حق و باطل کا انکشاف کسی درجہ میں مسلّم سہی مگر یہاں تو حق و باطل میں شیخ کو التباس ہی نہیں جو انکشاف کی حاجت ہو۔ اس کا انکشاف تو حاصل ہے کہ فلاں طور پر باطل ہے صرف ایک واقعہ جزیہ اس کی نظر سے مخفی ہے۔

جس کا مخفی ہونا انبیاء علیہم السّلام سے بھی مستبعد نہیں۔ خود حدیث میں حضورؐ کا ارشاد ہے کہ مَیں بشر ہوں شاید کوئی شخص اپنے دعوے پر حُجتِ شرعیہ قائم کر کے مقدمہ جیت لے۔ اور اُس کا حق نہ ہو اور مَیں اُسے دلا دُوں تو وہ دوزخ سے حصّہ لے رہا ہے۔ ظاہری حُجت پر حضورؐ حکم فرما دیتے تھے۔

اور بعض اوقات احتمال ہوتا تھا کہ شاید دوسرے کا حق ہو۔

حضورؐ پر ہرگز کوئی طعن نہیں ہو سکتا۔ آپ نے تو حق ہی فیصلہ فرمایا تھا۔ چونکہ واقعہ کی تحقیق صحیح نہ ملی اس لئے صاحبِ حُجت کو غالب فرما دیا۔ ایسی حالت میں کامِل مکمّل ہونے میں کوئی شُبہ نہیں ہو سکتا۔ بخلاف اُس شیخ کے جس کے عقاید یا مسلک میں غلطی یقینی ہو۔ وہ البتہ قابل شیخ ہونے کے نہیں۔ اور اُوپر معروض ہو چکا ہے کہ حضرت کے عقائد یا مسلک میں خلاف نہیں صرف ایک واقعہ کی تحقیق صحیح نہیں پہنچی۔ پس نہ حضرت پر کوئی شُبہ رہا نہ خلفاء کی خلافتِ راشدہ میں کوئی قدح رہا۔ سلطان نظام الدّین اولیاء قُدِسَ سِرّہٗ کے خلیفہ کا

سماع سے مُنکر ہونا شیخ کے رُوبرُو مشہور و معروف ہے۔

تیسرے شُبہ کا جواب

معمّہ نمبر (۳)

تیسرے شُبہ کی نسبت یہ عرض ہے کہ حضرت کے تمام خدام کی خوش اعتقادی کا دعویٰ ہم نہیں کر سکتے۔ یقیناً بعض اہلِ علم کو بعض اُمور میں لغزش واقع ہوئی ہے۔ بعض کو تو مسائل میں غلطی ہو گئی ہے جس سے حضرت بالکل منزّہ اور مبرّا ہیں ـــــ اور اگر وہ **حضرت کے قول کی سند لاویں تو بہت یقین کے ساتھ کہا جا سکتا ہے کہ اُنہوں نے حضرت کے کلام کو نہیں سمجھا یا حضرت نے غلبۂ حال میں کوئی امر فرمایا جو تاویل کے قابل ہوتا۔** اور اُن صاحبوں نے اُس کو ظاہر پر محمول فرما لیا۔ چنانچہ اس ناکارہ کے رُوبرُو غلبۂ حال میں بعض اُمور غامضہ فرمائے اور خود حضرت کی حالت سے ممکن ہو گیا کہ اُس وقت غلبہ ہے۔ مگر ممکن ہے کہ اس کی طرف کسی کی توجہ نہ ہوئی ہو اور اُس نے اس کو غلبۂ حال نہ سمجھا ہو۔ اس لئے وہ غلطی میں مبتلا ہو گیا ہو یُوں بھی ممکن ہے ان حضرات کو حضرت کے طرزِ عمل کے سمجھنے میں غلطی ہوئی ہو۔ اور اگر غلطی بھی نہیں تو عوام ان کے فعل سے ضرور برباد ہوتے۔ سو چونکہ ان صاحبوں کو غلبۂ حال ہی نہیں۔ اور عوام کے حال سے بھی علماء کو بوجہ اختلاط عوام کے اطلاع زیادہ ہوتی ہے۔ اس لئے ان صاحبوں کی غلطی تحقیقِ واقعہ میں یا غلبہ حال کے ارشادات نقل کر دینے میں قابلِ معذوری نہیں اور مشائخ میں یہ دونوں عُذر صحیح ہیں اور مسئلہ کی یقینی غلطی تو کسی کیلئے بھی عُذر نہیں۔

(فتاویٰ اشرفیہ جلد چہارم صفحہ ۶۴ تا ۶۶ مطبوعہ دیوبند)

شُبہات کے جوابات پر شُبہات

قارئین کرام مولوی اشرف علی کے معمّہ جات سے کچھ سمجھے ہوں یا نہ سمجھے ہوں۔ مگر جس سائل کے جوابات دیئے گئے تھے وہ مطمئن نہیں۔ لہٰذا وہ اپنے مزید کئی شُبہات کا اظہار دوسرے خط میں کرتا ہے خط پہلے کی طرح کافی طویل ہے۔ لہٰذا اس کے چند اقتباسات پیش کئے جاتے ہیں:۔

سائل مولوی اشرف علی کے خطابات وغیرہ کے بعد لکھتا ہے:۔

● ایک امر محض بنظرِ اطلاع پیش کرتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ اس عریضہ میں میری نظر سے ایک تحریر مولوی احمد حسن صاحب کانپوری کی گذری ہے جس میں رسالہ فیصلہ ہفت مسئلہ کی بابت یہ لفظ تحریر تھے۔

★ **ہفت مسئلہ میں جو ضمیمہ لگایا گیا ہے اس کی عدم رضا حضرت کی طرف سے ثابت ہے۔ مولوی شفیع الدین صاحب سے بتاکید آپ نے فرمایا ہے کہ اشتہار دو اس امر کا کہ ضمیمہ ہمارے خلاف ہے۔**

اب اصل مطلب عرض کیا جاتا ہے۔ کہ آپ نے ارقام فرمایا ہے کہ یہ اعمال **فی نفسہا** جائز ہیں ان کو جائز سمجھ کر کرتے تھے اور کہتے تھے اور گمان یہ تھا کہ فاعلین اور مخاطبین و حاضرینِ مجلس ان مفاسد سے مبرّا ہوں گے۔

● وہ مفاسد کیا ہیں جن سے حضرت مبرّا تھے۔ یہاں تک خیال کیا جاتا ہے مفاسد وہی اُمور قرار دیئے گئے ہیں جن کو حضرت حاجی صاحب نے مصالح پر مبنی نہ ہونا ارشاد فرمایا ہے۔

★ کیا حضرت حاجی صاحب کے یہاں جو محفل میلاد شریف ہوتی تھی یا جن محافل کے اندر ہندوستان میں یا مکّہ معظّمہ وغیرہ میں حضرت حاجی صاحب کو شرکت کا اتفاق ہوا ہوگا ان محافل میں تداعی اور کثرت روشنی اور استعمال خوشبو

و اہتمام فروش و جائے نشستِ ذاکر کو بلند و ممتاز قائم کرنا اور قیام بالتخصیص عند الذکر الولادۃ" اور اجتماع ہر خاص و عام کا نہیں ہوتا تھا! نہیں؟ ضرور ہوتا تھا - پس وہ کونسے مفاسد تھے جن سے حضرت کو عدم واقفیت اور لاعلمی تھی - اور وہ کونسے واقعات تھے کہ جن سے حضرت بے خبر تھے کہ جس کی بنیاد پر واقعہ کی تحقیق میں غلطی ہونا تسلیم کیا جا سکے -

- شبہ دوم چونکہ شبہ اوّل پر مبنی ہے اس لئے اس کے جواب میں بھی وہی انداز قائم کیا گیا کہ کسی واقعہ کی صحیح خبر نہ پہنچنے سے کوئی عمل خلافِ مصلحت مرشد سے سرزد ہو جائے تو عظمتِ شیخ کی بابت کوئی ناقص خیال پیدا نہیں ہوتا -
- اوّل تو حسبِ اقوال و اعمال متصوفین سابقین شیخ کے حق میں یہ کلام و گمان بھی کہ عمل خلافِ مصلحت ہوا - سوءِ ادبی ہے کیونکہ باوجود علم و احتمال کے ایسے اختلافات عظیم کے ایسے شیخ سے عمل خلافِ مصلحت ہو جانا اُس کی شان میں فرق ڈالنے والی بات ہے - دوسرے یہ امر دریافت طلب ہوا کہ وہ کونسے ایسے واقعات تھے جن کی خبر صحیح حضرت کو نہ پہنچی تھی - جہاں تک خیال کیا جاتا ہے اس امر کا ثابت کرنا سخت متعذر معلوم ہوتا بلکہ اس کے خلاف شہادتیں تحریری و تقریری ہندوستان میں اکثر موجود ہیں -
- شبہ سوم کا جواب بھی بطرز سابق یہ ارقام ہوا ہے کہ حضرت کا خلافت عطا فرما دینا کسی مبتلائے غلطی کو بنا بر عدم اطلاع اُس شخص کی غلطی ہے جس کا خلافِ شان نہ ہونا اُوپر ظاہر ہو چکا ہے - اس معاملہ میں اوّل تو یہ مان لینا کہ حضرت کو ان اشخاص کے احوال و عقائد اور اعمال کی اطلاع نہ ہو بہت سخت دشوار بلکہ بداہت کا انکار ہے اور کسی طرح قرینِ عقل نہیں کہ جو لوگ مدتوں خدمت و صحبت میں حاضر رہے ہوں اور نزدیک و دُور سے فیضانِ باطنی سے مستفیض ہوتے رہے ہوں ان کے معتقدات اور معمولات سے حضرت بے خبر رہیں اور اگر عیاذاً باللہ بہ تمثیل منافقان اوّل

زمانہ رسالت بے خبر تسلیم بھی کی جاوے تو حضرت پر بڑا الزام یہ عائد ہوگا کہ بلا اطمینان تصحیح حال و اعمال خلافت کیوں عطا فرما دی - اس لئے کہ یہ امرِ خلافت تو کوئی دنیا کا کام نہیں تھا یا کوئی عبادت یا معاملات کا مسئلہ یا استفتاء نہ تھا کہ جس کی بابت یہ حجت کی جا سکے کہ واقعات و حالات سے بے خبر رہنے کی وجہ سے حکم یا عمل خلافِ واقعہ یا مصلحت صادر ہو گیا بلکہ یہ معاملہ تو بالکل نورِ باطن و تصفیہ قلب و عرفان سے تعلق رکھتا ہے - پھر کیوں ان ذریعوں سے مثل بزرگان سلف مریدین کے حالات کو دریافت نہیں کیا - تاکہ وہ غلطیاں جن میں بعض خلفاء مبتلا تھے آئندہ سلسلہ میں سُنّتِ پیر یا عملِ شیخ قرار پا کر شائع نہ ہونے پائیں - کیوں مرآۃ قلب حضرت میں ان خلفاء کے بعض عقائد و اعمال فاسدہ کا عکس جیسا کہ اکثر بزرگواروں کے حالات میں مذکور ہوتا ہے منعکس نہیں ہوا اب ان اُمور کا جواب بعد ملاحظہ و توجہ تحریر اوّل کے ارشاد فرمایا جاوے -

(فتاویٰ اشرفیہ - جلد چہارم صفحہ ۶۷/۶۸ مطبوعہ دیوبند)

مولوی اشرف علی کے شعلہ فگن

جوابات کے اقتباسات

• غصّہ • نفرت • اُلجھنیں • مُعمّے

اَلجواب :- از خاکسار اشرف علی عفی عنہٗ - السّلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہٗ

- آپ نے جو تحریر فرمایا ہے کہ منکرین کیلئے ہنوز گنجائش کلام باقی ہے - سو احقر نے پہلے بھی منصفین کے لئے لکھا تھا اور اب بھی اسی غرض سے لکھتا ہوں -
- تمام تر تحریرات میں اس کا منکرین سے قطع نظر کر لیجئے اپنے شبہات کو البتہ رفع کر لیجئے - دوسروں سے گفتگو ہو تو اُن کو علماء کا حوالہ دے دیجئے، خود وہ

اپنے شبہات رفع کرلیں آپ کیوں فکر فرماتے ہیں۔

- اگر وہ معاند ہوں جانے دیجئے اُن کو ساکت کرنے کا کوئی شرعاً مکلّف نہیں پھر تعب برداشت کرنا ایک فضول امر کیلئے کسی کو کیا ضرورت پڑی ہے۔
- دیگر روایات کی تلاش کی چونکہ ضرورت نہیں اسلئے اس کا قصد نہیں کیا گیا جبکہ ایک دلیل بھی کافی ہے۔
- اگر یہ امر قابلِ اطلاع تسلیم بھی کرلیا جاوے تو بھی مضر نہیں۔ کیونکہ ممکن ہے کہ حضرت کی خدمت میں ضمیمہ اس طرح اور ایسے عنوان سے پیش کیا گیا ہو کہ حضرت منطبعہ انکارِ نفس اعمال یا منع القیود المباحہ بلا الروم المفاسد کا ہو گیا ہو۔
- جو مفاسد آپ نے دریافت فرمائے ہیں اگر آپ اصلاح الرسوم کی مفصل بحث میلاد شریف یا رسالہ طریقہ مولد شریف از تالیفِ احقر ملاحظہ فرماویں تو بخوبی اُن مفاسد کا انکشاف ہو جاوے۔
- یہی وہ مفسدہ ہے جس کا مخفی رہ جانا اور ملتفت الیہ نہ ہونا بعید نہیں۔ اکثر مفاسد نیات و عقائد و عوام کے بزرگان و اکابر سے مخفی رہتے ہوئے روز و شب مشاہدہ میں آتے ہیں۔
- شُبہ دوم کا جواب بھی اسی تقریر سے نکل آیا۔ سوء ادب کا شُبہ اہلِ فہم سے نہایت بعید ہے۔ جب انبیاء علیہم السلام سے زلت کے صدور کے معتقد و قائل ہونے میں سوءِ ادب لازم نہیں آتا تو اولیاء کرام کے حق میں کونسی بات سوءِ ادب کی ہے۔
- شُبہ سوم کا جواب بھی مضامین مذکورہ بالا میں نظر کرنے سے صاف ظاہر ہے اور یہ سوال کہ نورِ باطن سے حضرت کو کیوں نہ معلوم ہو گیا یا کیوں معلوم نہ کر لیا۔ اس کا حاصل یہ ہوا کہ آپ کو کشف کیوں نہ ہوا۔ یا آپ نے قوتِ کشفیہ کیوں

استعمال نہ کیا۔ سو جو لوگ اس فن سے واقف ہیں اُن کے نزدیک اس کا جواب بدیہی ہے کہ کشف امر اختیاری نہیں دائمی ہے۔ اسلئے یہ سوال ضعیف ہے۔ اس پر جو تفریعات کی ہیں وہ بھی سب اسی طرح مدفوع ہیں۔

- اَب آخر میں یہ عرض ہے کہ اگر کوئی نیا شُبہ ہو تو تحریراً طے فرمانے کا مضائقہ نہیں۔ اور اگر مثل خط دوم کے پہلے ہی شُبہات کا اِعادہ اور اُن کے جوابوں کی توضیح کا لکھنا مدِ نظر ہو تو اس تطویل سے بہتر ہوگا اگر خود تشریف لا کر فیصلہ فرمالیں۔ والسّلام۔

(فتاویٰ امدادیہ اشرفیہ جلد چہارم صفحہ ۶۹/۷۲ مطبوعہ دیوبند)

مریدوں کی شان میں پیر کا قصیدہ

بَراھینِ قاطعہ

چنانچہ حضرت سیّدنا حاجی صاحب ضیاء القلوب صنہ ۶ پر ارقام فرماتے ہیں:۔

ونیز ہر کس کہ ازیں فقیر محبّت و عقیدت و ارادت دارد مولوی رشید احمد صاحب سلمہٗ، مولوی محمّد قاسم صاحب سلمہٗ، راکہ جامع جمیع کمالات علوم ظاہری و باطنی اَند بجائے من فقیر رقم اوراق بلکہ مدارج فوق النریع شمارند اگرچہ معاملہ برعکس شد کہ اوشاں بجائے من و من بمقام اُوشاں شدم صحبت اوشاں راغنیمت دانند کہ ایں چنیں کساں دریں زمان نایاب اند۔ (براہین قاطعہ صفحہ ۲۷ مطبوعہ دیوبند۔ یوپی انڈیا)

یاد رہے کہ یہ کتاب اوّل تو ہے ہی رشید احمد گنگوہی کی اور اگر اس سے انکار بھی کیا جائے تو اس کتاب پر رشید احمد گنگوہی کی زبردست تقریظ لکھی ہوئی ہے اور کتنی شرم کی بات ہے۔ اگر پیر نے اپنی کسرِ نفسی کرتے ہوئے مرید کو خود پر ترجیح دیدے تو مریدوں اپنی بڑائی بیان کرتا پھرے کر دیکھو میں اپنے پیر سے بھی بڑا ہوں۔" افسوس ہے ایسی پیری اور مریدی پر۔"

علی بابا کے خلاف چالیس مریدوں کا فتویٰ

رشید احمد گنگوہی — مولوی عبدالرحمٰن — مولوی محمد حسین خاں — مولوی عبدالحئی — حفیظ اللہ — محمد نجیب خان — تلطف حسین — حکیم ضیاء الدین

اشرف علی تھانوی — قاسم نانوتوی — خلیل احمد انبیٹھوی — عبداللہ میرٹھی — احتشام الدین مرادآبادی — ہدایت علی مرادآبادی — محمود حسن سہسوانی — محی الدین احمد — مفتی لطف اللہ — محمود حسن مرادآبادی — مولوی احمد حسن — محمد حسین دہلوی

عبداللطیف سہارنپوری — محمد عالم علی — مولوی محمد اکبر — ملا سیف اللہ ولایتی — مولوی تراب علی — محمد یوسف جنیدی — سید سبط احمد — مولوی محمد عبداللہ — مولوی محمد اسحٰق — عبدالباری — مسعود محمد فتح پوری — امیر احمد نقوی

محمد اسمٰعیل — مولوی ابوالحسن — مولوی ابراہیم — مولوی عبدالسلام — مولوی ضیاء الدین — مولوی منصور علی — محمد نذیر حسین — سید امیر حسین

ختم، درود، فاتحہ، نذر، نیاز

ندایا رسول اللہ

پیر صاحب کے نزدیک

جائز ہے

ختم، درود، فاتحہ، نذر، نیاز، ندا یا رسول اللہ
پیر صاحب کے چالیس مریدوں کے نزدیک
ناجائز، حرام اور بدعت ضالہ ہیں۔

حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ کے فتویٰ کے خلاف
ان چالیس لوگوں کے دستخط فتاویٰ رشیدیہ میں
موجود ہیں